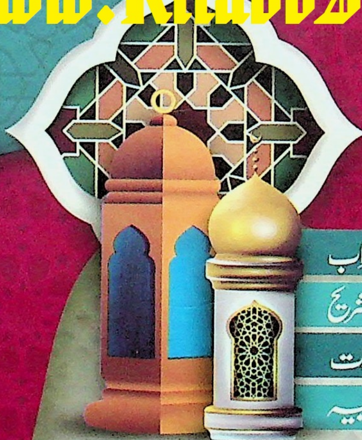


وفاق المدارس السلفیہ کے نصاب میں شامل
مشہور ومعروف کتاب اصول الشاشی کی مختصر شرح

تسہیل اُصُول الشّاشِی

نظام الدین ابی علی احمد بن محمد بن اسحاق الشاشی



خصوصیات
مکمل متن مع اعراب
سلیس ترجمہ وتشریح
مع امتحانی سوالات
حل لغات عربیہ

شارح مولانا مقصود احمد سلفی نظر ثانی حافظ ابوبکر ظفر

مکتبہ محمدیہ



وفاق المدارس السلفیہ کے نصاب میں شامل
مشہور و معروف کتاب اصول الشاشی کی مختصر شرح

تسہیل اُصول الشّاشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفاق المدارس السلفیہ کے نصاب میں شامل
مشہور و معروف کتاب اصول الشاشی کی مختصر شرح

تسہیل اصول الشاشی

نظام الدین ابی علی احمد بن محمد بن اسحاق الشاشی

خصوصیات

مکمل متن مع اعراب • سلیس ترجمہ و تشریح
مع امتحانی سوالات • حل لغات عربیہ

شارح
مولانا مقصود احمد سلفی حفظہ اللہ

نظر ثانی و تسہیل
حافظ ابوبکر ظفر حفظہ اللہ

ناشر
مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982

نام کتاب **تسہیل اُصول الشاشی**

باہتمام	---------------	عبدالرحمان عابد
کمپوزنگ	---------------	محمدیہ کمپوزنگ سنٹر
طبع اول	---------------	جنوری 2024ء
تعداد	---------------	1100
قیمت	---------------	/-

اسٹاکسٹ

طیبہ قرآن محل مکہ سنٹر گلی نمبر 5 منشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد
041-2624007,0345-7709626

مکتبہ عائشہ صدیقہ اقبال مارکیٹ' کمیٹی چوک' راولپنڈی
0321-9696981

اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
0346-7467125, 0303-7530314

مکتبہ ابوہریرہ، عام خاص باغ ربانی چوک ملتان 0305-7637751

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از شیخ الکل فی الکل مولانا عبد الحمید ہزاروی (رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین والہ واصحابہ اجمعین

الحمد للہ باعث مسرت بات ہے کہ فاضل نوجوان مولانا مقصود احمد سلفی جو کہ بہترین مدرس اور مصنف ہیں، نے "اصول الشاشی" کا اردو ترجمہ کر کے اس ضرورت کو احسن طریقہ سے پورا کیا ہے۔ امید ہے اس کاوش کو پسند کیا جائے گا۔

اور اسی طرح وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے تحت طلبا و طالبات کے چاروں درجات عامۃ، خاصۃ، عالیۃ، عالمیۃ کے امتحانات ہوتے ہیں اور ان امتحانات میں کامیابی کے لیے تمام جامعات کے اساتذہ طلبہ کو بھرپور تیاری کرواتے ہیں مگر پھر بھی طلبہ و طالبات دوران امتحانات بہت پریشان ہوتے ہیں لہٰذا حل شدہ پرچہ جات بھی بہت ضروری ہیں۔

آخر میں دعاگو ہوں اللہ تعالیٰ ان کی علمی و تحقیقی تدریسی اور دینی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

اللھم زدفزد

عبد الحمید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مضامین

اصول فقہ 15
مشقی سوالات 16
اَلْبَحْثُ الْاَوَّلُ فِيْ كِتَابِ اللهِ 17
فَصْلٌ فِي الْخَاصِّ وَالْعَامِ 17
پہلی بحث: کتاب اللہ کا بیان 17
فصل: عام وخاص 17
خاص کی تعریف 17
عام کی تعریف 17
بحث تقسیم العام 21
عام کی بحث 23
کلمہ ما کی عمومیت کی دلیل 25
بحث العالم المخصوص منه البعض 26
عام مخصوص البعض 27
مشقی سوالات 28
فَصْلٌ فِي الْمُطْلَقِ وَالْمُقَيَّدِ 30
بحث المطلق إذا أمكن العمل به لا يجوز الزيادة عليه 30
مطلق اور مقید کا بیان (مطلق کی تعریف) 30
بحث المشترك و المؤوّل 35
پہلا اعتراض 36
دوسرا اعتراض 36

پہلے اعتراض کا جواب 36
دوسرے اعتراض کا جواب 36
مشقی سوالات 37
فَصْلٌ فِي الْمُشْتَرِكِ وَ الْمُؤَوَّلِ 39
مشترک اور مؤول کا بیان 39
مشترک کا حکم 39
بحث الحقیقة والمجاز 41
مؤول کی تعریف 41
مؤول کا حکم 42
مفسر کی تعریف 43
حکم 43
مشقی سوالات 44
فَصْلٌ فِي الْحَقِيقَةِ وَالْمَجَازِ 45
فصل حقیقت اور مجاز کا بیان 45
حقیقت کی تعریف 45
مجاز کی تعریف 45
دونوں کا حکم 45
الحقیقة والمجاز 46
اعتراضات کے جوابات 49
حقیقت کی اقسام 51
متعذرہ کی مثال 52
مہجورہ کی مثال 53
مستعملہ کی تعریف 54
مستعملہ کی مثال 54

فَصْلٌ فِي تَعْرِيفِ الْاِسْتِعَارَةِ 57
استعارہ کے طریقہ کی بحث اور اس کی اقسام 57
فَصْلٌ فِي الصَّرِيحِ وَالْكِنَايَةِ 63
صریح اور کنایہ کا بیان 63
صریح کی تعریف 63
کنایہ کی تعریف 65
مشقی سوالات 68
فَصْلٌ فِي الْمُتَقَابِلَاتِ 70
متقابلات کا بیان 70
مفسر کی تعریف 77
محکم کی تعریف 79
مفسر اور محکم کا حکم 81
خفی کی تعریف 81
مشکل کی تعریف 83
مجمل کی تعریف 84
متشابہ کی تعریف 84
مجمل اور متشابہ کا حکم 84
مشقی سوالات 86
فَصْلٌ فِيمَا يُتْرَكُ بِهِ حَقَائِقُ الْأَلْفَاظِ وَمَا يُتْرَكُ بِهِ حَقِيقَةُ اللَّفْظِ خَمْسَةُ أَنْوَاعٍ ... 88
فصل ایسی صورتوں کا بیان جن میں الفاظ کی حقیقتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے 88
حقیقت قاصرہ کی تعریف 89
مشقی سوالات 98
فَصْلٌ فِي مُتَعَلِّقَاتِ النُّصُوصِ 100
نمبر ۳ دلالۃ النص کی تعریف 104

۴۔ اقتضاء النص کی تعریف 109

اقتضاء النص کا حکم 111

فَصْلٌ فِي الْاَمْرِ 114

فصل: امر کی لغوی واصطلاحی تعریف کا بیان 114

امر کی شرعی تعریف 114

فصل: امر مطلق کا بیان 116

فَصْلٌ اَلْاَمْرُ بِالْفِعْلِ لَا يَقْتَضِي التَّكْرَارَ 119

امر بالفعل کا بیان 120

مشقی سوالات 122

فَصْلٌ تَكْرَارُ الْعِبَادَتِ 123

عبادات کا تکرار 123

فَصْلٌ اَلْمَاْمُوْرُ بِهٖ نَوْعَانِ 125

مامور بہ کی اقسام کا بیان 125

۱۔ مطلق عن الوقت 126

۲۔ مقید بالوقت 126

فَصْلٌ اَلْاَمْرُ بِالشَّيْءِ 132

مامور بہ کے مستحسن ہونے کی فصل 132

فصل: اداء اور قضا کا بیان 136

اداء قاصرہ 137

قضا کی اقسام 142

قضاء قاصرہ کی تعریف 143

مشقی سوالات 146

فَصْلٌ فِي النَّهْيِ 148

نہی کا بیان 148

مشقی سوالات 155
فَصْلٌ فِي تَعْرِيْفِ طَرِيْقِ الْمُرَادِ بِالنُّصُوْصِ 157
فصل: نصوص سے مفہوم حاصل کرنے کے چند طریقے 157
مشقی سوالات 165
فَصْلٌ فِي تَقْرِيْرِ حُرُوْفِ الْمَعَانِي 167
حروف کے معانی کا بیان 167
مشقی سوالات 172
فَصْلٌ فِي الْفَاءِ اَلْفَاءُ لِلتَّعْقِيْبِ مَعَ الْوَصْلِ 173
حرف فا کا بیان 173
مشقی سوالات 178
فَصْلٌ ثُمَّ لِلتَّرَاخِي 179
ثم کا بیان 179
مشقی سوالات 180
فَصْلٌ بَلْ 181
بل کا بیان 181
مشقی سوالات 182
فَصْلٌ لٰكِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاكِ بَعْدَ النَّفْيِ 183
حرف لکن کا بیان 183
مشقی سوالات 186
فَصْلٌ اَوْ 187
حرف او کا بیان 187
مشقی سوالات 191
فَصْلٌ حَتّٰى لِلْغَايَةِ 192
حتی کا بیان 192

مشقی سوالات 195
فَصْلٌ اِلٰی لِاِنْتِهَاءِ الْغَايَةِ 196
حرف الٰی کا بیان 196
مشقی سوالات 197
فَصْلٌ عَلٰی 198
فصل حرف 'علی' کا بیان 198
مشقی سوالات 200
فَصْلٌ كَلِمَةُ فِي 201
حرف فی کا بیان 201
مشقی سوالات 206
فَصْلٌ حَرْفُ الْبَآءِ لِلْاِلْصَاقِ 207
"با" کی بحث 207
مشقی سوالات 210
فَصْلٌ فِي وُجُوْهِ الْبَيَانِ 211
بیان کی اقسام 211
بیان تقریر 211
فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ التَّفْسِيْرِ 213
بیان تفسیر 213
فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ التَّغْيِيْرِ 213
بیان تغییر 214
فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ الضَّرُوْرَةِ 219
۴۔ بیان ضرورت کی بحث 220
فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ الْحَالِ 222
۵۔ بیان حال کی بحث 222

فَصْلٌ وَأَمَّا عَطْفُ الْبَيَانِ 223
٦۔ بیان عطف کی بحث 223
فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ التَّبْدِيْلِ 225
٧۔ بیان تبدیل کا بیان 225
مشقی سوالات 226
اَلْبَحْثُ الثَّانِيْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ 228
فَصْلٌ فِيْ أَقْسَامِ الْخَبَرِ 228
خبر کی اقسام 228
متواتر کی تعریف 229
مشہور کی تعریف 229
خبر واحد کی تعریف 230
فصل: خبر واحد کی حجیت کا بیان 238
مشقی سوالات 240
اَلْبَحْثُ الثَّالِثُ فِي الْإِجْمَاعِ 241
فصل: تیسری بحث اجماع کا بیان 241
فصل: اجماع کی انوکھی قسم 245
فصل: اجتہاد کرنے کے لئے کونسا طریقہ صحیح ہے 248
دو دلیلیں باہم متعارض ہوں تو کونسا طریقہ ہوگا؟ 250
مشقی سوالات 252
اَلْبَحْثُ الرَّابِعُ فَصْلٌ فِي الْقِيَاسِ 254
بحث نمبر ۴ قیاس کا بیان 254
فَصْلٌ شُرُوْطُ صِحَّةِ الْقِيَاسِ خَمْسَةٌ 257
مشقی سوالات 263
فَصْلٌ اَلْقِيَاسُ الشَّرْعِيُّ 265

فصل: قیاس پر ہونے والے اعتراضات 276
وَاَمَّا الْقَوْلُ بِمُوْجِبِ الْعِلَّةِ 279
مشقی سوالات 279
نقض 284
معارضۃ 285
فَصْلٌ 286
حکم 286
مشقی سوالات 291
فصل: شریعت کے احکام کے اسباب کی توضیح 293
مشقی سوالات 299
فصل: موانع اور اس کی اقسام 300
فصل: فرض، وجوب، سنت اور نفل کی وضاحت 302
فَصْلٌ اَلْعَزِيْمَةُ 305
عزیمت اور رخصت کا بیان 305
عزیمت کا لغوی و شرعی مفہوم 305
شرعی معنی 306
رخصت کا لغوی اور شرعی مفہوم 306
فَصْلٌ: اَلْاِحْتِجَاجُ بِلَا دَلِيْلٍ 308
مشقی سوالات 315



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اصول فقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَعْلٰی مَنْزِلَۃَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِکَرِیْمِ خِطَابِہٖ وَ رَفَعَ دَرَجَۃَ الْعَالِمِیْنَ بِمَعَانِیْ کِتَابِہٖ وَ خَصَّ الْمُسْتَنْبِطِیْنَ بِمَزِیْدِ الْاِصَابَۃِ وَ ثَوَابِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ وَ أَصْحَابِہٖ وَالسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَ أَحْبَابِہٖ[1]

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے کریمانہ خطاب سے مومنوں کی منزلت و مقام کو بلند کیا ہے اور قرآن مجید کے معانی و مفاہیم کی وجہ سے علماء کے درجہ کو بلند کیا ہے۔ اور اجتہاد کرنے والوں کو مزید ثواب کے ساتھ خاص کیا۔ اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ پر درود و سلام ہو اور امام ابو حنیفہ اور ان کے رفقاء پر سلامتی ہو۔

وَ بَعْدُ فَاِنَّ أُصُوْلَ الْفِقْہِ أَرْبَعَۃٌ کِتَابُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ وَ إِجْمَاعُ الْأُمَّۃِ وَالْقِیَاسُ فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ فِیْ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْ ھٰذِہِ الْاَقْسَامِ لِیُعْلَمَ بِذٰلِکَ طَرِیْقُ تَخْرِیْجِ الْاَحْکَامِ

ترجمہ: اما بعد! حمد و ثناء کے بعد تحقیق فقہ کے چار اصول ہیں: (۱) کتاب اللہ۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کی سنت۔ (۳) اجماع امت۔ (۴) قیاس۔

اب ان اقسام میں سے ہر ایک کی الگ الگ بحث کرنا اس لیے ضروری ہے کہ احکام کی تخریج کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

حل لغات: أَعْلٰی: شرف بخشا واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از باب افعال۔

[1] نوٹ: وَالسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَأَحْبَابِہٖ۔ اس عبارت میں سلام، لغوی مراد ہے۔ کیونکہ سلام شرعی اور اصطلاحی طور پر صرف انبیاء کرام کے لیے خاص ہے۔ (مقصود احمد سلفی)

خِطَابِ: تقریر، لیکچر، دَفَعَ: بلند کرنا فیض یاب ہونا، واحد مذکر فعل ماضی معروف از باب(ف) خَصَّ: خاص کرنا، مخصوص کرنا، نوازنا، واحد مذکر فعل ماضی معروف از باب خص یخص۔ اَلْمُسْتَنْبِطِیْنَ: اجتہاد کرنے والے، مسائل کو سمجھنے والے، قرآن وسنت سے مسائل نکالنے والے، اسم فاعل از باب استفعال۔ الإصَابَةِ: رائے کا درست ہونا، درستگی، مصدر از باب افعال۔ تَخْرِیج: نکالنا، اخذ کرنا، مصدر از باب تفعیل۔

مشقی سوالات

۱۔ علماء کرام کا درجہ کون سی خوبی کی وجہ سے بلند ہے؟

۲۔ بالخصوص مجتہدین کا مقام کون سی نمایاں خوبی کی وجہ سے بلند وبالا ہے؟

۳۔ فقہ کے اصول کون سے ہیں؟

۴۔ اصول فقہ کا فائدہ کیا ہے؟



اَلْبَحْثُ الْاَوَّلُ فِي كِتَابِ اللهِ

فَصْلٌ فِي الْخَاصِّ وَالْعَامِ

فَالْخَاصُّ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مَعْلُوْمٍ اَوْلِمُسَمًّى مَعْلُوْمٍ عَلَى الْاِنْفِرَادِ كَقَوْلِنَا فِي تَخْصِيْصِ زَيْدٌ وَفِي تَخْصِيْصِ النَوْعِ رَجُلٌ وَفِي تَخْصِيْصِ الْجِنْسِ اِنْسَانٌ

بحث العام والخاص: وَالْعَامُ كُلُّ لَفْظٍ يَنْتَظِمُ جَمْعًا مِنَ الْاَفْرَادِ وَاِمَّا لَفْظًا كَقَوْلِنَا مُسْلِمُوْنَ وَمُشْرِ قُوْنَ وَاِمَّا مَعْنًى كَقَوْلِنَا مَنْ وَمَا وَحُكْمُ الْخَاصِّ مِنَ الْكِتَابِ وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِهِ لَا مَحَالَةَ فَاِنْ قَابَلَهُ خَبَرُ الْوَاحِدِ اَوِ الْقِيَاسُ فَاِنْ اَمْكَنَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِدُوْنِ تَغْيِيْرٍ فِي حُكْمِ الْخَاصِّ يُعْمَلُ بِهِمَا وَاِلَّا يُعْمَلُ بِالْكِتَابِ وَيُتْرَكُ مَا يُقَابِلُهُ

پہلی بحث: کتاب اللہ کا بیان

فصل: عام وخاص

خاص کی تعریف:

وہ لفظ ہے جسے کسی خاص معنیٰ یا معلوم مسمیٰ کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس کی تین اقسام ہیں:

(۱) تخصیص مرد: ایک خاص مرد کا نام ہو مثلاً زید۔

(۲) تخصیص قسم: کسی خاص قسم کا بیان ہو مثلاً مرد۔

(۳) تخصیص جنس: یعنی وہ لفظ جس سے کوئی خاص جنس معلوم ہو جیسے انسان۔

عام کی تعریف:

عام ہر وہ لفظ ہے جو تمام افراد پر مشتمل ہو۔ لفظی کی مثال مُسْلِمُوْنَ اور مُشْرِکُوْنَ ہے اور معنوی کی مثال من اور ما ہے۔

(وَحُكْمُ الْخَاصِّ مِنَ الْكِتَابِ): خاص کا حکم: قرآن مجید کے خاص لفظ پر عمل کرنا۔

یقینی طور پر واجب ہے۔ اگر خبر واحد یا قیاس اس کے مقابلہ میں آجائے تو غور و فکر کیا جائے گا۔ کیا ان دونوں میں تطبیق کرنا ممکن ہے۔ ہاں اگر قرآن مجید کے خاص حکم میں کسی تبدیلی کے بغیر تطبیق دینا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا وگرنہ کتاب اللہ پر عمل کیا جائے گا اور اس کے مخالف چیز کو چھوڑ دیا جائے گا۔

حل لغات: وُضِعَ: بنایا گیا واحد مذکر فعل ماضی مجہول۔ از باب (ف) مَعْلُوْمٍ متعین، مخصوص، واحد مذکر اسم مفعول از باب (س) مُسَمّٰی: شخصیت، ہستی اسم مفعول از باب تفعیل اِنْفِرَادِ: جس پر ایک چیز کا اطلاق ہو۔ مصدر از باب انفعال۔ یَنْتَظِمُ: اکٹھا کرنا۔ واحد مذکر فعل مضارع معروف۔ از باب افتعال۔ قَابَلَ: تعارض واقع ہونا۔ مقابلے میں آجانا۔ واحد مذکر فعل ماضی معروف از باب مفاعلہ۔ اَمْکَنَ: ممکن ہو۔ ایسا ہو سکتا ہو۔ واحد مذکر فعل ماضی معروف از باب افعال۔ تَغْیِیْرٍ: تبدیلی، مصدر از باب تفعیل۔ یُعْمَلُ: عمل کیا جائے گا۔ واحد مذکر فعل مضارع مجہول از باب نَصَرَ۔ یُتْرَكُ چھوڑ دیا جائے گا، واحد مذکر فعل مضارع مجہول۔

مِثَالُهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ (البقرة ۲۲۸) فَإِنَّ لَفْظَةَ الثَّلَاثَةِ خَاصٌّ فِي تَعْرِيفِ عَدَدٍ مَعْلُوْمٍ فَيَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ وَلَوْ حُمِلَ الْأَقْرَاءُ عَلَى الْأَطْهَارِ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ بِاعْتِبَارِ اَنَّ الطُّهْرَ مُذَكَّرٌ دُوْنَ الْحَيْضِ وَقَدْ وَرَدَ الْكِتَابُ فِي الْجَمْعِ بِلَفْظِ التَّانِيْثِ دَلَّ عَلَى أَنَّ جَمْعُ الْمُذَكَّرِ وَهُوَ الطُّهْرُ لَزِمَ تَرْكُ الْعَمَلِ بِهٰذَا الْخَاصِّ لِأَنَّ مَنْ حَمَلَهُ عَلَى الطُّهْرِ لَا يُوْجِبُ ثَلَاثَةَ أَطْهَارٍ بَلْ طُهْرَيْنِ وَ بَعْضَ الثَّالِثِ وَ هُوَ الَّذِي وَقَعَ فِيْهِ الطَّلَاقُ۔

مندرجہ ذیل مثالوں میں اس اصول کی وضاحت کی جاتی ہے:

مثال ۱: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾

تَرجَمہ: کہ طلاق والی عورتیں تین قروء مدت کا انتظار کریں۔ اب لفظ ثلاثہ خاص ہے۔ جو ایک معین عدد تین کے لیے وضع کیا گیا ہے لہٰذا اس پر عمل کرنا واجب

ہے۔[1] اگر لفظ اقراء کو اطہار پر محمول کیا جائے جیسا کہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے کیوں کہ لفظ طہر مذکر ہے اور لفظ حیض مونث ہے۔ قواعد نحو کے مطابق عدد مونث کی تمیز مذکر ہوتی ہے۔ لہٰذا نحو کی گرائمر کے مطابق قروء سے مراد طہر ہو گا۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ قرؤ واحد بمعنی طہر ہے لیکن یہ معنی کرنے سے ایک مشکل پیش آتی ہے کہ لفظ خاص ثلاثۃ پر عمل متروک ہو جاتا ہے کیونکہ جو اسے طہر پر محمول کرتا ہے۔ وہ مطلقہ کی عدت میں تین طہر لازم نہیں کرتا بلکہ دو طہر اور تیسرے کا کچھ حصہ جس میں طلاق واقع ہوئی ہے۔ جبکہ عدت تین حیض ہے۔

حل لغات: یتربصن: وہ عورتیں انتظار کریں۔ جمع مؤنث فعل مضارع معلوم از باب تفعل۔ ثلث: یہ لفظ عربی میں تین تک تعداد دیتا ہے۔ قروء کی واحد قرء حیض یا طہر۔ حمل: محمول کیا جائے، مراد لیا جائے۔ واحد مذکر فعل ماضی مجہول۔ از باب (ض) الاطہار: واحد طہر، حیض سے پاک ہونے کی حالت۔ المحیض: حیض کے مخصوص ایام جس میں عورت کو خون آتا ہے۔

فَيُخَرَّجُ عَلٰى هٰذَا حُكْمُ الرَّجْعَةِ فِي الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ وَزَوَالُهُ وَتَصْحِيحُ نِكَاحِ الْغَيْرِ وَإِبْطَالُهُ وَحُكْمُ الْحَبْسِ وَالْإِطْلَاقِ وَالْمَسْكَنِ وَالْإِنْفَاقِ وَالْخُلْعِ وَالطَّلَاقِ وَتَزَوُّجُ الزَّوْجِ بِأُخْتِهَا وَأَرْبَعٌ سِوَاهَا وَأَحْكَامُ الْمِيْرَاثِ مَعَ كَثْرَةِ تَعْدَادِهَا

(مذکورہ معنوی اختلاف کی وجہ سے شوافع اور احناف کے مابین چند اختلافی مسائل واقع ہوئے ہیں۔)

① تیسرے حیض میں رجوع کا حکم اور اس کا ختم ہونا۔ اور غیر سے نکاح کا صحیح ہونا اور اس کا باطل ہونا اور عورت کو روکنے اور نہ روکنے کا حکم اور خاوند پر نان و نفقہ اور سکنی

[1] امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک لفظ ﴿قروء﴾ سے مراد ایام حیض ہیں جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے ایام طہر مراد ہیں۔

کا واجب ہونا اور نہ ہونے کا مسئلہ اور خلع اور طلاق کا مسئلہ اور مطلقہ کی بہن کے ساتھ شادی کر سکتا ہے اور اس کے علاوہ وہ چار سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور کثرت تعداد کے ساتھ ان میں سے کسی ایک کے فوت ہونے پر وراثت کے احکام جاری ہوں گے یا کہ نہیں۔

تشریح: رجوع کا حق حنفیوں کے مطابق ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک شوہر رجوع کے حق سے محروم ہوگا۔

② احناف کے نزدیک عورت کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی۔ جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شوہر کے لیے عقد ثانی کرنا جائز ہے۔

③ عورت کو روکنے اور نہ روکنے کا حکم۔

④ خاوند پر نفقہ اور رہائش واجب ہے اور شوافع کے نزدیک عورت آزاد ہے لہٰذا وہ باہر جا سکتی ہے۔

⑤ احناف کے مطابق عورت خلع لے سکتی ہے جبکہ شوافع کے نزدیک اس قسم کا سوال جائز نہیں ہے کیونکہ عورت عدت کی تکمیل کے بعد آزاد ہو چکی ہے۔

⑥ احناف کے نزدیک شوہر مطلقہ بیوی کی بہن کو نکاح میں نہیں لا سکتا ہے یا اس کے علاوہ چار عورتوں کو نکاح میں نہیں رکھ سکتا جبکہ امام شافعی کے مذہب کے مطابق خاوند ان پابندیوں سے آزاد ہو چکا ہے۔

⑦ احناف کے نزدیک ان میں سے کسی ایک کے فوت ہونے پر وراثت کے احکام جاری ہوں گے جبکہ امام شافعی کے نزدیک ان کا ازدواجی تعلق ختم ہو گیا ہے لہٰذا ان پر احکام وارثت لاگو نہیں ہونگے۔[1]

حل لغات: زَوَالُهُ: زائل کرنا ختم کرنا، مصدر از باب (ن) ہفت اقسام اجوف واوی۔

---

[1] شوافع اور احناف عدت کے گزر جانے کے بعد خاوند اور بیوی کے باہمی تعلق ختم ہونے میں متفق ہیں۔ اختلاف صرف عدت گزرنے کے تعین میں ہے فرق یہ ہے کہ احناف کے نزدیک تیسرے طہر کے ختم ہونے پر عدت ختم نہیں ہوتی۔ جبکہ امام شافعی کے نزدیک عدت ختم ہو جاتی ہے اور ازدواجی تعلق بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اِبْطَالُهٗ: ختم کرنا از باب افعال صحیح اَلْحَبْسُ عورت کو گھر سے نکلنے کو روکنا مصدر از باب (ض) صحیح۔ اَلْاِطْلَاقُ: چھوڑنا۔ آزاد کرنا مصدر از باب (ف) لغوی معنی قمیض اتارنا۔ تَزَوَّجَ: شادی کرنا۔ مصدر از باب تفعل اجوف واوی۔

بحث تقسیم العام

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تعالی ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ أَزْوَاجِهِمْ﴾ (احزاب ٥٠) خَاصٌّ فِي التَّقْدِيْرِ الشَّرْعِيِّ فَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهٖ بِاعْتِبَارِ أَنَّهٗ عَقْدٌ مَالِيٌّ فَيُعْتَبَرُ بِالْعُقُوْدِ الْمَالِيَّةِ فَيَكُوْنُ تَقْدِيْرُ الْمَالِ فِيْهِ مَوْكُوْلًا اِلٰى رَأْيِ الزَّوْجَيْنِ كَمَا ذَكَرَهُ الشَّافِعِيُّ وَفُرِّعَ عَلٰى هٰذَا أَنَّ التَّخَلِّيَ لِنَفْلِ الْعِبَادَةِ أَفْضَلُ مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِالنِّكَاحِ وَاَبَاحَ اِبْطَالَهٗ بِالطَّلَاقِ كَيْفَ مَا شَاءَ الزَّوْجُ مِنْ جَمْعٍ وَ تَفْرِيْقٍ وَ أَبَاحَ اِرْسَالَ الثَّلَاثِ جُمْلَةً وَاحِدَةً وَ جُعِلَ عَقْدُ النِّكَاحِ قَابِلًا لِلْفَسْخِ بِالْخُلْعِ۔

مثال ۲: اللہ کا فرمان ہے: ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ أَزْوَاجِهِمْ﴾ "تحقیق ہم نے جان لیا ہے جو ہم نے ان پر فرض کیا ہے ان کی بیویوں کے بارے میں۔"

اس آیت میں لفظ "فَرَضْنَا" حق مہر کی شرعی مقدار مقرر کرنے کے لئے خاص ہے۔ لہٰذا اس پر عمل واجب ہوگا۔ اس پر عمل اس بناء پر ترک نہیں کیا جائے گا کہ یہ مالی لین دین ہے، اس کو باقی لین دین کے معاملات پر قیاس کرتے ہوئے خاوند، بیوی کی رائے پر چھوڑ دیا جائے جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے۔[1]

اس قاعدہ کی وجہ سے احناف اور شوافع کے مابین چند امور میں اختلاف واقع ہوا ہے:

① امام شافعی کے نزدیک نکاح کی بجائے نفلی عبادت کے لیے خلوت اختیار کرنا افضل ہے۔

---

[1] احناف کے نزدیک حق مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (بیس روپے دس آنے) جبکہ شوافع کے نزدیک حق مہر کی کوئی مقدار نہیں ہے بلکہ ہر وہ چیز ہے جس کی قیمت ہو سکتی ہو۔ حق مہر بن سکتی ہے خواہ وہ ایک درہم ہی کیوں نہ ہو۔

② امام شافعی نے خاوند کو اختیار دیا ہے کہ وہ بیوی کو جس طرح چاہے طلاق دے سکتا ہے۔ خواہ اکٹھی دے یا جدا جدا دے بلکہ وہ تین طلاقیں بیک وقت بھی دے سکتا ہے۔

③ امام شافعی کے مذہب کے مطابق خلع سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ جبکہ احناف مسائل میں شوافع کے مخالف ہیں۔

حل لغات: مَوْكُوْلًا: سونپ دینا۔ سونپا ہوا۔ واحد مذکر اسم مفعول از باب (ض) ہفت اقسام سے مثال واوی، تَقْدِيْرُ الْمَالِ: مال کا لین دین کرنا۔ مصدر از باب تفعیل۔ صحیح۔ فُرِّعَ: رونما ہونا، سامنے آنا۔ مصدر از باب (ف) صحیح۔ اَلتَّخَلِّيْ: خلوت میں جانا۔ مجردانہ زندگی گذارنا مصدر از باب تفعل۔ ناقص واوی۔ مادہ خلو ہے۔ أَبَاحَ: جائز کرنا واحد مذکر غائب فعل ماضی از باب افعال۔ اَلْفَسْخُ: ختم کرنا نکاح کو ختم کر دینا۔ مصدر از باب (ف) صحیح۔

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ خَاصٌّ فِيْ وُجُوْدِ النِّكَاحِ مِنَ الْمَرْأَةِ فَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهٖ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. بَاطِلٌ. بَاطِلٌ. وَ يَتَفَرَّعُ مِنْهُ الْخِلَافُ فِيْ حَلِّ الْوَطْءِ وَ لُزُوْمِ الْمَهْرِ وَ النَّفَقَةِ وَ السُّكْنٰى وَوُقُوْعِ الطَّلَاقِ وَ النِّكَاحِ بَعْدَ الطَّلَقَاتِ الثَّلَاثِ عَلٰى مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ قُدَمَاءُ أَصْحَابِهٖ بِخِلَافِ مَا اخْتَارَهُ الْمُتَاخِرُوْنَ مِنْهُمْ.

مثال ۳: فرمان الٰہی ہے کہ عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ خود کسی سے نکاح کرے۔ ﴿أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ﴾ اس آیت میں لفظ تَنْكِحَ خاص ہے جس سے ظاہر ہے کہ نکاح کرنے والی خود عورت ہے لہٰذا اس پر عمل متروک نہیں ہو گا کہ حدیث نبوی میں مروی ہے کہ جو عورت خود اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے۔ اس تعارض کی وجہ سے احناف اور شوافع کے درمیان ذیل کے مسائل میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

شوافع: ① شوہر کے لیے ایسی عورت سے وطی جائز نہیں ② خاوند پر حق مہر لازمی نہیں۔ ③ خاوند پر نان ونفقہ اور سکنی ضروری نہیں۔ ④ اگر خاوند طلاق دے دے تو واقع نہیں ہوتی۔ ⑤ شوہر تین طلاقیں دینے کے بعد حلالہ کے بغیر نکاح کر سکتا ہے۔ جبکہ احناف مذکورہ تمام مسائل میں شوافع کے مخالف ہیں۔

نوٹ: یہ رائے متقدمین شوافع کی ہے اور متاخرین اس رائے کے مخالف ہیں۔

حل لغات: تَنْكِحُ: وہ عورت نکاح کرے۔ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف از باب (ض) ہفت اقسام سے صحیح ہے۔ اِذْنٌ: اجازت دینا۔ مصدر از باب (س) مَهْمُوْزُ الفا۔ يُتَفَرَّعُ: شاخ کا نکلنا فرع کا نکلنا۔ مسئلہ نکلتا ہے، ظاہر ہوتا ہے۔ واحد مذکر فعل مضارع مجہول۔ از باب تفعل صحیح حَلَّ جائز حلال ہونا۔ مصدر از باب (ض) مضاعف ثلاثی۔ اَلْوَطْئُ: ازدواجی تعلق۔ ہمبستری کرنا۔ صحبت کرنا۔ مصدر از باب (حسب) لفیف مفروق۔ اَلسُّكْنٰى: رہائش گاہ۔ مکان وغیرہ۔

وَاَمَّا الْعَامُّ: فَنَوْعَانِ عَامٌّ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ وَعَامٌّ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْءٌ ﴿فَالْعَامُّ الَّذِيْ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْءٌ﴾ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْخَاصِّ فِيْ حَقِّ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهٖ لَا مَحَالَةَ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا قُطِعَ يَدُ السَّارِقِ بَعْدَ مَا هَلَكَ الْمَسْرُوْقُ عِنْدَهٗ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الضَّمَانُ لِاَنَّ الْقَطْعَ جَزَاءُ جَمِيْعِ مَا اكْتَسَبَهُ ﴿السَّارِقُ﴾

بحث عموم كلمة ما

فَاِنَّ كَلِمَةَ مَا عَامَّةٌ تَتَنَاوَلُ جَمِيْعَ مَا وُجِدَ مِنَ السَّارِقِ وَبِتَقْدِيْرِ اِيْجَابِ الضَّمَانِ يَكُوْنُ الْجَزَاءُ هُوَ الْمَجْمُوْعُ وَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهٖ بِالْقِيَاسِ عَلَى الْغَصَبِ:

عام کی بحث

عام کی دو قسمیں ہیں:

۱- عام مخصوص البعض۔ ۲- عام غیر مخصوص البعض۔ ۳- ایسا عام جس کا بعض حصہ

غیر مخصوص ہو۔ اس کے ساتھ عمل کرنا واجب ہے کیوں کہ یہ خاص کے مرتبہ میں ہے۔ اس اصول کے پیش نظر ہمارا مذہب ہے کہ جب چور سے مسروقہ چیز ضائع ہو جانے کے بعد اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو اس پر تاوان واجب نہیں ہوگا اس لیے کہ ہاتھ کا کاٹنا چور کے تمام جرائم کی سزا ہے کیوں کہ لفظ ما عام ہے جو چور کے تمام جرائم کو شامل ہے جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے۔ اگر ضمان کو بھی واجب کر دیا جائے تو سزا میں قطع ید کے علاوہ ضمان بھی شامل ہو جائے گا جیسا کہ امام شافعی نے ضمان کو واجب کیا ہے۔ جبکہ احناف نے اس قیاس پر عمل نہیں کیا۔

حل لغات: منزلة: قائم مقام۔ قطع، کاٹ دیا جائے۔ واحد مذکر فعل ماضی مجہول از باب (ف)۔ ید: ہاتھ السارق: چوری کرنے والا چور۔ واحد مذکر اسم فاعل از باب (ض)۔ هلك: تباہ ہونا۔ ہلاک ہونا تلف ہونا۔ واحد مذکر فعل ماضی معلوم۔ از باب (ض)۔ المسروق: چوری شدہ چیز۔ واحد مذکر اسم مفعول الباب (ض)۔ جزاء: بدلہ، سزا۔ مصدر از باب (ض)۔ اکتسب: کمانا۔ حاصل کرنا۔ واحد مذکر فعل ماضی معلوم از باب افتعال۔ یتناول: شامل ہوتا ہے۔ ضمن میں لیتا ہے۔ واحد مذکر فعل مضارع معروف از باب تفاعل۔ اجوف واوی۔ وجد: پایا جائے۔ موجود ہونا۔ واحد مذکر فعل ماضی مجہول از باب (ض) مثال واوی۔ اَلضَّمَانُ: ضامن ہونا۔ کفیل ہونا۔ ذمہ دار بننا۔ کفالت۔ تاوان لینا۔ مصدر از باب (س) صحیح۔ المجموع۔ جمع شدہ۔ چیز۔ واحد مذکر اسم مفعول از باب (ف) صحیح۔

وَالدَّلِيْلُ عَلٰى اَنَّ كَلِمَةَ مَا عَامَّةٌ مَا ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ رحمة الله: اِذَا قَالَ الْمَوْلٰى لِجَارِيَتِهٖ اِنْ كَانَ مَا فِيْ بَطْنِكِ غُلَامًا فَاَنْتِ حُرَّةٌ فَوَلَدَتْ غُلَامًا وَ جَارِيَةً لَا تُعْتَقُ وَبِمِثْلِهٖ نَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ (مزمل ٢٠) فَاِنَّهٗ عَامٌّ فِيْ جَمِيْعِ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَمِنْ ضَرُوْرَتِهٖ عَدَمُ تَوَقُّفِ الْجَوَازِ عَلٰى قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَجَآءَ فِي الْخَبَرِ اَنَّهٗ قَالَ (لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ) فَعَمِلْنَا بِهِمَا عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ بِاَنْ نَحْمِلَ

الْخَبَرَ عَلٰی نَفْیِ الْكَمَالِ حَتّٰی یَكُوْنَ مُطْلَقُ الْقِرَاءَةِ فَرْضًا بِحُكْمِ الْكِتَابِ وَقِرَاءَ ةُ الْفَاتِحَةِ وَاجِبَةٌ بِحُكْمِ الْخَبَرِ وَقُلْنَا كَذٰلِكَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مَالَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ﴾ (الانعام ۱۲۱) اَنَّهٗ یُوْجِبُ حُرْمَةَ مَتْرُوْكِ التَّسْمِیَةِ مِدًا وَجَاءَ فِی الْخَبَرِ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ سُئِلَ عَنْ مَتْرُوْكِ التَّسْمِیَةِ عَامِدًا فَقَالَ كُلُوْهُ فَاِنَّ تَسْمِیَةَ اللّٰهِ فِیْ قَلْبِ كُلِّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ فَلَا یُمْكِنُ التَّوْفِیْقُ بَیْنَهُمَا لِاَنَّهٗ لَوْ ثَبَتَ الْحِلُّ بِتَرْكِهَا عَامِدًا لَثَبَتَ الْحِلُّ بِتَرْكِهَا نَاسِیًا فَحِیْنَئِذٍ یَرْتَفِعُ حُكْمُ الْكِتَابِ فَیُتْرَكُ الْخَبَرُ۔

کلمہ ما کی عمومیت کی دلیل

جسے امام محمد نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب آقا نے اپنی لونڈی سے کہا اگر تیرے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ لڑکا ہوا تو آزاد ہو گی لیکن اس نے بیک وقت لڑکا اور لڑکی کو جنم دیا تو وہ آزاد نہیں ہو گی۔

مثال ۲: اسی جیسی ہم یہ مثال بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ کہ جس قدر آسان ہو قرآن پڑھو۔ اب یہ "ما" بھی عام ہے جس کا معنی ہے جو بھی پورے قرآن میں آسان ہو۔ لہٰذا اس کا تقاضا ہے کہ خاص سورت فاتحہ پڑھنے پر ہی نماز کا جواز موقوف نہ ہو جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ جب تک کوئی سورت فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ لہٰذا اب ہم ان دونوں یعنی قرآن اور حدیث پر اسی طریقہ سے عمل کریں گے۔ کہ کتاب اللہ کے حکم میں تغیر واقع نہ ہو اور سنت پر عمل بھی ہو جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اس حدیث میں وارد لا کو نفی جنس کی بجائے لا نفی کمال پر محمول کر لیں گے۔ لہٰذا کتاب اللہ کے حکم کے مطابق مطلق قرات فرض ہو جائے گی اور حدیث کے حکم کے مطابق سورت فاتحہ کی قرات کو واجب کہیں گے۔

مثال ۳: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ﴾ اب آیت سے مسئلہ ثابت ہو رہا ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر بسم اللہ کو چھوڑ دے تو اس ذبیحہ کا کھانا حرام ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی آدمی نے سوال کیا اگر کوئی شخص

جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھے تو کیا حکم ہے تب آپ ﷺ نے فرمایا اسے کھالو کیوں کہ ہر مسلمان کے دل میں اللہ کا نام نقش ہے۔ اب ان دونوں میں تطبیق ناممکن ہے کیوں کہ اگر کوئی شخص عمداً اسم اللہ کو چھوڑتا ہے تو وہ شے حلال ہے اور وہ ذبیحہ بھول کر یا دانستہ طور پر تسمیہ نہ پڑھنے کی وجہ سے بھی حلال ہو گا۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ کتاب اللہ پر عمل باقی نہ رہا لہٰذا حدیث پر عمل چھوڑ دیا جائے گا۔

حل لغات: فَوَلَدَتْ: اس نے جنم دیا۔ پیدا کرنا۔ اس نے جنا۔ واحد غائب فعل ماضی معلوم از باب (ض) لَا تُعْتَقُ: وہ آزاد نہیں ہو گی۔ صیغہ واحد مؤنث غائب ہے فعل نفی مجہول از باب افعال۔ صحیح۔ فَاقْرَؤُا: پس تم پڑھ لو جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از باب (ف)۔ مہموز اللام مَا تَيَسَّرَ: جو آسان ہو۔ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب تفعل اجوف یائی۔ تَوَقُّف: موقوف ہونا۔ رکنا۔ ٹھہرنا۔ مصدر از باب تفعل مثال۔ وَلَا تَأْكُلُوا: اور تم نہ کھاؤ۔ جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر از باب (ن)۔ مہموز الفا التَّوْفِيْقُ: موافق ہونا۔ درست ہونا۔ مصدر از باب تفعیل و مثال ذاوی۔ يَرْتَفِعُ۔ باقی نہ رہا۔ اٹھ جانا۔ واحد مذکر فعل مضارع از باب (ن)۔

بحث العالم المخصوص منه البعض

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَ اُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ يَقْتَضِیْ بِعُمُوْمَةِ حُرْمَةِ نِكَاحِ الْمُرْضِعَةِ وَقَدْ جَآءَ فِی الْخَبَرِ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ وَلَا الْاِمْلَاجَةُ وَلَا الْاِمْلَاجَتَانِ فَلَمْ يُمْكِنِ التَّوْفِيْقُ بَيْنَهُمَا فَيُتْرَكُ الْخَبَرُ۔

مثال ۴: اسی طرح اللہ کا فرمان ہے وَ اُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ تمہاری وہ مائیں حرام ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے۔ اس آیت کا عموم تقاضا کرتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کو نکاح میں لانا حرام ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک بار پینا اور دوبار پینا حرمت ثابت نہیں کرتا اور نہ ہی ایک بار اور دوبار پلانے سے حرمت ثابت ہوتی۔ اب ان دونوں کتاب و سنت میں تطبیق کی کوئی صورت ممکن نہیں لہٰذا حدیث پر عمل متروک ہو جائے گا۔

حل لغات: اَرْضَعْنَكُمْ: انہوں نے تم کو دودھ پلایا۔ صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی

معلوم از باب افعال۔ اَلْمُرْضِعَةُ: دودھ پلانے والی واحد مؤنث اسم فاعل از باب افعال۔ اَلْمَصَّةُ: پستان کو چوسنا۔ مصدر از باب سمع۔ مَصَّ۔ یَمَصُّ بر وزن بَرَّ یَبَرُّ مضاعف ثلاثی۔

وَأَمَّا الْعَامُّ الَّذِیْ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ فَحُکْمُهُ أَنَّهُ یَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ فِی الْبَاقِیْ مَعَ الْاِحْتِمَالِ فَاِذَا أَقَامَ الدَّلِیْلُ عَلٰی تَخْصِیْصِ الْبَاقِیْ یَجُوْزُ تَخْصِیْصُهُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ اَوِ الْقِیَاسِ اِلٰی أَنْ یَبْقَی الثُّلُثُ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا یَجُوْزُ فَیَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ وَاِنَّمَا جَازَ ذٰلِكَ لِأَنَّ الْمُخَصِّصَ الَّذِیْ أَخْرَجَ الْبَعْضَ عَنِ الْجُمْلَةِ لَوْ أَخْرَجَ بَعْضًا مَجْهُوْلًا یَثْبُتُ الْاِحْتِمَالُ فِیْ کُلِّ فَرْدٍ مُعَیَّنٍ فَجَازَ اَنْ یَکُوْنَ بَاقِیًا تَحْتَ حُکْمِ الْعَامِّ وَجَازَ اَنْ یَکُوْنَ دَاخِلًا تَحْتَ دَلِیْلِ الْخُصُوْصِ فَاسْتَوَی الطَّرَفَانِ فِیْ حَقِّ الْمُعَیَّنِ۔

عام مخصوص البعض:

وہ ہے جس میں حکم شروع میں تو عام ہو لیکن بعد میں اس میں کچھ حصہ میں تخصیص ہو جائے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ بقیہ حصہ پر عمل کرنا واجب ہے باوجود اس کے کہ اس میں خطا کا احتمال موجود ہوتا ہے پس جب باقی ماندہ حصہ کی تخصیص پر کوئی دلیل پائی جائے تو خبر واحد یا قیاس کے ساتھ تخصیص جائز ہوگی یہاں تک کہ تین افراد باقی رہ جائیں۔

(اس سے کم پر تخصیص جائز نہیں ہوگی) اس پر عمل واجب ہوگا۔ یہ اس لیے جائز ہوگا کہ تخصیص کرنے والا جس نے بعض کو جملہ افراد سے نکالا ہے۔ اگر وہ بعض مجہول کو خارج کردے تو ہر معین فرد میں احتمال باقی رہتا ہے۔ اس صورت میں جائز ہوگا کہ باقی افراد بھی عام کے حکم کے تحت داخل ہوں یا جائز ہے کہ وہ خاص دلیل کے تحت ہو کر مستثنیٰ ہوں۔ گویا کہ معین کے حق میں دونوں طرف برابر ہوں۔

فَاِذَا أَقَامَ الدَّلِیْلُ الشَّرْعِیُّ عَلٰی أَنَّهُ مِنْ جُمْلَةِ مَا دَخَلَ تَحْتَ دَلِیْلِ الْخُصُوْصِ تَرَجَّحَ جَانِبُ تَخْصِیْصِهٖ وَاِنْ کَانَ الْمُخَصِّصُ أَخْرَجَ بَعْضًا مَعْلُوْمًا عَنِ الْجُمْلَةِ جَازَ اَنْ یَکُوْنَ مَعْلُوْلًا بِعِلَّةٍ مَوْجُوْدَةٍ فِیْ هٰذَا الْفَرْدِ الْمُعَیَّنِ فَاِذَا قَامَ الدَّلِیْلُ الشَّرْعِیُّ عَلٰی وُجُوْدِ تِلْكَ الْعِلَّةِ فِیْ غَیْرِ هٰذَا الْفَرْدِ

اَلْمُعَیَّنِ تَرَجَّحَ جِهَةُ تَخْصِيْصِهٖ فَيُعْمَلُ بِهٖ مَعَ وُجُوْدِ الْاِحْتِمَالِ۔

جب کوئی دلیل شرعی قائم ہو جائے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ تخصیص میں داخل ہے تو تخصیص کی جانب کو ترجیح حاصل ہوگی۔ لیکن اگر تخصیص کرنے والے نے بعض مخصوص افراد کو حکم سے مستثنیٰ قرار دیا تو یہ جائز ہے کہ اس موجود علت کو ہر معین فرد پر جاری کیا جائے۔ چنانچہ جب بھی اس معین فرد کے علاوہ اس علت کے موجود ہونے پر کوئی شرعی دلیل قائم ہو جائے تو اس تخصیص والی جہت کو ترجیح حاصل ہوگی۔ اس میں غلطی کے احتمال کے باوجود اس پر عمل کرنا واجب ہوگا۔

حل لغات: يَبْقٰى: باقی رہنا صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول از باب (س) ناقص یائی۔ خُصَّ: جو چیز خاص کی گئی ہو۔ جس کی تخصیص کی جائے۔ واحد مذکر فعل ماضی مجہول از باب (ن) مضاعف۔ اَلتَّخْصِيْصُ: خاص کرنا مصدر از باب تفعیل مضاعف ثلاثی اَلْمُخَصِّصُ: واحد مذکر اسم فاعل از باب تفعیل۔ اَلْمُعَيَّنُ: خاص چیز، مقرر کرنا۔ واحد مذکر اسم مفعول از باب تفعیل اجوف یائی۔ فَاسْتَوىٰ: وہ برابر ہوا وہ سیدھا ہوا۔ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب افتعال لفیف مَعْلُوْلًا جس میں علت ہو۔ جس میں دلیل ہو۔ اسم مفعول ہو۔ واحد مذکر اسم مفعول از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔ تَرَجَّحَ: وہ غالب ہوا۔ اوپر ہوا۔ جھکنا۔ واحد مذکر فعل ماضی معروف از باب تفعّل صحیح۔

مشقی سوالات

۱۔ خاص کی تعریف کریں؟

۲۔ خاص کی تین کون سی تخصیصات ہیں؟

۳۔ عام کی تعریف ذکر کریں؟

۴۔ عام کی مثالیں تحریر کریں؟

۵۔ خاص کا حکم ذکر کریں؟

۶۔ اگر خاص کے مخالف خبر واحد یا قیاس آجائے تو پھر کون سا طریقہ اختیار کیا جائے گا؟

۷۔ کتاب اللہ کے خاص احکام پر عمل مقدم ہوگا یا مؤخر؟

۸۔ قرآن مجید میں سے خاص کی کوئی مثال بیان کریں؟

۹۔ کیا ثلثۃ قروٓ سے مراد تین حیض ہیں یا تین طہر؟

۱۰۔ امام شافعیؒ کا نظریہ بیان کریں؟

۱۱۔ مذکورہ بالا اختلاف کی وجہ سے کون سے اختلافی مسائل پیش آئے ہیں؟

۱۲۔ شرعی حق مہر کے بیان میں کون سا فرمان الٰہی خاص ہے؟

۱۳۔ شرعی حق مہر کے متعلق امام شافعیؒ کا کون سا موقف ہے؟

۱۴۔ اس اختلاف کی وجہ سے علماء احناف اور علماء شوافع کے مابین کون سے معاملات میں اختلاف رونما ہوا ہے؟

۱۵۔ تیسرا مسئلہ کون سا خاص ہے؟

۱۶۔ کیا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے؟

۱۷۔ اس اختلاف کی وجہ سے کون سے اختلافی امور پیش آسکتے ہیں؟

۱۸۔ عام کی کون سی دو اقسام ہیں؟

۱۹۔ کیا چور پر (ہاتھ کاٹنے کے بعد) تاوان لازم ہے یا نہیں؟

۲۰۔ امام محمدؒ نے لفظ ما کی عمومیت پر کون سی دلیل بیان کی ہے؟

۲۱۔ کیا سورۃ فاتحہ کی قرأت فرض ہے یا واجب؟

۲۲۔ (لا صلوۃ) میں لا نفی جنس کا ہے یا نفی کمال کا ہے؟

۲۳۔ کیا ترک تسمیہ سے ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے؟

۲۴۔ حرمت رضاعت کب ثابت ہوتی ہے؟

۲۵۔ عام مخصوص البعض کا حکم کیا ہے؟

۲۶۔ تخصیصات کون سی ہیں؟

۲۷۔ فرد معین میں احتمال کب جائز نہیں ہوتا؟

۲۸۔ عام غیر مخصوص البعض کا حکم کون سا ہے؟

فَصْلٌ فِي الْمُطْلَقِ وَالْمُقَيَّدِ

بحث المطلق إذا أمكن العمل به لا يجوز الزيادة عليه

ذَهَبَ أَصْحَابُنَا إِلَى أَنَّ الْمُطْلَقَ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالَى إِذَا أَمْكَنَ الْعَمَلُ بِإِطْلَاقِهٖ فَالزِّيَادَةُ عَلَيْهِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ وَالْقِيَاسِ لَا يَجُوْزُ مِثَالُهٗ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالَى ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ فَالْمَأْمُوْرُ بِهٖ هُوَ الْغُسْلُ عَلَى الْإِطْلَاقِ فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ النِّيَّةِ وَ التَّرْتِيْبِ وَ الْمُوَالَاةِ وَالتَّسْمِيَةِ بِالْخَبَرِ وَلٰكِنْ يُعْمَلُ بِالْخَبَرِ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ فَيُقَالُ اَلْغُسْلُ الْمُطْلَقُ فَرْضٌ بِحُكْمِ الْكِتَابِ وَالنِّيَّةُ سُنَّةٌ بِحُكْمِ الْخَبَرِ۔

مطلق اور مقید کا بیان (مطلق کی تعریف)

مطلق وہ حکم ہے جس میں کسی قسم کی قید یا تخصیص نہ ہو۔

مقید کی تعریف: مقید وہ حکم ہے جس میں کوئی قید یا تخصیص پائی جائے۔

نوٹ: ہمارے علماء احناف کے مطابق کتاب اللہ کے مطلق حکم پر اگر عمل کرنا ممکن ہو تو خبر واحد یا قیاس سے اس پر زیادتی کرنا (مقید یا مخصوص کرنا) جائز نہیں۔

مثال ا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ (اپنے چہروں کو دھوؤ) اس آیت میں مطلق دھونے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا احادیث میں وارد شدہ نیت کی شرط اور ترتیب پے در پے دھونے اور بسم اللہ پڑھنے کے احکام سے کتاب اللہ پر زیادتی نہیں کی جائے گی لیکن حدیث پر اس انداز سے عمل کیا جائے گا کہ کتاب اللہ کے حکم میں کسی قسم کا تغیر و تبدل واقع نہ ہو پائے۔ لہٰذا اس طرح کہیں گے کہ مطلق دھونا کتاب اللہ کی رو سے فرض ہے جبکہ وضو کی نیت کرنا حدیث کے حکم کے مطابق سنت ہے۔

حل لغات: اِذَا اَمْكَنَ: جب ممکن ہو۔ جب آسان ہو۔ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب افعال۔ فَالْمَأْمُوْرُبِه: جس چیز کا حکم دیا گیا ہو۔ جس کا آرڈر ہو۔ واحد مذکر۔ اسم مفعول باب (ن)۔ مہموز الفا۔ فَلَا يُزَادُ: پس اضافہ نہیں کیا جائے گا اور زیادہ

نہیں کیا جائے گا۔ واحد مذکر فعل مضارع نفی مجہول از باب (ض) اجوف یائی۔

اَلْاِطْلَاقُ: کسی امر کو مطلق رکھنا۔ مصدر از باب افعال۔ اَلْمُقَیَّدُ: وہ چیز جس میں کوئی قید لگائی جائے۔ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب تفعیل۔ اجوف یائی۔ اَلْمُوَالَاۃُ: کوئی کام لگاتار کرنا۔ دوستی کرنا۔ مدد کرنا۔ مصدر از باب مفاعلہ لفیف مفروق۔ اَلتَّسْمِیَۃُ: نام رکھنا بسم اللہ پڑھنا مصدر از باب تفعیل ناقص یائی۔ لَا یُتَغَیَّرُ: بدلا نہیں جائے گا۔ تبدیلی لائی نہیں جائے گی۔ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول از باب تفعل اجوف یائی۔

وَ کَذٰلِكَ قُلْنَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور ۲) اِنَّ الْكِتَابَ جَعَلَ جَلْدَ الْمِائَةِ حَدًّا لِلزِّنَا فَلَا یُزَادُ عَلَیْهِ التَّغْرِیْبُ حَدًّا لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ۔

بَلْ یُعْمَلُ بِالْخَبَرِ عَلٰی وَجْهٍ لَا یَتَغَیَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ فَیَكُوْنُ الْجَلْدُ حَدًّا شَرْعِیًّا بِحُكْمِ الْكِتَابِ وَالتَّغْرِیْبُ مَشْرُوْعًا سِیَاسَةً بِحُكْمِ الْخَبَرِ۔

مثال ۲: فرمان الٰہی ہے: ﴿اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (ہر بدکار مرد اور عورت کو ۱۰۰ کوڑے مارو) بے شک کتاب اللہ نے زنا کی حد ۱۰۰ کوڑے مقرر کی ہے لہٰذا اس پر جلاوطن کی سزا کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ جو نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ: اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ (اگر کنوارہ مرد کنواری عورت سے بدکاری کرے تو انہیں سو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال تک جلاوطن کر دیا جائے۔) بلکہ حدیث پر اس انداز سے عمل کیا جائے تاکہ کتاب اللہ کے حکم میں تبدیلی واقع نہ ہو یعنی کوڑے مارنا کتاب اللہ کے حکم کی رو سے شرعی حد ہوگی اور جلاوطنی کی سزا کو حاکم کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے گا جو کہ حدیث کا حکم ہے۔

حل لغات: اَلزَّانِیَةُ: زنا کرنے والی عورت۔ الزانی زنا کرنے والا مؤنث اسم فاعل۔ اور واحد مذکر باسم فاعل از باب زَنَا یَزْنِيْ بروزن رمی یرمی باب (ض) ناقص یائی۔ فَاجْلِدُوْا: تم کوڑے مارو مجبور کرنا۔ ڈسنا جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر از باب ض صحیح۔

اَلتَّغْرِیْبُ: وطن سے دور کرنا۔ جلا وطن کرنا۔ مصدر از باب تفعیل۔ صحیح۔ مَشْرُوْعًا: شرع میں بنایا گیا۔ شرعی بنایا گیا واحد مذکر اسم مفعول۔ از باب (فتح) صحیح۔

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ (الحج ۲۹) مُطْلَقٌ فِي مُسَمَّى الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ فَلا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ الْوُضُوْءِ بِالْخَبَرِ بَلْ يُعْمَلُ بِهٖ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ بِاَنْ يَكُوْنَ مُطْلَقُ الطَّوَافِ فَرْضًا بِحُكْمِ الْكِتَابِ وَالْوُضُوْءُ وَاجِبًا بِحُكْمِ الْخَبَرِ فَيُجْبَرُ النُّقْصَانُ اللَّازِمُ بِتَرْكِ الْوُضُوْءِ الْوَاجِبِ بِالدَّمِ

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ﴾ مُطْلَقٌ فِي مُسَمَّى الرُّكُوْعِ فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ التَّعْدِيْلِ بِحُكْمِ الْخَبَرِ وَلٰكِنْ يُعْمَلُ بِالْخَبَرِ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ فَيَكُوْنُ مُطْلَقُ الرُّكُوْعِ فَرْضًا بِحُكْمِ الْكِتَابِ وَالتَّعْدِيْلُ وَاجِبًا بِحُكْمِ الْخَبَرِ۔

مثال ۳: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ (وہ قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔ اس آیت میں مطلق بیت اللہ کے طواف کا ذکر ہے لہٰذا اس پر وضو کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا جو حدیث سے ثابت ہے۔ بلکہ کتاب اللہ پر اس طریقہ سے عمل کیا جائے گا کہ کتاب اللہ کے حکم میں کسی قسم کا تغیر واقع نہ ہو چنانچہ کتاب اللہ کی رو سے مطلق طواف کو فرض مانا جائے گا اور وضو کو حدیث میں ثابت ہونے کی وجہ سے واجب کہا جائے گا اگر کسی نے طواف کرنے سے پہلے وضو نہ کیا تو اس نقصان کو جانور کی قربانی دے کر پورا کیا جائے گا۔

مثال ۴: اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ﴾ (رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ) اب کتاب اللہ میں مطلق رکوع کرنے کا حکم ہے لہٰذا اس میں تعدیل ارکان کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا جو کہ حدیث سے ثابت ہے لہٰذا کتاب اللہ پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ کتاب اللہ کے حکم پر کسی قسم کی تبدیلی واقع نہ ہو وہ اسطرح کہ کتاب اللہ کے حکم کے مطابق رکوع کرنا فرض ہو گا۔ جبکہ حدیث کی رو سے رکوع میں تعدیل

واجب ہوگی۔

حل لغات: وَلْیَطَّوَّفُوْا: انہیں چاہیے کہ وہ طواف کریں۔ صیغہ جمع مذکر غائب فعل امر غائب معلوم از باب تفعل کیونکہ اصل میں وَلْیَتَطَوَّفُوْا تھا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی۔ فَلَایُزَادُ: اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ واحد مذکر فعل نفی معلوم از باب (ض) اجوف یائی۔ فَیُجْبَرُ: پورا کیا گیا۔ درست ہونا۔ واحد مذکر فعل مضارع مجہول از باب (ن)۔ صحیح۔ وَارْکَعُوْا۔ تم رکوع کرو۔ تم نیچے جھکو۔ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف از باب (ف) صحیح۔ الرَّاکِعِیْنَ: رکوع کرنے والے جمع مذکر اسم فاعل۔ اَلتَّعْدِیْلُ: تعدیل ارکان کرنا۔ سیدھا کرنا۔ ہموار کرنا۔ جسم کے اعضاء کو درست کرنا۔ اطمینان سے رکوع کرنا۔ مصدر از باب تفعیل۔ صحیح۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا يَجُوْزُ التَّوَضِّىءُ بِمَآءِ الزَّعْفَرَانِ وَبِكُلِّ مَاءٍ خَالَطَهُ شَيْئٌ طَاهِرٌ فَغَيَّرَ أَحَدَ اَوْصَافِهٖ لِاَنَّ شَرْطَ الْمَصِيْرِ اِلَى التَّيَمُّمِ عَدَمُ مُطْلَقِ الْمَاءِ وَ هٰذَا قَدْ بَقِيَ مَآءٌ مُطْلَقًا فَاِنَّ قَيْدَ الْاِضَافَةِ مَا أَزَالَ عَنْهُ اِسْمَ الْمَاءِ بَلْ قَرَّرَهٗ فَيَدْخُلُ تَحْتَ حُكْمِ مُطْلَقِ الْمَاءِ وَ كَانَ شَرْطُ بَقَائِهٖ عَلٰى صِفَةِ الْمُنَزَّلِ مِنَ السَّمَآءِ قَيْدًا لِهٰذَا الْمُطْلَقِ وَبِهٖ يَخْرُجُ حُكْمُ مَاءِ الزَّعْفَرَانِ وَالصَّابُوْنِ وَالْاُشْنَانِ وَأَمْثَالِهٖ وَ خَرَجَ عَنْ هٰذِهِ الْقَضِيَّةِ الْمَآءُ النَّجِسُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلٰكِنْ يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ (المائدہ ٦) وَالنَّجِسُ لَا يُفِيْدُ الطَّهَارَةَ وَبِهٰذِهِ الْاِشَارَةِ عُلِمَ اَنَّ الْحَدَثَ شَرْطٌ لِوُجُوْبِ الْوُضُوْءِ فَاِنَّ تَحْصِيْلَ الطَّهَارَةِ بِدُوْنِ وُجُوْدِ الْحَدَثِ مُحَالٌ۔

ترجمہ: اس اصول کی بنا پر ہم نے کہا کہ زعفران کے پانی سے اور ہر اس پانی سے جس میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس نے پانی کے کسی وصف کو تبدیل کر دیا ہو ایسے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ کیونکہ تیمم کرنے کی شرط اس وقت ہے جب مطلق پانی نہ ملے تو یہ پانی زعفران وغیرہ کے ملنے کے باوجود مطلق پانی موجود ہے کیونکہ کسی چیز کی اضافت کی قید نے اس سے پانی کے نام کو ختم نہیں کیا ہے۔ لہٰذا

یہ مطلق پانی کے حکم میں داخل ہو گا۔ مطلق پانی کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ وہ آسمان سے نازل کردہ صفت پر باقی رہے۔ جو کہ اس مطلق پانی کے لیے قید ہے۔ لہٰذا ہماری رائے کے مطابق زعفران، صابن اشنان اور اس قسم کی دیگر چیزوں سے ملے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ نجس پانی پر بھی تو لفظ پانی بولا جاتا ہے پھر تو اس سے بھی وضو کرنا جائز ہونا چاہئے تو ہم احناف اس کا جواب دیتے ہیں کہ نجس پانی مطلق پانی کے حکم سے الگ ہے۔ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے ﴿وَلٰكِنۡ يُّرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ﴾ وضو کا مقصد تمہیں پاک کرنا ہے اور تمام لوگ جانتے ہیں کہ نجس پانی سے طہارت محال ہے اس اشارے سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ حدث (وضو ٹوٹنا) وجوب وضو کے لیے شرط ہے۔ کیونکہ حدث کے وجود کے بغیر طہارت کی تحصیل مشکل ہے۔

حل لغات: وضو کرنا۔ مصدر از باب تفعل۔ مثال واوی اور مہموز اللام۔ **المصیر۔** لوٹنا۔ مصدر از باب ض۔ اجوف یائی۔ خَالَطَهُ۔ وہ اس میں ملا۔ وہ ملا۔ وہ مخلوط ہو گا۔ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی ہفت اقسام سے صحیح ہے۔ یُرِیْدُ۔ وہ ارادہ کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب افعال اجوف یائی۔ لیطھرکم۔ تاکہ وہ تم کو پاک کر دے۔ تاکہ وہ تم کو پاکیزہ کر دے۔ امر غائب معلوم از باب تفعیل۔ الاشارۃ۔ اشارہ کرنا۔ مصدر از باب افعال ہفت اقسام اجوف یائی۔ لایفید۔ وہ فائدہ مند نہیں۔ وہ فائدہ نہیں دیتا۔ مضارع نفی معلوم از باب افعال اجوف یائی۔ مُحَالٌ۔ ناممکن چیز مشکل کام۔ باطل۔ اسم مفعول از باب افعال اجوف واوی۔

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اَلْمُظَاهِرُ اِذَا جَامَعَ اِمْرَأَتَهُ فِيْ خِلَالِ الْاِطْعَامِ لَا يَسْتَأْنِفُ الْاِطْعَامَ لِاَنَّ الْكِتَابَ مُطْلَقٌ فِيْ حَقِّ الْاِطْعَامِ فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ عَدَمِ الْمَسِيْسِ بِالْقِيَاسِ عَلَى الصَّوْمِ بَلِ الْمُطْلَقُ يَجْرِيْ عَلٰى اِطْلَاقِهٖ وَالْمُقَيَّدُ عَلٰى تَقْيِيْدِهٖ وَكَذٰلِكَ قُلْنَا الرَّقَبَةُ فِيْ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ وَ الْيَمِيْنِ مُطْلَقَةٌ فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ الْاِيْمَانِ بِالْقِيَاسِ عَلٰى كَفَّارَةِ الْقَتْلِ۔

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب ظہار کرنے والا شخص کفارہ میں ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے درمیان اپنی بیوی سے مباشرت کرلے تو اب وہ نئے سرے سے کھانا نہیں کھلائے گا۔ کیونکہ کھانا کھلانے کے حق میں کتاب اللہ کا حکم مطلق ہے لہٰذا روزوں پر قیاس کرتے ہوئے اس پر عدم جماع کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا (جو کہ کفارہ کی پہلی دو صورتوں غلام آزاد کرنے اور ۶۰ روزے رکھنے کی صورت میں موجود ہے۔ بلکہ مطلق اپنے اطلاق اور مقید اپنی قید پر باقی رہے گا۔ اسی طرح احناف کے نزدیک ظہار اور قسم کے کفارہ میں مطلق غلام آزاد کرنا ہے لہٰذا کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے اس پر غلام کے مومن ہونے کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔[1]

حل لغات: جَامَعَ۔ اس نے بیوی سے صحبت کرلی۔ اس نے مباشرت کرلی۔ واحد مذکر ماضی از باب مفاعلہ صحیح۔ لَا یَسْتَأْنِفُ۔ وہ نیا کلام نہیں کرے گا۔ وہ دوبارہ شروع نہیں کرے گا۔ واحد مذکر نفی معلوم از باب استفعال۔ ہفت اقسام سے مہموز الفا۔ اَلْمَسِیْسُ۔ چھونا۔ لمس کرنا۔ صحبت کرنا۔ مصدر از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔ یَجْرِیْ۔ وہ سرایت کرتا ہے۔ وہ چلتا ہے۔ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ناقص یائی۔ فَلَا یُزَادُ۔ وہ زیادہ نہیں کیا جائے گا۔ کسی چیز کا اضافہ نہیں ہوگا۔ نفی معلوم اجوف یائی۔ اَلْمُقَیَّدُ۔ اس کو مقید کیا گیا ہے۔ وہ قید کیا گیا۔ اسم مفعول از باب تفعیل اجوف یائی۔

بحث المشترك و المؤوّل

فَاِنْ قِیْلَ اِنَّ الْکِتَابَ فِیْ مَسْحِ الرَّأْسِ یُوْجِبُ مَسْحَ مُطْلَقِ الْبَعْضِ وَقَدْ قَیَّدْتُمُوْهُ بِمِقْدَارِ النَّاصِیَةِ بِالْخَبَرِ وَالْکِتَابُ مُطْلَقٌ فِیْ اِنْتِهَاءِ الْحُرْمَةِ الْغَلِیْظَةِ بِالنِّکَاحِ وَقَدْ قَیَّدْتُمُوْهُ بِالدُّخُوْلِ بِحَدِیْثِ امْرَأَةِ رِفَاعَةَ

قُلْنَا اِنَّ الْکِتَابَ لَیْسَ بِمُطْلَقٍ فِیْ بَابِ الْمَسْحِ فَاِنَّ حُکْمَ الْمُطْلَقِ اَنْ

[1] یہ دونوں مسئلے محدثین کے موقف کے مخالف ہیں۔

يَكُوْنَ الْاٰتِيْ بِأَيِّ فَرْدٍ كَانَ اٰتِيًا بِالْمَأْمُوْرِ بِهٖ وَالْاٰتِيْ بِأَيِّ بَعْضٍ كَانَ هٰهُنَا لَيْسَ بِاٰتٍ بِالْمَأْمُوْرِ بِهٖ فَإِنَّهٗ لَوْ مَسَحَ عَلَى النِّصْفِ اَوْ عَلَى الثُّلُثَيْنِ لَا يَكُوْنُ الْكُلُّ فَرْضًا وَبِهٖ فَارَقَ الْمُطْلَقُ الْمُجْمَلَ

وَاَمَّا قَيْدُ الدُّخُوْلِ فَقَدْ قَالَ الْبَعْضُ اِنَّ النِّكَاحَ فِي النَّصِّ حُمِلَ عَلَى الْوَطْيِ اِذِ الْعَقْدُ مُسْتَفَادٌ مِنْ لَفْظِ الزَّوْجِ وَبِهٰذَا يَزُوْلُ السُّؤَالُ

وَقَالَ الْبَعْضُ قَيْدُ الدُّخُوْلِ ثَبَتَ بِالْخَبَرِ وَجَعَلُوْهُ مِنَ الْمَشَاهِيْرِ فَلَا يَلْزَمُهُمْ تَقْيِيْدُ الْكِتَابِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ۔

ترجمہ: مذکورہ اصول کی روشنی میں احناف پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

پہلا اعتراض

پہلا اعتراض یہ ہے کہ کتاب اللہ میں مطلق مسح راس کا حکم ہے جبکہ آپ نے اسے مقدار ناصیہ کے ساتھ مقید کر دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

دوسرا اعتراض

کتاب اللہ میں حرمت غلیظہ کی تحصیل کے لیے مطلق نکاح کا حکم ہے جبکہ آپ نے رفاعہ کی بیوی والی حدیث کے مطابق اس میں ازدواجی تعلق کی قید کا اضافہ کر دیا ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب

مسح کے متعلق کتاب اللہ کا حکم مطلق نہیں، کیوں کہ مطلق حکم وہ ہوتا ہے کہ اس کے کسی بھی فرد پر عمل کر لیا جائے تو اس حکم کی پوری تعمیل ہو جائے لیکن یہاں اس صورت میں اس کے کسی حصے پر عمل کی صورت میں پورے حکم کی تعمیل واقع نہیں ہوتی کیوں کہ اگر کوئی شخص نصف سر یا دو تہائی پر مسح کرے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پورے سر کا مسح نہ تھا چنانچہ مطلق اور مجمل کا فرق واضح ہو گیا۔

دوسرے اعتراض کا جواب:

جہاں تک ازدواجی تعلق کی قید کے اضافے کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض

علماء نے نکاح کو لغوی معنوں میں محمول کیا ہے یعنی نکاح سے مراد ازدواجی تعلق ہے کیوں کہ لفظ زوج سے عقد یعنی "نکاح" کا معنی نکلتا ہے لہٰذا سوال زائل ہو گیا۔ اور بعض نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ دخول کی قید جس حدیث سے ثابت ہے۔ اسے محدثین نے مشہور حدیث شمار کیا ہے لہٰذا خبر واحد سے کتاب کو مقید کرنا۔ ثابت نہ ہوا۔

حل لغات: فَإِنْ قِيلَ۔ اگر اعتراض کیا جائے۔ اگر دوسرا قول بیان کیا جائے۔ واحد مذکر فعل ماضی از باب (ن) اجوف واوی۔ قَيَّدْتُمُوْهُ۔ تم نے اس کو مقید کیا۔ تم نے اس پر قید لگائی ہے۔ جمع مذکر حاضر ماضی معلوم از باب تفعیل۔ اَلْآتِي۔ آنے والا۔ لانے والا۔ ادا کرنے والا۔ اسم فاعل از باب (ض) مہموز الفا اور ناقص یائی۔ فارق۔ وہ الگ ہوا۔ وہ جدا ہوا۔ فرق واضح ہو گیا۔ واحد مذکر ماضی از باب مفاعلہ۔ اَلْمُجْمَلُ۔ اجمالی کلام۔ مجمل کلام۔ اسم مفعول از باب افعال صحیح۔ مُسْتَفَادُ۔ فائدہ حاصل ہوا۔ حاصل شدہ کلام۔ اسم مفعول از باب استفعال اجوف واوی۔ اَلْمَشَاهِيْرُ۔ مشہور کی جمع منتہی الجموع ہے۔ اسم مفعول از باب (ک)۔

مشقی سوالات

۲۹۔ مطلق کی تعریف کریں؟ اور مقید کی تعریف ذکر کریں؟

۳۰۔ مطلق اور مقید کا حکم بیان کریں؟

۳۱۔ مطلق کی مثال بیان کریں نیز اختلافی مسائل ذکر کریں؟

۳۲۔ کیا زانی کو جلا وطن کرنا جائز ہے؟

۳۳۔ کیا رکوع پر تعدیل ارکان کی شرط کرنا جائز ہے؟

۳۵۔ کیا ماء زعفران اور نبیذ سے وضو کرنا جائز ہے؟

۳۶۔ کیا مظاہر ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے دوران بیوی سے جماع کر سکتا ہے؟

۳۷۔ احناف پر اعتراض اور جواب ذکر کریں؟

۳۸۔ پہلا اعتراض۔ سر کے مسح کے متعلق آیت مطلق ہے تو آپ نے اسے مقدار ناصیہ کے ساتھ مقید کیوں کیا ہے؟

۳۹۔ دوسرا اعتراض۔ قرآن میں حرمت غلیظہ کے متعلق نکاح کا حکم ہے جبکہ رفاعہ کی بیوی والی حدیث میں دخول کی قید کا اضافہ کیا گیا ہے؟

۴۰۔ اعتراضات کے جوابات اصول شاشی کی روشنی میں لکھیں؟

فَصْلٌ فِي الْمُشْتَرِكِ وَ الْمُؤَوَّلِ

اَلْمُشْتَرَكُ مَا وُضِعَ لِمَعْنَيَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ اَوْ لِمَعَانٍ مُخْتَلِفَةِ الْحَقَائِقِ مِثَالُهُ قَوْلُنَا جَارِيَةٌ فَإِنَّهَا تَتَنَاوَلُ الْاَمَةَ وَالسَّفِيْنَةَ وَ الْمُشْتَرِيُ فَإِنَّهُ يَتَنَاوَلُ قَابِلَ عَقْدِ الْبَيْعِ وَ كَوْكَبَ السَّمَآءِ

وَقَوْلُنَا بَائِنٌ فَإِنَّهُ يَحْتَمِلُ الْبَيْنَ وَالْبَيَانَ۔

مشترک اور مؤول کا بیان

مشترک کی تعریف مشترک وہ لفظ ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ ایسے معانی پائے جائیں جو حقیقت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں مثلاً لفظ "جاریۃ" کہ لونڈی اور کشتی کا معنی دیتا ہے اور مشتری سے مراد خریدار ہے۔ اور آسمان کے ایک ستارے کا نام بھی ہے اسی طرح ایک لفظ بائن ہے اس سے مراد جدائی ڈالنے والا اور وضاحت کرنے والا بھی ہے۔

وَحُكْمُ الْمُشْتَرَكِ أَنَّهُ إِذَا تَعَيَّنَ الْوَاحِدُ مُرَادًا بِهِ سَقَطَ اِعْتِبَارُ إِرَادَةِ غَيْرِهِ وَلِهٰذَا أَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى عَلٰى اَنَّ لَفْظَ الْقُرُوْءِ الْمَذْكُوْرِ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى مَحْمُوْلٌ إِمَّا عَلَى الْحَيْضِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُنَا اَوْ عَلَى الطُّهْرِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ۔

مشترک کا حکم

اس کا حکم یہ ہے کہ جب اس سے ایک مرادی معنی کو متعین کر لیا جائے تو پھر دوسرے معنی کا اعتبار ساقط ہو جائے گا لہٰذا اس اصول کی بناء پر ہمارے علماء احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ میں مذکور لفظ "قروء" دو معانی پر محمول ہے کہ اس سے مراد حیض ہے جیسا کہ ہمارا موقف ہے یا اس سے مراد طہر ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ إِذَا اَوْصٰى لِمَوَالِي بَنِي فُلَانٍ وَلِبَنِي فُلَانٍ مَوَالٍ مِنْ أَعْلٰى وَمَوَالٍ مِنْ اَسْفَلَ فَمَاتَ بَطَلَتِ الْوَصِيَّةُ فِي حَقِّ الْفَرِيْقَيْنِ لِاسْتِحَالَةِ الْجَمْعِ

بَيْنَهُمَا وَعَدَمِ الرُّجْحَانِ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی نے یہ وصیت کی کہ فلاں قبیلے کے موالی کو اتنی رقم دے دی جائے[1] اور اس قبیلے میں اعلیٰ موالی بھی ہوں اور اسفل موالی بھی۔ وصیت کرنے کے بعد یہ شخص فوت ہو گیا تو یہ وصیت دونوں فریقین کے حق میں باطل ہو جائے گی کیوں کہ دونوں کو بیک وقت جمع کرنا ممکن نہیں ہے اور ان میں کسی کے لیے وجہ ترجیح بھی نہیں۔

وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِذَا قَالَ لِزَوْجَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ مِثْلَ أُمِّي لَا يَكُوْنُ مُظَاهِرًا لِاَنَّ اللَّفْظَ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ الْكَرَامَةِ وَالْحُرْمَةِ فَلَا يَتَرَجَّحُ جِهَةُ الْحُرْمَةِ اِلَّا بِالنِّيَّةِ۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ "انت علی مثل امی" (تو میرے نزدیک میری ماں جیسی ہے) تو اس سے مراد ظہار کرنے والا نہیں لیا جائے گا کیوں کہ لفظ مثل کرامت اور حرمت کے درمیان مشترک ہے لہٰذا اس وقت تک وجہ ترجیح ممکن نہیں۔ جب تک وہ شخص اپنی نیت کا اظہار نہ کرے۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا لَا يَجِبُ النَّظِيْرُ فِي جَزَاءِ الصَّيْدِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ﴾ (المائدہ ۹۵) لِاَنَّ الْمِثْلَ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْمِثْلِ صُوْرَةً وَ بَيْنَ الْمِثْلِ مَعْنًى وَهُوَ الْقِيْمَةُ وَقَدْ أُرِيْدَ الْمِثْلُ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنٰى بِهٰذَا النَّصِّ فِي قَتْلِ الْحَمَّامِ وَالْعُصْفُوْرِ وَنَحْوِهِمَا بِالْاِتِّفَاقِ فَلَا يُرَادُ الْمِثْلُ مِنْ حَيْثُ الصُّوْرَةِ اِذْلَا عُمُوْمَ لِلْمُشْتَرَكِ أَصْلًا فَيَسْقُطُ اِعْتِبَارُ الصُّوْرَةِ لِاِسْتِحَالَةِ الْجَمْعِ۔

اسی اصول کی بناء پر ہمارا موقف ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کے بدلہ میں اس کی طرح کا دوسرا جانور دینا واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ

[1] موالی مولیٰ کی جمع ہے مولیٰ کا لفظ عربی میں مشترک ہے جس سے مراد آقا بھی ہے اور غلام بھی اور کئی دوسرے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

النَّعَمِ (جو جانور شکار کیا ہے اس کی مثل جانور ادا کرے) میں لفظ مثل دو چیزوں کو شامل ہے۔

نمبر ا۔ صورت کے لحاظ سے مثل ہونا۔ نمبر ۲ معنوی اعتبار سے مثل ہونا اور حدیث میں وارد حکم کے مطابق کبوتر اور چڑیا کے شکار کی صورت میں متفقہ طور پر قیمت ہی ادا کی جاتی ہے۔ لہٰذا صوری اعتبار کو ترک کر دیا جائے گا۔ کیوں کہ مشترک میں عموم بالکل نہیں ہوتا چنانچہ صورت کا اعتبار ساقط ہو جائے گا کیوں کہ ان دونوں کو جمع کرنا ناممکن ہے۔

حل لغات: اَلْمُشْتَرَكُ: جس میں کسی چیز کا اشتراک ہو۔ جس میں کوئی چیز شرکت کرے۔ مشترک چیز۔ واحد مذکر اسم مفعول از باب افتعال صحیح۔ سَقَطَ: وہ ساقط ہو گیا۔ وہ گر گیا۔ وہ ختم اور باطل ہو گیا۔ واحد مذکر ماضی معلوم از باب (ن)۔ أَجْمَعَ: اس نے اتفاق کر لیا۔ اس نے اجماع بیان کیا۔ ماضی از باب افعال صحیح۔ أَوْصَى: اس نے وصیت کی۔ واحد مذکر ماضی معلوم از باب افعال لفیف مفروق۔ اِسْتِحَالَةٌ: محال ہونا۔ ناممکن ہونا۔ مصدر از باب استفعال۔ اجوف واوی۔ جَزَاءٌ: بدلہ دینا، سزا دینا، مصدر از باب (ض) ناقص یائی۔

ثُمَّ اِذَا تُرُجِّحَ بَعْضُ وُجُوْهِ الْمُشْتَرَكِ بِغَالِبِ الرَّاْيِ يَصِيْرُ مُؤَوَّلًا وَحُكْمُ الْمُؤَوَّلِ وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِهٖ مَعَ اِحْتِمَالِ الْخَطَاءِ وَمِثَالُهٗ فِي الْحُكْمِيَّاتِ مَا قُلْنَا اِذَا أَطْلَقَ الثَّمَنَ فِي الْبَيْعِ كَانَ عَلٰى غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ وَ ذٰلِكَ بِطَرِيْقِ التَّاوِيْلِ وَلَوْ كَانَتِ النُّقُوْدُ مُخْتَلِفَةً فَسَدَ الْبَيْعُ لِمَا ذَكَرْنَا

بحث الحقيقة والمجاز

وَحَمْلَ الْاَقْرَاءِ عَلَى الْحَيْضِ وَحَمْلَ النِّكَاحِ فِي الْاٰيَةِ عَلَى الْوَطْیِ وَحَمْلَ الْكِنَايَاتِ حَالَ مُذَاكَرَةِ الطَّلَاقِ عَلَى الطَّلَاقِ مِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ۔

مؤول کی تعریف:

کسی مشترک کی ایک صورت کو غالب رائے سے ترجیح حاصل ہو جائے تو اس کو مؤول کہتے ہیں۔

مؤول کا حکم:

یہ ہے کہ اس میں خطا کے احتمال کے باوجود اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ احکام میں اس کی مثال وہ مسئلہ ہے جس کے ہم قائل ہیں کہ جب کوئی آدمی تجارت میں سکے کو مطلق رکھے تو اس میں اس سکے کا اعتبار ہو گا جو شہر میں رائج ہو گا اور یہ تعین تاویل یا قرینے کے طریق سے کیا گیا ہے لیکن اگر اس شہر میں مختلف سکے رائج ہوں تو بیع فاسد ہو جائے گی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اسی طرح قروء سے مراد حیض ہے اسی طرح آیت ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غیرہ﴾ میں نکاح سے مراد ازدواجی تعلق ہے ایسے ہی مذکورہ طلاق میں کنایہ کے لفظ سے طلاق ثابت ہو گی یعنی اگر طلاق کے متعلق گفتگو ہو رہی ہو اور خاوند بیوی کو کہے کہ میرے گھر سے بوریا بستر گول کر لے تو اسے مراد طلاق ہو گی۔

حل لغات: وُجُوْهٌ: وجہ کی جمع کثرت ہے۔

مُؤَوَّلٌ: واحد مذکر اسم مفعول از باب تفعل۔

اَلْحُكْمِيَّاتِ: شرعی احکام۔ فیصلہ جات اور حکم کی جمع غیر قیاسی ہے۔

أَطْلَقَ: اس نے مطلق رکھا، اس نے بولا۔ واحد مذکر ماضی معلوم از باب افعال صحیح۔

مُذَاكَرَةٌ: کوئی سبق ایک دوسرے کو یاد کروانا، کسی معاملہ میں گفتگو کرنا۔ أَيْسَرُ: زیادہ آسان کام۔ زیادہ آسانی۔ اسم تفضیل از باب ض۔ مثال یائی فَرَّعَ۔ اس نے فروعی مسائل بیان کیے۔ فروع نکالنا۔ ماضی از باب تفعیل حال۔ سال گزر گیا۔ الحول: سال واحد مذکر ماضی معلوم از باب (ن) اجوف یائی۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا الدَّيْنُ الْمَانِعُ مِنَ الزَّكٰوةِ يُصْرَفُ إِلٰى أَيْسَرِ الْمَالَيْنِ قَضَاءً لِلدَّيْنِ

وَ فَرَّعَ مُحَمَّدٌ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ إِذَا تَزَوَّجَ إِمْرَأَةً عَلٰى نِصَابٍ وَلَهُ نِصَابٌ مِنَ الْغَنَمِ وَ نِصَابٌ مِنَ الدَّرَاهِمِ يُصْرَفُ الدَّيْنُ إِلَى الدَّرَاهِمِ حَتّٰى لَوْ حَالَ عَلَيْهِمَا الْحَوْلُ تَجِبُ الزَّكٰوةُ عِنْدَهُ فِي نِصَابِ الْغَنَمِ وَلَا تَجِبُ فِي الدَّرَاهِمِ۔

اسی اصل کی بنا پر ہمارے خیال میں جو قرض زکوۃ کی ادائیگی میں مانع ہو تو اس کو آسانی

سے ادا کیے جانے والے سال سے ادا کیا جائے گا۔ امام محمد رحمہ اللہ نے اسے متعلق ضمنی یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے اس پر کسی سے نکاح کیا کہ وہ نصاب کے بقدر حق مہر دے گا اس کے پاس بکریوں کا نصاب بھی ہے۔ اور نقدی کا بھی تو عورت کو مہر میں نقدی کا نصاب دیا جائے گا لیکن اگر اس مال پر سال گزر جائے تو شوہر پر بکریوں کے نصاب میں زکوۃ واجب ہوگی اور نقد نصاب پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی (کیونکہ یہ نصاب اس نے عورت کو مہر کی صورت میں ادا کرنا ہے)

حل لغات: اَلْمَانِعُ: واحد مذکر اسم فاعل از باب فَعَلَ۔ مانع: روکنے والا باز رکھنے والا ہو جو کسی کے لیے رکاوٹ ہو۔

وَلَوْ تُرَجَّحَ بَعْضُ وُجُوْهِ الْمُشْتَرَكِ بِبَيَانٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ كَانَ مُفَسَّرًا وَ حُكْمُهُ أَنَّهُ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ يَقِيْنًا مِثَالُهُ إِذَا قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ مِنْ نَقْدِ بُخَارَ۔ فَقَوْلُهُ مِنْ نَقْدِ بُخَارَى تَفْسِيْرٌ لَهُ فَلَوْلَا ذٰلِكَ لَكَانَ مُنْصَرِفًا إِلَى غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ بِطَرِيْقِ التَّاوِيْلِ فَيَتَرَجَّحُ الْمُفَسَّرُ فَلَا يَجِبُ نَقْدُ الْبَلَدِ۔

مفسر کی تعریف:

اگر مشترک کی کسی صورت کو متکلم کے اپنے بیان سے ترجیح حاصل ہو جائے تو اسے مفسر کہا جائے گا۔

حکم:

مفسر کا حکم یہ ہے کہ اس پر یقینی طور پر عمل کرنا واجب ہو گا اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں کے میرے ذمہ بخارا کے ۱۰ درہم ہیں بخارا کے سکے کہنا اس کے درہم کہنے کی تفسیر شمار ہو گا لیکن اگر متکلم نے مشترک سکے کی وضاحت نہ کی تو شہر کے عام رائج الوقت سکے کا اعتبار ہو گا اور اس میں مؤول کا اوپر میں ذکر کردہ طریقہ ملحوظ ہو گا لہٰذا اصولاً مفسر کو مؤول پر ترجیح حاصل ہو گی (لہٰذا اگر متکلم نے سکے کی خود وضاحت کر دی) تو

شہر کا رائج الوقت سکہ ادا کرنا واجب نہ ہوگا)

مشقی سوالات

۴۱۔ مشترک کی تعریف اور اس کا حکم ذکر کریں؟

۴۲۔ کیا لفظ قروء مشترک ہے؟

۴۳۔ کیا خاوند بیوی کو انت علی مثل امی کہنے سے مظاہر ہوگا یا کہ نہیں؟

۴۴۔ کیا جزاء صید میں نظیر واجب ہے؟

۴۵۔ موؤل کی تعریف اور اس کا حکم مع امثلہ لکھیں؟

۴۶۔ کون سا قرض زکوۃ سے مانع ہے؟

۴۷۔ مفسر کی تعریف اور اس کا حکم تحریر کریں؟

۴۸۔ مفسر کو ترجیح کب حاصل ہوگی؟

فَصْلٌ فِي الْحَقِيقَةِ وَالْمَجَازِ

كُلُّ لَفْظٍ وَضَعَهُ وَاضِعُ اللُّغَةِ بِإِزَاءِ شَيْئٍ فَهُوَ حَقِيقَةٌ لَهُ وَلَوِ اسْتُعْمِلَ فِي غَيْرِهٖ يَكُوْنُ مَجَازًا لَا حَقِيقَةً ثُمَّ الْحَقِيقَةُ مَعَ الْمَجَازِ لَا يَجْتَمِعَانِ إِرَادَةً مِنْ لَفْظٍ وَاحِدٍ فِي حَالَةٍ وَّاحِدَةٍ۔

فصل حقیقت اور مجاز کا بیان

حقیقت کی تعریف:

ہر وہ لفظ جسے لغت کے واضع نے کسی چیز کی ماہیت بیان کرنے کے لئے وضع کیا ہو وہ اسی کے لئے حقیقت ہے۔

مجاز کی تعریف

وہ لفظ جسے حقیقی معنی کے علاوہ کسی دوسرے معنی کیلئے استعمال کیا جائے تو وہ اس کے لیے حقیقت کی بجائے مجاز ہوگا۔

دونوں کا حکم

یعنی حقیقت اور مجاز کا حکم یہ ہے کہ یہ دونوں ایک ہی لفظ سے ایک ہی حالت میں بیک وقت اکٹھے نہیں ہوسکتے۔

وَلِهٰذَا قُلْنَا لَمَّا أُرِيْدَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّاعِ بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَبِيْعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ سَقَطَ اِعْتِبَارُ نَفْسِ الصَّاعِ حَتّٰى جَازَ بَيْعُ الْوَاحِدِ مِنْهُ بِالْاِثْنَيْنِ وَلَمَّا أُرِيْدَ الْوِقَاعُ مِنْ اٰيَةِ الْمُلَامَسَةِ سَقَطَ اِعْتِبَارُ إِرَادَةِ الْمَسِّ بِالْيَدِ۔

اسی اصول کی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ صاع (ماپنے کا پیمانہ) سے مراد (پیمانہ کی بجائے) جنس لی جائے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: لاتبیعوا الدرهم بالدرهمین ولا الصاع بالصاعین۔ (ایک درہم کو دو درہم کے بدلے اور ایک صاع کو دو صاع کے عوض

نہ بیچو) اس صورت میں اصل صاع کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک صاع (پیمانہ) کو دو صاع (پیمانوں) کے عوض بیچ ڈالا تو یہ تجارت جائز ہوگی۔ اس اصول کے مطابق قرآن مجید کی آیت ﴿أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ میں (جب لمس سے مراد حقیقی معنی ہونے کی بجائے مجازی معنی ازدواجی تعلق کے لئے لیے جائیں) تو مطلق ہاتھ سے چھونا (جو اس کے اصل معنی ہیں) ساقط ہو جائیں گے۔

الحقيقة والمجاز

قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا أَوْصَى لِمَوَالِيْهِ وَلَهُ مَوَالٍ أَعْتَقَهُمْ وَلِمَوَالِيْهِ مَوَالٍ أَعْتَقُوْهُمْ كَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِمَوَالِيْهِ دُوْنَ مَوَالِي مَوَالِيْهِ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب کسی نے اپنے موالی کے لئے وصیت کی اور اس کے وہ موالی بھی ہیں جن کو اس نے آزاد کیا اور وہ بھی ہیں جس کو اس کے آزاد کردہ غلاموں نے آزاد کیا ہے تو یہ وصیت اس کے اپنے موالی کے لیے ہوگی اور موالی کے آزاد کردہ غلاموں کے لیے کار آمد نہ ہوگی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
وَاضِعٌ:	وضع کرنے والا، بنانے والا اسم فاعل از باب (ف)۔ اجوف واوی
اُسْتُعْمِلُ:	استعمال کیا گیا، استعمال شدہ چیز واحد مذکر ماضی مجہول از باب۔ استعمال۔ صحیح۔
لَا يَجْتَمِعَانِ:	مراد نہیں ہو سکتے، اکٹھے نہیں ہو سکتے، جمع نہیں ہو سکتے تثنیہ مذکر غائب نفی۔ معلوم۔
يَدْخُلُ:	وہ داخل ہوتا ہے، وہ داخل ہو، جو اندر داخل ہو واحد مذکر مضارع از باب (ن)۔
اَلصَّاعُ:	ناپنے کا پیمانہ۔ اسم جنس۔
اَلْوِقَاعُ:	جماع، صحبت، ازدواجی تعلق، کسی کے قریب ہونا، واقع ہونا مصدر از باب

مفاعلہ۔ مثال واوی۔

اَلْمُلَامَسَةُ: چھونا، ایک دوسرے کو چھونا، جماع کرنا، نکاح کرانا مصدر از باب مفاعلہ۔ صحیح۔

لَاتَبِيْعُوْا: تم نہ بیچو، نہ خرید و فروخت کرو، صیغہ جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معلوم از باب (ض) اجوف یائی۔

اُرِيْدُ: اس کا ارادہ کیا گیا، وہ مراد لیا گیا، وہ مراد ہے واحد مذکر غائب فعل ماضی از باب افعال۔ اجوف یائی۔

أَوْصٰى: اس نے وصیت، اس نے وصیت نامہ دیا، حکم دیا واحد مذکر غائب فعل ماضی از باب افعال۔ ہفت اقسام سے۔ لفیف مفروق۔

مَوَالِيْ: مولی کی جمع، مولی اسم از مددگار، راہنما دوست، غلام از باب (ح) ہفت اقسام سے لفیف مفروق۔

وَفِي السِّيَرِ الْكَبِيْرِ لَوِاسْتَامَنَ أَهْلُ الْحَرْبِ عَلٰى اٰبَاءِهِمْ لَا تَدْخُلُ الْاَجْدَادُ فِي الْاَمَانِ وَلَوْ اِسْتَامَنُوْا عَلٰى اُمَّهَاتِهِمْ لَا يَثْبُتُ الْاَمَانُ فِي حَقِّ الْجَدَّاتِ وَ عَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا اَوْصٰى لِاَبْكَارِ بَنِيْ فُلَانٍ لَا تَدْخُلُ الْمُصَابَةُ بِالْفُجُوْرِ فِي حُكْمِ الْوَصِيَّةِ وَلَوْ اَوْصٰى لِبَنِيْ فُلَانٍ وَلَهٗ بَنُوْنَ وَبَنُوْ بَنِيْنَ كَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِبَنِيْهِ دُوْنَ بَنِيْ بَنِيْهِ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب السیر الکبیر میں فرماتے ہیں کہ اگر اہل حرب میں سے کسی نے اپنے آباء کے لیے امان طلب کی تو اس امان میں اس کے اجداد شامل نہیں ہوں گے اور اگر انہوں نے امہات کے لیے امان طلب کی تو اس امان میں ان کی دادیاں یا مائیاں شامل نہیں ہوں گی۔ کیونکہ آباء اور امہات کے حقیقی معنی لینے کی شکل میں ان کے مجازی معنی مراد نہیں لیے جاسکتے۔

اسی اصول کی بنا پر اگر کسی نے وصیت کی کہ فلاں قبیلے کی دوشیزاؤں کو اتنی رقم دے دی جائے تو اس معیت کے حکم میں قبیلے کی بدکار لڑکیاں شامل نہیں ہوں گی۔ اگر کسی نے

کسی کے بیٹوں کے لیے وصیت کی لیکن اس شخص کے بیٹے بھی ہیں اور پوتے بھی تو وصیت صرف اس کے بیٹوں کے حق میں ہوگی۔ پوتوں کے حق میں نہیں۔

قَالَ أَصْحَابُنَا لَوْ حَلَفَ لَا يَنْكِحُ فُلَانَةً وَهِيَ أَجْنَبِيَّةٌ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى الْعَقْدِ حَتّٰى لَوْ زَنَا بِهَا لَا يَحْنَثُ۔

اسی اصول کے پیش نظر ہمارے آئمہ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ فلاں عورت سے نکاح نہیں کرے گا جبکہ وہ عورت اجنبیہ تھی تو نکاح سے مراد عقد شرعی ہوگا (جو اس کے مجازی معنی ہیں) حتی کہ اگر اس نے عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہ اپنی قسم میں حانث نہیں ہوگا۔

وَلَئِنْ قَالَ إِذَا حَلَفَ لَا يَضَعُ قَدَمَهُ فِي دَارِ فُلَانٍ يَحْنَثُ لَوْ دَخَلَهَا حَافِيًا أَوْ مُنْتَعِلًا أَوْ رَاكِبًا وَ كَذٰلِكَ لَوْ حَلَفَ لَا يَسْكُنُ دَارَ فُلَانٍ يَحْنَثُ لَوْ كَانَتِ الدَّارُ مِلْكًا لِفُلَانٍ أَوْ كَانَتْ بِأُجْرَةٍ أَوْ عَارِيَةٍ وَ ذٰلِكَ جَمْعٌ بَيْنَ الْحَقِيْقَةِ وَالْمَجَازِ وَ كَذٰلِكَ لَوْ قَالَ عَبْدُهُ حُرٌّ يَوْمَ يَقْدَمُ فُلَانٌ فَقَدِمَ فُلَانٌ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا يَحْنَثُ۔[1]

پہلا اعتراض: اگر کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ فلاں کے گھر میں قدم نہیں رکھے گا اور وہ اس گھر میں ننگے پاؤں داخل ہوا (یہ گھر میں داخل ہونے کے حقیقی معنی ہیں) یا وہ جوتا پہن کر داخل ہوا یا (گھوڑے، سائیکل یا موٹر سائیکل پر) سوار ہو کر داخل ہوا (یہ گھر میں داخل ہونے کے مجازی معنی ہیں) تو وہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا۔ (خلاصہ یہ ہوا کہ ایک وقت میں حقیقت اور مجاز جمع ہو گئے ہیں)۔

دوسرا اعتراض: اسی طرح اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ فلاں کے گھر میں داخل نہیں ہوگا اب اس کے بعد وہ اس کے اس گھر میں داخل ہوا جو اس کی ملکیت میں تھا۔ (یہ فلاں

---

[1] احناف کے اس اصول پر چند اعتراض کیے گئے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی معنی مراد ہوگا وہ نہیں ہو سکتے لیکن مندرجہ ذیل مثالوں میں تو دونوں معنی حقیقی اور مجازی جمع ہو گئے ہیں۔ اب وہ مثالیں پیش کرتے ہیں۔ مقصود احمد سلفی

کے گھر کے حقیقی معنی ہیں) یا وہ گھر اس نے کرائے پر لے رکھا تھا۔ یا کسی سے عاریتاً لیا تھا۔ (یہ دونوں فلاں کے گھر کے مجازی معنی ہیں)

تیسرا اعتراض: اگر کسی نے یہ کہا کہ جس دن فلاں شخص آئے گا تو میرا غلام آزاد ہو جائے گا وہ مذکورہ شخص دن کے وقت آیا یا رات کو تو متفقہ طور پر غلام آزاد ہو جائے گا۔[1]

قُلْنَا وَضْعُ الْقَدَمِ صَارَ مَجَازًا عَنِ الدُّخُوْلِ بِحُكْمِ الْعُرْفِ وَالدُّخُوْلُ لَا يَتَفَاوتُ فِي الْفَصْلَيْنِ وَ دَارُ فُلَانٍ صَارَ مَجَازًا عَنْ دَارٍ مَسْكُوْنَةٍ لَهُ وَ ذَالِكَ لَا يَتَفَاوَتُ بَيْنَ أَنْ يَكُوْنَ مِلْكًا لَهُ اَوْ كَانَتْ بِأُجْرَةٍ لَهُ

بحث تقسیم الحقیقة الی ثلاثة اقسام

وَالْيَوْمَ فِي مَسْئَلَةِ الْقُدُوْمِ عِبَارَةٌ عَنْ مُطْلَقِ الْوَقْتِ لِأَنَّ الْيَوْمَ إِذَا أُضِيفَ اِلٰى فِعْلٍ لَا يَمْتَدُّ يَكُوْنُ عِبَارَةٌ عَنْ مُطْلَقِ الْوَقْتِ كَمَا عُرِفَ فَكَانَ الْحِنْثُ بِهٰذَا الطَّرِيْقِ لَا بِطَرِيْقِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْحَقِيْقَةِ وَالْمَجَازِ۔

اعتراضات کے جوابات

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ گھر میں قدم رکھنا اپنے مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جس کے عرف عام میں معنی گھر میں داخل ہونے کے ہیں اور گھر میں داخل ہونے میں مذکورہ تینوں صورتوں میں (پاؤں سے ننگا ہونا، جوتا پہنا ہونا یا سوار ہونا) میں کوئی فرق نہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ فلاں کے گھر سے مراد اس کا رہائشی گھر ہے خواہ وہ اس کی ملکیت میں ہو یا کرایہ پر ہو۔ یا عاریتاً لیا ہو۔ ان صورتوں میں کوئی فرق نہیں۔

تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ آنے کے دن سے مراد مطلق وقت ہے کیوں کہ دن کو جب کسی ایسے وقت کی طرف منسوب کیا جائے جو مسلسل نہ ہو تو عرف عام میں اس سے مراد مطلق طور پر وقت ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ صورتوں میں قسم میں حانث ہونا اس طریق سے ہے اور اس میں حقیقت اور مجاز کے بیک وقت جمع ہونا لازم نہیں آتا۔

[1] دن کے حقیقی معنی صبح سے شام تک کے روشن حصے کے ہیں۔ اور مجازی طور پر اس سے مراد وقت ہے لہٰذا یہاں بھی حقیقت اور مجاز جمع ہو گئے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
إِسْتَأْمَنَ:	اس نے امان طلب کیا، امن اور سکون طلب کرنا واحد مذکر ماضی از باب استفعال۔ ہفت اقسام سے مہموز الفا
أَلْأَمَانُ:	امن و سلامتی، سکون حاصل کرنا مصدر از باب (س)۔
أَبْكَارٌ:	بکر کی جمع ہے معنی نوجوان لڑکے اور نوجوان لڑکیاں، دوشیزائیں۔
أَلْمُصَابَةُ:	بدکار لڑکیاں (جن پر بدکاری کی تہمت لگ جائے۔ اسم مفعول از باب افعال۔ ہفت اقسام۔ اجوف یائی۔
لَا يَحْنَثُ:	وہ حانث نہیں ہوگا، اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب (ن) صحیح۔
لَا يَضَعُ:	وہ نہیں رکھے گا، وہ نہیں کرے گا واحد مذکر نفی معلوم از باب (ف) ہفت اقسام سے مثال واوی۔
مُنْتَعِلًا:	جوتا پہننے والا، جوتا پہن کر سفر کرنے والا واحد مذکر اسم فاعل از باب افتعال۔ (صحیح)
حَافِيًا:	ننگے پاؤں والا، جوتے اتارنے والا واحد مذکر اسم فاعل از باب (ض) ناقص یائی۔
رَاكِبًا:	سوار ہونے والا، کسی سواری پر سوار ہونے والا اسم فاعل واحد مذکر از باب (س)۔
يَقْدَمُ:	وہ آئے گا، آگے ہونا، سفر سے آنا واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب (س) صحیح۔
لَا يَتَفَاوَتُ:	وہ مختلف نہیں ہوگا، اس میں فرق نہیں۔ واحد مذکر نفی معلوم از باب تفاعل۔ اجوف واوی۔
مَسْكُونَةٌ:	رہائشی مکان، وہ مکان جس میں سکونت ہو واحد مونث اسم مفعول از باب

(ن) صحیح۔

أُضِيْفَ: منسوب کیا گیا، جس کی نسبت کی جائے واحد مذکر ماضی مجہول از باب افعال۔

لَا يُمْتَنُّ: جو نہ پھیلے، جس کو کھینچا نہ جائے واحد مذکر غائب نفی معلوم از باب تفعل۔

أَنْوَاعٌ: اقسام واحد نوع جمع قلت۔

أُجْرَةٌ: اُجرت، مزدوری، عاریۃ، ادھار لینا واحد مونث اسم فاعل از باب (ص) ناقص یائی۔

صَارَ: واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم۔ باب (ض) اجوف یائی۔

ثُمَّ الْحَقِيْقَةُ أَنْوَاعٌ ثَلٰثَةٌ مُتَعَذِّرَةٌ وَ مَهْجُوْرَةٌ وَ مُسْتَعْمَلَةٌ وَ فِي الْقِسْمَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ بِالْاِتِّفَاقِ۔

حقیقت کی اقسام

فقہاء نے حقیقت کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ حقیقت متعذرہ: ایسی حقیقت جس پر عمل کرنا مشکل ہو۔

۲۔ حقیقت مہجورہ کی تعریف: ایسی حقیقت جس کو عام طور پر چھوڑ دیا گیا ہو۔

۳۔ حقیقت مستعملہ کی تعریف: ایسی حقیقت جو عام طور پر معمول ہو

اقسام ثلاثہ کا حکم: پہلی دونوں صورتوں کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں سے بالاتفاق مجازی معنی مراد ہوں گے۔

وَ نَظِيْرُ الْمُتَعَذِّرَةِ إِذَا حَلَفَ لَا يَأْكُلُ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ أَوْ مِنْ هٰذِهِ الْقِدْرِ فَإِنَّ أَكْلَ الشَّجَرَةِ أَوِ الْقِدْرِ مُتَعَذِّرٌ فَيَنْصَرِفُ ذٰلِكَ إِلٰى ثَمَرَةِ الشَّجَرَةِ وَإِلٰى مَا يَحُلُّ فِي الْقِدْرِ حَتّٰى لَوْ أَكَلَ مِنْ عَيْنِ الشَّجَرَةِ أَوْ مِنْ عَيْنِ الْقِدْرِ بِنَوْعِ تَكَلُّفٍ لَا يَحْنَثُ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا إِذَا حَلَفَ لَا يَشْرَبُ مِنْ هٰذِهِ الْبِئْرِ يَنْصَرِفُ ذٰلِكَ إِلَى الْاِغْتِرَافِ حَتّٰى لَوْ فَرَضْنَا أَنَّهُ لَوْ كَرَعَ بِنَوْعِ تَكَلُّفٍ لَا يَحْنَثُ بِالْاِتِّفَاقِ۔

متعذرہ کی مثال

اگر کسی شخص نے یہ قسم کھائی کہ وہ اس ہنڈیا یا اس درخت کو نہیں کھائے گا۔ ظاہر ہے کہ ہنڈیا اور درخت کا کھانا محال ہے چنانچہ اس سے اس کے مجازی معنی یعنی ہنڈیا کا سالن اور درخت کا پھل مراد ہوں گے۔ حتی کہ اگر اس نے تکلفا عین درخت یا عین ہنڈیا کو ہی کھالیا تو وہ اپنی قسم میں حانث نہیں ہو گا۔ اسی اصول کے پیش نظر ہماری رائے میں اگر کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ اس کنویں سے پانی نہیں پیے گا تو اس سے مراد کنویں سے چلو کے ساتھ پانی پینے کے ہوں گے۔ حتی کہ اگر اس نے بتکلف کنویں کے ساتھ منہ لگا کر پانی پیا تو بالا تفاق وہ اپنی قسم میں حانث نہیں ہو گا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
مُتَعَذِّرَةٌ:	مشکل چیز، وہ حقیقت جس پر عمل دشوار ہو واحد مونث۔ اسم فاعل از باب تفعل: (صحیح)
مَهْجُوْرَةٌ:	چھوڑی ہوئی چیز، وہ حقیقت جس کو چھوڑ دیا جائے واحد مونث اسم مفعول از باب (ن)(صحیح)
مُسْتَعْمَلَةٌ:	استعمال شدہ چیز، ایسی حقیقت جو عام معمول میں ہو واحد مونث۔ اسم مفعول از باب استفعال۔
فَتَنْصَرِفُ:	وہ پھر جائے گا، وہ مراد ہو گا واحد مونث فعل مضارع معلوم۔ از باب انفعال۔
كَرَعَ:	کنویں سے پانی منہ لگا کر پینا، ٹوٹی سے منہ لگا کر پانی پینا واحد مذکر ماضی معلوم۔ از باب (ف)
تَكَلُّفٌ:	جان بوجھ کر تکلیف حاصل کرنا مصدر از باب تفعل ہفت اقسام سے صحیح۔
اَلتَّوْكِيْلُ:	کسی کو وکیل بنانا، کسی چیز کو دوسرے کی طرف سپرد کرنا مصدر از باب

تفعیل۔

يَسَعُ: جائز ہے، اس میں وسعت ہے واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم۔ از باب (ف) مثال واوی۔

يُجِيْبُ: وہ جواب دے واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب افعال۔ اجوف واوی۔

مُتَعَارَفٌ: مشہور چیز، عرف عام میں ہو واحد مذکر اسم مفعول۔ از باب تفاعل۔

يَحُلُّ: وہ اترتا ہے، وہ چیز جو اترتی ہے واحد مذکر فعل مضارع از باب (ن) ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

اَلْاِغْتِرَافُ: چلو بھر کر پانی پینا، کنویں سے چلو بھرنا مصدر از باب افتعال۔

وَنَظِيْرُ الْمَهْجُوْرَةِ لَوْ حَلَفَ لَا يَضَعُ قَدَمَهُ فِيْ دَارِ فُلَانٍ فَاِنَّ اِرَادَةَ وَضْعِ الْقَدَمِ مَهْجُوْرَةٌ عَادَةً وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اَلتَّوْكِيْلُ بِنَفْسِ الْخُصُوْمَةِ يَنْصَرِفُ اِلٰى مُطْلَقِ جَوَابِ الْخَصْمِ حَتّٰى يَسَعَ لِلْوَكِيْلِ اَنْ يُجِيْبَ بِنَعَمْ كَمَا يَسَعُهُ اَنْ يُجِيْبَ بِلَا لِاَنَّ التَّوْكِيْلَ بِنَفْسِ الْخُصُوْمَةِ مَهْجُوْرًا شَرْعًا وَعَادَةً۔

مہجورہ کی مثال:

اگر کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ فلاں کے گھر میں قدم نہیں رکھے گا تو عام محاورے میں مطلق قدم رکھنے کے معنی متروک ہو چکے ہیں لہٰذا اس سے داخل ہونے کے مجازی معنی مراد ہوں گے۔ اسی اصول کی بنا پر ہمارے نزدیک توکیل (کسی کو وکیل بنانا) میں وکیل کے لئے یہ وسعت ہے کہ وہ اس کے کسی سوال پر ہاں کہے اور کسی پر اس کی تردید کرے کیوں کہ عرف اور شرع میں وکالت سے مراد ہر بات کی تردید کرنا مقصود نہیں۔

وَلَوْ كَانَتِ الْحَقِيْقَةُ مُسْتَعْمَلَةً فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا مَجَازٌ مُتَعَارَفٌ فَالْحَقِيْقَةُ اَوْلٰى بِلَا خِلَافٍ فَاِنْ كَانَ لَهَا مَجَازٌ مُتَعَارَفٌ فَالْحَقِيْقَةُ اَوْلٰى عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا الْعَمَلُ بِعُمُوْمِ الْمَجَازِ اَوْلٰى۔

مستعملہ کی تعریف

اگر اس کا مجاز متعارف (اگرچہ اس کے حقیقی معنی بھی مراد لیے جاسکتے ہوں۔ لیکن عام طور پر اس کے مجازی معنی مشہور) نہ ہو تو بالاتفاق حقیقت پر عمل کرنا زیادہ مناسب ہوگا لیکن اس کا مجاز متعارف بھی موجود ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک حقیقت پر عمل کرنا زیادہ مناسب ہوگا جبکہ صاحبین کی رائے میں عموماً مجاز پر عمل کرنا زیادہ اولیٰ ہوگا۔

مِثَالُهُ لَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ مِنْ هٰذِهِ الْحِنْطَةِ يُنْصَرَفُ ذٰلِكَ إِلٰى عَيْنِهَا عِنْدَهُ حَتّٰى لَوْ أَكَلَ مِنَ الْخُبْزِ الْحَاصِلِ مِنْهَا لَا يَحْنَثُ وَ عِنْدَهُمَا يُنْصَرَفُ إِلٰى مَا تَتَضَمَّنُهُ الْحِنْطَةُ بِطَرِيْقِ عُمُوْمِ الْمَجَازِ فَيَحْنَثُ بِأَكْلِهَا وَ بِأَكْلِ الْخُبْزِ الْحَاصِلِ مِنْهَا وَ كَذَا لَوْ حَلَفَ لَا يَشْرَبُ مِنَ الْفُرَاتِ يُنْصَرَفُ إِلَى الشُّرْبِ مِنْهَا كَرْعًا عِنْدَهُ وَ عِنْدَهُمَا إِلَى الْمَجَازِ الْمُتَعَارَفِ وَهُوَ شُرْبُ مَائِهَا بِأَيِّ طَرِيْقٍ كَانَ۔

مستعملہ کی مثال

اگر کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ یہ گندم نہیں کھائے گا تو امام حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قسم گندم کی اسی قسم تک محدود ہوگی یہاں تک کہ اگر اس نے گندم کی پکی ہوئی روٹی کھالی تو وہ اپنی قسم میں حانث نہیں ہوگا جبکہ صاحبین (امام محمد رحمہ اللہ و امام یوسف رحمہ اللہ) کی رائے مذکورہ قسم میں گندم سے عموماً مجاز کے طور پر وہ تمام چیزیں مراد ہیں جو گندم سے حاصل ہوسکتی ہیں لہٰذا گندم یا اس سے تیار کردہ روٹی کھانے سے بھی حانث ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ دریائے فرات سے پانی نہیں پیے گا تو امام حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے مراد منہ لگا کر پینا ہے۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک وہ جیسے بھی پیے گا حانث ہو جائے گا۔

ثُمَّ الْمَجَازُ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ خَلَفٌ عَنِ الْحَقِيْقَةِ فِيْ حَقِّ اللَّفْظِ وَ عِنْدَهُمَا خَلَفٌ عَنِ الْحَقِيْقَةِ فِيْ حَقِّ الْحُكْمِ حَتّٰى لَوْ كَانَتِ الْحَقِيْقَةُ مُمْكِنَةٌ فِيْ نَفْسِهَا إِلَّا أَنَّهُ امْتَنَعَ الْعَمَلُ بِهَا لِمَانِعٍ يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ وَ إِلَّا صَارَ الْكَلَامُ لَغْوًا وَ

عِنْدَہٗ یُصَارُ اِلَی الْمَجَازِ وَاِنْ لَمْ تَکُنِ الْحَقِیْقَۃُ مُمْکِنَۃً فِیْ نَفْسِھَا مِثَالُہٗ اِذَا قَالَ لِعَبْدِہٖ وَھُوَ اَکْبَرُ سِنًّا مِنْہُ ھٰذَا اِبْنِیْ لَا یُصَارُ اِلَی الْمَجَازِ عِنْدَھُمَا لِاسْتِحَالَۃِ الْحَقِیْقَۃِ وَعِنْدَہٗ یُصَارُ اِلَی الْمَجَازِ حَتّٰی یُعْتَقُ الْعَبْدُ۔

امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک مجاز لفظی اعتبار سے حقیقت کا نائب ہے۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک مجاز حکم کے اعتبار سے حقیقت کا نائب ہے۔ حتی کہ اگر حقیقت اپنی ذات میں ممکن ہو۔(تو اس سے مراد مجاز لیا جاسکتا ہے) بصورت دیگر اگر اس پر کسی مانع کی وجہ سے عمل کرنا محال ہو تو اس کا مجازی معنی مراد لیا جائے گا۔ ورنہ وہ کلام لغو ہو جائے گا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر چہ وہ اپنی ذات میں نہ بھی ہو پھر بھی اس کا مجازی معنی مراد لیا جائے گا۔ مثلاً اگر کسی نے اپنے اس غلام کو جو اس سے عمر میں بڑا ہے کہا کہ میرا بیٹا ہے، تو صاحبین کے نزدیک اس کے مجازی معنی تصور نہیں ہو سکتے جبکہ امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک مجازی معنی مراد لئے جاسکتے ہیں اور اس کے نتیجے میں وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
تَتَضَمَّنُہٗ:	جو اس کو ضمن میں لے، جو اس پر مشتمل ہو
اَوْلٰی:	زیادہ بہتر، درست اسم تفضیل از باب (ح) ہفت اقسام۔ لفیف مفروق۔
لَا یَأْکُلُ:	وہ نہیں کھائے گا واحد مذکر فعل نفی معلوم۔ از باب (ن) ہفت اقسام سے مہموز الفا۔
مُمْکِنَۃٌ:	وہ چیز جس کا وجود ممکن ہو، جو ہو سکے واحد مونث اسم فاعل۔ از باب افعال۔
اِمْتَنَعَ:	مشکل ہونا، رُک جائے، آسان نہ ہو واحد مذکر فعل ماضی از باب افتعال صحیح۔
یُصَارُ:	وہ پھیرا جائے گا، مراد ہو گا واحد مذکر فعل مضارع مجہول از باب (ض) ہفت اقسام۔ اجوف یائی
مَانِعٌ:	منع کرنے والی، روکنے والی چیز اسم فاعل۔ از باب (ف) ہفت اقسام سے

صحیح۔

اِسْتِحَالَةٌ: مشکل ہونا، آسان نہ ہونا، محال ہونا مصدر از باب استفعال۔ اجوف واوی۔

وَعَلٰی هٰذَا یُخَرَّجُ الْحُکْمُ فِیْ قَوْلِهٖ لَهٗ عَلَیَّ اَلْفٌ اَوْ عَلٰی هٰذَا الْجِدَارِ وَ قَوْلُهٗ عَبْدِیْ اَوْ حِمَارِیْ حُرٌّ۔

اس اصول کی بناء پر مندرجہ ذیل مثالوں کے احکام متعین کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص کہے کہ اس کے ایک ہزار میرے ذمہ ہیں یا اس دیوار کے ذمہ ہیں۔ یا یوں کہے کہ میرا غلام یا میرا گدھا آزاد ہے۔

وَلَا یَلْزَمُ عَلٰی هٰذَا اِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ هٰذِهٖ بِنْتِیْ وَلَهَا نَسَبٌ مَعْرُوْفٌ مِنْ غَیْرِهٖ حَیْثُ لَا تَحْرُمُ عَلَیْهِ

وَلَا یُجْعَلُ ذٰلِكَ مَجَازًا عَنِ الطَّلَاقِ سَوَاءٌ کَانَتِ الْمَرْأَةُ اَصْغَرَ سِنًّا مِنْهُ اَوْ کُبْرٰی لِاَنَّ هٰذَا اللَّفْظَ لَوْ صَحَّ مَعْنَاهُ لَکَانَ مُنَافِیًا لِلنِّکَاحِ فَیَکُوْنُ مُنَافِیًا لِحُکْمِهٖ وَهُوَ الطَّلَاقُ وَلَا اِسْتِعَارَةَ مَعَ وُجُوْدِ التَّنَافِیْ بِخِلَافِ قَوْلِهٖ هٰذَا اِبْنِیْ فَاِنَّ الْبُنُوَّةَ لَا تُنَافِیْ ثُبُوْتَ الْمِلْكِ لِلْاَبِ بَلْ یَثْبُتُ الْمِلْكُ لَهٗ ثُمَّ یُعْتَقُ عَلَیْهِ۔

یہاں احناف پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے اس اصول کی بنا پر اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے متعلق کہا کہ یہ میری بیٹی ہے جبکہ اس کی بیوی کا شجرہ نسب معروف ہو تو وہ اس پر حرام نہیں ہو گی۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق بیٹی کہنے سے مجازی طور پر طلاق کے معنی مراد نہیں لئے جا سکتے خواہ یہ عورت عمر میں اس سے چھوٹی ہو یا بڑی ہو کیونکہ اگر اس کے هذہ بنتی (یہ میری بیٹی ہے) کہنے کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ نکاح کے ہی مخالف ہے لہٰذا جب نکاح ہی ممکن نہ ہو تو اس پر واقع ہونیوالا حکم یعنی طلاق کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کے منافی ہونے کی وجہ سے استعارہ کے معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ اس کو پہلی مذکورہ مثال (یعنی غلام کو یہ کہنا کہ یہ میرا بیٹا ہے) قیاس کرنا غلط ہے کیونکہ

بیٹا ہونا ملکیت کے ثبوت کے منافی نہیں بلکہ پہلے باب کی ملکیت کو ثابت کرتا ہے پھر بیٹا خود بخود آزاد ہو جاتا ہے۔

فَصْلٌ فِي تَعْرِيفِ الْاِسْتِعَارَةِ

إِعْلَمْ اَنَّ الْاِسْتِعَارَةَ فِي أَحْكَامِ الشَّرْعِ مُطَّرِدَةٌ بِطَرِيْقَيْنِ: أَحَدُهُمَا لِوُجُوْدِ الْاِتِّصَالِ بَيْنَ الْعِلَّةِ وَالْحُكْمِ وَالثَّانِي لِوُجُوْدِ الْاِتِّصَالِ بَيْنَ السَّبَبِ الْمَحْضِ وَالْحُكْمِ فَالْاَوَّلُ مِنْهُمَا يُوْجِبُ صِحَّةَ الْاِسْتِعَارَةِ مِنَ الطَّرَفَيْنِ وَ الثَّانِيْ يُوْجِبُ صِحَّتَهَا مِنْ أَحَدِ الطَّرَفَيْنِ وَهُوَ اِسْتِعَارَةُ الْاَصْلِ لِلْفَرْعِ۔

استعارہ کے طریقہ کی بحث اور اس کی اقسام

شرعی احکام میں استعارہ دو طریقوں میں عام مستعمل ہے پہلا طریقہ یہ ہے کہ علت اور حکم کے درمیان اتصال پایا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سبب محض اور حکم کے درمیان اتصال پایا جائے۔ پہلے طریقہ میں استعارہ صرف ایک طرف صحیح ہوتا ہے اسے استعارۃ الاصل للفرع کا نام دیا جاتا ہے اس میں استعارہ صرف ایک جانب سے صحیح ہوتا ہے مثلاً سبب بول کر مسبب مراد لے سکتے ہیں۔ کیونکہ سبب اصل ہے اور مسبب اس کی فرع ہے لیکن اس کے برعکس یعنی مسبب بول کر مراد سبب نہیں لے سکتے۔

مِثَالُ الْاَوَّلِ فِيْمَا إِذَا قَالَ اِنْ مَلَكْتُ عَبْدًا فَهُوَ حُرٌّ فَمَلَكَ نِصْفَ الْعَبْدِ فَبَاعَهُ ثُمَّ مَلَكَ النِّصْفَ الْاٰخَرَ لَمْ يُعْتَقْ إِذْ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ مِلْكِهٖ كُلُّ الْعَبْدِ وَلَوْ قَالَ اِنِ اشْتَرَيْتُ عَبْدًا فَهُوَ حُرٌّ فَاشْتَرٰى نِصْفَ الْعَبْدِ فَبَاعَهُ ثُمَّ اشْتَرَى النِّصْفَ الْاٰخَرَ عُتِقَ النِّصْفُ الثَّانِيْ وَلَوْ عُنِيَ بِالْمِلْكِ بِالشِّرَاءِ أَوْ بِالشِّرَاءِ الْمِلْكِ صَحَّتْ نِيَّتُهُ بِطَرِيْقِ الْمَجَازِ لِاَنَّ الشِّرَاءَ عِلَّةُ الْمِلْكِ وَالْمِلْكُ حُكْمُهُ فَعَمَّتِ الْاِسْتِعَارَةُ بَيْنَ الْعِلَّةِ وَالْمَعْلُوْلِ مِنَ الطَّرَفَيْنِ إِلَّا أَنَّهُ فِيْمَا يَكُوْنُ تَخْفِيْفًا فِيْ حَقِّهٖ لَا يُصَدَّقُ فِيْ حَقِّ الْقَضَاءِ خَاصَّةً لِمَعْنَى التُّهْمَةِ لَا لِعَدَمِ صِحَّةِ الْاِسْتِعَارَةِ۔

پہلے طریقہ کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں کسی غلام کا مالک بن جاؤں تو وہ آزاد ہے۔ بعد میں وہ نصف کا مالک بھی بن گیا تو وہ غلام آزاد نہیں ہوگا کیونکہ پورا غلام اس کی ملکیت میں جمع نہیں ہونے پایا۔ لیکن اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں نے کوئی غلام خریدا تو وہ آزاد ہے پھر اس نے نصف غلام خرید لیا اور اس کو بیچ ڈالا۔ پھر اس نے دوسرا نصف حصہ بھی خرید لیا تو دوسرا نصف حصہ آزاد ہو جائے گا لیکن اگر اس نے ملکیت سے مراد خرید لیا تو مجاز کے مسلمہ طریقہ کے مطابق اس کی نیت درست شمار ہوگی کیونکہ ملکیت کے حاصل کرنے کے لئے ایک سبب اور علت ہے۔ جبکہ ملکیت خرید ہی کا حاصل ہے لہٰذا استعارہ علت اور معلول کے درمیان دونوں جانب سے صحیح متصور ہوگا۔ البتہ ایسی صورت میں جب اس کے حق میں تخفیف کا اندیشہ پایا جائے تو عدالت میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ ہر تخصیص اس لیے ہے کہ اس میں تہمت کا پہلو موجود ہے، یہ وجہ نہیں کہ اس میں استعارے کا طریقہ صحیح نہیں۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
وَلَایُلْزَمُ:	وہ لازم نہیں آئے گا، ضروری نہیں ہے واحد مذکر نفی مجہول از باب (س) ہفت اقسام سے صحیح۔
مُنَافِیًا:	مخالف چیز، مخالف دلیل واحد مذکر اسم فاعل از باب مفاعلہ۔ ناقص یائی۔
اَلْاِسْتِعَارَۃُ:	کوئی چیز عاریتا لینا علت اور حکم میں یا سبب محض اور حکم درمیان اتصال۔ مصدر از باب استفعال
مُطَّرِدَۃٌ:	عام طور پر مستعمل ہے، عام حکم یا قاعدہ واحد مونث اسم فاعل از باب افتعال۔ (صحیح)
اِتِّصَالٌ:	ملنا، جوڑنا، دو چیزوں کے درمیان تعلق کا ہونا۔ مصدر از باب افتعال۔ اجوف واوی۔
فَبَاعَہٗ:	اس نے اس کو فروخت کیا، اس نے بیچا واحد مذکر فعل ماضی معلوم از باب

(ض) اجوف یائی۔

صَحَّ: وہ صحیح ہوا، وہ درست ہوا واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم۔ مضاعف ثلاثی۔

یُوْجِبُ: وہ واجب کرتا ہے، وہ موجب ہے، وہ سبب بنا واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب افعال۔ مثال واوی۔

یُعْتَقُ: وہ آزاد کیا گیا، وہ آزاد ہوا واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول۔ از باب افعال۔ صحیح۔

وَ مِثَالُ الثَّانِيْ اِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ حَرَّرْتُكِ وَ نَوٰى بِهِ الطَّلَاقَ يَصِحُّ لِاَنَّ التَّحْرِيْرَ بِحَقِيْقَتِهٖ يُوْجِبُ زَوَالَ مِلْكِ الْبُضْعِ بِوَاسِطَةِ زَوَالِ مِلْكِ الرَّقَبَةِ فَكَانَ سَبَبًا مَحْضًا لِزَوَالِ مِلْكِ الْمُتْعَةِ فَجَازَ اَنْ يُسْتَعَارَ عَنِ الطَّلَاقِ الَّذِيْ هُوَ مُزِيْلٌ لِمِلْكِ الْمُتْعَةِ۔

دوسرے طریقہ کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا حررتك (میں نے تجھے آزاد کر دیا) اور اس نے اس لفظ سے طلاق کی نیت کی تو طلاق مراد لینا صحیح ہوگا کیونکہ آزاد کرنا حقیقت کے اعتبار سے اس حق منفعت کو زائل کرنا ہے جو مرد کو یمین کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا آزاد کرنا حق مباشرت (منفعت) کی ملکیت کو زائل کرنے کا ایک سبب قرار پایا۔ لہٰذا اسے استعارے کے طور پر طلاق کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ طلاق بھی حق مباشرت کی ملکیت کو زائل کر دیتی ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ چونکہ اس کو طلاق کے مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ تو اسی سے واقع ہونے والی طلاق بھی طلاق رجعی ہونی چاہیے جیسا کہ وہ طلاق کے واضح الفاظ سے طلاق دیتا۔

وَلَا يُقَالُ لَوْ جُعِلَ مَجَازًا عَنِ الطَّلَاقِ لَوَجَبَ اَنْ يَكُوْنَ الطَّلَاقُ الْوَاقِعُ بِهٖ رَجْعِيًّا كَصَرِيْحِ الطَّلَاقِ لِاَنَّا نَقُوْلُ لَا نَجْعَلُهٗ مَجَازًا بَلْ عَنِ الْمُزِيْلِ لِمِلْكِ الْمُتْعَةِ وَذٰلِكَ فِي الْبَائِنِ اِذِ الرَّجْعِيُّ لَا يُزِيْلُ مِلْكَ الْمُتْعَةِ عِنْدَنَا وَلَوْ قَالَ لِاَمَتِهٖ طَلَّقْتُكِ وَ نَوٰى بِهِ التَّحْرِيْرَ لَا يَصِحُّ لِاَنَّ الْاَصْلَ جَازَ اَنْ يَثْبُتَ بِهٖ

الْفَرْعُ وَأَمَّا الْفَرْعُ فَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَثْبُتَ بِهِ الْاَصْلُ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اسے طلاق کے مجازی معنی میں استعمال ہی نہیں کر رہے بلکہ ہم اسے حق منفعت کی ملکیت کے زائل کرنے کے معنی میں استعمال کر رہے ہیں اور یہ صورت طلاق بائن کی ہے۔ (طلاق رجعی کی نہیں) کیونکہ ہمارے مؤقف کے مطابق طلاق رجعی حق منفعت کی ملکیت کو زائل نہیں کرتی۔ (یہ مثال سبب بول کر مسبب مراد لینے کی مثال ہے۔ اب دوسری مثال ملاحظہ فرمائیں جس میں مسبب بول کر سبب مراد نہیں لیا جا سکتا) کوئی شخص اپنی لونڈی کو یہ کہے کہ "طلقتك" (میں نے تجھے طلاق دی) اور اس سے مراد لونڈی کو آزاد کرنا لیا تو یہ صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اصل سے فرع ثابت ہو سکتی ہے (کہ سبب بول کر مسبب مراد لیا جائے۔)

وَعَلٰى هٰذَا نَقُوْلُ يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِلَفْظِ الْهِبَةِ وَالتَّمْلِيْكِ وَالْبَيْعِ لِاَنَّ الْهِبَةَ بِحَقِيْقَتِهَا تُوْجِبُ مِلْكَ الرَّقَبَةِ وَمِلْكُ الرَّقَبَةِ يُوْجِبُ مِلْكَ الْمُتْعَةِ فِي الْاِمَاءِ فَكَانَتِ الْهِبَةُ سَبَبًا مَحْضًا لِثُبُوْتِ مِلْكِ الْمُتْعَةِ فَجَازَ اَنْ يُسْتَعَارَ عَنِ النِّكَاحِ وَكَذٰلِكَ لَفْظُ التَّمْلِيْكِ وَالْبَيْعِ وَلَا يَنْعَكِسُ حَتّٰى لَا يَنْعَقِدُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ بِلَفْظِ النِّكَاحِ ثُمَّ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ يَكُوْنُ الْمَحَلُّ مُتَعَيَّنًا لِنَوْعٍ مِنَ الْمَجَازِ لَا يُحْتَاجُ فِيْهِ اِلَى النِّيَّةِ۔

اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ ھبہ تملیک اور بیع کے الفاظ بول کر نکاح کا انعقاد ہو سکتا ہے کیونکہ ہبہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے ملک یمین کو ثابت کرتا ہے اور لونڈیوں میں ملک یمین حاصل سے حق منفعت حاصل ہو جاتا ہے لہٰذا ہبہ کرنا حق منفعت کے ثبوت کے لیے خاص سبب ہے۔ لہٰذا اسے استعارہ نکاح کے معنوں میں استعمال کرنا جائز ہے۔ اسی طرح لفظ تملیک اور بیع کی صورت ہے (لیکن یہ ساری صورتیں یک طرفہ ہیں) ان سے برعکس مراد نہیں لیا جا سکتا۔ حتیٰ کہ لفظ نکاح سے بیع اور ہبہ کا انعقاد نہیں ہوگا۔ پھر یہ بھی ہے کہ ہر متعین موقع د محل پر مجاز کی صورت موجود ہوتی ہے اس لیے اس میں نیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لَا یُقَالُ وَلَمَّا کَانَ اِمْکَانُ الْحَقِیْقَةِ شَرْطًا لِصِحَّةِ الْمَجَازِ عِنْدَهُمَا کَیْفَ یُصَارُ اِلَی الْمَجَازِ فِیْ صُوْرَةِ النِّکَاحِ بِلَفْظِ الْهِبَةِ مَعَ اَنَّ تَمْلِیْكَ الْحُرَّةِ بِالْبَیْعِ وَالْهِبَةِ مُحَالٌ لِاَنَّا نَقُوْلُ ذٰلِكَ مُمْکِنٌ فِی الْجُمْلَةِ بِاَنِ ارْتَدَّتْ وَلَحِقَتْ بِدَارِ الْحَرْبِ ثُمَّ سُبِیَتْ وَصَارَ نَظِیْرُ مَسِّ السَّمَآءِ وَاَخَوَاتِهٖ۔

یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جب صاحبین کے نزدیک مجاز کے صحیح ہونے کے لیے حقیقت کا ممکن ہونا شرط ہے تو لفظ ھبہ سے مجازی طور پر نکاح کے معنی لیے جاسکتے ہیں. کیونکہ ایک آزاد عورت کو ہبہ کرنا یا فروخت کرنا تو محال ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ امکان اس صورت میں موجود ہے کہ آزاد عورت اگر مرتد ہو جائے اور دارالحرب میں چلی جائے پھر وہ قید ہو کر دیگر قیدیوں کے ساتھ آئے تو اب اس پر لونڈی ہونے کی حیثیت سے ان الفاظ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ مسئلہ قسم کے محال مسئلوں کی قبیل میں سے ہے۔ جیسے کوئی قسم اٹھائے کہ میں آسمان کو ہاتھ لگاؤں گا وغیرہ وغیرہ (تو وہ اپنی قسم میں حانث ہو گا اور کفارہ دے گا اگرچہ ان قسموں کو پورا کرنا اس کے امکان ہی سے باہر ہے)۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
لَمْ یُعْتَقْ:	وہ آزاد نہیں ہو گا، اس کو آزادی نہیں ملے گی واحد مذکر مجہول نفی جحد معلوم۔ ازباب افعال۔
اِشْتَرَیْتُ:	میں نے خریدا، میں نے خرید و فروخت کی واحد متکلم فعل ماضی معلوم۔ ازباب افتعال۔ ناقص یائی۔
عُنِیَ:	مراد ہو، حفاظت کرنا، نازل ہونا واحد مذکر ماضی مجہول ازباب (ض) ہفت اقسام سے ناقص یائی۔
فَعَمَّتْ:	پس وہ عام ہوئی واحد مونث فعل ماضی معلوم۔ ازباب (ن) ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

لَایُصَدَّقُ: اسکی تصدیق نہیں کی جائے گی، اس کو سچا نہیں سمجھا جائے گا واحد مذکر فعل نفی مجہول از باب تفعیل۔

اَلتُّهْمَةُ: تہمت لگانا، بہتان لگانا، الزام لگانا، بدگمانی کرنا مصدر از باب اتہام۔ (صحیح)

زَوَالٌ: زائل ہونا، ختم ہونا مصدر از باب (ن) ہفت اقسام سے اجوف واوی۔

مُزِیْلٌ: زائل کرنے والا، دور کرنے والا، ختم کرنے والا واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال۔ اجوف واوی۔

صَرِیْحٌ: واضح حکم، ظاہر لفظوں میں، صاف حکم صفت مشبہ از باب (ک)

اَلْبَائِنُ: جدا کرنے والی، طلاق بائنہ یہ لفظ طلاق رجعی کے مقابلہ میں مستعمل ہوتا ہے۔

لَایُزِیْلُ: وہ زائل ہیں کرتا، وہ ختم نہیں کرتا واحد مذکر نفی معلوم۔ از باب افعال۔

اَلْهِبَةُ: ہبہ کرنا، تحفہ دینا، کسی کو کسی چیز کا مالک بنانا بغیر معاوضہ کے مصدر از باب (ف) ہفت اقسام: مثال واوی۔

اَلتَّمْلِیْكُ: مالک بنانا، بادشاہ بنانا، کسی کو اختیار دینا مصدر از باب تفعیل: (صحیح)

اَلْبَیْعُ: بیچنا، خرید و فروخت کرنا مصدر از باب (ض) ہفت اقسام۔ اجوف یائی۔

یُسْتَعَارُ: وہ استعارہ بن جائے گا واحد مذکر فعل مضارع مجہول از باب استفعال۔ اجوف یائی۔

مُتَعَیَّنًا: خاص حکم، مخصوص چیز مقرر چیز اسم مفعول از باب تفعل اجوف یائی۔

لَایُحْتَاجُ: وہ محتاج نہیں ہے، اسکی ضرورت نہیں ہے واحد مذکر فعل مجہول از باب افتعال۔

اَلْمَحَلُّ: کسی چیز کا محل، کسی چیز کے اترنے کی جگہ اسم ظرف از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔

اِمْکَانٌ: ممکن ہونا، آسان ہونا، وجود میں آنا مصدر از باب افعال۔ صحیح۔

یُصَارُ: اس کو بنایا جائے گا، وہ بن جائے گا واحد مذکر فعل مضارع مجہول از باب

(ض)۔ صحیح۔

مُحَالٌ: مشکل چیز، ناممکن چیز، اس کا وجود نہ ہونا، باطل کام اسم مفعول از باب افعال۔ اجوف واوی۔

وَلَا یَنْعَکِسُ: اس کے برعکس نہیں ہے، اس کے مخالف نہیں ہے واحد مذکر نفی معلوم از باب انفعال۔

فَصْلٌ فِی الصَّرِیْحِ وَالْکِنَایَةِ

اَلصَّرِیْحُ لَفْظٌ یَکُوْنُ الْمُرَادُ بِهٖ ظَاهِرًا کَقَوْلِهٖ بِعْتُ وَاشْتَرَیْتُ وَ أَمْثَالِهٖ وَ حُکْمُهُ أَنَّهُ یُوْجِبُ ثُبُوْتَ مَعْنَاهُ بِاَیِّ طَرِیْقٍ کَانَ مِنْ اِخْبَارٍ اَوْ نَعْتٍ اَوْ نِدَاءٍ وَمِنْ حُکْمِهٖ اَنَّهُ یُسْتَغْنٰی عَنِ النِّیَّةِ وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا اِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ أَنْتِ طَالِقٌ اَوْ طَلَّقْتُكِ اَوْ یَا طَالِقُ یَقَعُ الطَّلَاقُ نَوٰی بِهِ الطَّلَاقَ اَوْلَمْ یَنْوِ وَ کَذَا لَوْ قَالَ لِعَبْدِهٖ أَنْتَ حُرٌّ اَوْ حَرَّرْتُكَ اَوْ یَا حُرُّ۔

صریح اور کنایہ کا بیان

صریح کی تعریف:

صریح وہ لفظ ہے جس کا مطلب بالکل واضح ہو جیسے کوئی کہے کہ میں نے خریدا یا میں نے بیچا وغیرہ وغیرہ۔ حکم اس کا یہ ہے کہ اس کے معنی ہر صورت ثابت ہوتے ہیں۔ خواہ وہ خبر ہو یا صفت یا ندا، کی صورت ہو اور اس کا یہ حکم بھی ہے کہ اس میں نیت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی اصول کی بناء پر ہمارا نظریہ ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو انت طالق (تجھے طلاق ہے) (یہ صفت ہے) یا طَلَّقْتُكِ (میں نے تجھے طلاق دی) (یہ خبر ہے) یا طَالِقُ (اے طلاق والی عورت) (یہ نداء ہے) کہے تو اس سے ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ خواہ مرد نے طلاق دینے کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

اسی طرح اگر کسی نے اپنے غلام کو یہ کہا کہ انت حر (تو آزاد ہے) یہ صفت ہے یا حررتك (میں نے تجھے آزاد کر دیا) یہ خبر ہے یا یا حر (اے آزاد مرد، یہ نداء ہے) خواہ اس

نے مرد کو آزاد کرنے کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِنَّ التَّيَمُّمَ يُفِيْدُ الطَّهَارَةَ لِاَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى ﴿وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ (المائدہ ۶) صَرِيْحٌ فِيْ حُصُوْلِ الطَّهَارَةِ بِهٖ وَ لِلشَّافِعِيِّ فِيْهِ قَوْلَانِ أَحَدُهُمَا أَنَّهٗ طَهَارَةٌ ضَرُوْرِيَّةٌ وَالْاٰخَرُ أَنَّهٗ لَيْسَ بِطَهَارَةٍ بَلْ هُوَ سَاتِرٌ لِلْحَدَثِ۔

اسی اصول کی بناء پر ہمارا موقف ہے تیمم طہارت کا فائدہ دیتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ (اللہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کر دے) یہ آیت طہارت کے اصول میں واضح ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں دو اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ اس سے محض ضرورت کے وقت طہارت حاصل ہوتی ہے۔ (جب ضرورت ختم ہو جائے تو تیمم ختم ہو جائے گا) دوسرا قول یہ ہے کہ تیمم سے طہارت حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ حدث کو چھپا دیتا ہے۔

وَعَلٰى هٰذَا يُخَرَّجُ الْمَسَائِلُ عَلَى الْمَذْهَبَيْنِ مِنْ جَوَازِهٖ قَبْلَ الْوَقْتِ وَأَدَاءِ الْفَرْضَيْنِ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ وَإِمَامَةِ الْمُتَيَمِّمِ لِلْمُتَوَضِّئِيْنَ وَجَوَازِهٖ بِدُوْنِ خَوْفِ تَلَفِ النَّفْسِ اَوِ الْعُضْوِ بِالْوُضُوْءِ وَجَوَازِهٖ لِلْعِيْدِ وَالْجَنَازَةِ وَ جَوَازِهٖ بِنِيَّةِ الطَّهَارَةِ۔

اسی اصول کی بناء پر احناف اور شوافع کے مابین بعض مسائل میں اختلاف واقع ہوا۔

① وقت سے پہلے تیمم کرنا۔ احناف کے نزدیک جائز اور شوافع کے نزدیک عین وقت پر ہی جائز ہے۔

② ایک تیمم سے دو نمازیں ادا کرنا: امامت کروانا۔ احناف کے نزدیک جائز اور شوافع کے نزدیک ناجائز ہے۔

③ تیمم والے کا وضو والوں کی امامت کروانا احناف کے نزدیک جائز اور شوافع کے نزدیک ناجائز ہیں۔

④ کسی عضو پر جان کے تلف ہونے کا اندیشہ کے بغیر بھی تیمم کرنا۔ احناف جواز کے

قائل جبکہ شوافع کے نزدیک درست نہیں ہے۔

⑤ عید اور جنازہ کے لیے تیمم احناف کے ہاں درست ہے جبکہ شوافع کے نزدیک درست نہیں۔

⑥ محض طہارت کی نیت سے تیمم کرنا (احناف کے نزدیک جائز جبکہ شوافع کے نزدیک ناجائز ہے۔

وَالْكِنَايَةُ هِيَ مَا اسْتَتَرَ مَعْنَاهُ وَالْمَجَازُ قَبْلَ أَنْ يَصِيْرَ مُتَعَارَفًا بِمَنْزِلَةِ الْكِنَايَةِ وَحُكْمُ الْكِنَايَةِ ثُبُوْتُ الْحُكْمِ بِهَا عِنْدَ وُجُوْدِ النِّيَّةِ أَوْ بِدَلَالَةِ الْحَالِ إِذْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ دَلِيْلٍ يَزُوْلُ بِهِ التَّرَدُّدُ وَيَتَرَجَّحُ بِهِ بَعْضُ الْوُجُوْهِ۔

کنایہ کی تعریف:

''کنایہ'' وہ لفظ ہے جس کا معنی پوشیدہ ہو اور مجاز جب تک متعارف نہ ہو کنایہ کی حیثیت رکھتا ہے'' کنایہ کا حکم یہ ہے کہ اس کا حکم اس وقت ثابت ہوگا۔ جب اس میں نیت پائی جائے یا کوئی ایسی کیفیت اور حالت ہو جس میں کوئی قرینہ پایا جائے کیونکہ اس میں کسی دلیل یا قرینے کا پایا جانا ضروری ہے جس سے شک وشبہ کا ازالہ ہو جائے اور اس کی کسی ایک طرف کو ترجیح حاصل ہو جائے۔

•وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى سُمِّيَ لَفْظُ الْبَيْنُوْنَةِ وَالتَّحْرِيْمِ كِنَايَةٌ فِيْ بَابِ الطَّلَاقِ لِمَعْنَى التَّرَدُّدِ وَاسْتِتَارِ الْمُرَادِ لَا أَنَّهُ يُعْمَلُ عَمَلُ الطَّلَاقِ۔

اس مفہوم کے پیش نظر بینونۃ (جدائی) اور تحریم (حرام ہونا) طلاق کے باب میں کنایہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں کیونکہ ان میں شک وشبہ اور مفہوم کی پوشیدگی کا احتمال پایا جاتا ہے۔ (لہٰذا یہاں نیت، حالت یا کیفیت کا قرینہ پایا جانا ضروری ہے) ورنہ ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

وَيَتَفَرَّعُ مِنْهُ حُكْمُ الْكِنَايَاتِ فِيْ حَقِّ عَدَمِ وِلَايَةِ الرَّجْعَةِ وَلِوُجُوْدِ مَعْنَى التَّرَدُّدِ فِي الْكِنَايَةِ لَا يُقَامُ بِهَا الْعُقُوْبَاتُ حَتّٰى لَوْ أَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهِ فِيْ بَابِ الزِّنَا وَالسَّرِقَةِ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ مَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّفْظَ الصَّرِيْحَ۔

اس اصول کی بناء پر یہ حکم بھی مستنبط ہوتا ہے کہ ایسی (کنایہ) طلاق دینے کے بعد شوہر کو رجعت کا حق باقی نہیں رہتا[1] چونکہ کنایہ سے شک وشبہ احتمال موجود ہوتا ہے۔ لہٰذا کنایہ سے حدود الٰہی کا نفاذ نہیں ہوگا حتی کہ اگر کسی نے از خود زنا یا چوری کا اعتراف کر لیا تو اس پر اس وقت تک حد جاری نہیں کیجائے گی جب تک وہ ان جرائم کا صریح الفاظ میں اقرار نہ کرلے۔

وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يُقَامُ الْحَدُّ عَلَى الْأَخْرَسِ بِالْإِشَارَةِ وَلَوْ قَذَفَ رَجُلًا بِالزِّنَا فَقَالَ الْآخَرُ صَدَقْتَ لَا يَجِبُ الْحَدُّ عَلَيْهِ لِاحْتِمَالِ التَّصْدِيْقِ لَهُ فِي غَيْرِهِ۔

اس مفہوم کے پیش نظر گونگے کے اشارۃً اقرار کر لینے سے حد جاری نہیں کی جائے گی۔ اس طرح اگر کسی نے کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائی تو ملزم نے کہا کہ تو نے سچ کہا تو پھر بھی ملزم پر حد نہیں لگے گی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ملزم نے اس شخص کی کسی اور ضمن میں تصدیق کی ہو۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
يُنَادِيْ:	پکارنا، آواز دینا، بلانا مصدر از باب مفاعلہ (ہفت اقسام سے ناقص یائی)۔
يَسْتَغْنِيْ:	وہ مستغنی ہوا، وہ لاپرواہ ہوا، اسے ضرورت نہیں صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع از باب استفعال۔ (ناقص یائی)۔
لَمْ يَنْوِ:	اس نے نیت نہیں کی، اس نے ارادہ نہیں کیا صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی جحد معلوم از باب (ضَ) (ہفت اقسام سے لفیف مقرون)۔
يُرِيْدُ:	وہ ارادہ کرتا ہے، وہ چاہتا ہے صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب افعال (ہفت اقسام سے اجوف یائی)۔
سَاتِرٌ:	چھپانے والا، پردہ پوشی کرنے والا، ستر چھپانے والا واحد مذکر اسم فاعل

[1] کیونکہ طلاق رجعی صریح طلاق کے الفاظ سے واقع ہوتی ہے۔ اور کنایہ سے واقع ہونے والی طلاق رجعی نہیں بلکہ طلاق بائن ہوتی ہے۔

از باب (ن) (صحیح)۔

يُخَرَّجُ: وہ نکالا گیا، اس کو فارغ کیا گیا، مسائل کی تخریج کی گئی واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب تفعیل (صحیح)۔

أَدَاءٌ: اداء کرنا، دے دینا، کسی امانت کی ادائیگی کرنا مصدر از باب تفعیل ہفت اقسام سے مہموز الفاء ناقص۔

اَلْمُتَيَمِّمُ: تیمم کرنے والا، قصد کرنے والا، مٹی کا ارادہ کرنے والا واحد مذکر اسم فاعل از باب تفعل (مثال واوی مہموز اللام)۔

تَلَفٌ: ہلاک کرنا، ختم کرنا، تلف کرنا مصدر از باب (ن) ہفت اقسام سے (صحیح)۔

إِسْتَتَرَ: وہ چھپ گیا، وہ پردہ میں ہو گیا، اس نے پردہ کر لیا واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب افتعال (صحیح)۔

اَلْبَيْنُوْنَةُ: جدا ہونا، دور ہونا، طلاق بائنہ دینا مصدر از باب (ض) ہفت اقسام سے (اجوف یائی)۔

اَلتَّحْرِيْمُ: حرام کرنا، حرام قرار دینا مصدر از باب تفعیل۔

لَايُقَامُ: قائم نہیں ہو گا، اسے کھڑا نہیں کیا جائے گا صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول از باب (ن) (اجوف واوی)۔

يُتَفَرَّعُ: اس سے مسئلہ اخذ ہوتا ہے، مسئلہ کا حاصل ہونا، شاخ دار ہونا۔ واحد مذکر غائب فعل مجہول (از باب تفعل)۔

اَلْاَخْرَسُ: گونگا، غیر واضح چیز، نہ سمجھنے والا اسم تفضیل از باب (س) ہفت اقسام سے (صحیح)۔

أَقَرَّ: اس نے اقرار کیا، اس نے مسئلہ ثابت کیا، وہ اقراری ہوا واحد مذکر فعل ماضی از باب افعال (مضاعف ثلاثی)۔

يُتَرَجَّحُ: وہ راجح ہوا، اسکی ترجیح ہوئی، ترجیح کا حاصل ہونا واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب تفعل (صحیح)۔

يَزُوْلُ: وہ زائل ہوتا ہے، وہ ختم ہوتا ہے صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب (ن) (اجوف واوی)۔

اَلتَّرَدُّدُ: متردد ہونا، شک و شبہ میں پڑنا، شک کرنا مصدر از باب تفعل۔ (مضاعف ثلاثی)

مشقی سوالات

۴۹۔ حقیقت اور مجاز کی تعریف کریں؟

۵۰۔ کیا حقیقت اور مجاز دونوں اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

۵۱۔ ﴿اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ سے کون سالمس مراد ہے؟

۵۲۔ امام محمدؒ نے اپنی کتاب السیر الکبیر میں کون سا موقف اختیار کیا ہے؟

۵۳۔ احناف پر چند اعتراضات اور جوابات ذکر کریں؟

۵۴۔ حقیقت کی کون سی تین اقسام ہیں؟

۵۵۔ متعذرہ کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

۵۶۔ مہجورہ کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟

۵۷۔ کون سی قسم میں حقیقت اور کون سی قسم میں مجاز مراد ہو گا؟

۵۸۔ مذکورہ مسئلہ کی بارہ میں علماء احناف کا اختلاف ذکر کریں؟

۵۹۔ مجاز حقیقت کا خلف کب ہو گا؟

۶۰۔ کلام لغو کب ہوتی ہے؟

۶۱۔ مجاز متعارف کب مراد ہوتا ہے نیز امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے دو شاگردوں کا اختلاف بیان کریں؟

۶۲۔ اس مسئلہ میں اعتراض اور جواب لکھیں؟

۶۳۔ استعارہ کی تعریف لکھیں؟

۶۴۔ استعارہ کون سے طریقوں میں استعمال ہوتا ہے؟

۶۵۔ استعارہ کی اقسام بیان کریں نیز ان کا حکم مثالوں سے واضح کریں؟

۶۶۔ طلاق رجعی۔ طلاق بائنہ۔ طلاق بتہ کی تعریف ذکر کریں اور ان میں فرق کی وضاحت کریں؟

۶۷۔ کیا لفظ ہبہ۔ تملیک اور بیع سے نکاح منعقد ہو سکتا ہے؟

۶۸۔ فصل۔ استعارہ صریح اور استعارہ کنایہ کی تعریف کریں اور ان کا حکم بیان کریں؟

۶۹۔ تیمم کون سی طہارۃ ہے اور اسکے بارے میں فقہاء کا اختلاف لکھیں؟

۷۰۔ اس اصول کی بناء پر احناف اور شوافع کے مابین کون سے مسائل میں اختلاف واقع ہوا ہے؟

۷۱۔ کنایہ کی تعریف اور اس کا حکم لکھیں؟

۷۲۔ اگر کوئی آدمی اشارہ کنایہ سے زنا اور چوری کا اقرار کر لے تو کیا اس پر حد لگائی جائے گی؟



فَصْلٌ فِي الْمُتَقَابِلَاتِ

يَعْنِي بِهَا الظَّاهِرَ وَالنَّصَّ وَالْمُفَسَّرَ وَالْمُحْكَمَ مَعَ مَا يُقَابِلُهَا مِنَ الْخَفِيِّ وَالْمُشْكَلِ وَالْمُجْمَلِ وَالْمُتَشَابِهِ

فَالظَّاهِرُ اِسْمٌ لِكُلِّ كَلَامٍ ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهِ لِلسَّامِعِ بِنَفْسِ السَّمَاعِ مِنْ غَيْرِ تَأَمُّلٍ۔ وَالنَّصُّ مَا سِيقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهٖ وَمِثَالُهٗ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرة ۲۷۵) فَالْآيَةُ سِيقَتْ لِبَيَانِ التَّفْرِقَةِ بَيْنَ الْبَيْعِ وَالرِّبٰوا رَدًّا لِمَا ادَّعَاهُ الْكُفَّارُ مِنَ التَّسْوِيَةِ بَيْنَهُمَا حَيْثُ قَالُوْا (إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا) وَقَدْ عُلِمَ حِلُّ الْبَيْعِ وَحُرْمَةُ الرِّبٰوا بِنَفْسِ السَّمَاعِ فَصَارَ ذٰلِكَ نَصًّا فِي التَّفْرِقَةِ ظَاهِرًا فِي حِلِّ الْبَيْعِ وَحُرْمَةِ الرِّبٰوا۔

متقابلات کا بیان

متقابلات سے مراد وہ الفاظ ہیں جو باہم ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ظاہر۔ ۲۔ نص۔ ۳۔ مفسر۔ ۴۔ محکم اور ان کے مقابلے میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں۔ خفی۔ مجمل۔ مشکل۔ متشابہ۔

☆ظاہر کی تعریف: ظاہر اس کلام کو کہتے ہیں جس سے سننے والے پر محض سنتے ہی اس کا پورا مفہوم ظاہر ہو جائے اور کسی قسم کے غور و خوض کی ضرورت نہ پڑے۔

☆نص کی تعریف: وہ مفہوم جس کی خاطر کلام لایا جائے نص کہلاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے) یہاں آیت کو لانے کا مقصد بیع اور ربو میں فرق بیان کرنا ہے۔) اور یہ کفار کے اس دعویٰ کی تردید ہے جس میں انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ بیع اور ربا ایک ہی چیز کا نام ہے ان میں کوئی فرق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو نقل کرتے ہوئے

فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا﴾ (کہ تجارت رباہی کی طرح ہے) مذکورہ بالا آیت کو سنتے ہی یہ بات معلوم ہوگئی کہ تجارت حلال اور سود حرام ہے ان دونوں میں ظاہری صورتوں میں بنیادی فرق یعنی بیع کی حلت اور سود کی حرمت میں فرق "نص" کہلاتا ہے۔[1]

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمُتَقَابَلَاتُ:	وہ الفاظ جو باہم ایک دوسرے کے مخالف ہوں یا متضاد ہونا، ایک دوسرے کے مقابلہ میں الفاظ۔ جمع مونث اسم مفعول از باب تفاعل ہفت اقسام سے صحیح۔
نَعْنِي:	ہماری مراد، ہم مراد لیتے ہیں، ہم توجہ کرتے ہیں۔ جمع متکلم فعل مضارع معلوم از باب (ض) ناقص یائی۔
اَلظَّاهِرُ:	واضح لفظ، صاف کلام جس کا مفہوم ظاہر ہو واحد مذکر اسم فاعل از باب (ن) صحیح۔
اَلنَّصُّ:	ظاہر ہونا، ایسی کلام جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو اسکی جمع نصوص آتی ہے مصدر از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔
اَلْمُفَسَّرُ:	وہ کلام الٰہی جس کی تفسیر بیان کی گئی ہو۔ جس کو متکلم خود ظاہر کر دے۔ اسم مفعول از باب تفعیل۔
اَلْمُحْكَمُ:	واضح حکم، جو مفسر سے بھی قوت میں زیادہ واضح ہو واحد مذکر اسم مفعول از باب افعال (صحیح)۔
يُقَابِلُهَا:	وہ اس کے مقابلہ میں آیا، جو کسی کے مد مقابل ہو یعنی مخالف ہو واحد مذکر فعل مضارع از باب مفاعلہ۔
اَلْخَفِيُّ:	پوشیدہ ہونا، ایسی کلام جس کا مفہوم کسی عارضہ کی وجہ سے پوشیدہ ہو مصدر

[1] یعنی یہ آیت بیع اور ربا کے فرق وامتیاز کے اعتبار سے نص اور بیع کی حلت اور سود کی حرمت کے اعتبار سے ظاہر ہے۔

از باب (ض) ناقص یائی۔

اَلْمُشْكَلُ: مشکل چیز، وہ کلام جو خفی سے بھی زیادہ مخفی ہو واحد مذکر اسم مفعول از باب افعال۔

اَلْمُجْمَلُ: جس میں اجمال ہو، وہ کلام جو مشکل سے بھی زیادہ غیر واضح ہو اسم مفعول از باب افعال۔

اَلْمُتَشَابِهُ: جس میں کوئی شبہ ہو، ایسی کلام جو مجمل سے بھی زیادہ غیر واضح ہو اسم مفعول از باب تفاعل۔

تَاَمُّلٌ: غور و فکر کرنا، سوچ و بچار کرنا مصدر از باب تفعّل ہفت اقسام سے مہموز الفا۔

سِيْقَ: وہ بیان کیا گیا، جس کو چلا گیا ہو، جس کی ڈرائیونگ کی گئی ہو صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از باب (ن) اجوف واوی۔

اِدَّعَاهُ: اس نے دعویٰ کیا، کسی چیز کا مخالف سے دعویٰ کرنا واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب افتعال۔ ناقص واوی۔

اَلتَّسْوِيَةُ: برابر کرنا، دو چیزوں میں مساوات قائم کرنا، یا مساوی کرنا مصدر از باب تفعیل ہفت اقسام سے لفیف مقرون۔

اَلتَّفْرِقَةُ: جدا کرنا، دو چیزوں کو الگ الگ کرنا، فرقہ واریت پھیلانا مصدر از باب تفعّل (صحیح)۔

حَلٌّ: حلال کرنا، حلال ہونا مصدر از باب (ن) ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

بحث وجوب العمل بحکم الظاهر والنص

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ (النساء ۳) سِيْقَ الْكَلَامُ لِبَيَانِ الْعَدَدِ وَقَدْ عُلِمَ الْاِطْلَاقُ وَالْاِجَازَةُ بِنَفْسِ السِّمَاعِ فَصَارَ ذٰلِكَ ظَاهِرًا فِي حَقِّ الْاِطْلَاقِ نَصًّا فِي بَيَانِ الْعَدَدِ۔

اسی طرح یہ فرمان الٰہی ہے: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ

وَرُبَاعَ﴾ (جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو دو دو سے تین تین سے اور چار چار سے) یہ کلام لانے کا مقصد تعداد بیان کرنا ہے کیونکہ نفس نکاح کی اجازت تو کلام کو محض سنتے ہی معلوم ہوگئی لہٰذا یہ بیان نکاح کے جواز کے لیے ظاہر اور ایک وقت میں نکاح میں لائے جانے والی عورتوں کی تعداد کے لحاظ سے نص کہلائے گا۔

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ (البقرہ ۲۳۶) نَصٌّ فِي حُكْمِ مَنْ لَمْ يُسَمَّ لَهَا الْمَهْرُ وَ ظَاهِرٌ فِي اسْتِبْدَادِ الزَّوْجِ بِالطَّلَاقِ وَ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ النِّكَاحَ بِدُوْنِ ذِكْرِ الْمَهْرِ يَصِحُّ وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ عُتِقَ عَلَيْهِ نَصٌّ فِي اسْتِحقَاقِ الْعِتْقِ لِلْقَرِيْبِ وَ ظَاهِرٌ فِي ثُبُوْتِ الْمِلْكِ لَهُ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ (تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم عورتوں کو ازدواجی تعلق قائم کرنے اور حق مہر معین کرنے سے پہلے طلاق دے دو) یہ آیت مہر کے طے کرنے کے بغیر نکاح کے جواز میں نص ہے۔ اس میں ظاہر ہے کہ طلاق مرد دے گا اور اس میں یہ اشارہ مقصود ہے کہ مہر کا ذکر کیے بغیر بھی نکاح درست ہے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ عُتِقَ عَلَيْهِ۔ جو اپنے قریبی رشتہ دار کا مالک ہو گیا تو وہ آزاد ہو جائے گا) یہ عبارت قریبی رشتہ دار کی آزادی کے استحقاق میں نص ہے اور خریدنے والے کی ملکیت کے ثبوت میں ظاہر ہے۔

وَ حُكْمُ الظَّاهِرِ وَالنَّصِّ وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِهِمَا عَامَّيْنِ كَانَا اَوْ خَاصَّيْنِ مَعَ اِحْتِمَالِ اِرَادَةِ الْغَيْرِ وَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْمَجَازِ مَعَ الْحَقِيْقَةِ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا اشْتَرٰى قَرِيْبَهُ حَتّٰى عُتِقَ عَلَيْهِ يَكُوْنُ هُوَ مُعْتِقًا وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لَهُ وَاِنَّمَا يَظْهَرُ التَّفَاوُتُ بَيْنَهُمَا عِنْدَ الْمُقَابَلَةِ۔

ظاہر اور نص کا حکم۔ انکا حکم یہ ہے کہ ان دونوں پر عمل کرنا واجب ہے۔ خواہ دونوں

عام ہوں یا خاص اگر چہ اس میں دوسرے کے ارادے کا احتمال بھی موجود ہو اور اس کی حیثیت اس مجاز کی سی ہوگی۔ جس میں حقیقت کا احتمال بھی موجود ہوتا ہے۔ اس اصول کی بناء پر ہم کہیں گے کہ جب کسی شخص نے اپنے قریبی رشتہ دار کو خریدا۔ حتیٰ کہ وہ آزاد ہو گیا تو خریدار اس کو آزاد کرنے والا ہوگا اور اسے آزاد ہونیوالے کا حق ولایت حاصل ہوگا۔ تو ان دونوں (ظاہر اور نص) میں فرق اس وقت ظاہر ہوگا جب ان کا تقابل ہوگا (چونکہ دونوں کا حکم ایک ہے لہٰذا ان کے مراتب میں فرق ظاہر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مثالوں سے وضاحت کی جاتی ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
فَانْكِحُوْا:	تم شادی کرو، تم نکاح کا عقد کرو۔ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از باب (ض) (صحیح)۔
طَابَ:	وہ اچھا ہوا، وہ طیب ہوا، وہ پسند ہو گیا واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم اجوف یائی۔
أَحَلَّ:	اس نے حلال قرار دیا، اس نے حلال کر دیا۔ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم۔ مضاعف ثلاثی۔
لَمْ تَفْرِضُوْا:	تم نے مقرر نہیں کیا، تم نے فرض نہیں کیا، تم نے کوئی چیز حق مہر کے لیے مقرر نہیں کی جمع مذکر حاضر فعل نفی جحد معلوم از باب (ض)۔
لَمْ يُسَمِّ:	مقرر نہ ہوا، جس کا نام نہ لیا گیا ہو واحد مذکر غائب فعل جحد مجہول از باب تفعیل۔ ناقص یائی۔
اَلْاِطْلَاقُ:	کسی چیز کو مطلق بیان کرنا، کسی کو عام کرنا مصدر از باب افعال ہفت اقسام سے صحیح۔
لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ:	تم نے ان کو نہ چھوا ہو، تم نے عورتوں سے جماع نہ کیا ہو جمع مذکر حاضر فعل نفی جحد معلوم از باب (س) مضاعف ثلاثی۔

اِسْتِبْدَادُ: کسی چیز کا مستقل ہونا، اپنے آپ کو ترجیح دینا مصدر از باب استفعال ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

لَمْ يُجِيْزُوا: انہوں نے اجازت نہیں دی، کسی کام کو جائز قرار دینا جمع مذکر غائب فعل نفی جحد معلوم از باب افعال اجوف واوی۔

اِشَارَةٌ: اشارہ کرنا، کسی چیز کی طرف اشارہ کرنا اسم اشارہ کا استعمال کرنا۔ مصدر از باب افعال اجوف یائی۔

اِسْتِحْقَاقٌ: کسی چیز کا مستحق ہونا، کسی چیز کا حقدار ہونا۔ مصدر از باب استفعال ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

مُعْتِقًا: آزاد کرنے والا، غلام کو آزادی دینے والا۔ اسم فاعل از باب افعال (صحیح)۔

اِحْتِمَالٌ: کسی چیز کا احتمال ہونا، کسی چیز کی گنجائش رکھنا مصدر از باب انتعال (صحیح)۔

اَلْوَلَاءُ: غلام کے آزاد ہونے کے بعد دوستی کا رشتہ، دوستی اور محبت۔ مصدر از باب (ض) لفیف مفروق۔

وَلِهٰذَا قَالَ لَهَا طَلِّقِيْ نَفْسَكِ فَقَالَتْ أَبَنْتُ نَفْسِيْ يَقَعُ الطَّلَاقُ رَجْعِيًّا لِأَنَّ هٰذَا نَصٌّ فِي الطَّلَاقِ وَظَاهِرٌ فِي الْبَيْنُوْنَةِ فَيَتَرَجَّحُ الْعَمَلُ بِالنَّصِّ۔

اسی بنا پر اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ طلقی نفسك (اپنے آپ کو طلاق دے لے) کہ بیوی نے کہہ دیا۔ ابنت نفسی (میں نے اپنے آپ کو جدا کر لیا) تو اس سے طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ مرد کا کلام طلاق دینے کا نص ہے اور بائن ہونے میں ظاہر ہے تو نص پر عمل کو ترجیح حاصل ہوگی۔

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَهْلِ عُرَيْنَةَ (اِشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا) نَصٌّ فِيْ بَيَانِ سَبَبِ الشِّفَاءِ وَظَاهِرٌ فِيْ اِجَازَةِ شُرْبِ الْبَوْلِ وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ) نَصٌّ فِيْ وُجُوْبِ الْاِحْتِرَازِ عَنِ الْبَوْلِ فَيَتَرَجَّحُ النَّصُّ عَلَى الظَّاهِرِ فَلَا يَحِلُّ شُرْبُ الْبَوْلِ أَصْلًا۔

نوٹ: اسی طرح رسول اکرم ﷺ کا اہل عرینہ کے لیے یہ فرمان ہے کہ (اِشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا) (تم اونٹوں کا بول اور دودھ پیو)۔ یہ حدیث اس بات میں نص ہے کہ مذکورہ چیزوں کا استعمال صحت اور شفاء کے لیے سبب ہے اور ظاہری مفہوم کے اعتبار سے اس میں بول پینے کی اجازت ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے: (اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ) (بول سے بچا کرو عام طور پر اس کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے) اب یہ حدیث بول سے احتراز اور اجتناب میں نص کا حکم رکھتی ہے لہٰذا نص کو ظاہر پر ترجیح ہوگی اور اس نص کی روشنی میں بول پینے کی قطعاً اجازت نہیں ہوگی۔ (اہل عرینہ کو اجازت دینے کے بارے میں یہ جواب دیا جائے گا کہ یہ محض انہیں ان کی بیماری کی وجہ سے اجازت دی تھی۔)

بحث ترجیح المفسر علی النص

وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (مَا سَقَتْهُ السَّمَاءُ فَفِيْهِ الْعُشْرُ) نَصٌّ فِيْ بَيَانِ الْعُشْرِ وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (لَيْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ صَدَقَةٌ) مُؤَوَّلٌ فِيْ نَفْيِ الْعُشْرِ لِاَنَّ الصَّدَقَةَ تَحْتَمِلُ وُجُوْهًا فَيَتَرَجَّحُ الْاَوَّلُ عَلَى الثَّانِيْ۔

اسی طرح اس کی ایک مثال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَا سَقَتْهُ السَّمَاءُ فَفِيْهِ الْعُشْرُ) (جو فصل بارش کے پانی سے سیراب ہو اس میں دسواں حصہ ہے۔) آپ ﷺ کا یہ فرمان عشر کے بیان میں نص کی حیثیت رکھتا ہے اور آپ ﷺ کا یہ فرمان لَيْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ صَدَقَةٌ (سبزیوں میں زکوۃ نہیں ہے) عشر کی نفی میں مؤول ہے کیونکہ لفظ صدقہ میں معنی کے اعتبار سے اور بھی کئی قسم کے احتمال پائے جاتے ہیں لہٰذا رسول اکرم ﷺ کے پہلے قول (نص) کو دوسرے قول پر ترجیح حاصل ہوگی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِشْرَبُوْا:	تم پیو، تم پانی پیو، تم دودھ پیو یا مشروب وغیرہ پیو جمع مذکر حاضر۔ فعل۔ امر حاضر معلوم۔ از باب (س) (صحیح)۔

إِسْتَنْزِهُوْا: تم پرہیز کرو، تم بچو، تم پیشاب کی چھینٹوں سے دور رہو۔ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از باب استفعال صحیح۔

اَلْاِحْتِرَازُ: اجتناب کرنا، بچنا، رک جانا، دور ہو جانا مصدر از باب افتعال ہفت اقسام سے صحیح۔

سَقَتْهُ: اس نے پانی پلایا، اس نے سیراب کیا واحد مونث غائب فعل ماضی معلوم از باب (ض) ہفت اقسام سے ناقص یائی۔

اَلْخَضْرَوَاتُ: واحد الخضراء کی جمع ہے سبزیاں، ترکاریاں اخضر مذکر اسم تفضیل از باب (س)۔

مُؤَوَّلٌ: جس کی تاویل کی جائے، جس کو ترجیح دی جائے واحد مذکر اسم مفعول از باب تفعیل مہموز الفا اور اجوف واوی

تَحْتَمِلُ: وہ احتمال رکھتا ہو، کسی بوجھ کو اٹھانا واحد مونث فعل مضارع معلوم از باب افتعال (صحیح)۔

وَأَمَّا الْمُفَسَّرُ فَهُوَ مَا ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهِ مِنَ اللَّفْظِ بِبَيَانٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ بِحَيْثُ لَا يَبْقَى مَعَهُ اِحْتِمَالُ التَّأْوِيْلِ وَالتَّخْصِيْصِ مِثَالُهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ﴾ (الحجر ٣٠) فَاسْمُ الْمَلٰئِكَةِ ظَاهِرٌ فِي الْعُمُوْمِ إِلَّا أَنَّ اِحْتِمَالَ التَّخْصِيْصِ قَائِمٌ فَانْسَدَّ بَابُ التَّخْصِيْصِ بِقَوْلِهِ (كُلُّهُمْ) ثُمَّ بَقِيَ اِحْتِمَالُ التَّفْرِقَةِ فِي السُّجُوْدِ فَانْسَدَّ بَابُ التَّاوِيْلِ بِقَوْلِهِ (أَجْمَعُوْنَ)۔

مفسر کی تعریف:

لفظ کا جو ظاہری مفہوم ہو متکلم اپنے بیان سے خود اس کی وضاحت کر دے حتیٰ کہ اس میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص کا احتمال باقی نہ رہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ﴿فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ﴾ (پس تمام فرشتوں نے اکٹھے سجدہ کیا) اس آیت میں لفظ الملائکۃ عمومیت کو ظاہر کر رہا ہے لیکن اس میں تخصیص اور استثناء کا احتمال باقی تھا۔

تخصیص کے شائبے کو لفظ "کُلُّھُمْ" کہہ کر ختم کر دیا پھر یہ احتمال باقی تھا کہ ہو سکتا ہے فرشتوں نے الگ الگ سجدہ کیا ہو تو لفظ اجمعین کہہ کر اس تاویل کے شبہ کو بھی ختم کر دیا گیا۔[1]

وَفِي الشَّرْعِيَّاتِ إِذَا قَالَ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةً شَهْرًا بِكَذَا فَقَوْلُهُ تَزَوَّجْتُ ظَاهِرٌ فِي النِّكَاحِ إِلَّا أَنَّ إِحْتِمَالَ الْمُتْعَةِ قَائِمٌ فَبِقَوْلِهِ شَهْرًا فَسَّرَ الْمُرَادَ بِهِ فَقُلْنَا هٰذِهِ مُتْعَةٌ وَلَيْسَ بِنِكَاحٍ۔

شرعی اصطلاحات میں اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میں نے فلاں عورت کو اتنی رقم کے بدلے ایک ماہ کے لیے اپنی زوجیت میں لے لیا ہے تو اس شخص کا تزوجت (میں نے زوجیت میں لے لیا) کہنا ظاہری مفہوم میں نکاح پر دلالت کرتا ہے لیکن اس میں "متعہ" کا احتمال باقی رہتا ہے لیکن اس کے ایک ماہ کی مدت کا ذکر کرنے سے اس کا بیان بالکل واضح ہو گیا لہٰذا اب ہم اسے متعہ تو کہہ سکتے ہیں مگر نکاح قرار نہیں دے سکتے۔

وَلَوْ قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْعَبْدِ أَوْ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْمَتَاعِ فَقَوْلُهُ عَلَيَّ أَلْفٌ نَصٌّ فِي لُزُوْمِ الْأَلْفِ إِلَّا أَنَّ إِحْتِمَالَ التَّفْسِيْرِ بَاقٍ فَبِقَوْلِهِ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْعَبْدِ أَوْ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْمَتَاعِ بَيَّنَ الْمُرَادَ بِهِ فَيَتَرَجَّحُ الْمُفَسَّرُ عَلَى النَّصِّ حَتَّى لَا يَلْزَمُهُ الْمَالُ إِلَّا عِنْدَ قَبْضِ الْعَبْدِ أَوِ الْمَتَاعِ

اگر کسی نے کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ ایک ہزار روپے ہیں جو اس غلام یا اس سامان کی قیمت ہے تو اس شخص کا ایک ہزار میرے ذمہ ہے کہنا نص ہے۔ لیکن اس میں ابھی وضاحت اور تشریح کا احتمال باقی تھا مگر جب اس نے یہ بتایا کہ یہ اس سامان یا غلام کی قیمت ہے تو گویا اس نے اپنی بات کی وضاحت کر دی۔ لہٰذا مفسر کو نص پر ترجیح دی جائے گی۔ حتیٰ کہ اس پر مال کی ادائیگی اس وقت تک واجب نہ ہو گی جب تک وہ غلام یا سامان اس کے قبضہ میں نہ آ جائے۔

[1] گویا کہ متکلم نے خود کلھم اور اجمعون کے الفاظ بول کر کسی قسم کی تخصیص استثناء اور تاویل کے تمام احتمالات کو ختم کر دیا۔

وَ قَوْلُهُ لِفُلَانٍ عَلَيَّ اَلْفٌ ظَاهِرٌ فِي الْإِقْرَارِ نَصٌّ فِي نَقْدِ الْبَلَدِ فَإِذَا قَالَ مِنْ نَقْدِ بَلَدِ كَذَا يَتَرَجَّحُ الْمُفَسَّرُ عَلَى النَّصِّ فَلَا يَلْزِمُهُ نَقْدُ الْبَلَدِ بَلْ نَقْدِ بَلَدِ كَذَا وَعَلَى هٰذَا نَظَائِرُهٗ۔

لیکن اگر کسی شخص نے صرف یہ کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ ایک ہزار ہیں۔ تو اس کا یہ (وہ لینے کا) اقرار ظاہر ہے اور اس شہر کے مروّج سکے کے مطابق ادائیگی کرنا یہ ''نص'' ہے لیکن جب اس نے یہ کہہ دیا کہ فلاں سکے کے مطابق (مثلاً پاکستانی یا سعودی یا کویتی وغیرہ) تو یہ مفسر ہوگا اور اس طرح مفسر کو نص پر ترجیح حاصل ہوگی۔ لہٰذا اس پر شہر کے مروج سکہ کے مطابق ادائیگی لازم نہ ہوگی بلکہ اسی سکہ کے مطابق ہوگی۔ اس قسم کی اور بھی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

بحث الخفی والمشکل والمجمل والمتشابہ

وَأَمَّا الْمُحْكَمُ فَهُوَ مَا ازْدَادَ قُوَّةً عَلَى الْمُفَسَّرِ بِحَيْثُ لَا يَجُوْزُ خِلَافُهٗ أَصْلًا مِثَالُهٗ فِي الْكِتَابِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (النساء ٣٢) ﴿وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا﴾ (یونس ۴۴) وَفِي الْحُكْمِيَّاتِ مَا قُلْنَا فِي الْإِقْرَارِ إِنَّهٗ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْعَبْدِ فَإِنَّ هٰذَا اللَّفْظَ مُحْكَمٌ فِي لُزُوْمِهٖ بَدَلًا عَنْهُ وَعَلٰى هٰذَا نَظَائِرُهٗ وَحُكْمُ الْمُفَسَّرِ وَ الْمُحْكَمِ لُزُوْمُ الْعَمَلِ بِهِمَا لَا مَحَالَةَ۔

محکم کی تعریف:

وہ لفظ جو قوت اور یقین میں مفسر سے بھی بڑھ کر ہو اسے محکم کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی خلاف ورزی قطعی طور پر جائز نہیں ہے۔ کتاب اللہ میں اس کی مثال یہ ہے کہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ کے علم کا انکار (قطعاً ممکن نہیں ہے) اور یہ مثال ﴿وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے ظلم کا صدور قطعی طور پر محال ہے فقہی احکام میں محکم کے لیے بھی پہلی مثال بیان کی جاسکتی ہے کہ فلان کے میرے ذمہ ایک ہزار واجب الاداء ہیں جو اس غلام کی قیمت ہے۔ چنانچہ اس کے یہ الفاظ غلام کے

بدلے ایک ہزار لازم ہونے میں محکم ہیں۔اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
لَایَبْقٰی:	وہ باقی نہیں ہے، باقی نہ رہے گا واحد مذکر غائب فعل مضارع نفی معلوم ازباب (س) ناقص یائی۔
اَلتَّاوِیْلُ:	تاویل کرنا، تفسیر بیان کرنا، ایک چیز کو ترجیح دینا مصدر ازباب تفعیل (مہموز الفا، اجوف واوی)۔
اَلتَّخْصِیْصُ:	کسی چیز کو خاص کرنا۔مصدر ازباب تفعیل۔مضاعف ثلاثی۔
فَانْسَدَّ:	پس وہ بند ہوگیا، وہ رک گیا، ختم ہوگیا واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ازباب انفعال مضاعف ثلاثی۔
تَزَوَّجْتُ:	میں نے شادی کرلی، میں نے زوجیت میں لے لیا واحد متکلم فعل ماضی معلوم ازباب تفعل (اجوف واوی)۔
فَسَّرَ:	اس نے تفسیر بیان کی، مراد کی وضاحت کی واحد متکلم فعل ماضی معلوم ازباب تفعیل (صحیح)
بَیَّنَ:	واضح کیا، اس نے بیان کیا، اس نے ظاہر کیا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ازباب تفعیل اجوف یائی۔
اَلْاِقْرَارُ:	مان لینا، اقرار کرنا، تسلیم کر لینا مصدر ازباب افعال ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔
یَتَرَجَّحُ:	وہ راجح ہوا، اس نے ترجیح کو حاصل کیا نسبت کسی دوسری چیز کے واحد مذکر فعل مضارع معلوم۔
نَظَائِرُہٗ:	نظیر کی جمع کثرت ہے جس کا معنی مثل ہے یعنی اسکی دوسری مثالیں۔

وَحُکْمُ الْمُفَسَّرِ وَالْمُحْکَمِ لُزُوْمُ الْعَمَلِ بِهِمَا لَا مُحَالَةَ:

مفسر اور محکم کا حکم:

ان کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں پر عمل قطعی واجب ہے۔

ثُمَّ لِهٰذِهٖ اَرْبَعَةٌ اُخْرٰی تُقَابِلُهَا فَضِدُّ الظَّاهِرِ الْخَفِیُّ وَ ضِدُّ النَّصِّ الْمُشْكَلُ وَضِدُّ الْمُفَسَّرِ اَلْمُجْمَلُ وَضِدُّ الْمُحْكَمِ الْمُتَشَابِهُ۔

مذکورہ چار اقسام کے متقابلات اربعہ کی وضاحت ظاہر کے مقابلہ میں خفی۔ نص کے مقابلہ میں مشکل۔ مفسر کے مقابلہ میں مجمل اور محکم کے مقابلہ میں متشابہ استعمال کیا جاتا ہے۔

فَالْخَفِیُّ مَا خَفِیَ الْمُرَادُ بِهٖ بِعَارِضٍ لَامِنْ حَیْثُ الصِّیْغَةِ مِثَالُهٗ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا﴾ (النساء ۳۸) فَاِنَّهٗ ظَاهِرٌ فِیْ حَقِّ الزَّانِیْ خَفِیٌّ فِیْ حَقِّ السَّارِقِ خَفِیٌّ فِیْ حَقِّ الطَّرَّارِ وَالنَّبَّاشِ وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ﴾ (النور ۲) ظَاهِرٌ فِیْ حَقِّ اللُّوْطِیِّ وَلَوْ حَلَفَ لَا یَاْكُلُ فَاكِهَةً كَانَ ظَاهِرًا فِیْمَا یَتَفَكَّهُ بِهٖ خَفِیًّا فِیْ حَقِّ الْعِنَبِ وَالرُّمَّانِ وَ حُكْمُ الْخَفِیِّ وُجُوْبُ الطَّلَبِ حَتّٰی یَزُوْلَ عَنْهُ الْخَفَاءُ۔

خفی کی تعریف:

خفی وہ ہے جس کا مفہوم صیغہ کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی عارضہ یا مانع کی وجہ سے مخفی ہو۔ ظاہر نہ ہو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا﴾ کوئی مرد یا عورت اگر چوری کرے تو اسکا ہاتھ کاٹ دو۔ یہ آیت چور کے بارے میں تو ظاہر ہے لیکن طرار (جیب کترے) اور نباش (کفن چور) کے بارے میں ظاہر نہیں بلکہ خفی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا﴾ (زانی مرد اور زانی عورت (جو کنوارے ہوں) میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو) یہ فرمان زانی کی سزا کے بارے میں تو ظاہر ہے لیکن قوم لوط کا عمل (لواطت) کرنے والے کے بارے میں خفی ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ پھل نہیں کھائے گا یہ عام پھلوں کے بارے میں تو ظاہر ہے لیکن انگور اور انار کے بارے میں خفی ہے۔ خفی کا حکم یہ ہے کہ اس کی

وضاحت حاصل کرنے میں جد وجہد کرتا رہے حتیٰ کہ واضح ہو جائے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
بَاقٍ:	باقی رہنے والا، باقی بچنے والا واحد مذکر اسم فاعل از باب (س) ہفت اقسام سے ناقص یائی۔
أَجْمَعُوْنَ:	یہ اجمع کی جمع ہے جو کہ تاکید کے لیے ذکر کیا گیا ہے از باب (ف) اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔
اِزْدَادَ:	وہ زیادہ ہوا، جو چیز زائد ہو، جو بڑھ جائے صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب افتعال اجوف یائی۔
لَایَظْلِمُ:	وہ ظلم نہیں کرتا، وہ زیادتی نہیں کرتا نفی معلوم صیغہ واحد مذکر غائب از باب (ض) ہفت اقسام سے صحیح ہے۔
لَامَحَالَةَ:	یقیناً، یقینی طور پر، بیشک وہ بات یقینی ہے لا حرف نفی ہے اور محالۃ مشکل کام۔ یہ اصول ہے دو نفی ملنے سے اثبات لازمی ہو جاتا ہے۔
ضِدٌّ:	مخالف، متضاد، اسم مصدر از باب (ض) ہفت اقسام سے مضاعف ہے۔
عَارِضٌ:	پیش آنے والی چیز، ملنے والی چیز، آنے والا بادل۔ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب (ض) صحیح
فَاقْطَعُوْا:	پس تم کاٹ دو، تم ہاتھ کو توڑ دو جمع مذکر ماضی فعل امر حاضر معلوم از باب (ف) صحیح
اَلطَّرَّارُ:	جیب کترا، مال چھیننے والا اسم مبالغہ از باب (ن) ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔
اَلنَّبَّاشُ:	کفن چور، گڑھا کھودنا اسم مبالغہ از باب (ن) ہفت اقسام سے صحیح۔
خَفِيَ:	وہ پوشیدہ ہوا، وہ مخفی ہوا، مراد کا مخفی ہونا واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ہفت اقسام سے ناقص یائی۔

اَللُّوْطِيُّ:	لواطت کرنے والا، اغلام بازی کرنے والا، یا قوم لوط سے بندہ واحد مذکر اسم فاعل از باب (ن) اجوف واوی۔
لَا یَأْکُلُ:	وہ نہیں کھائے گا، وہ کھانا نہیں کھاتا واحد مذکر غائب فعل نفی مضارع معلوم از باب (ن) مہموز الفا۔
یَتَفَکَّهُ:	جو چیز مزے دار ہو، جو میوہ کھائے واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب تفعل صحیح۔

وَأَمَّا الْمُشْكَلُ فَهُوَ مَا ازْدَادَ خِفَاءً عَلَى الْخَفِيِّ كَأَنَّهُ بَعْدَ مَا خَفِيَ عَلَى السَّامِعِ حَقِيْقَتُهُ دَخَلَ فِيْ اَشْكَالِهٖ وَ اَمْثَالِهٖ حَتّٰى لَا يَنَالَ الْمُرَادُ اِلَّا بِالطَّلَبِ ثُمَّ بِالتَّأَمُّلِ حَتّٰى يَتَمَيَّزَ عَنْ اَمْثَالِهٖ۔

مشکل کی تعریف:

مشکل وہ ہے جس میں خفی سے بھی زیادہ خفاء پائی (یعنی غیر واضح ہو) گویا جب سامع پر کسی چیز کی حقیقت مخفی ہو تو اس سے بھی زیادہ ملتی جلتی صورتوں کا اشکال وارد ہو گیا اور وہ اپنے ہم معنی کلام میں داخل ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ پہلے تو مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کی پھر اس بات پر غور و فکر کیا کہ ملتی جلتی صورتوں میں اس کی تمیز کر سکیں۔

وَنَظِيْرُهٗ فِي الْاَحْكَامِ لَوْ حَلَفَ لَا يَأْتَدِمُ فَاِنَّهٗ ظَاهِرٌ فِي الْخَلِّ وَالدِّبْسِ فَاِنَّمَا هُوَ مُشْكَلٌ فِي اللَّحْمِ وَالْبَيْضِ وَالْجُبْنِ حَتّٰى يُطْلَبَ فِيْ مَعْنَى الْاِئْتِدَامِ ثُمَّ يَتَاَمَّلُ اَنَّ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى هَلْ يُوْجَدُ فِي اللَّحْمِ وَالْبَيْضِ وَالْجُبْنِ اَمْ لَا۔

فقہی احکام میں اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ سالن استعمال نہیں کرے گا۔ سرکے اور دالوں کے بارے میں تو یہ ظاہر ہے لیکن (بھنے ہوئے) گوشت انڈے اور پنیر کے کھانے میں یہ حکم مشکل ہے حتیٰ کہ پہلے سالن کے معنوں کی وضاحت طلب کرنا ہو گی پھر اس پر مزید غور کیا جائے گا کہ مفہوم بھنے ہوئے گوشت انڈے اور پنیر میں بھی موجود ہے یا نہیں۔

ثُمَّ فَوْقَ الْمُشْكَلِ الْمُجْمَلَ وَهُوَ مَا احْتَمَلَ وُجُوْهًا فَصَارَ بِحَالٍ لَا يُوْقَفُ

عَلَى الْمُرَادِ بِهٖ اِلَّا بِبَيَانٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ۔

مجمل کی تعریف:

مجمل مشکل سے بھی زیادہ غیر واضح ہوتا ہے اور مجمل یہ ہے کہ جس میں کئی صورتوں کا احتمال پایا جائے اور اس کی حالت یہ ہو جائے کہ متکلم کی وضاحت کے بغیر کسی مفہوم کا تعین نہ ہو سکے۔

وَ نَظِيْرُهٗ فِي الشَّرْعِيَّاتِ قَوْلُهٗ ﴿وَ حَرَّمَ الرِّبٰو﴾ (البقرہ ۲۷۵) فَاِنَّ الْمَفْهُوْمَ مِنَ الرِّبٰو هُوَ الزِّيَادَةُ الْمُطْلَقَةُ وَهِيَ غَيْرُ مَرَادَةٍ بَلِ الْمُرَادُ الزِّيَادَةُ الْخَالِيَةُ عَنِ الْعِوَضِ فِيْ بَيْعِ الْمُقَدَّرَاتِ الْمُتَجَانِسَةِ وَاللَّفْظُ لَا دَلَالَةَ لَهٗ عَلٰى هٰذَا فَلَا يَنَالُ الْمُرَادُ بِالتَّاَمُّلِ۔

احکام شرعیہ میں اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿وَ حَرَّمَ الرِّبٰو﴾ کیونکہ اس میں ربا کا مفہوم مطلقاً زیادتی ہے جبکہ کہنے والے کا مقصد یہ نہیں بلکہ اس سے مراد وہ زیادتی ہے جو ایک ملتی جلتی طے شدہ بیع میں کسی معاوضے کے بغیر پائی جائے اور یہ لفظ اس زیادتی پر ظاہری لحاظ سے دلالت نہیں کرتا لہٰذا اس کے مفہوم کو غور و فکر سے صحیح سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ جب تک متکلم از خود وضاحت نہ کرے۔

ثُمَّ فَوْقَ الْمُجْمَلِ فِي الْخَفَاءِ الْمُتَشَابِهُ مِثَالُ الْمُتَشَابِهِ الْحُرُوْفُ الْمُقَطَّعَاتُ فِيْ أَوَائِلِ السُّوَرِ وَحُكْمُ الْمُجْمَلِ وَالْمُتَشَابِهِ اِعْتِقَادُ خَفِيَّةِ الْمُرَادِ بِهٖ حَتّٰى يَاْتِيَ الْبَيَانُ۔

متشابہ کی تعریف:

متشابہ وہ ہے جس میں مجمل سے زیادہ خفا پائی جاتی ہے متشابہ کی مثال قرآن کریم کی سورتوں کے شروع میں دیئے گئے حروف مقطعات ہیں۔

مجمل اور متشابہ کا حکم:

ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ اس کے حق ہونے پر اعتقاد رکھے حتیٰ کہ کسی ذریعے سے ان

کی وضاحت ہو جائے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
يَتَمَيَّزُ:	وہ الگ ہو گیا، وہ ممتاز ہو گیا واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب تفعل اجوف یائی۔
لَايَأْتَدِمُ:	وہ سالن نہیں کھائے گا ہر موافق مناسب چیز واحد مذکر غائب فعل نفی معلوم از باب افتعال ہفت اقسام سے مہموز الفا۔
لَايَنَالُ:	حاصل نہ ہوا، اس نے نہ پایا واحد مذکر غائب فعل نفی معلوم از باب نال ینال (اجوف یائی)۔
يُوْجَدُ:	وہ وجود میں آیا، وہ موجود ہے، وہ پایا گیا واحد مذکر غائب فعل مضارع فعل مضارع مجہول از باب (ض) مثال واوی۔
لَايُوْقَفُ:	موقوف نہیں ہے، وہ متعین نہیں ہے واحد مذکر فعل نفی معلوم از باب (ض) مثال واوی۔
وُجُوْهًا:	وجہ کی جمع کثرت ہے، کئی وجوہات، کئی طریقے، کئی اقسام۔
اَلتَّأَمُّلُ:	غور و فکر کرنا، سوچنا، سمجھنا مصدر از باب تفعل ہفت اقسام سے مہموز الفا۔
تَعَالٰى:	وہ بلند ہوا، وہ عالی مرتبت والا واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب تفاعل (ناقص واوی)۔
مُرَادَةٌ:	اس چیز کا ارادہ کیا گیا، جو مراد ہو واحد مونث اسم مفعول از باب افعال اجوف یائی۔
اَلْمُقَدَّرَاتُ:	طے شدہ بیوع، جو چیزیں مقدار کے مطابق ہوں جمع مونث اسم مفعول از باب تفعیل۔
اَلْمُتَجَانَسَةُ:	ہم جنس چیزیں، ایک دوسرے کے مشابہ ہوں واحد مونث اسم فاعل از باب تفاعل (صحیح)۔

اِعْتِقَادٌ: عقیدہ رکھنا، اعتقاد رکھنا، ایمان کا عقیدہ رکھنا مصدر از باب افتعال ہفت اقسام سے صحیح۔

اَلْمَفْهُوْمُ: جو سمجھ میں آئے، کسی آیت کا مفہوم واحد مذکر اسم مفعول از باب (س)۔

اَلْخَالِيَةُ: خالی چیز، جو الگ ہو وہ خالی ہیں واحد مونث اسم فاعل از باب (ض) ناقص یائی۔

اَلْبَيَانُ: واضح الفاظ، بیان میں ظاہر ہونا مصدر از باب تفعیل ہفت اقسام سے اجوف یائی۔

اَلْمُطْلَقَةُ: مطلق چیز، وہ الفاظ جن میں کسی قسم کی کوئی قید نہ ہو واحد مونث اسم مفعول از باب افعال۔

مشقی سوالات

۷۳۔ متقابلات سے کیا مراد ہے اور وہ کون سے ہیں ان کا ذکر کریں؟

۷۴۔ ظاہر اور نص کی تعریف بیان کریں نیز چند مثالیں بھی بیان کریں؟

۷۵۔ ظاہر اور نص کا حکم بیان کریں؟

۷۶۔ ظاہر اور نص کی چند مثالیں بیان کریں؟

۷۷۔ ظاہر اور نص میں کون سا فرق ہے مثالوں سے واضح کریں؟

۷۸۔ مفسر کی تعریف بیان کریں؟

۷۹۔ متعہ اور نکاح میں کون سا فرق ہے؟

۸۰۔ کیا مفسر نص پر راجح ہے؟ مثال دے کر واضح کریں؟

۸۱۔ محکم کی تعریف کریں؟

۸۲۔ مفسر اور محکم میں کیا فرق ہے واضح کریں؟

۸۳۔ ان دونوں کا حکم بیان کریں؟

۸۴۔ مذکورہ چار اصولوں کے متقابل اصول بیان کریں؟

۸۵۔ خفی کی تعریف کریں؟

۸۶۔ خفی کی مثالیں بیان کریں؟

۸۷۔ مشکل کی تعریف اور اسکی مثالیں لکھیں؟

۸۹۔ مجمل کی تعریف اور ان دونوں میں فرق واضح کریں؟

۹۰۔ مشابہ کی تعریف ونظیر لکھیں؟



فَصْلٌ فِيمَا يُتْرَكُ بِهِ حَقَائِقُ الْأَلْفَاظِ وَمَا يُتْرَكُ بِهِ حَقِيْقَةُ اللَّفْظِ خَمْسَةُ أَنْوَاعٍ

أَحَدُهَا دَلَالَةُ الْعُرْفِ وَ ذٰلِكَ لِأَنَّ ثُبُوتَ الْأَحْكَامِ بِالْأَلْفَاظِ إِنَّمَا كَانَ لِدَلَالَةِ اللَّفْظِ عَلَى الْمَعْنَى الْمُرَادِ لِلْمُتَكَلِّمِ فَإِذَا كَانَ الْمَعْنَى مُتَعَارَفًا بَيْنَ النَّاسِ كَانَ ذٰلِكَ الْمَعْنَى الْمُتَعَارَفُ دَلِيْلًا عَلَى أَنَّهُ هُوَ الْمُرَادُ بِهِ ظَاهِرًا فَيُتَرَتَّبُ عَلَيْهِ الْحُكْمُ مِثَالُهُ لَوْ حَلَفَ لَا يَشْتَرِيْ رَأْسًا فَهُوَ عَلَى مَا تَعَارَفَهُ النَّاسُ فَلَا يَحْنَثُ بِرَأْسِ الْعُصْفُوْرِ وَالْحَمَامَةِ

فصل ایسی صورتوں کا بیان جن میں الفاظ کی حقیقتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے

جس صورت میں لفظ کی حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے اس کی پانچ اقسام ہیں:

نمبر ا: دلالۃ العرف عرف وعادت کے مطابق مفہوم مراد لینا کیوں کہ الفاظ کے ساتھ احکام اسی صورت میں ثابت ہوتے ہیں جبکہ متکلم کے الفاظ سے عرف عام کے مطابق معنی مراد لیے جائیں۔ جب یہ معانی لوگوں کے مابین مشہور و معروف ہوں گے تو یہ مروّجہ معانی اس بات کی دلیل ہوں گے کہ ظاہری طور پر متکلم کی مراد انہی معانی کی تھی لہٰذا انہی معانی پر حکم لاگو ہوگو مثلاً اگر کسی شخص نے قسم اٹھالی کہ وہ " وہ سری" نہیں خریدے گا تو اس سے مراد وہ سری ہے جو لوگوں میں عام مشہور و معروف ہے اس لیے وہ چڑیا یا کبوتری کی سری خریدنے سے حانث نہیں ہوگا۔

وَ كَذٰلِكَ لَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ بَيْضًا كَانَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُتَعَارَفِ فَلَا يَحْنَثُ بِتَنَاوُلِ بَيْضِ الْعُصْفُوْرِ وَالْحَمَامَةِ وَبِهٰذَا ظَهَرَ أَنَّ تَرْكَ الْحَقِيْقَةِ لَا يُوْجِبُ الْمَصِيْرَ إِلَى الْمَجَازِ بَلْ جَازَ أَنْ تَثْبُتَ بِهِ الْحَقِيْقَةُ الْقَاصِرَةُ وَمِثَالُهُ تَقْيِيْدُ الْعَامِ بِالْبَعْضِ

بحث ترك الحقيقة بدلالة في نفس الكلام

وَكَذٰلِكَ لَوْ نَذَرَ حَجًّا اَوْ مَشْيًا اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْ اَنْ يَضْرِبَ بِثَوْبِهٖ حَطِيْمَ الْكَعْبَةِ يَلْزَمُهُ الْحَجُّ بِاَفْعَالٍ مَعْلُوْمَةٍ لِوُجُوْدِ الْعُرْفِ۔

اسی طرح کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ انڈا نہیں کھائے گا۔ تو اس انڈے سے مراد وہ انڈا ہے جو لوگوں میں عام استعمال ہوتا ہے۔ اب اگر وہ چڑیا یا کبوتری کا انڈا کھالے تو حانث نہیں ہوگا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ حقیقت کو ترک کرنے سے اس کا مجاز بن جانا واجب نہیں ہوتا بلکہ یہ جائز ہے کہ اس سے (حقیقت کی نفی نہ کی جائے بلکہ) حقیقت قاصرہ مراد لی جائے۔

حقیقت قاصرہ کی تعریف:

حقیقت قاصرہ سے مراد وہ حقیقت ہے جس سے تمام افراد مراد نہ لیے جائیں بلکہ وہی مراد لیے جائیں جو عرف عام میں مروج ہوں اور اس کی مثال عام مخصوص البعض سے بھی دی جاسکتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ وہ حج کرے گا یا بیت اللہ کی طرف پیدل جائے گا یا حطیم کعبہ کے ساتھ اپنے کپڑوں کو چھوئے گا تو اس پر معروف اور مروج طریقے کے مطابق حج کرنا فرض ہو جائے گا۔

وَالثَّانِيْ قَدْ تُتْرَكُ الْحَقِيْقَةُ بِدَلَالَةٍ فِيْ نَفْسِ الْكَلَامِ مِثَالُهُ اِذَا قَالَ كُلُّ مَمْلُوْكٍ لِيْ فَهُوَ حُرٌّ لَمْ يُعْتَقْ مُكَاتَبُوْهُ وَلَا مَنْ اُعْتِقَ بَعْضُهٗ اِلَّا اِذَا نَوٰى دُخُوْلَهُمْ لِاَنَّ لَفْظَ الْمَمْلُوْكِ مُطْلَقٌ يَتَنَاوَلُ الْمَمْلُوْكَ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ وَالْمُكَاتَبُ لَيْسَ بِمَمْلُوْكٍ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ وَلِهٰذَا لَمْ يَجُزْ تَصَرُّفُهٗ فِيْهِ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ وَطْئُ الْمُكَاتَبَةِ۔

دوسری قسم: بعض دفعہ نفس کلام کی دلالت سے بھی حقیقت کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی شخص نے کہا کہ ہر وہ شخص جو میرا غلام ہے وہ آزاد ہے تو اس کے ان الفاظ سے اس کے مکاتب غلام آزاد نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی وہ شخص آزاد ہوگا۔ کہ آقا اس کا کچھ حصہ پہلے آزاد کر چکا ہے۔ ہاں البتہ اگر اس نے ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت ان کو بھی اس میں شامل کرنے کی نیت تھی تو درست ہے کیوں کہ لفظ مملوک مطلق ہے اور یہ

صرف ان غلاموں کو شامل ہے جو مکمل طور پر اس کی نیت میں ہوں جبکہ مکاتب مطلق مملوک کے زمرے میں نہیں آتا۔ لہٰذا اس پر آقا کا کامل تصرف نہیں ہوگا۔ اسی طرح آقا کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی مکاتبہ لونڈی کو ازدواجی تعلق میں رکھے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
يُتْرَكُ:	وہ چھوڑا گیا، چھوڑی ہوئی چیز واحد مذکر مضارع مجہول از باب (ن) صحیح۔
حَقَائِقُ:	یہ حقیقۃ کی جمع منتہی الجموع ہے ثابت شدہ چیزیں مصدر از باب (ن) (مضاعف ثلاثی)۔
دَلَالَةُ:	دلالت کرنا، راہنمائی کرنا مصدر از باب (ن) ہفت اقسام سے (مضاعف ثلاثی)۔
الْعُرْفِ:	عرف عام، مشہور چیز اسم مصدر بمعنی معروف از باب (ض)۔
مُتَعَارَفًا:	مشہور چیز، عرف کے مطابق جو معروف ہو اسم مفعول از باب تفاعل۔
حَلَفَ:	اس نے قسم اٹھائی، اس نے حلف اٹھایا واحد مذکر فعل ماضی از باب ض۔
فَيُتَرَتَّبُ:	وہ مرتب ہوا، اس کو ترتیب دی جائے گی واحد مذکر مضارع مجہول از باب تفعل۔
لَا يُوجِبُ:	وہ واجب نہیں کرتا، وہ موجب نہیں ہے، وہ سبب نہیں مضارع از باب افعال۔
يُعْتَقُ:	وہ آزاد ہو گیا، اس کو آزادی مل جائے گی واحد مذکر مضارع مجہول از باب افعال۔
مُكَاتَبُوهُ:	یہ مکاتب کی جمع ہے اور مکاتب وہ غلام ہے جس نے آقا سے پیسے دینے کا عہد کیا ہو۔
الْمَمْلُوكُ:	غلام، جس پر کسی کی ملکیت ہو اسم مفعول از باب (ن)۔

وَلَوْ تَزَوَّجَ الْمُكَاتَبُ بِنْتَ مَوْلَاهُ ثُمَّ مَاتَ الْمَوْلٰى وَرِثَتْهُ الْبِنْتُ لَمْ يَفْسُدِ

النِّكَاحُ وَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَمْلُوْكًا مِنْ كُلِّ وَجْهٍ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ لَفْظِ الْمَمْلُوْكِ الْمُطْلَقِ وَهٰذَا بِخِلَافِ الْمُدَبَّرِ وَ أُمِّ الْوَلَدِ فَاِنَّ الْمِلْكَ فِيْهِمَا كَامِلٌ وَلِهٰذَا حَلَّ وَطْئُ الْمُدَبَّرَةِ وَاُمِّ الْوَلَدِ وَاِنَّمَا النُّقْصَانُ فِي الرِّقِّ مِنْ حَيْثُ أَنَّهٗ يَزُوْلُ بِالْمَوْتِ لَا مَحَالَةَ۔

اگر (بالفرض) مکاتب نے اپنے آقا کی بیٹی سے شادی کر لی پھر آقا فوت ہو گیا اور لڑکی مکاتب کی وارث بھی ہو گئی تو یہ نکاح فاسد نہیں ہو گا۔ (کیوں کہ شوہر کامل غلام نہیں ورنہ نکاح فاسد ہو جاتا) اور جب وہ مکمل طور پر غلام نہیں تو مطلق مملوک کے لفظ کے تحت اسے (نیت کے بغیر) شمار نہیں کیا جا سکتا البتہ مدبر اور ام ولد چونکہ مکمل غلام ہیں۔ اس لیے ان کا حکم مختلف ہے اس بناء پر وہ مدبرہ لونڈی اور ام ولد سے ازدواجی تعلق رکھ سکتا ہے کیوں کہ ان کی غلامی میں کمی آقا کی موت سے مشروط ہے کہ آقا کی موت کے بعد ان کی غلامی زائل ہو گی۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا أُعْتِقَ الْمُكَاتَبُ عَنْ كَفَّارَةِ يَمِيْنِهٖ اَوْ ظِهَارِهَا جَازَ وَلَا يَجُوْزُ فِيْهِمَا اِعْتَاقُ الْمُدَبَّرِ وَ اُمِّ الْوَلَدِ لِاَنَّ الْوَاجِبَ هُوَ التَّحْرِيْرُ وَهُوَ اِثْبَاتُ الْحُرِّيَّةِ بِاِزَالَةِ الرِّقِّ فَاِذَا كَانَ الرِّقُّ فِي الْمُكَاتَبِ كَامِلًا كَانَ تَحْرِيْرُهٗ تَحْرِيْرًا مِنْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ وَفِي الْمُدَبَّرِ وَاُمِّ الْوَلَدِ لَمَّا كَانَ الرِّقُّ نَاقِصًا لَا يَكُوْنُ التَّحْرِيْرُ تَحْرِيْرًا مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ۔

اسی اصول کی بناء پر ہماری رائے ہے کہ جب کسی نے اپنے مکاتب کو قسم یا ظہار کے کفارہ میں آزادی دے دی تو یہ درست ہے لیکن ان دونوں کفاروں میں مدبر اور ام ولد کا آزاد کرنا جائز نہیں ہو گا۔ کیوں کہ کفارہ ادا کرنے والے پر اتنا ہی واجب ہے کہ وہ آزاد کر دے اور یہ آزادی ان کی غلامی کو ختم کر دینے سے ثابت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب مکاتب میں کامل غلامی پائی گئی تو اس میں آزادی بھی کامل پائی جائے گی لیکن مدبر اور ام ولد میں چونکہ غلامی ناقص ہے اس لیے ان کی آزادی بھی کامل طور پر متصور نہیں ہو سکتی۔

وَالثَّالِثُ قَدْ تُتْرَكُ الْحَقِيْقَةُ بِدَلَالَةِ سِيَاقِ الْكَلَامِ قَالَ فِي السِّيَرِ الْكَبِيْرِ

إِذَا قَالَ الْمُسْلِمُ لِلْحَرْبِيِّ اِنْزِلْ فَنَزَلَ كَانَ اٰمِنًا وَلَوْ قَالَ اِنْزِلْ اِنْ كُنْتَ رَجُلًا فَنَزَلَ لَا يَكُوْنُ اٰمِنًا وَلَوْ قَالَ الْحَرْبِيُّ اَلْاَمَانُ فَقَالَ الْمُسْلِمُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ كَانَ اٰمِنًا اَوْ لَوْ قَالَ اَلْاَمَانُ سَتَعْلَمُ مَا تَلْقٰى غَدًا وَلَا تَجْعَلْ حَتّٰى تَرٰى فَنَزَلَ لَا يَكُوْنُ اٰمِنًا۔

۳۔ بعض دفعہ سیاق کلام کی دلالت کی بناء پر بھی الفاظ کی حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے امام محمد رحمۃ اللہ نے السیر الکبیر میں لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کسی حربی کو کہا "انزل" وہ اتر آیا تو اسے امان مل جائے گی۔ اور اگر مسلمان نے کہا کہ "اتر آ اگر تو مرد ہے" وہ اتر آیا تو اسے امان حاصل نہیں ہوگی، اگر حربی نے کہا کہ "الامان الامان تو مسلمان نے بھی جوابا الامان الامان، کہا تو اسے امان حاصل ہو جائے گی لیکن اگر اس نے کہا کہ "امان، تجھے بہت جلد پتہ مل جائے گا کہ کل تیرے ساتھ کیا ہوگا۔" یا یوں کہا کہ جلدی کر تو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ اور وہ اتر آیا تو اسے (ان الفاظ کیساتھ) امان حاصل نہیں ہوگی۔

وَلَوْ قَالَ اِشْتَرِلِیْ جَارِيَةً لِتَخْدِمَنِيْ فَاشْتَرَى الْعَمْيَاءَ اَوِ الشَّلَّاءَ لَا يَجُوْزُ وَلَوْ قَالَ اِشْتَرِلِیْ جَارِيَةً حَتّٰى اَطَاَهَا فَاشْتَرٰى اُخْتَهٗ مِنَ الرَّضَاعِ لَا يَكُوْنُ عَنِ الْمُوَكِّلِ

اور اگر کسی شخص نے دوسرے کو کہا کہ " میری خدمت کرنے کے لئے ایک لونڈی خرید لائیں تو اس نے اندھی اور اپاہج لونڈی خریدی تو یہ ناجائز ہوگا۔ اور اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میرے لیے ایک لونڈی خرید لاؤ۔ میں اس سے ازدواجی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں۔ اور وکیل اس کے لیے اس کی رضائی بہن خرید لایا تو اس کی ذمہ داری مؤکل پر نہ ہوگی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
آمِنًا:	امن والا، ایمان والا، سکون والا واحد مذکر اسم فاعل از باب (س)۔
سَتَعْلَمُ:	عنقریب تو جان لے، عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا مضارع معلوم واحد مذکر حاضر از باب (س)۔

تَرَىٰ: تو دیکھ لے گا، تجھے پتہ چل جائے گا واحد مذکر حاضر مضارع معلوم از باب (ف)۔

لَمْ يَجُزْ: جائز نہیں ہے، اس میں جواز نہیں ہے واحد مذکر فعل نفی جحد معلوم از باب (ن) اجوف واوی۔

اَلْمُدَبَّرُ: وہ غلام جو آقا کی موت کے بعد آزاد ہو جائے۔ اسم مفعول از باب تفعیل۔

اِزَالَةُ: ختم کرنا، زائل کرنا، باطل کرنا مصدر از باب افعال۔ اجوف واوی۔

اِعْتَاقُ: آزاد کرنا، کسی کو آزادی دینا مصدر از باب افعال صحیح۔

یزول: وہ زائل ہوتا ہے، وہ ختم ہوتا ہے واحد مذکر از باب (ن) اجوف واوی۔

اَلرِّقُّ: غلام بنانا، غلامی مصدر از باب (ض) ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

رقیق: نرمی، نرم ہونا صفت مشبہ از باب (ض) مضاعف ثلاثی۔

اِنْزِلْ: تو نیچے آ، اتر نیچے آیئے واحد مذکر حاضر امر حاضر از باب (ض) ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

اِشْتَرِ: تو خرید کر تو خرید و فروخت کرو۔ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر از باب افتعال ناقص یائی۔

أَطَأُهَا: میں اس سے صحبت کروں، میں اس سے جماع کروں گا واحد متکلم مضارع معلوم از باب (ف)۔

فَاشْتَرىٰ: اس نے خرید لیا، اس نے خرید و فروخت کرلی واحد مذکر ماضی از باب افتعال ناقص یائی۔

اَلْمُوَكِّلُ: وکیل بنانے والا، سپرد کرنیوالا۔ اسم فاعل از باب تفعیل ہفت اقسام سے مثال واوی۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا فِي قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ (اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي طَعَامِ أَحَدِكُم فَامْقُلُوْهُ ثُمَّ انْقُلُوْهُ فَإِنَّ فِي إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْأُخْرٰى دَوَاءً وَإِنَّهُ لَيُقَدِّمُ الدَّاءَ عَلَى الدَّوَاءِ) دَلَّ سِيَاقُ الْكَلَامِ عَلَى الْمَقْلِ لِدَفْعِ الْأَذٰى عَنَّا

لَا لِامْرٍ تَعَبُّدِيٍّ حَقًّا لِلشَّرْعِ فَلَا يَكُوْنُ لِلْإِيْجَابِ

اسی اصول کی بناء پر ہمارے نزدیک رسول اکرم ﷺ کا یہ جو فرمان ہے کہ جب مکھی تمہارے کسی کے کھانے میں گر پڑے تو اس کو ڈبو دو پھر نکال دو کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے۔ وہ بیماری والے پر کو شفا والے پر سے پہلے گراتی ہے۔ اس میں سیاق کلام اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مکھی کا ڈبونا اس کی اذیت اور تکلیف کا ازالہ کرنے کے لئے ہے۔ نہ کہ شریعت نے اس کی تعمیل ہم پر واجب کی ہے۔ لہٰذا اس سے وجوب ثابت نہیں ہو گا۔

وَ قَوْلُهُ ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾ (التوبه ٦٠) عَقِيْبَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَ مِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ (التوبه ٥٨) يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ ذِكْرَ الْأَصْنَافِ لِقَطْعِ طَمْعِهِمْ مِنَ الصَّدَقَاتِ بِبَيَانِ الْمَصَارِفِ لَهَا فَلَا يُتَوَقَّفُ الْخُرُوْجُ عَنِ الْعُهْدَةِ عَلَى الْأَدَاءِ إِلَى الْكُلِّ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾ (بے شک فقیر صدقہ و خیرات کے حق دار ہیں) اس ارشاد باری کے بعد نازل ہوا ہے: ﴿وَ مِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ (ان میں سے کچھ (منافق) لوگ صدقہ و خیرات کرنے پر آپ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ یہ سیاق کلام اس بات پر دال ہے کہ اصناف کا ذکر اس لیے کیا ہے تاکہ اس کے مصارف کو بیان کر کے لوگوں کو صدقات کے حصول کے لالچ سے احتراز کی ترغیب دلائی جائے۔ لہٰذا اس ذمہ داری سے عہدہ بر آ ہونے کا دارومدار اس بات پر نہ ہو گا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی مصارف ثمانیہ میں سے ہر مصرف کو دی جائے۔

وَالرَّابِعُ قَدْ تُتْرَكُ الْحَقِيْقَةُ بِدَلَالَةٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ مِثَالُهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (الكهف ٢٩) وَذٰلِكَ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَكِيْمٌ وَالْكُفْرُ قَبِيْحٌ وَالْحَكِيْمُ لَا يَأْمُرُ بِهٖ فَيُتْرَكُ دَلَالَةُ اللَّفْظِ عَلَى الْأَمْرِ بِحِكْمَةِ الْآمِرِ۔

متکلم کے اپنے بیان کی دلالت سے بھی بعض دفعہ حقیقت کو ترک کر دیا جاتا ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِن وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے) یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے اور کفر ایک قبیح چیز ہے اور کوئی صاحب حکمت اور دانا شخص کسی کو قبیح شے کا حکم نہیں دے سکتا لہٰذا حکم دینے والے کی حکمت کے پیش نظر ہم لفظ کی دلالت حکم پر نہیں کریں گے (یعنی یہاں فلیکفر کے لفظ سے امر اور حکم مراد نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے ظاہری مفہوم اور حقیقت امر کو ترک کر دیا جائے گا۔)

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا وَكَّلَ بِشَرَاءِ اللَّحْمِ فَاِنْ كَانَ مُسَافِرًا نَزَلَ عَلَى الطَّرِيْقِ فَهُوَ عَلَى الْمَطْبُوْخِ اَوْ عَلَى الْمَشْوِيِّ وَاِنْ كَانَ صَاحِبَ مَنْزِلٍ فَهُوَ عَلَى النَّيْءِ وَمِنْ هٰذَا النَّوْعِ يَمِيْنُ الْفَوْرِ مِثَالُهٗ اِذَا قَالَ تَعَالَ تَغَدَّ مَعِيَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَتَغَدّٰى يَنْصَرِفُ ذٰلِكَ اِلَى الْغَدَاءِ الْمَدْعُوِّ اِلَيْهِ حَتّٰى لَوْ تَغَدّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ مَنْزِلِهٖ مَعَهٗ اَوْ مَعَ غَيْرِهٖ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لَا يَحْنَثُ

اسی اصول کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی شخص کو گوشت خریدنے کا کہا چنانچہ اب دیکھا جائے گا اگر مسافر ہے اور رستے پر بیٹھا ہوا ہے تو اس سے مراد بھنا ہوا اور پکا ہوا گوشت ہوگا اور اگر کہنے والا گھر میں مقیم ہے تو اس سے مراد کچا گوشت ہوگا۔ اسی قسم سے تعلق رکھنے والی ایک یمین الفور (وہ قسم جو کسی خاص سبب کی بناء پر وقتی طور پر کھائی جائے) ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کو کہا کہ آؤ میرے ساتھ ناشتہ کرو تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم میں ناشتہ نہیں کروں گا تو اس قسم کا اطلاق اسی ناشتے پر ہوگا۔ جس کی اسے دعوت دی گئی۔ حتیٰ کہ اگر اس نے اس کے بعد اپنے گھر میں اس شخص کے ساتھ ناشتہ کرلیا یا کسی دوسرے کے ساتھ اس دن ناشتہ کرلیا تو وہ اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
فَاَمْقُلُوْهُ:	تم اسے ڈبو دو، تم اس کو غوطہ لگاؤ۔ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر از باب (ن) صحیح۔

اُنْقُلُوْهُ: اس کو نکالو، باہر منتقل کرو۔ جمع مذکر حاضر امر حاضر از باب (ن) صحیح۔

تَلْقَىٰ: تو ملے گا، تو تکلیف پائے گا واحد مذکر حاضر فعل مضارع از باب (س) ناقص یائی۔

دَلَّ: اس نے راہنمائی لی، اس نے دلالت کی۔ واحد مذکر ماضی معلوم از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔

سَيَاقُ: کلام کا سیاق، کلام کا نظم و نسق بیان کرنا چلانا۔ مصدر از باب (ن) اجوف واوی۔

يَلْمِزُكَ: وہ طعنہ زنی کرتا ہے، وہ عیب لگاتا ہے واحد مذکر فعل مضارع از باب (ض)۔

اَلْمَصَارِفُ: مصرف کی جمع ہے، مصرف کا معنی صرف کرنے کی جگہ اسم ظرف از باب (ض)۔

وَلَا تَعْجَلْ: تو جلدی نہ کر، جلد بازی سے کام نہ لے واحد مذکر حاضر نہی حاضر از باب (س)۔

اَلْعَمْيَاءُ: اندھی عورت، یہ اعمیٰ کی مونث ہے اسم تفضیل از باب (س) ناقص یائی۔

اَلشَّلَّاءُ: یہ أَشَلُّ کی مونث ہے، بیکار ہاتھ والی عورت اسم تفضیل از باب (س)۔

تَعَبُّدِيٌّ: ضروری کام، فرض حکم، اطاعت کا واجب ہونا مصدر از باب تفعل۔

لَا يَأْمُرُ: وہ حکم نہیں کرتا، وہ آرڈر نہیں کرتا واحد مذکر نفی معلوم از باب (ن) مہموز الفا۔

اَلْمَطْبُوْخُ: پکی ہوئی کوئی چیز، پکا ہوا کھانا واحد مذکر اسم مفعول از باب (ن) صحیح۔

اَلْمَشْوِيُّ: روسٹ گوشت، بھنی ہوئی کوئی چیز اسم مفعول از باب (ض) لفیف مقرون۔

تَغَدَّ: تو ناشتہ کر، تو کھانا کھالے واحد مذکر حاضر امر حاضر از باب تفعل ناقص یائی۔

مَقْصُوْرًا: بند کیا ہوا، مخصوص حکم واحد مذکر اسم مفعول از باب (ن) صحیح۔

تُرِيْدُ: وہ ارادہ کرتی ہے، وہ چاہتی ہے واحد مونث فعل مضارع از باب افعال اجوف یائی۔

اِنْعِقَادُ: نکاح کا منعقد ہونا، عقد کا انعقاد کرنا مصدر از باب انفعال۔

تَعَالَ: تو آ، آپ تشریف لائیں واحد مذکر حاضر از باب تفاعل ناقص واوی۔

قَامَتْ: وہ کھڑی ہوئی واحد مونث غائب ماضی از باب (ن) اجوف واوی۔

وَ كَذَا اِذَا قَامَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيْدُ الْخُرُوْجَ فَقَالَ الزَّوْجُ اِنْ خَرَجْتِ فَاَنْتِ كَذَا كَانَ الْحُكْمُ مَقْصُوْرًا عَلَى الْحَالِ حَتّٰى لَوْ خَرَجَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَحْنَثُ۔

اسی طرح اگر کوئی عورت باہر نکلنے کے ارادے سے کھڑی ہوئی تو خاوند نے اسے کہا کہ اگر تو گھر سے باہر نکلی تو تیرے ساتھ برابر ہوگا تو وہ حکم صرف اسی وقت کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر وہ اس کے بعد گھر سے نکلی تو شوہر اپنی قسم پر حانث نہیں ہوگا۔

وَالْخَامِسُ قَدْ تُتْرَكُ الْحَقِيْقَةُ بِدَلَالَةِ مَحَلِّ الْكَلَامِ بِاَنْ كَانَ الْمَحَلُّ لَا يَقْبَلُ حَقِيْقَةَ اللَّفْظِ وَمِثَالُهُ اِنْعِقَادُ نِكَاحِ الْحُرَّةِ بِلَفْظِ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَالتَّمْلِيْكِ وَالصَّدَقَةِ وَ قَوْلُهُ لِعَبْدِهٖ وَهُوَ مَعْرُوْفُ النَّسَبِ مِنْ غَيْرِهٖ هٰذَا اِبْنِيْ وَ كَذَا اِذَا قَالَ لِعَبْدِهٖ وَهُوَ اَكْبَرُ سِنًّا مِنَ الْمَوْلٰى هٰذَا اِبْنِيْ كَانَ مَجَازًا عَنِ الْعِتْقِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رحمۃ اللہ علیہ خِلَافًا لَهُمَا بِنَاءً عَلٰى مَا ذَكَرْنَا اَنَّ الْمَجَازَ خَلَفٌ عَنِ الْحَقِيْقَةِ فِيْ حَقِّ اللَّفْظِ عِنْدَهٗ وَفِيْ حَقِّ الْحُكْمِ عِنْدَهُمَا۔

۵۔ بعض دفعہ کلام کے موقع و محل کی دلالت کی بناء پر بھی حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ محل کلام کی حقیقت کو قبول ہی نہ کرے مثلاً کسی آزاد عورت کے نکاح کے لیے بیع، ھبہ، تملیک یا صدقہ کے الفاظ استعمال کیے جائیں۔ اسی طرح کوئی شخص اپنے ایسے غلام کو جس کا نسب کسی اور کی طرف معروف ہو، یہ کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اس طرح اگر کوئی اپنے سے عمر میں بڑے غلام کو کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا مجازی مفہوم مراد لے کر اس غلام کو آزاد کر دیا جائے گا لیکن صاحبین کے نزدیک لفظی اعتبار کی بجائے حکم کے اعتبار سے نائب ہوتا ہے۔

مشقی سوالات

۹۱۔ وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں الفاظ کی حقیقتوں کو ترک کیا جاتا ہے؟

۹۲۔ دلالۃ العرف کی تعریف کریں؟

۹۳۔ دلالۃ العرف پر حکم کب مرتب ہوتا ہے؟

۹۴۔ دلالۃ نفس الکلام کی تعریف اور مثال لکھیں؟

۹۵۔ مکاتب اور مدبر غلام کون سے ہیں؟

۹۶۔ دلالۃ سیاق کلام کی تعریف کریں؟

۹۷۔ امام محمد نے اپنی کتاب سیر الکبیر میں کون سی مثال ذکر کی ہے؟

۹۸۔ ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾ کے بیان سے کون سا مسئلہ ثابت ہو رہا ہے؟

۹۹۔ دلالۃ من قبل المتکلم کی تعریف کریں؟

۱۰۰۔ اس کی مثالوں سے وضاحت کریں؟

۱۰۱۔ دلالۃ محل کلام کی تعریف کریں؟

۱۰۲۔ (فصل فی متعلقات النصوص) عبارۃ النص کی تعریف کریں؟

۱۰۳۔ عبارۃ النص کی مثال ذکر کریں؟

۱۰۴۔ مہاجرین کا فقر کیسے ظاہر ہوگا؟

۱۰۵۔ کیا جنبی آدمی رمضان میں سحری کھا سکتا ہے؟

۱۰۶۔ اشارہ النص کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟

۱۰۷۔ دلالۃ النص کی تعریف کریں؟

۱۰۸۔ اس نوع کا حکم بیان کریں؟

۱۰۹۔ دلالۃ النص کا درجہ کون سا ہے؟

۱۱۰۔ قاضی ابوزید کا قول بیان کریں؟

۱۱۱۔ کیا کسی کے مرنے کے بعد مارنے والا حانث ہوگا؟

۱۱۲۔ کیا مچھلی کا گوشت کھانے والا حانث ہوتا ہے؟

۱۱۳۔ اقتضاء النص کی تعریف کریں؟

۱۱۴۔ قاضی ابوزید کا قول بیان کریں؟

۱۱۵۔ اقتضاء النص کا حکم بیان کریں؟

۱۱۶۔ کیا بیع میں قبضہ شرط ہے یا نہیں؟

۱۱۷۔ کیا خاوند کے اعتدی کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

۱۱۸۔ کیا تخصیص کا مدار عموم پر ہے؟

۱۱۹۔ (فصل فی الامر) امر کا لغوی معنی اور شرعی معنی بیان کریں؟

۱۲۰۔ کیا امر کا صیغہ امر کے ساتھ خاص ہے؟

۱۲۱۔ امر کی اہمیت بیان کریں؟

۱۲۲۔ لزوم ایتمار کی تحقیق لکھیں؟

☆☆☆

فَصْلٌ فِي مُتَعَلَّقَاتِ النُّصُوصِ

نَعْنِي بِهَا عِبَارَةَ النَّصِّ وَإِشَارَتَهُ وَدَلَالَتَهُ وَاقْتِضَاءَهُ

فَأَمَّا عِبَارَةُ النَّصِّ فَهُوَ مَا سِيْقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ وَ أُرِيْدَ بِهِ قَصْدًا وَأَمَّا إِشَارَةُ النَّصِّ فَهِيَ مَا ثَبَتَ بِنَظْمِ النَّصِّ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَهُوَ غَيْرُ ظَاهِرٍ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ وَلَا سِيْقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ مِثَالُهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ﴾ (الحشر ۵۹) اَلْآيَةَ فَإِنَّهُ سِيْقَ لِبَيَانِ اِسْتِحْقَاقِ الْغَنِيْمَةِ فَصَارَ نَصًّا فِي ذٰلِكَ وَقَدْ ثَبَتَ فَقْرُهُمْ بِنَظْمِ النَّصِّ فَكَانَ إِشَارَةً إِلَى أَنَّ اِسْتِيْلَاءَ الْكَافِرِ عَلَى مَالِ الْمُسْلِمِ سَبَبٌ لِثُبُوْتِ الْمِلْكِ لِلْكَافِرِ إِذْ لَوْ كَانَتِ الْأَمْوَالُ بَاقِيَةً عَلَى مِلْكِهِمْ لَا يَثْبُتُ فَقْرُهُمْ۔

اس فصل میں متعلقات نصوص کا بیان ہے۔

متعلقات نصوص سے ہماری مراد (۱) عبارۃ النص (۲) اشارۃ النص (۳) دلالۃ النص (۴) اقتضاء النص ہے

۱۔ عبارت النص کی تعریف: عبارۃ النص وہ ہے جو متکلم کے کلام کے مقصد کو بیان کرے جو بالکل وضاحت کے ساتھ سمجھ آجائے۔

۲۔ اشارہ النص کی تعریف: اشارۃ النص وہ ہے جو کسی زیادتی کے بغیر نص کے الفاظ ہی سے ثابت ہو جائے اگرچہ الفاظ میں کسی بھی لحاظ سے ظاہر نہ ہو اور نہ ہی سیاق کلام کا مقصد ہو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ﴾ (ان غریب مہاجرین کے لئے جس کو ان کے گھروں سے نکال دیا گیا) اس کلام کو لانے کا مقصد یہ تھا کہ مہاجرین کو مال غنیمت کا مستحق قرار دیا جائے۔ اس لحاظ سے تو یہ اس مقصد کے لئے نص ہے لیکن کلام کے نظم سے مہاجرین کا غریب و نادار ہونا بھی ثابت ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مسلمان کے مال پر کفار کا قبضہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کافر کی ملکیت تصور کیا جائے گا۔ کیونکہ اگر مسلمانوں کے مالوں پر ان کا قبضہ تسلیم نہ کیا جائے تو پھر

مہاجرین کا نادار ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
مُتَعَلِّقَاتٌ:	متعلقہ چیزیں، متعلقۃ سے جمع مونث سالم اسم مفعول از باب تفعل ہفت اقسام سے صحیح۔
نَعْنِيْ:	ہم مراد لیتے ہیں، ہماری مراد جمع متکلم مضارع معلوم از باب (ض) ناقص یائی۔
اِشَارَةٌ:	اشارہ کرنا، کسی چیز کی طرف اشارہ کرنا۔ مصدر از باب افعال اجوف یائی۔
اَلنَّصُوْصُ:	نص سے جمع کثرت ہے، واضح دلیل۔ مصدر از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔
دَلَالَةٌ:	راہنمائی کرنا، کسی چیز پر دلالت کرنا مصدر از باب (ن)
اِقْتِضَاءٌ:	کسی چیز پر چاہنا، کسی چیز کا مطالبہ کرنا نص پر اضافہ مراد ہے مصدر از افتعال۔
مُهَاجِرِيْنَ:	کسی جگہ کو چھوڑنے والے، کفر کا علاقہ چھوڑنے والے۔ اسم فاعل از باب مفاعلہ۔

وَ يُخَرَّجُ مِنْهُ الْحُكْمُ فِيْ مَسْأَلَةِ الْاِسْتِيْلَاءِ وَحُكْمُ ثُبُوْتِ الْمِلْكِ لِلتَّاجِرِ بِالشِّرَاءِ مِنْهُمْ وَ تَصَرُّفَاتِهٖ مِنَ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَالْاِعْتَاقِ وَ حُكْمُ ثُبُوْتِ الْاِسْتِغْنَامِ وَثُبُوْتُ الْمِلْكِ لِلْغَازِيْ وَعَجْزِ الْمَالِكِ عَنْ اِنْتِزَاعِهٖ مِنْ يَدِهٖ وَ تَفْرِيْعَاتِهٖ۔

چنانچہ اسی اشارہ النص سے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط کیے گئے۔

۱۔ مسئلہ استیلاء (یعنی اگر کافر مسلمانوں کے مال پر قابض ہو جائیں اور اپنے ملک لے جائیں تو وہ مال کے مالک متصور ہوں گے)۔

۲۔ ثبوت ملکیت یعنی اگر کسی تاجر نے کفار سے یہ مال خرید اتو وہ اس مال کا مالک ہو گا۔ اور اس کے لئے اس میں ہر قسم کے تصرف مثلاً بیع، ہبہ اور اعتاق (یعنی غلام وغیرہ ہو تو اس کو آزاد کرنے کا) اختیار حاصل ہو گا۔

۳۔مال غنیمت کافر کے مال پر ثابت ہوتی ہے اور مالک کو یہ حق حاصل نہ ہوگا تو وہ اس سے اس مال کو واپس لے سکے اور اس طرح کے اور کئی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ﴾ (البقرہ ۱۸۷) اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ﴾ فَالْاِمْسَاكُ فِيْ اَوَّلِ الصُّبْحِ يَتَحَقَّقُ مَعَ الْجَنَابَةِ لِاَنَّ مِنْ ضَرُوْرَةِ حَلِّ الْمُبَاشَرَةِ اِلَى الصُّبْحِ اَنْ يَكُوْنَ الْجُزْءُ الْاَوَّلُ مِنَ النَّهَارِ مَعَ وُجُوْدِ الْجَنَابَةِ وَالْاِمْسَاكُ فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ صَوْمٌ اُمِرَ الْعَبْدُ بِاِتْمَامِهٖ فَكَانَ هٰذَا اِشَارَةً اِلٰى اَنَّ الْجَنَابَةَ لَا تُنَافِي الصَّوْمَ وَلَزِمَ مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ لَا يُنَافِيْ بَقَاءَ الصَّوْمِ۔

اسی طرح اللہ کا یہ ارشاد ہے: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ﴾ (تمہیں ماہ رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ازدواجی تعلق قائم کرنے کی اجازت ہے) سے لے کر ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ﴾ پھر تم (صبح سے) شام تک اپنا روزہ پورا کرو) تک اس فرمان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنابت کی حالت میں صبح کرنا جائز ہے کیونکہ جب صبح تک ازدواجی تعلق کی اجازت دی گئی ہے تو ظاہر ہے صبح دن کا ابتدائی حصہ ہے اور جنابت دن کے ابتدائی حصے میں پائی گئی اور دن کا ابتدائی حصہ روزے کا بھی پہلا حصہ جسے اہل اسلام کو شام تک مکمل کرنے کا حکم دیا گیا لہٰذا اس میں اشارۃ النص یہ ہے کہ جنابت کے مخالف نہیں۔[1]

وَ يَتَفَرَّعُ مِنْهُ اَنَّ مَنْ ذَاقَ شَيْئًا بِفَمِهٖ لَمْ يَفْسُدْ صَوْمُهٗ فَاِنَّهٗ لَوْ كَانَ الْمَاءُ مَالِحًا يَجِدُ طَعْمَهٗ عِنْدَ الْمَضْمَضَةِ لَا يَفْسُدُ بِهِ الصَّوْمُ

بحث کون حکم دلالۃ النص عموم الحکم المنصوص علیہ

وَ عُلِمَ مِنْهُ حُكْمُ الْاِحْتِلَامِ وَالْاِحْتِجَامِ وَالْاِدِّهَانِ لِاَنَّ الْكِتَابَ لَمَّا سَمَّى الْاِمْسَاكَ اللَّازِمَ بِوَاسِطَةِ الْاِنْتِهَاءِ عَنِ الْاَشْيَاءِ الثَّلٰثَةِ الْمَذْكُوْرَةِ اَوَّلِ الصُّبْحِ صَوْمًا عُلِمَ اَنَّ رُكْنَ الصَّوْمِ يَتِمُّ بِالْاِنْتِهَاءِ عَنِ الْاَشْيَاءِ

[1] فائدہ: اس اصول کے مطابق یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی روزے کی بقاء کے مخالف نہیں ہے۔ مقصود احمد سلفی

الثَّلَاثَةِ وَعَلٰى هٰذَا يُخَرَّجُ الْحُكْمُ فِي مَسْأَلَةِ التَّبْيِيْتِ فَإِنَّ قَصْدَ الْإِتْيَانِ بِالْمَأْمُوْرِ بِهٖ إِنَّمَا يَلْزَمُهٗ عِنْدَ تَوَجُّهِ الْأَمْرِ وَالْأَمْرُ إِنَّمَا يَتَوَجَّهُ بَعْدَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾۔

اس سے چند فروعی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

نمبرا: اگر کسی شخص نے کسی چیز کو چکھ لیا تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ اگر کلی کرتے وقت نمکین پانی منہ میں ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (کیونکہ نمکین پانی میں نمک کا ذائقہ ہے۔)

نمبر ۲: احتلام یا سنگی لگوانے یا بدن پر تیل لگانے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ قرآن کریم نے جب مذکورہ بالا تین اشیاء کی موجودگی کو صبح کے وقت کے پائے جانے پر بھی روزے سے تعبیر کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ تین متعین اشیاء سے باز رہنے سے روزہ پورا ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کی بناء پر مسئلہ تبییت ہے (یعنی رات کو ہی روزے کی نیت کرنا) کیونکہ حکم کی تعمیل کا ارادہ حکم کی طرف توجہ دینے میں پایا گیا اور اللہ کا حکم یہ ہے کہ تم روزے کو رات تک پورا کرو۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
إِسْتِيْلَاءُ:	کسی پر غلبہ حاصل کرنا، بلندی حاصل کرنا۔ مصدر از باب استفعال لفیف مفروق۔
إِسْتِحْقَاقٌ:	کسی چیز کا حقدار ہونا، کسی چیز کا مستحق ہونا مصدر از باب مضاعف ثلاثی۔
بَاقِيَةٌ:	باقی رہنے والی چیز واحد مونث اسم فاعل از باب (س) ناقص یائی
اَلْإِسْتِغْنَامُ:	مال غنیمت طلب کرنا مصدر از باب استفعال ہفت اقسام سے صحیح
تَفْرِيْعَاتٌ:	تفریع کی جمع ہے، شاخیں نکالنا، مسائل کا استنباط کرنا مصدر از باب تفعیل۔
اَلْمُبَاشَرَةُ:	صحبت کرنا، ایک دوسرے سے جسم ملانا، خاندانی تعلقات قائم کرنا مصدر از مفاعلہ

اَلْاِسْتِنْشَاقُ: ناک میں پانی داخل کرنا مصدر از باب استفعال ہفت اقسام سے صحیح۔
لَا يُنَافِي: بمعنی لا یخاف، وہ اس کے مخالف نہیں ہے واحد مذکر نفی از باب مفاعلہ ناقص واوی۔
ذَاقَ: اس نے ذائقہ چکھا، عذاب چکھنا واحد مذکر فعل ماضی از باب (ن) اجوف واوی
مَالِحًا: نمک والا پانی، کھارا پانی واحد مذکر اسم فاعل از باب (ف) صحیح۔
اَلْاِحْتِجَامُ: سینگی لگوانا، پچھنا لگوانا مصدر از افتعال ہفت اقسام سے صحیح۔
اَلْاِدِّهَانُ: خوشبو، تیل وغیرہ لگانا مصدر از باب افتعال صحیح۔
اَلتَّبْيِيْتُ: رات کو نیت کرنا، شبخون مارنا مصدر از باب تفعیل ہفت اقسام سے اجوف یائی۔
اَلْاِنْتِهَاءُ: ختم کرنا، باز آنا، رکنا مصدر از باب افتعال ہفت اقسام سے ناقص یائی۔
اَلْاِتْيَانُ: اداء کرنا، نافذ کرنا مصدر از باب (ض) ناقص یائی۔
اَلْاِحْتِلَامُ: خواب دیکھنا، بالغ ہونا مصدر از باب افتعال۔

وَأَمَّا دَلَالَةُ النَّصِّ فَهِيَ مَا عُلِمَ مِنْهُ عِلَّةً لِلْحُكْمِ الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ لُغَةً لَا اجْتِهَاداً وَلَا اِسْتِنْبَاطًا مِثَالُهُ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ (الاسراء ۲۳) فَالْعَالِمُ بِأَوْضَاعِ اللُّغَةِ يَفْهَمُ بِأَوَّلِ السِّمَاعِ أَنَّ تَحْرِيْمَ التَّأْفِيْفِ لِدَفْعِ الْأَذٰى عَنْهُمَا وَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ عُمُوْمُ الْحُكْمِ الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ لِعُمُوْمِ عِلَّتِهِ وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قُلْنَا بِتَحْرِيْمِ الضَّرْبِ وَالشَّتْمِ وَالْاِسْتِخْدَامِ عَنِ الْأَبِ بِسَبَبِ الْإِجَارَةِ وَالْحَبْسِ بِسَبَبِ الدَّيْنِ أَوِ الْقَتْلِ قِصَاصًا۔

نمبر ۳ دلالۃ النص کی تعریف:

دلالت النص وہ ہے جس سے شارع کے مقصود حکم کی علت معلوم ہو جائے۔ اس میں صرف لغت کا اعتبار کیا جائے گا اس میں اجتہاد کو دخل نہیں ہو گا اور نہ کسی قسم کے استنباط کی

اجازت ہوگی مثلاً ارشاد باری ہے: ﴿وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ (اپنے والدین کو اف تک نہ کہو اور نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرو) لغت کے استعمال کا ماہر یہ سنتے ہی فوراً سمجھ لے گا کہ اف کہنے سے مراد انہیں تکلیف اور اذیت سے بچانا ہے۔ دلالۃ النص کا حکم یہ ہے کہ اس کے عموم پر عمل کیا جائے کیونکہ اس کی علت میں عمومیت پائی جاتی ہے اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ والدین میں سے کسی کو مارنا، پیٹنا یا گالی دینا یا باپ سے معاوضہ کے بدلے خدمت لینا دین میں اختلاف کی بناء پر قید کرنا یا قصاص میں قتل کرنا بیٹے پر حرام ہوگا۔

ثُمَّ دَلَالَةُ النَّصِّ بِمَنْزِلَةِ النَّصِّ حَتّٰى صَحَّ اِثْبَاتُ الْعُقُوْبَةِ بِدَلَالَةِ النَّصِّ قَالَ اَصْحَابُنَا وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُ بِالْوِقَاعِ بِالنَّصِّ بِالْاَكْلِ وَالشُّرْبِ بِدَلَالَةِ النَّصِّ

بحث کون المقتضی زیادۃ علی النص

وَعَلٰى اِعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قِيْلَ يُدَارُ الْحُكْمُ عَلٰى تِلْكَ الْعِلَّةِ قَالَ الْاِمَامُ الْقَاضِيْ اَبُوْ زَيْدٍ لَوْ اَنَّ قَوْمًا يَعُدُّوْنَ التَّافِيْفَ كَرَامَةً لَا يَحْرُمُ عَلَيْهِمْ تَافِيْفُ الْاَبَوَيْنِ

درجہ: دلالۃ النص کو بھی عبارۃ النص کی سی حیثیت حاصل ہے حتیٰ کہ دلالت النص کے ساتھ حدود میں سزا دی جاسکتی ہے علماء احناف کے موقف کے مطابق عبارۃ النص کی بناء پر روزے کی حالت میں ازدواجی تعلق کے مرتکب پر کفارہ واجب ہوگا اور دلالۃ النص سے کھانے اور پینے سے کفارہ لازم آئے گا۔ اس اصول پر اعتبار کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ حکم کا مدار اسی علت پر ہوگا۔ امام قاضی ابوزید کہتے ہیں کہ اگر قسم میں کلمہ اف بھلائی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تو ان پر والدین کو اف کہنا جائز نہیں ہوگا۔ (کیونکہ قرآن پاک میں اس اف سے منع کیا گیا ہے جس سے مراد اذیت پہنچانا ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمَنْصُوْصُ:	معین اور واضح چیز، تصریح شدہ واحد مذکر اسم مفعول از باب (ن)

مضاعف ثلاثی۔

اِجْتِهَادٌ: کوشش کرنا، مسائل اخذ کرنا مصدر از باب افتعال اس کا مادہ جھد ہے صحیح۔

اَلْاِسْتِنْبَاطُ: کنویں کی گہرائی میں غوطہ لگانا، فقیہ کا قرآن و حدیث کے دلائل سے مسائل نکالنا مصدر از باب استفعال۔

وَلَا تَنْهَرْ: تو نہ ڈانٹ کر، ڈانٹ ڈپٹ کرنا واحد مذکر حاضر نہی حاضر از باب (ف) صحیح۔

اَلتَّاْفِيْفُ: کلمہ اف کہنا، کسی کو تکلیف کی غرض سے اف بولنا مصدر از باب تفعیل مہموز الفا مضاعف ثلاثی۔

اَوْضَاعٌ: وضع کی جمع ہے، وضع کرنا، الفاظ کو معانی کے لیے بنانا۔ مصدر از باب (ف) مثال واوی۔

اَلْاِسْتِخْدَامُ: خدمت لینا، عوض میں خدمت لینا مصدر از باب استفعال ہفت اقسام سے صحیح۔

اَلْاِجَارَةُ: مزدوری کرانا، مزدور کو اجرت دینا مصدر از باب افعال سے مثال واوی۔

اَلْوِقَاعُ: صحبت کرنا، جماع کرنا مصدر از باب (ف) ہفت اقسام سے مثال واوی۔

يَعُدُّوْنَ: وہ گنتی شمار کرتے ہیں، عدد شمار کرنا جمع مذکر فعل مضارع معلوم از باب (ن) مضاعف۔

وَكَذٰلِكَ قُلْنَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ﴾ (الجمعة ٩) الْاٰيَةَ وَلَوْ فَرَضْنَا بَيْعًا لَا يَمْنَعُ الْعَاقِدَيْنِ عَنِ السَّعْيِ اِلَى الْجُمُعَةِ بِاَنْ كَانَا فِي سَفِيْنَةٍ تَجْرِيْ اِلَى الْجَامِعِ لَا يُكْرَهُ الْبَيْعُ۔

اسی اصول کے مطابق ہماری رائے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (اے مومنو جب تمہیں نماز جمعہ کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف آنے میں جلدی کرو) اس بات کی ممانعت نہیں ہے کہ وہ تاجر اگر نماز جمعہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں خرید و فروخت کرلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں مثلاً وہ دونوں کشتی میں سوار ہیں اور وہ کشتی مسجد کی طرف جارہی ہے تو ان کی یہ باہمی

تجارت مسجد کی طرف سعی کے لئے مانع نہیں ہے۔

وَ عَلٰی هٰذَا قُلْنَا اِذَا حَلَفَ لَا يَضْرِبُ اِمْرَأَتَهُ فَمَدَّ شَعْرَهَا اَوْ عَضَّهَا اَوْ خَنَقَهَا يَحْنَثُ اِذَا كَانَ بِوَجْهِ الْاِيْلَامِ وَلَوْ وُجِدَ صُوْرَةُ الضَّرْبِ وَ مَدُّ الشَّعْرِ عِنْدَ الْمُلَاعَبَةِ دُوْنَ الْاِيْلَامِ لَا يَحْنَثُ۔

اسی طرح ہمارے موقف کے مطابق اگر کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ اپنی بیوی کو نہیں مارے گا لیکن اس کے بعد اس نے اس کے بال نوچے یا اسے دانتوں سے کاٹا یا اس کا گلا دبایا تو وہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا کیونکہ ان صورتوں میں ایذا دینے کا پہلو موجود ہے لیکن اگر مارنا یا بال کھینچنا باہمی پیار و محبت میں ہو اور اس میں مقصد ایذا دہی نہ ہو تو وہ حانث نہیں ہو گا (کیونکہ قسم میں ایذا دینا مقصد تھا جبکہ پیار اور ایذا دو متضاد چیزیں ہیں)۔

وَمَنْ حَلَفَ لَا يَضْرِبُ فُلَانًا فَضَرَبَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ لَا يَحْنَثُ لِاِنْعِدَامِ مَعْنَى الضَّرْبِ وَهُوَ الْاِيْلَامُ وَ كَذَا لَوْ حَلَفَ لَا يَتَكَلَّمُ فُلَانًا فَكَلَّمَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ لَا يَحْنَثُ لِعَدَمِ الْاِفْهَامِ۔

اگر کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ فلاں شخص کو نہیں مارے گا مگر اس نے اس کے مرنے کے بعد اسے ضرب لگائی تو وہ حانث نہیں ہو گا کیونکہ اب ضرب میں وہ مفہوم نہیں پایا جاتا جو اسے ایذا پہنچانے میں مقصود تھا۔ اس طرح اگر کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ فلاں شخص سے کلام نہیں کرے گا اور اس نے اس شخص کے مرنے کے بعد اس سے خطاب کیا تو وہ حانث نہیں ہو گا کیونکہ مردے کو سمجھانے کا عمل ناممکن ہے۔

وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى يُقَالُ اِذَا حَلَفَ لَا يَأْكُلُ لَحْمًا فَأَكَلَ لَحْمَ السَّمَكِ أَوِ الْجَرَادِ لَا يَحْنَثُ وَلَوْ أَكَلَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ أَوِ الْاِنْسَانِ يَحْنَثُ لِاَنَّ الْعَالِمَ بِأَوَّلِ السِّمَاعِ يَعْلَمُ أَنَّ الْحَامِلَ عَلٰى هٰذَا الْيَمِيْنِ اِنَّمَا هُوَ الْاِحْتِرَازُ عَمَّا يَنْشَاءُ مِنَ الدَّمِ فَيَكُوْنُ الْاِحْتِرَازُ عَنْ تَنَاوُلِ الدَّمَوِيَّاتِ فَيَدَارُ الْحُكْمُ عَلٰى ذٰلِكَ۔

اسی اصول کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص نے گوشت نہ کھانے کی قسم اٹھائی لیکن اس کے بعد اس نے مچھلی یا مکڑی کا گوشت کھالیا تو وہ حانث نہیں ہو گا لیکن اس نے سور یا

انسان کا گوشت کھالیا تو وہ حانث ہو جائے گا کیونکہ زبانوں کا ماہر پہلی مرتبہ سنتے ہی یا جان لے گا کہ قسم اٹھانے والا اس چیز کو کھانے سے باز رہے گا جو خون سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا اسے خون سے پیدا شدہ تمام چیزوں سے پرہیز ہو گا۔ اس بنا پر حکم کا مدار اسی علت پر ہو گا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
نُودِیَ:	آواز دی جائے اذان دی جائے واحد مذکر فعل ماضی مجہول از باب مفاعلہ ناقص یائی۔
لَا یَمْتَنِعُ:	وہ نہیں رکتا، وہ باز نہیں آتا واحد مذکر فعل مضارع معلوم از باب (ف) صحیح۔
اَلْعَاقِدَیْنِ:	دو عقد کرنے والے، دو لین دین کرنے والے اسم فاعل از باب (ن) صحیح۔
تَجْرِیْ:	وہ چلتی ہے، وہ جاری و ساری ہے واحد مونث فعل مضارع معلوم از باب (ض) ناقص۔
فَمَدَّهَا:	اس نے لمبا کیا، اس نے کھینچا واحد مذکر غائب ماضی از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔
عَضَّهَا:	اس نے اسے کاٹا، اس نے دانت کاٹے واحد مذکر غائب ماضی از باب (ن) ہفت اقسام سے صحیح۔
خَنَقَهَا:	اس نے گلہ دبایا، اس نے گلہ گھونٹا واحد مذکر ماضی از باب (ن) ہفت اقسام سے صحیح۔
اَلْاِیْلَامُ:	کسی کو تکلیف اور ایذا دینا مصدر از باب افعال ہفت اقسام سے مثال واوی۔
اَلْمُلَاعَبَةُ:	دونوں کا ایک دوسرے سے کھیلنا، اور پیار و محبت کرنا مصدر از باب مفاعلہ (صحیح)۔
اِنْعِدَامُ:	کسی چیز کا وجود ختم کرنا، کسی چیز کا نہ ہونا مصدر از باب انفعال صحیح۔
اَلْاِفْهَامُ:	کسی کو کوئی مسئلہ سمجھانا مصدر از باب افعال ہفت اقسام سے صحیح۔

وَأَمَّا الْمُقْتَضِي فَهُوَ زِيَادَةٌ عَلَى النَّصِّ لَا يَتَحَقَّقُ مَعْنَى النَّصِّ إِلَّا بِهٖ كَأَنَّ النَّصَّ اقْتَضَاهُ لِيَصِحَّ فِي نَفْسِهٖ مَعْنَاهُ

بحث كون القبول ركنا في باب البيع

مِثَالُهٗ فِي الشَّرْعِيَّاتِ قَوْلُهٗ أَنْتِ طَالِقٌ فَإِنَّ هٰذَا نَعْتُ الْمَرْأَةِ إِلَّا أَنَّ النَّعْتَ يَقْتَضِي الْمَصْدَرَ فَكَأَنَّ الْمَصْدَرَ مَوْجُوْدٌ بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ۔

۴۔ اقتضاء النص کی تعریف:

یہ دراصل نص پر اضافہ ہے کہ نص کے معنی اس سے ثابت ہوتے ہیں گویا کہ نص ہی اس کا مطالبہ کرتی ہے تا کہ اس میں وہ معانی و مفاہیم درست ثابت ہو جائیں۔ احکام شرعیہ میں اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو کہے کہ انت طالق (تجھے طلاق ہے) تو اس کا لفظ "طالق" عورت کی صفت کے طور پر مذکور ہوا ہے اب یہ صفت اس سے مصدری معنی مراد لینے کا تقاضا کرتی ہے گویا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ مصدری معنی اس صفت کا تقاضا ہیں۔

وَإِذَا قَالَ أَعْتِقْ عَبْدَكَ عَنِّي بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَقَالَ أَعْتَقْتُ يَقَعُ الْعِتْقُ عَنِ الْآمِرِ فَيَجِبُ عَلَيْهِ الْأَلْفُ وَلَوْ كَانَ الْآمِرُ نَوَى بِهِ الْكَفَّارَةَ يَقَعُ عَمَّا نَوَى وَ ذٰلِكَ لِأَنَّ قَوْلَهٗ أَعْتِقْهُ عَنِّي بِأَلْفِ دِرْهَمٍ يَقْتَضِي مَعْنَى قَوْلِهٖ بِعْهُ عَنِّي بِأَلْفٍ ثُمَّ كُنْ وَكِيْلِي بِالْإِعْتَاقِ فَأَعْتِقْهُ عَنِّي فَيَثْبُتُ الْبَيْعُ بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ فَيَثْبُتُ الْقُبُوْلُ كَذٰلِكَ لِأَنَّهٗ رُكْنٌ فِي بَابِ الْبَيْعِ۔

اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو کہے کہ میری طرف سے ایک ہزار درہم کے بدلہ میں اپنے غلام کو آزاد کر دیں تو وہ جواب میں کہہ دے ہاں میں نے آزاد کر دیا تو یہ غلام کی آزادی پہلے شخص کی طرف سے ہوگی اور اس کے ذمہ ایک ہزار ادا کرنا لازم ہوگا لیکن اگر کہنے والے نے اس سے کفارے کی نیت کی ہے تو اس کی نیت کے مطابق کفارہ ادا ہو جائے گا کیونکہ جب اس نے دوسرے سے کہا کہ میری طرف سے غلام کو ایک ہزار کے عوض آزاد کر دیں تو اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ اس غلام کو ایک ہزار کے عوض مجھے فروخت کر دیں

پھر اس کو میرے وکیل کی حیثیت سے آزاد کر دیں تو یہ بیع اقتضاء کے طریق سے ثابت ہو جائے گی اور اس میں خریدار کا قول بھی ثابت ہوگا کیونکہ قبولیت بھی بیع کا ایک رکن ہے۔

وَلِهٰذَا قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ إِذَا قَالَ أَعْتِقْ عَبْدَكَ عَنِّي بِغَيْرِ شَيْئٍ فَقَالَ أَعْتَقْتُ يَقَعُ الْعِتْقُ عَنِ الْاٰمِرِ وَيَكُوْنُ هٰذَا مُقْتَضِيًا لِلْهِبَةِ وَالتَّوْكِيْلِ وَلَا يُحْتَاجُ فِيْهِ إِلَى الْقَبْضِ لِأَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ الْقُبُوْلِ فِيْ بَابِ الْبَيْعِ وَلٰكِنَّا نَقُوْلُ الْقُبُوْلُ رُكْنٌ فِيْ بَابِ الْبَيْعِ فَإِذَا أَثْبَتْنَا الْبَيْعَ إِقْتِضَاءً أَثْبَتْنَا الْقُبُوْلَ ضَرُوْرَةً بِخِلَافِ الْقَبْضِ فِيْ بَابِ الْهِبَةِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِرُكْنٍ فِي الْهِبَةِ لِيَكُوْنَ الْحُكْمُ بِالْهِبَةِ بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ حُكْمًا بِالْقَبْضِ۔

اس بناء پر امام یوسفؒ کا قول ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میری طرف سے بلا معاوضہ اپنے غلام کو آزاد کر دو تو دوسرے شخص نے جواب میں کہا کہ میں نے آزاد کر دیا تو یہ آزادی پہلے شخص کی طرف سے ہوگی اور اس میں ہبہ اور وکیل بنانے کے تقاضے شامل ہوں گے اور اس میں قبضے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ کیونکہ دوسرے شخص کا کہنا کہ میں نے آزاد کر دیا، بیع کے سلسلہ میں قبول کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں تجارت کے معاملے میں قبول کرنا تجارت کا ایک بنیادی رکن ہے۔ جب ہم نے بیع کو اقتضاء ثابت کیا تو اس میں عمل بھی ثابت ہوگیا لیکن یہ ہبہ کی اس صورت کے خلاف ہے جس میں قبضہ پایا جائے کیونکہ ہبہ میں قبضہ کی حیثیت رکن کی نہیں ہے کہ ہبہ کے حکم کو اقتضاء ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ قبضے کے حکم کو بھی ثابت کیا جائے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْاِحْتِرَازُ:	پرہیز کرنا، کسی چیز سے بچنا، اجتناب کرنا، مصدر از باب افتعال۔ صحیح
يَنْشَاءُ:	جو پیدا ہو، جو پرورش پائے واحد مذکر غائب فعل مضارع از باب (ف) اجوف اور مہموز اللام۔
اَلْمُقْتَضِيْ:	وہ چیز جس کا تقاضا کیا گیا ہے، اضافہ، مزید چیز واحد مذکر اسم مفعول از باب

انتعال۔

يَقَعُ: وہ واقع ہوا، وہ گر پڑا واحد مذکر مضارع معلوم از باب (ف) ہفت اقسام سے مثال واوی۔

أَعْتِقْهُ: تو اس کو آزاد کر، اس کو آزادی دے واحد مذکر حاضر امر حاضر از باب افعال صحیح۔

بِعْهُ: تو اسے بیچ، اس کو فروخت کر دے از باب (ض) اجوف یائی۔

أَثْبَتْنَا: ہم نے ثابت کر دیا، ہم نے اس کا وجود مانا جمع متکلم ماضی معلوم از باب افعال صحیح۔

وَحُكْمُ الْمُقْتَضٰى أَنَّهُ يَثْبُتُ بِطَرِيْقِ الضَّرُوْرَةِ فَيُقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَةِ وَ لِهٰذَا قُلْنَا إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ وَنَوٰى بِهِ الثَّلَاثَ لَا يَصِحُّ لِأَنَّ الطَّلَاقَ يُقَدَّرُ مَذْكُوْرًا بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ فَيُقَدَّرُ بِقَدَرِ الضَّرُوْرَةِ وَالضَّرُوْرَةُ تَرْتَفِعُ بِالْوَاحِدِ فَيُقَدَّرُ مَذْكُوْرًا فِي حَقِّ الْوَاحِدِ۔

اقتضاء النص کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ بطریق ضرورت ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے ضرورت کے بقدر ہی مانا جائے گا۔ اس بناء پر ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے کہ انت طالق اور اس سے تین طلاقیں مراد لے تو یہ صحیح نہیں ہوگا کیونکہ طلاق اقتضاء اسی قدر مراد لی جاسکتی ہے جتنی اس کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت صرف ایک ہی طلاق سے پوری ہو سکتی ہے لہٰذا اسے ایک ہی طلاق شمار کیا جائے۔

وَعَلٰى هٰذَا يُخَرَّجُ الْحُكْمُ فِيْ قَوْلِهِ إِنْ أَكَلْتُ وَنَوٰى بِهِ طَعَامًا دُوْنَ طَعَامٍ لَا يَصِحُّ لِأَنَّ الْأَكْلَ يَقْتَضِيْ طَعَامًا فَكَانَ ذٰلِكَ ثَابِتًا بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ فَيُقَدَّرُ بِقَدَرِ الضَّرُوْرَةِ وَالضَّرُوْرَةُ تَرْتَفِعُ بِالْفَرْدِ الْمُطْلَقِ وَلَا تَخْصِيْصَ فِي الْفَرْدِ الْمُطْلَقِ لِأَنَّ التَّخْصِيْصَ يَعْتَمِدُ الْعُمُوْمَ۔

اسی اصول کے مطابق ہماری رائے میں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں کھاؤں اور اس

سے مراد کوئی ایک کھانا لے تو یہ درست نہیں ہوگا کیونکہ کھانا کھانے کی کسی چیز کا تقاضا کرتا ہے اور یہ اقتضاء ضرورت کے مطابق ہی ثابت ہوگا اور ضرورت فرد مطلق سے پوری ہو جاتی ہے اور فرد مطلق کی تخصیص نہیں ہو سکتی کیونکہ تخصیص کا مدار عموم پر ہوتا ہے۔

وَلَوْ قَالَ بَعْدَ الدُّخُولِ اِعْتَدِّىْ وَ نَوٰى بِهِ الطَّلَاقَ فَيَقَعُ الطَّلَاقُ اِقْتِضَاءً لِاَنَّ الْاِعْتِدَادَ يَقْتَضِىْ وُجُوْدَ الطَّلَاقِ فَيُقَدَّرُ الطَّلَاقُ مَوْجُوْدًا ضَرُوْرَةً وَلِهٰذَا كَانَ الْوَاقِعُ بِهٖ رَجْعِيًّا لِاَنَّ صِفَةَ الْبَيْنُوْنَةِ زَائِدَةٌ عَلٰى قَدْرِ الضَّرُوْرَةِ فَلَا يَثْبُتُ بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ وَلَا يَقَعُ اِلَّا وَاحِدٌ لِمَا ذَكَرْنَا۔

اگر کسی نے مباشرت کے بعد اپنی بیوی کو کہا کہ اعتدی (عدت گزار) اور اس سے مراد طلاق لی۔ تو اقتضاء طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ عدت گزارنے کا تقاضا یہ ہے کہ طلاق پائی جائے۔ چنانچہ طلاق کے پائے جانے کو ضرورت کے بقدر تسلیم کیا جائے گا لہٰذا طلاق رجعی واقع ہو گی کیونکہ طلاق بائن ہونے کی صفت ضرورت سے زائد ہے لہٰذا وہ اقتضاء ثابت نہ ہو گی۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس سے صرف ایک ہی طلاق واقع ہو گی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
فَيُقَدَّرُ:	وہ مقدر کیا گیا، اس کو مانا جائے گا واحد مذکر مضارع مجہول از باب تفعیل۔
اَكَلْتِ:	تو نے کھایا، تو نے کھانا کھایا واحد مونث حاضر ماضی از باب (ن) ہفت اقسام سے مہموز اللفاء۔
يَقْتَضِىْ:	وہ چاہتا ہے، وہ تقاضا کرتا ہے واحد مذکر مضارع معلوم از باب افتعال ناقص یائی۔
اَلْهِبَةُ:	ہبہ کرنا، کسی کو کوئی چیز تحفہ دینا مصدر از باب (ض) ہفت اقسام سے مثال واوی۔
نَقُوْلُ:	ہم کہتے ہیں، ہم بات کرتے ہیں جمع متکلم مضارع معلوم از باب (ن)

اجوف واوی۔

لَا يَتَحَقَّقُ: وہ ثابت نہیں ہوتا، وہ ثابت نہیں ہوا واحد مذکر مضارع معلوم از باب تفعل مضاعف۔

فَيَجِبُ: وہ ضروری ہوا، وہ واجب ہوا واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب (ض) مثال واوی۔

نَوٰى: اس نے ارادہ کیا، اس نے نیت کی واحد مذکر غائب فعل ماضی از باب (ض) لفیف مقرون۔

تَرْتَفِعُ: وہ ختم ہو گیا، وہ پورا ہوا واحد مذکر مضارع معلوم از باب افتعال صحیح۔

يَعْتَمِدُ: وہ بھروسہ کرتا ہے، وہ اعتماد کرتا ہے واحد مذکر مضارع معلوم از باب افتعال (صحیح)۔

اِعْتَدِّي: تو عدت گزار، تو گنتی شمار کر واحد مونث حاضر امر حاضر از باب افتعال مضاعف ثلاثی۔

فَلَا يَثْبُتُ: وہ ثابت نہیں، وہ موجود نہیں واحد مذکر غائب فعل نفی معلوم از باب (ن)۔

يَخْتَصُّ: وہ مخصوص چیز ہے، وہ خاص ہوا واحد مذکر مضارع معلوم از باب افتعال۔

اَلتَّخْصِيْصُ: خاص کرنا، تخصیص کرنا مصدر از باب تفعیل ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

اَلْبَيْنُوْنَةُ: طلاق بائنہ ہونا، جدا ہونا مصدر از باب (ض) ہفت اقسام سے اجوف واوی۔



فَصْلٌ فِي الْأَمْرِ

اَلْأَمْرُ فِي اللُّغَةِ: قَوْلُ الْقَائِلِ لِغَيْرِهٖ اِفْعَلْ وَفِي الشَّرْعِ تَصَرُّفُ الْزَامِ الْفِعْلِ عَلَى الْغَيْرِ وَذَكَرَ بَعْضُ الْأَئِمَّةِ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْأَمْرِ يَخْتَصُّ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ وَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُوْنَ مَعْنَاهُ اِنَّ حَقِيْقَةَ الْاَمْرِ يَخْتَصُّ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُتَكَلِّمٌ فِي الْأَزَلِ عِنْدَنَا۔

فصل: امر کی لغوی واصطلاحی تعریف کا بیان

لغوی تعریف یہ ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے کو کہے اِفْعَلْ تو یہ کام کر۔

امر کی شرعی تعریف:

شریعت میں امر یہ ہے کہ کسی کام کو کسی دوسرے پر حکماً لازم کرنا۔ اور بعض ائمہ فقہاء نے کہا ہے کہ امر کا وجوب صرف اس صیغہ (افْعَلْ) کے ساتھ خاص ہے۔

لیکن امر کی حقیقت کا صرف اس صیغہ کے ساتھ مختص ہونا ناممکن ہے۔

ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ تو ازل سے کلام کرنے والا متکلم ہے۔

وَكَلَامُهٗ أَمْرٌ وَنَهْيٌ وَاِخْبَارٌ وَاسْتِخْبَارٌ وَ اسْتَحَالَ وُجُوْدُ هٰذِهِ الصِّيْغَةِ فِي الْأَزَلِ وَاسْتَحَالَ اَيْضًا اَنْ يَكُوْنَ مَعْنَاهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْأَمْرِ لِلْاٰمِرِ يَخْتَصُّ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ فَاِنَّ الْمُرَادَ لِلشَّارِعِ بِالْأَمْرِ وُجُوْبُ الْفِعْلِ عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ مَعْنَى الْاِبْتِلَاءِ عِنْدَنَا وَقَدْ ثَبَتَ الْوُجُوْبُ بِدُوْنِ هٰذِهِ الصِّيْغَةِ أَلَيْسَ أَنَّهٗ وَجَبَ الْاِيْمَانُ عَلٰى مَنْ لَمْ تَبْلُغْهُ الدَّعْوَةُ بِدُوْنِ وُرُوْدِ السَّمْعِ۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کا کلام امر، نہی، خبر اور استخبار تمام کو شامل ہے۔ اور ازل میں اس صیغہ (افعل) کا وجود محال ہے اور یہ بات بھی مشکل ہے کہ آمر کی مراد اسی لفظ کے ساتھ مختص ہو۔ درحقیقت شارع کی امر سے مراد صرف یہ ہے کہ بندوں پر اس کام کا کرنا واجب اور لازم ہو۔ ہم احناف کے ہاں اس امر میں کسی کو آزمانے کا مفہوم ملتا ہے کیونکہ اس صیغہ کے غیر الفاظ سے بھی وجوب کا حکم ثابت ہے مثال

کے طور پر کیا وہ آدمی جسے دعوت اسلام نہ پہنچی ہو اور نہ اس نے سنی ہو۔ اس پر ایمان واجب نہیں ہے۔

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ: لَوْ لَمْ يَبْعَثِ اللهُ تَعَالىٰ رَسُوْلًا لَوَجَبَ عَلَى الْعُقَلَاءِ مَعْرِفَتُهُ بِعُقُوْلِهِمْ فَيُحْمَلُ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ بِالْاَمْرِ يَخْتَصُّ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ فِيْ حَقِّ الْعَبْدِ فِي الشَّرْعِيَّاتِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ فِعْلُ الرَّسُوْلِ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهِ اِفْعَلُوْا وَلَا يَلْزَمُ اِعْتِقَادُ الْوُجُوْبِ بِهٖ وَالْمُتَابَعَةُ فِيْ اَفْعَالِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا تَجِبُ عِنْدَ الْمُوَاظَبَةِ وَانْتِفَاءِ دَلِيْلِ الْاِخْتِصَاصِ۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی رسول کو بھی مبعوث نہ فرمایا ہوتا تب بھی عقل والوں پر لازم ہوتا کہ وہ اپنی عقل و فہم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متعلق پہچان حاصل کرتے۔ لہٰذا اس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ شرعی احکام اور مسائل میں بندوں کے حق میں امر کی مراد کو صرف اسی صیغہ کے ساتھ خاص کیا جائے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کا ذاتی فعل بھی (افعلوا) کے مرتبہ میں نہ ہو اور نہ ہی اس کے وجوب کا اعتقاد لازمی ہے اور رسول مکرم ﷺ کے ان افعال کی پیروی کرنا لازم ہو جن پر آپ نے ہمیشگی فرمائی ہو۔ اور اس میں آپ سے خصوصیت کی دلیل کی نفی ہو۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِلْزَامٌ:	لازم کرنا، ضروری کرنا، فرض کرنا مصدر از باب انعال ہفت اقسام سے صحیح۔
اِسْتَحَالَ:	وہ محال ہوا، وہ مشکل ہوا واحد مذکر ماضی از باب استفعال اجوف واوی۔
اَلْاَمْرُ:	حکم دینا، کسی چیز کا آرڈر کرنا مصدر از باب مہموز الفاء۔
نَهْيٌ:	منع کرنا، روکنا، نھی دو قسم کی ہوتی ہے، تنزیہی، تحریمی مصدر از باب (ف) ناقص یائی۔
اِسْتِخْبَارٌ:	خبر پوچھنا، خبر طلب کرنا مصدر از باب استفعال ہفت اقسام سے (صحیح)۔

اِبْتِلَاءٌ:	کسی کو مصیبت میں ڈالنا، آزمانا مصدر از باب افتعال ہفت اقسام سے ناقص یائی۔
اَلدَّعْوَةُ:	دعوت دینا، پکارنا، بلانا مصدر از باب (ن) ناقص واوی۔
لَمْ يُبْعَثْ:	نہیں بھیجا گیا، وہ مبعوث نہیں ہوا واحد مذکر نفی جحد از باب (ف) صحیح۔
اَلْمُتَابَعَةُ:	پیروی کرنا، اتباع کرنا، دین کو اپنانا مصدر از باب مفاعلہ۔
اَلْمُوَاظَبَةُ:	ہمیشگی کرنا، کسی کام کو ہمیشہ کرنا مصدر از باب مفاعلہ مثال واوی۔

بحث تحقیق موجب الامر المطلق

فَصْلٌ

اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي الْاَمْرِ الْمُطْلَقِ اَيِ الْمُجَرَّدِ عَنِ الْقَرِيْنَةِ الدَّالَّةِ عَلَى اللُّزُوْمِ وَعَدَمِ اللُّزُوْمِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (الاعراف ۲۰۴) وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾ (البقرہ ۳۵) وَالصَّحِيْحُ مِنَ الْمَذْهَبِ اَنَّ مُوْجِبَهُ الْوُجُوْبُ اِلَّا اِذَا قَامَ الدَّلِيْلُ عَلٰى خِلَافِهٖ لِاَنَّ تَرْكَ الْاَمْرِ مَعْصِيَةٌ كَمَا اَنَّ الْاِئْتِمَارَ طَاعَةٌ۔

امر مطلق کا بیان:

فقہاء نے امر مطلق کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ یعنی ایسا امر جو کسی ایسے قرینہ سے خالی ہو جو کسی کام کے لازمی یا نہ لازم ہونے پر دلالت کرنے والا ہو۔ اس کی دو مثالیں دی جاتی ہیں: اول: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (سورۃ الاعراف ۲۵۳) "جب قرآن پڑھا جائے تو تم اسے سنو اور خاموش ہو جاؤ تاکہ تم پر رحمت کی جائے"۔

دوم: اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾ (البقرہ: ۳۵)

"اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جاؤ کہ تم ظالموں سے نہ ہو جاؤ۔"
صحیح مذہب یہ ہے کہ امر سے مراد وجوب ہی ہوتا ہے الا یہ کہ کوئی دلیل یا قرینہ اس کے خلاف ثابت ہو جائے کیونکہ امر کو چھوڑنا اس طرح نافرمانی ہے جس طرح کہ امر پر عمل کرنا ضروری ہے۔

كَمَا قَالَ الْحُمَاسِی:

أَطَعْتِ لِآمِرِيْكِ بِصَرْمِ حَبْلِي
مُرِيْهِمْ فِي أَحِبَّتِهِمْ بِذَاكِ
فَهُمْ إِنْ طَاوَعُوْكِ فَطَاوِعِيْهِمْ
وَإِنْ عَاصُوْكِ فَاعْصِي مَنْ عَصَاكِ

جیسا کہ حماسی (صاحب حماسہ) نے کہا ہے:
اے محبوبہ! تو نے مجھ سے قطع تعلقی کا حکم دینے والوں کی بات کی اطاعت کی ہے۔
تو ان کو اس قسم کا حکم دے کہ وہ بھی اپنے محبوبوں سے تعلق ختم کر لیں۔
پس اگر وہ تیری بات مان لیں تو تو بھی ان کی بات مان لے۔ اگر وہ تیری بات نہ مانیں تو تو بھی ان کی نافرمانی کر دے۔

وَالْعِصْيَانُ فِيمَا يَرْجِعُ إِلَى حَقِّ الشَّرْعِ سَبَبٌ لِلْعِقَابِ وَتَحْقِيقُهُ أَنَّ لُزُوْمَ الْإِئْتِمَارِ إِنَّمَا يَكُوْنُ بِقَدَرِ وِلَايَةِ الْآمِرِ عَلَى الْمُخَاطَبِ وَلِهٰذَا إِذَا وَجَّهْتَ صِيْغَةَ الْأَمْرِ إِلَى مَنْ لَا يَلْزَمُهُ طَاعَتُكَ أَصْلًا لَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ مُوْجِبًا لِلْإِئْتِمَارِ وَإِذَا وَجَّهْتَهَا إِلَى مَنْ يَلْزَمُهُ طَاعَتُكَ مِنَ الْعَبِيْدِ لَزِمَهُ الْإِئْتِمَارُ لَا مَحَالَةَ حَتّٰى لَوْ تَرَكَهُ اِخْتِيَارًا يَسْتَحِقُّ الْعِقَابَ عُرْفًا وَشَرْعًا۔

احکام شریعت کی نافرمانی سزا کا سبب ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ کسی امر کی فرمانبرداری اتنی ہی لازم ہوتی ہے جس قدر امر کا اپنے (ماتحت) مخاطب پر اختیار

حاصل ہو۔ اسی لیے جب آپ امر کا صیغہ ایسے آدمی کی طرف متوجہ کریں جس کی اطاعت کرنا تجھ پر بالکل ہی لازم نہ ہو تو اس امر کی آپ پر اس حکم کی تعمیل کرنا واجب نہیں ہوگی۔ لیکن جب آپ امر کے صیغہ کو ایسے شخص کی طرف متوجہ کریں جس پر تیری اطاعت کرنا واجب ہو مثلاً غلام۔ تو لا محالہ اسے آپ کے امر کی اطاعت کرنا لازمی ہوگا اگر اس نے حکم کی نافرمانی کی تو وہ عرف اور شرع کے اعتبار سے سزا و عذاب کا حقدار ہوگا۔

فَعَلٰى هٰذَا عَرَفْنَا أَنَّ لُزُوْمَ الْاِئْتِمَارِ بِقَدَرِ وِلَايَةِ الْاٰمِرِ اِذَا ثَبَتَ هٰذَا فَنَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِلْكًا كَامِلًا فِيْ كُلِّ جُزْءٍ مِنْ أَجْزَاءِ الْعَالَمِ وَلَهُ التَّصَرُّفُ كَيْفَ مَاشَاءَ وَأَرَادَ وَاِذَا ثَبَتَ أَنَّ مَنْ لَهُ الْمُلْكُ الْقَاصِرُ فِي الْعَبْدِ كَانَ تَرْكُ الْاِئْتِمَارِ سَبَبًا لِلْعِقَابِ فَمَا ظَنُّكَ فِيْ تَرْكِ أَمْرِ مَنْ أَوْجَدَكَ مِنَ الْعَدَمِ وَأَدَرَّ عَلَيْكَ شَابِيْبَ النِّعَمِ۔

اسی اصول کی بنا پر ہمیں اس بات کا علم ہوا ہے کہ حکم دینے والے (آمر) کے اختیار کے مطابق اس کے امر کی تابعداری ہوگی جب یہ بات ثابت ہوگئی ہے تو تب ہم کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تمام جہانوں کے اجزاء میں سے ہر ذرہ پر مکمل بادشاہت اور اختیار ہے اور اسے اپنے ارادہ اور مرضی مکمل کرنے کا کامل تصرف و اختیار حاصل ہے اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ جب غلام اپنے آقا و مالک کی نافرمانی کرکے سزا کا مستحق ہو سکتا ہے تو اس خالق کائنات کے متعلق تمہارا کیا گمان ہوگا جس نے تم تمام کو کائنات میں گمنامی سے وجود عطا فرمایا اور اپنی نعمتوں کی بارش کر دی۔ بھلا اس کی نافرمانی ہو سکتی ہے؟!

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمُجَرَّدُ:	جو خالی ہو، جس درخت کی تجرید اور تراش کی گئی ہو اسم مفعول از باب تفعیل۔

اِنْتِفَآءٌ: ختم کرنا، نفی کرنا، کسی چیز کا وجود ختم کرنا مصدر از باب افتعال ناقص یائی۔

وَلَاتَقْرَبَا: اور تم دونوں اس کے قریب نہ جانا۔ تثنیہ مذکر حاضر نہی حاضر از باب (س) صحیح۔

فَاسْتَمِعُوْا: پس تم کان لگا کر سنو، غور سے سنو جمع مذکر حاضر امر حاضر از باب افتعال۔

وَأَنْصِتُوْا: اور تم خاموش ہو جاؤ، اور چپ ہو جاؤ از باب افعال۔

مُوْجِبُهٗ: اس کا سبب، اس کو واجب کرنیوالی دلیل واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال۔

اَلْاِئْتِمَارُ: حکم کی تعمیل کرنا، حکم ماننا مصدر از باب افتعال ہفت اقسام سے مہموز الفا مثال واوی۔

مُرْيهِمْ: تو ان کو حکم کر واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر از باب (ن) مہموز الفا۔

طَاوَعُوْكَ: انہوں نے تیرا حکم مان لیا، انہوں نے تیری اطاعت کر لی جمع مذکر ماضی از باب مفاعلہ، اجوف واوی۔

فَاعْصِيْ: تو نافرمانی نہ کر، تو بات نہ مان، انکار کر دے واحد مونث حاضر امر حاضر از باب (ض)۔

اَوْجَدَكَ: اس نے پانی بہایا، اس نے بارش برسائی واحد مذکر ماضی از باب افعال مثال واوی۔

شَابِيْبُ: شوبوبۃ کی جمع ہے، پانی کی نالیاں، نعمتوں کی بارش برسادی شابۃ سے مشتق ہے۔

النِّعَمِ: النعم کا معنی قدرت الٰہی کی نعمتیں ہے۔

وَجَّهْتَ: تو نے متوجہ کیا، تو نے اپنا رخ پھیرا واحد مذکر از باب تفعیل مثال واوی۔

اِخْتِيَارٌ: پسند کرنا، کسی چیز کا اختیار کرنا مصدر از باب افتعال اجوف یائی۔

وَلَايَةٌ: والی بننا، بادشاہی ہونا، بااختیار ہونا مصدر از باب (ض) لفیف مفروق۔

فَصْلٌ اَلْاَمْرُ بِالْفِعْلِ لَا يَقْتَضِي التَّكْرَارَ

وَلِهٰذَا قُلْنَا لَوْ قَالَ طَلِّقْ اِمْرَأَتِي فَطَلَّقَهَا الْوَكِيْلُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا الْمُوَكِّلُ

لَيْسَ لِلْمُوَكِّلِ اَنْ يُطَلِّقَهَا بِالْاَمْرِ الْاَوَّلِ ثَانِيًا۔ وَلَوْ قَالَ زَوِّجْنِي اِمْرَأَةً لَا يَتَنَاوَلُ هٰذَا تَزْوِيْجًا مَرَّةً اُخْرٰى وَلَوْ قَالَ لِعَبْدِهٖ تَزَوَّجْ لَا يَتَنَاوَلُ ذٰلِكَ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً لِاَنَّ الْاَمْرَ بِالْفِعْلِ طَلَبُ تَحْقِيْقِ الْفِعْلِ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِخْتِصَارِ فَاِنَّ قَوْلَهٗ اِضْرِبْ۔ مُخْتَصَرٌ مِنْ قَوْلِهٖ اِفْعَلْ فِعْلَ الضَّرْبِ وَالْمُخْتَصَرُ مِنَ الْكَلَامِ وَالْمُطَوَّلُ سَوَآءٌ فِي الْحُكْمِ۔

امر بالفعل کا بیان

کسی کام کا حکم تکرار کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اسی اصول کی بنا پر ہمارے علماء کا قول ہے کہ اگر کسی نے اپنے وکیل سے کہا کہ میری بیوی کو طلاق دے دو۔ پھر وکیل نے اسکی بیوی کو طلاق دے دی۔ پھر اس نے اس عورت سے شادی کر لی تو اب وکیل کے لیے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ پہلے امر کی وجہ سے اس بیوی کو دوسری طلاق کا حکم دے دے۔

مثال دوم: اگر کسی نے وکیل سے کہا کہ میرا کسی عورت سے نکاح کر دے تو یہ قول بھی دوسری بار شادی کرنے کو شامل نہیں ہو گا۔

مثال سوم: اگر کسی مالک نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کا کہا تو یہ اجازت بھی صرف ایک بار ہی ہو گی۔ کیونکہ امر بالفعل کا حکم دینے والے نے مختصر طریقہ سے امر بالفعل کا مطالبہ کیا ہے۔ لہٰذا کسی آدمی کا (اِضْرِبْ) کہنا (اِفْعَلْ فِعْلَ الضَّرْبِ) کے تفصیلی حکم کا اختصار ہے۔ کلام خواہ مختصر ہو یا طویل، وہ حکم ثابت کرنے میں مساوی ہوتا ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
طَلِّقْ:	تو طلاق دے، تو چھوڑ دے واحد مذکر حاضر امر حاضر از باب تفعیل۔
لَا يَتَنَاوَلُ:	وہ اسے پکڑے گا نہیں، وہ شامل نہیں ہے واحد مذکر نفی معلوم از باب

تفاعل اجوف واوی۔

اَلْاِخْتِصَارُ: مختصر کرنا، لمبی بات کو چھوٹا بیان کرنا مصدر از باب افتعال۔

اَلْمُطَوَّلُ: لمبی کلام، طویل کلام واحد مذکر اسم مفعول از باب تفعیل اجوف واوی۔

تَزْوِیْجًا: شادی کرنا، نکاح کرنا، عقد زواج کرنا مصدر از باب تفعیل اجوف واوی۔

تَزَوَّجْ: تو شادی کر، تو نکاح کر۔ واحد مذکر حاضر امر حاضر از باب تفعل اجوف واوی۔

سَوَآءٌ: برابر کرنا، مساوات قائم کرنا، برابری کرنا۔ مصدر از باب تفعیل لفیف مقرون۔

ثُمَّ الْاَمْرُ بِالضَّرْبِ اَمْرٌ بِجِنْسِ تَصَرُّفٍ مَعْلُوْمٍ وَ حُكْمُ اِسْمِ الْجِنْسِ اَنْ يَتَنَاوَلَ الْاَدْنٰى عِنْدَ الْاِطْلَاقِ وَيَحْتَمِلُ كُلَّ الْجِنْسِ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا حَلَفَ لَا يَشْرَبُ الْمَاءَ يَحْنَثُ بِشُرْبِ اَدْنٰى قَطْرَةٍ مِنْهُ وَلَوْ نَوٰى بِهٖ جَمِيْعَ مِيَاهِ الْعَالَمِ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ وَلِهٰذَا قُلْنَا اِذَا قَالَ لَهَا طَلِّقِيْ نَفْسَكِ فَقَالَتْ طَلَّقْتُ يَقَعُ الْوَاحِدَةُ وَلَوْ نَوَى الثَّلٰثَ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ۔

پھر مارنے کا حکم کرنے والے نے ایک معلوم تصرف کی جنس کا حکم دیا ہے۔ اور اسم جنس کا حکم اطلاق کے وقت ادنیٰ کو بھی شامل ہوتا ہے۔ اور پوری جنس کا بھی احتمال رکھتا ہے۔ اس بنا پر ہم نے کہا ہے کہ جب ایک آدمی قسم اٹھاتا ہے کہ وہ پانی نہیں پیئے گا۔ اب اگر وہ پانی کا معمولی سا قطرہ بھی پی لے گا تو وہ حانث ہو جائے گا۔ اسی لیے ہمارے علماء کا قول ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا تو خود کو طلاق دے تو وہ کہنے لگی کہ میں نے طلاق دی تو اس سے ایک طلاق واقع ہوگی۔ اگر خاوند نے تین طلاقوں کی نیت کی تو یہ بھی درست ہوگی۔

وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ الْاٰخَرُ طَلِّقْهَا يَتَنَاوَلُ الْوَاحِدَةَ عِنْدَ الْاِطْلَاقِ وَلَوْ نَوَى الثَّلٰثَ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ وَلَوْ نَوَى ثِنْتَيْنِ لَا يَصِحُّ اِلَّا اِذَا كَانَتِ الْمَنْكُوْحَةُ اَمَةً فَاِنَّ نِيَّةَ الثِّنْتَيْنِ فِيْ حَقِّهَا نِيَّتُهٗ بِكُلِّ الْجِنْسِ وَلَوْ قَالَ لِعَبْدِهٖ تَزَوَّجْ يَقَعُ عَلٰى تَزَوُّجِ امْرَاَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَوْ نَوَى اثْنَتَيْنِ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ لِاَنَّ ذٰلِكَ كُلُّ الْجِنْسِ

فِي حَقِّ الْعَبْدِ وَلَا يَتَأَتّٰى عَلٰى هٰذَا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے وکیل کو کہا کہ میری بیوی کو طلاق دے دے تو مطلق امر سے وکیل کو صرف ایک ہی طلاق دینے کا حق حاصل ہو گا لیکن اگر خاوند نے تین کی نیت کی تھی تو بھی درست ہے۔ ہاں اگر شوہر نے دو طلاقوں کی نیت کی تھی تو یہ درست نہیں مگر جب لونڈی منکوحہ ہو کیونکہ اس کے حق میں صرف دو طلاقیں ہی ہوتی ہیں۔

اسی طرح اگر کسی آقا نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کا حکم دیا تو اس سے مراد بھی اس کا ایک مرتبہ نکاح کرنا ہو گا۔ کیونکہ یہ غلام کے حق میں دو عورتوں سے نکاح مکمل جنس پر محمول ہو گا۔

مشقی سوالات

۱۲۳۔ ترک امر کی سزا کون سی ہے؟

۱۲۴۔ کیا امر بالفعل تکرار کا تقاضا کرتا ہے؟

۱۲۵۔ اسم جنس کا حکم لکھیں؟

☆☆☆

فَصْلٌ تَكْرَارُ الْعِبَادَتِ

فَإِنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَثْبُتْ بِالْأَمْرِ بَلْ بِتَكْرَارِ أَسْبَابِهَا الَّتِي يَثْبُتُ بِهَا الْوُجُوبُ وَالْأَمْرُ لِطَلَبِ أَدَاءِ مَا وَجَبَ فِي الذِّمَّةِ بِسَبَبٍ سَابِقٍ لَا لِإِثْبَاتِ أَصْلِ الْوُجُوبِ وَهٰذَا بِمَنْزِلَةِ قَوْلِ الرَّجُلِ أَدِّ ثَمَنَ الْمَبِيعِ وَأَدِّ نَفَقَةَ الزَّوْجَةِ فَإِذَا وَجَبَتِ الْعِبَادَةُ بِسَبَبِهَا فَتَوَجَّهَ الْأَمْرُ لِأَدَاءِ مَا وَجَبَ مِنْهَا عَلَيْهِ

عبادات کا تکرار

ان تمام حالتوں کا اطلاق عبادات پر نہیں ہوگا کیونکہ عبادات میں تکرار امر کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ یہ ان کے اسباب کی وجہ سے تکرار ہوا ہے۔ جن سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔

سابقہ سبب کی وجہ سے جو چیز اس کے ذمہ واجب ہوئی امر اس کی ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے نہ کہ وجوب اصل کے پائے جانے کی بنا پر۔ اس کی مثال یوں دی جاتی ہے کہ جس طرح کوئی آدمی خریدار کو کہے کہ بیچے ہوئے سامان کی قیمت ادا کرو۔ یا میری بیوی کا نفقہ ادا کرو۔ جب عبادت کسی سبب کی وجہ سے واجب ہو جائے تو حکم کا خطاب اسی قدر ہوگا جتنی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہے۔

ثُمَّ الْأَمْرُ لَمَّا كَانَ يَتَنَاوَلُ الْجِنْسَ يَتَنَاوَلُ جِنْسَ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ وَمِثَالُهُ مَا يُقَالُ إِنَّ الْوَاجِبَ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ هُوَ الظُّهْرُ فَتَوَجَّهَ الْأَمْرُ لِأَدَاءِ ذٰلِكَ الْوَاجِبِ ثُمَّ إِذَا تَكَرَّرَ الْوَقْتُ تَكَرَّرَ الْوَاجِبُ فَيَتَنَاوَلُ الْأَمْرُ ذٰلِكَ الْوَاجِبَ الْآخَرَ ضَرُورَةً تَنَاوُلَهُ كُلَّ الْجِنْسِ الْوَاجِبِ عَلَيْهِ صَوْمًا كَانَ أَوْ صَلٰوةً فَكَانَ تَكْرَارُ الْعِبَادَةِ الْمُتَكَرِّرَةِ بِهٰذَا الطَّرِيقِ لَا بِطَرِيقِ أَنَّ الْأَمْرَ يَقْتَضِي التَّكْرَارَ۔

پھر یہ ہے کہ امر جب جنس پر شامل ہوگا تو جنس اتنی مقدار پر مشتمل ہوگا جتنی مقدار اس کو ادا کرنا واجب ہوا اس کی مثال کہ ظہر کے وقت میں نماز ظہر کو ادا کرنا

واجب ہے لہٰذا امر کا تقاضا ہے کہ اس کے واجب کی ادائیگی تک محدود ہوگا اور جب وقت میں تکرار ہوگی تو واجب میں بھی تکرار ہوگی۔

لہٰذا ضروری ہے کہ امر کا حکم دوسری واجب پر بھی شامل ہو جائے اسی طرح یہ حکم ہر اس جنس پر مشتمل ہوگا جس کا ادا کرنا واجب ہے وہ خواہ روزہ ہو یا نماز ہو۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ عبادات کا تکرار سبب کے تکرار کی بنا پر ہے نہ کہ امر کے تکرار کا تقاضا کرتا ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْاِطْلَاقُ:	چھوڑنا، آزاد کرنا، بولنا، عام بات کرنا مطلق کرنا۔ مصدر از باب افعال۔
صَحَّتْ:	وہ صحیح ہوا، وہ درست بات ہوئی۔ واحد مونث ماضی از باب تفعیل صحیح۔
تَصَرُّفٌ:	پھیرنا، تصرف کرنا، اختیار رکھنا، خرچ کرنا مصدر از باب تفعل صحیح۔
مِيَاهٌ:	ماء کی جمع ہے اسکی اصل مواہ تھی پھر تعلیل کے بعد میاہ ہو گیا۔
زَوِّجْنِيْ:	تو میری شادی کر، تو میرا نکاح کر۔ واحد مذکر حاضر امر حاضر از باب تفعیل۔ اجوف واوی۔
أَدِّ:	تو ادا کر، ادائیگی کرو، امانت کو ادا کر۔ واحد امر حاضر از باب تفعیل۔ مہموز الفاو ناقص یائی۔
يُقَالُ:	کہا جاتا ہے، بولا جاتا ہے واحد مذکر مضارع مجہول از باب (ن) اجوف واوی۔
تَكْرَارٌ:	بار بار کرنا، ایک کام دوبار کرنا مصدر از باب تفعل مضاعف ثلاثی۔
اَلْمَنْكُوحَةُ:	شادی شدہ عورت، وہ بیوی جس کی شادی ہو جائے اسم مفعول از باب (ض)۔
وَلَايَتَأَتّٰى:	وہ آسان نہیں ہے، وہ نہیں آتا واحد مذکر از باب تفعل مہموز الفاو ناقص یائی۔

اَلْأَمْرُ: حکم دینا، آرڈر کرنا مصدر از باب (ن) مہموز الفا۔
اَلْعِبَادَاتُ: عبادۃ کی جمع ہے، عبادت سے مراد نماز، روزہ، زکوۃ، مناسک حج ادا کرنا۔
اَلْمَبِيْعُ: فروخت شدہ چیز، بکی ہوئی چیز۔ اسم مفعول از باب (ض) اجوف یائی۔
اَلْمُتَكَرِّرَةُ: جو کام دوبار کیا گیا ہو، کوئی عبادت جو بار بار کی جائے مثلاً نماز۔
يَقْتَضِيْ: وہ چاہتی ہے، وہ تقاضا کرتا ہے واحد مذکر فعل مضارع از باب افتعال۔

فَصْلٌ اَلْمَأْمُوْرُ بِهٖ نَوْعَانِ

مُطْلَقٌ عَنِ الْوَقْتِ وَمُقَيَّدٌ بِهٖ وَحُكْمُ الْمُطْلَقِ أَنْ يَكُوْنَ الْأَدَاءُ وَاجِبًا عَلَى التَّرَاخِيْ بِشَرْطِ أَنْ لَا يَفُوْتَهُ فِي الْعُمْرِ وَعَلٰى هٰذَا قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْجَامِعِ لَوْ نَذَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ وَلَوْ نَذَرَ أَنْ يَصُوْمَ أَيَّ شَهْرٍ شَاءَ أَيَّ شَهْرٍ شَاءَ وَلَوْ نَذَرَ أَنْ يَصُوْمَ شَهْرًا لَهُ أَنْ يَصُوْمَ أَيَّ شَهْرٍ شَاءَ وَفِي الزَّكٰوةِ وَفِيْ وَصَدَقَةِ الْفِطْرِ وَالْعُشْرِ الْمَذْهَبُ الْمَعْلُوْمُ أَنَّهُ لَا يَصِيْرُ بِالتَّاخِيْرِ مُفَرِّطًا فَإِنَّهُ لَوْ هَلَكَ النِّصَابُ سَقَطَ الْوَاجِبُ وَالْحَانِثُ إِذَا ذَهَبَ مَالُهُ وَصَارَ فَقِيْرًا كَفَّرَ بِالصَّوْمِ۔

وَعَلٰى هٰذَا لَا يَجُوْزُ قَضَاءُ الصَّلٰوةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ لِأَنَّهُ لَمَّا وَجَبَ مُطْلَقًا وَجَبَ كَامِلًا فَلَا يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ بِأَدَاءِ النَّاقِصِ فَيَجُوْزُ الْعَصْرُ عِنْدَ الْاِحْمِرَارِ اَدَاءً وَلَا يَجُوْزُ قَضَاءً وَعَنِ الْكَرْخِيِّ عـه أَنَّ مُوْجِبَ الْأَمْرِ الْمُطْلَقِ الْوُجُوْبُ عَلَى الْفَوْرِ وَالْخِلَافُ مَعَهُ فِي الْوُجُوْبِ وَلَا خِلَافَ فِيْ أَنَّ الْمُسَارَعَةَ إِلَى الْاِئْتِمَارِ مَنْدُوْبٌ إِلَيْهَا

وَأَمَّا الْمُوَقَّتُ فَنَوْعَانِ نَوْعٌ يَكُوْنُ الْوَقْتُ ظَرْفًا لِلْفِعْلِ حَتّٰى لَا يُشْتَرَطُ اِسْتِيْعَابُ كُلِّ الْوَقْتِ بِالْفِعْلِ كَالصَّلٰوةِ۔

مامور بہ کی اقسام کا بیان

مامور بہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مطلق عن الوقت ۲۔ مقید بالوقت

۱۔ مطلق عن الوقت:

اس کا حکم یہ ہے کہ اسے ادا کرنا واجب ہے لیکن اگر اس میں دیر ہو جائے تو جائز ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عمر بھر میں فوت نہ ہونے پائے اسی وجہ سے امام محمدؒ نے الجامع الکبیر میں تحریر کیا ہے کہ اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ ایک ماہ اعتکاف بیٹھے گا تو وہ جس ماہ میں چاہے اعتکاف بیٹھ جائے۔ زکوۃ، صدقہ الفطر اور عشر میں صحیح رائے یہ ہے کہ تاخیر میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اگر نصاب ہی ضائع ہو گیا (یعنی وہ کنگال ہو گیا) تو وجوب ساقط ہو جائے گا اور قسم توڑنے والے کا مال ضائع ہو جائے اور وہ کنگال و دیوالیہ ہو جائے تو روزے رکھ کر اس کا کفار ادا کر سکتا ہے۔

فائدہ ۱: اس اصول کی وجہ سے مکروہ اوقات میں نماز کی قضاء درست نہیں کیونکہ نماز جب مطلقاً واجب ہوئی تو مکمل فرض ہوئی لہٰذا ادھوری نماز ادا کر کے وہ اپنی ذمہ داری کے عہدہ سے نکل نہیں سکتا۔ لہٰذا عصر کی نماز کی شفق کی سرخی تک ادائیگی جائز ہے اور قضاء جائز نہیں ہے۔

فائدہ ۲: امام کرخی کا قول ہے کہ جب مطلق امر بولا جائے تو اس کا مطلب فوراً وہ کام کرنا ہوتا ہے جبکہ حنفیوں کا واجب ہونے میں ان کے ساتھ اختلاف ہے لیکن اس چیز میں کوئی اختلاف نہیں کہ وجوب کی ادائیگی میں جلدی کرنا قابل تحسین عمل ہے۔

۲- مقید بالوقت:

مقید بالوقت کی دو اقسام ہیں: ایک قسم وہ ہے جس میں وقت فعل (کام) کے واسطے ظرف بنتا ہے جس میں یہ شرط نہیں لگائی جاتی کہ وہ سارے وقت کو کلی طور پر شامل ہو مثلاً ادائیگی نماز یعنی اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ سارا وقت ہی نماز ادا کرتا رہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمَاْمُوْرُ:	جس کا حکم دیا گیا ہو واحد مذکر اسم مفعول از باب (ن) مہموز الفاء۔

مُقَیَّدْ: جس کو قید کے ساتھ مقید کیا گیا ہو اسم مفعول از باب تفعیل اجوف یائی۔

اَلتَّرَاخِیْ: دیر کرنا، دور ہونا، موخر ہونا، پیچھے ہٹنا مصدر از باب تفاعل ناقص یائی۔

لَا یَفُوْتُهٗ: وہ اس سے فوت نہیں ہو، وہ حد نہیں گزرے گا واحد مضارع نفی از باب (ن) اجوف واوی۔

یَعْتَکِفُ: وہ اعتکاف بیٹھے گا، رمضان کے آخری عشرہ کا مخصوص عمل اعتکاف ہے۔

یَصُوْمُ: وہ روزہ رکھے گا، کھانے پینے جماع سے روکنے کا نام روزہ ہے واحد مضارع از باب (ن)۔

اَلتَّاخِیْرُ: کسی کام کو دیر سے کرنا، مؤخر کرنا مصدر از باب تفعیل مہموز الفا۔

اَلْمَکْرُوْهَةُ: مکروہ کام، ناپسندیدہ کام، کراہت والا کام اسم مفعول از باب (س)۔

اَلْاِحْمِرَارُ: سرخ ہونا، سورج کا غروب کے لیے سرخ ہونا مصدر از باب افعال۔

یَجُوْزُ: وہ جائز ہوا، جس کام میں جواز ہو مضارع از باب (ن) اجوف واوی۔

اَلْمُسَارَعَةُ: جلدی کرنا، دوڑنا، نیکی کے کاموں میں سبقت کرنا مصدر از باب مفاعلہ۔

اَلْمُوَقَّتُ: مقررہ وقت، وہ کام جو خاص وقت میں کیا جائے اسم مفعول از باب تفعیل مثال واوی۔

وَ مِنْ حُکْمِ هٰذَا النَّوْعِ أَنَّ وُجُوْبَ الْفِعْلِ فِیْهِ لَا یُنَافِیْ وُجُوْبَ فِعْلٍ اٰخَرَ فِیْهِ مِنْ جِنْسِهٖ حَتّٰی لَوْ نَذَرَ أَنْ یُّصَلِّیَ کَذَا وَ کَذَا رَکْعَةً فِیْ وَقْتِ الظُّهْرِ لَزِمَهٗ۔

اس قسم کا حکم یہ ہے کہ اس وقت میں ایک فعل کا واجب ہونا اس طرح کے دوسرے فعل کے واجب ہونے کے حکم کے مخالف نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ وہ نماز ظہر کے وقت میں اضافی اتنی اتنی رکعات (نفل) نماز پڑھے گا تو اس کو پورا کرنا بھی اس پر ضروری ہوگا (گویا کہ وہ ظہر کے وقت میں نماز ظہر کے علاوہ مزید کوئی قضاء نماز اور رکعات (نفل) بھی پڑھ سکتا ہے)

وَمِنْ حُکْمِهٖ: أَنَّ وُجُوْبَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ لَا یُنَافِیْ صِحَّةَ صَلٰوةٍ اُخْرٰی فِیْهِ حَتّٰی لَوْ شَغَلَ جَمِیْعَ وَقْتِ الظُّهْرِ لِغَیْرِ الظُّهْرِ یَجُوْزُ۔

حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ اس وقت میں نماز کا وجوب کسی دوسری نماز کی درستگی کے مخالف نہیں ہے حتیٰ کہ اگر وہ ظہر کا سارا وقت ظہر کے علاوہ دوسری نمازوں میں صرف کر دیتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔

وَمِنْ حُكْمِهٖ أَنَّهٗ لَا يَتَأَدَّى الْمَأْمُوْرُ بِهٖ إِلَّا بِنِيَّةٍ مُعَيَّنَةٍ لِأَنَّ غَيْرَهٗ لَمَّا كَانَ مَشْرُوْعًا فِي الْوَقْتِ لَا يَتَعَيَّنُ هُوَ بِالْفِعْلِ وَإِنْ ضَاقَ الْوَقْتُ لِأَنَّ اِعْتِبَارَ النِّيَّةِ بِاعْتِبَارِ الْمُزَاحِمِ وَقَدْ بَقِيَتِ الْمُزَاحَمَةُ عِنْدَ ضِيْقِ الْوَقْتِ۔

اور اس کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ مامور بہ صرف مقررہ نیت کے ساتھ ہی ادا ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے غیر کو بھی اس وقت میں ادا کرنا مباح ہے تو بلاشبہ مامور بہ کو متعین کیے بغیر اس کو خاص کرنا معلوم نہیں ہو سکتا اگرچہ وقت تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ نیت کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے جب کوئی چیز مانع بن رہی ہو اور وقت کی قلت کے باوجود وہ رکاوٹ باقی نہ ہے۔

وَالنَّوْعُ الثَّانِيْ: مَا يَكُوْنُ الْوَقْتُ مِعْيَارًا لَهٗ وَ ذٰلِكَ فَصْلُ الصَّوْمِ فَإِنَّهٗ يُتَقَدَّرُ بِالْوَقْتِ وَهُوَ الْيَوْمُ وَمِنْ حُكْمِهٖ أَنَّ الشَّرْعَ إِذَا عَيَّنَ لَهٗ وَقْتًا لَا يَجِبُ غَيْرُهٗ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَلَا يَجُوْزُ أَدَاءُ غَيْرِهٖ فِيْهِ حَتّٰى أَنَّ الصَّحِيْحَ الْمُقِيْمَ لَوْ أَوْقَعَ إِمْسَاكَهٗ فِيْ رَمَضَانَ عَنْ وَاجِبٍ آخَرَ يَقَعُ عَنْ رَمَضَانَ لَا عَمَّا نَوٰى۔

دوسری نوع (قسم) یہ ہے کہ وقت اس کے واسطے معیار ہو مثلاً روزہ ہے کیونکہ اس کے لئے مقرر مقدار ہی (وقت) ہے جو کہ دن ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ شریعت نے جب اس کیلئے ٹائم، مقرر کر دیا ہے تو اس وقت میں دوسرے واجب کی ادائیگی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس وقت میں دوسرے وجوب کی ادائیگی صحیح ہوگی مثلاً اگر کوئی صحت مند اور مقیم شخص بھی رمضان کے مہینے میں کوئی دوسرا روزہ رکھتا ہے جو اس پر واجب ہے تو وہ بھی رمضان کا روزہ ہی گردانا جائے گا۔ نہ کہ وہ ہوگا جو روزہ دار نے نیت کی ہے۔[1]

[1] گویا کہ رمضان کے مہینہ میں غیر رمضان کی نیت کرنا باطل اور حرام ہے۔

وَإِذَا انْدَفَعَ الْمُزَاحِمُ فِي الْوَقْتِ سَقَطَ اِشْتِرَاطُ التَّعْيِيْنِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لِقَطْعِ الْمُزَاحَمَةِ وَلَا يَسْقُطُ أَصْلُ النِّيَّةِ لِأَنَّ الْإِمْسَاكَ لَا يَصِيْرُ صَوْمًا إِلَّا بِالنِّيَّةِ فَإِنَّ الصَّوْمَ شَرْعًا هُوَ الْإِمْسَاكُ عَنِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ نَهَارًا مَعَ النِّيَّةِ۔

لیکن جب وقت کی مزاحمت یعنی ممانعت نہ رہے تو شرط تعیین بھی نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ شرط ممانعت ہی کو رفع کرنے کے لئے ہے لیکن اصل نیت زائل نہیں ہوگی کیونکہ اس اصل کی وجہ سے کھانے پینے سے رک جانا بغیر نیت کے روزہ نہیں ہو سکتا کیونکہ شریعت کی اصطلاح میں روزہ اس چیز کا نام ہے کہ روزے کی نیت کر کے سارا دن کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات سے بھی دور رہا جائے۔

إِنْ لَمْ يُعَيِّنِ الشَّرْعُ لَهُ وَقْتًا فَإِنَّهُ لَا يَتَعَيَّنُ الْوَقْتُ لَهُ بِتَعْيِيْنِ الْعَبْدِ حَتّٰى لَوْ عَيَّنَ الْعَبْدُ أَيَّامًا لِقَضَاءِ رَمَضَانَ لَا تَتَعَيَّنُ هِيَ الْقَضَاءُ وَ يَجُوْزُ فِيْهَا صَوْمُ الْكَفَّارَةِ وَالنَّفْلِ وَ يَجُوْزُ قَضَاءُ رَمَضَانَ فِيْهَا وَغَيْرِهَا

اگر شریعت نے اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں کیا تو محض بندہ کی تعیین سے وہ وقت اس کے لیے متعین نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ اگر کسی بندہ نے کچھ دنوں کو رمضان کے قضائی روزوں کے لئے خاص کر لیا تو وہ صرف قضاء کے لئے ہی متعین نہیں ہوں گے بلکہ ان میں کفارے کے اور نفلی روزے بھی مباح ہوں گے۔ بلکہ اس میں رمضان اور غیر رمضان کے روزوں کی قضاء بھی مباح ہوگی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
لَا يَتَأَدّٰى:	وہ ادا نہیں ہوا، اسکی ادائیگی نہیں ہوئی نفی از باب تفعل مہموز الفا اور ناقص یائی۔
لَا يَتَعَيَّنُ:	وہ خاص اور مخصوص نہیں ہے واحد مذکر نفی معلوم از باب تفعل اجوف یائی۔

ضَاقَ: وہ تنگ ہوا، وقت قلیل ہوا واحد مذکر ماضی معلوم از باب (ن) اجوف واوی۔

اَلْمُزَاحَمَةُ: روکنا، بھیڑ کرنا، رش کرنا مصدر از باب مفاعلہ ہفت اقسام سے صحیح۔

اَوْقَعَ: وہ واقع ہوا، اس نے واقع کیا واحد مذکر فعل ماضی از باب افعال مثال واوی۔

اَلْاِمْسَاكُ: روکنا، رکنا، کسی کام کو نہ کرنا مصدر از باب افعال صحیح۔

وَلَا يَصِيْرُ: وہ بدلا نہیں، وہ ہوا نہیں واحد مذکر از باب (ض) اجوف یائی۔

عَيَّنَ: اس نے خاص کیا، اس نے مقرر کیا واحد مذکر ماضی از باب تفعیل۔

وَلَا يَسْقُطُ: وہ ساقط نہیں ہوا، وہ ختم نہیں ہوا واحد نفی از باب (ن)۔

مَشْرُوْعًا: جو کام شریعت میں جائز ہو، شرعی کام اسم مفعول از باب (ف)۔

بَقِيَتْ: وہ باقی رہا، جو کام باقی ہو واحد مونث ماضی از باب (س) ناقص یائی۔

لَمْ يُعَيِّنْ: اس نے خاص اور مقرر نہیں کیا واحد مذکر نفی جحد معلوم از باب تفعیل اجوف یائی۔

وَمِنْ حُكْمِهِ: هٰذَا النَّوْعِ أَنَّهُ يُشْتَرَطُ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ لِوُجُوْدِ الْمُزَاحِمِ ثُمَّ لِلْعَبْدِ أَنْ يُوْجِبَ شَيْئًا عَلٰى نَفْسِهٖ مُوَقَّتًا أَوْ غَيْرَ مُوَقَّتٍ وَلَيْسَ لَهٗ تَغْيِيْرُ حُكْمِ الشَّرْعِ مِثَالُهٗ إِذَا نَذَرَ أَنْ يَّصُوْمَ يَوْمًا بِعَيْنِهٖ لَزِمَهٗ ذٰلِكَ وَلَوْ صَامَهٗ عَنْ قَضَاءِ رَمَضَانَ أَوْ عَنْ كَفَّارَةِ يَمِيْنِهٖ جَازَ لِأَنَّ الشَّرْعَ جَعَلَ الْقَضَاءَ مُطْلَقًا فَلَا يَتَمَكَّنُ الْعَبْدُ مِنْ تَغْيِيْرِهٖ بِالتَّقْيِيْدِ بِغَيْرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

اس قسم کا حکم یہ بھی ہے کہ چونکہ اس میں رکاوٹ موجود ہے اس لیے اس میں نیت کو متعین کرنے کی شرط ہے۔ہاں البتہ بندے کے لیے کسی شرعی حکم میں ردوبدل کی اجازت نہیں مثلاً اگر کسی نے اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے کوئی دن مقرر کر لیا تو اس پر ضروری ہے کہ وہ اسی دن اپنی نذر کی تکمیل کرے البتہ اسے یہ مرضی کرنے کی اجازت ہے کہ وہ اس روز قضاء رمضان کا روزہ رکھے یا کفارہ قسم کا روزہ رکھ لے کیونکہ شریعت نے قضاء کا حکم مطلق کر دیا ہے لیکن بندے کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی قید لگا کر شریعت کے حکم

کو کسی دوسرے دن کی قید کے ساتھ بدل دے۔

وَلَا يَلْزَمُ عَلٰى هٰذَا مَا اِذَا صَامَهُ مِنْ نَفْلٍ حَيْثُ يَقَعُ عَنِ الْمَنْذُوْرِ لَا عَمَّا نَوٰى لِاَنَّ النَّفْلَ حَقُّ الْعَبْدِ اِذْ هُوَ يَسْتَبِدُّ بِنَفْسِهٖ مِنْ تَرْكِهٖ وَ تَحْقِيْقِهٖ فَجَازَ اَنْ يُؤَثِّرَ فِعْلَهٗ فِيْمَا هُوَ حَقُّهٗ لَا فِيْمَا حَقُّ الشَّرْعِ۔

اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ نفلی روزے رکھ کر یہ نیت کرے کہ یہ نذر کے روزہ کے ہم پلہ ہو جائے اور وہ نفلی نہ رہے جس کی اس نے نیت کی تھی۔ کیونکہ نفل عبادت بندے کا اپنا حق ہے اور وہ اپنے فعل میں اپنے خواہش کے مطابق خود اپنی مرضی کر سکتا ہے۔ لیکن شریعت کے حق میں وہ اپنی مرضی نہیں کر سکتا۔

وَعَلٰى اِعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ مَشَائِخُنَا اِذَا شَرَطَا فِى الْخُلْعِ اَنْ لَا نَفَقَةَ لَهَا وَلَا سُكْنٰى سَقَطَتِ النَّفَقَةُ دُوْنَ السُّكْنٰى حَتّٰى لَا يَتَمَكَّنُ الزَّوْجُ مِنْ اِخْرَاجِهَا عَنْ بَيْتِ الْعِدَّةِ لِاَنَّ السُّكْنٰى فِىْ بَيْتِ الْعِدَّةِ حَقُّ الشَّرْعِ فَلَا يَتَمَكَّنُ الْعَبْدَ مِنْ اِسْقَاطِهٖ بِخِلَافِ النَّفَقَةِ۔

اس معنی کے معتبر ہونے پر ہمارے مشائخ کا قول ہے کہ اگر شوہر اور بیوی خلع میں باہمی طور پر یہ شرط لگالیں کہ عورت کے لئے نفقہ اور سکنی نہیں دیا جائے گا تو نفقہ تو ساقط ہو جائے گا نہ کہ سکنی۔ لیکن شوہر بیوی کو عدت کے دوران میں گھر سے نکال نہیں سکے گا کیونکہ عدت کے دوران میں عورت کو شوہر کے گھر میں سکنی کا حق شریعت نے دیا ہے لہٰذا نفقہ کے برخلاف سکنی کی رعایت ختم کرنے کا اختیار شریعت یا خاوند کو نہیں دیا۔

☆☆☆

بحث کون المأمور به فی حق الحسن نوعان

فَصْلُ اَلْاَمْرُ بِالشَّيْءِ

يَدُلُّ عَلٰى حُسْنِ الْمَاْمُوْرِ بِهٖ اِذَا كَانَ الْاٰمِرُ حَكِيْمًا لِاَنَّ الْاَمْرَ لِبَيَانِ اَنَّ الْمَاْمُوْرَ بِهٖ مِمَّا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّوْجَدَ فَاقْتَضٰى ذٰلِكَ حُسْنَهٗ۔

مامور بہ کے مستحسن ہونے کی فصل

کسی فعل کا حکم مامور کے مستحسن ہونے پر اسی وقت دلالت کرے گا جب امر جاری کرنے والا حکیم یعنی صاحب حکمت ہو کیونکہ امر اس چیز کا بیان ہوتا ہے کہ مامور بہ ایک ایسی چیز ہے جس کا وجود لازمی اور فائدہ مند ہے چنانچہ یہ امر اس کے مستحسن ہونے کا متقاضی ہے۔

ثُمَّ الْمَاْمُوْرُ بِهٖ فِيْ حَقِّ الْحُسْنِ نَوْعَانِ حَسَنٌ بِنَفْسِهٖ وَحَسَنٌ لِغَيْرِهٖ فَالْحَسَنُ بِنَفْسِهٖ مِثْلُ الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَ شُكْرُ الْمُنْعِمِ وَالصِّدْقُ وَالْعَدْلُ وَالصَّلٰوةُ وَنَحْوُهَا مِنَ الْعِبَادَاتِ الْخَالِصَةِ۔

مستحسن ہونے کے لحاظ سے مامور بہ کی دو اقسام ہیں:

ا۔ حسن بنفسہ۔ ۲۔ حسن لغیرہ

حسن بنفسہ کی مثال ایمان باللہ، اس کے انعامات کا شکر ادا کرنا، صدق، عدل نماز اور اس نوع کی دوسری خالص عبادات کو اختیار کرنا ہے۔

فَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ اَنَّهٗ اِذَا وَجَبَ عَلَى الْعَبْدِ اَدَاءُهٗ لَا يَسْقُطُ اِلَّا بِالْاَدَاءِ وَ هٰذَا فِيْمَا لَا يَحْتَمِلُ السُّقُوْطَ مِثْلُ الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَاَمَّا مَا يَحْتَمِلُ السُّقُوْطَ فَهُوَ يَسْقُطُ بِالْاَدَاءِ اَوْ بِاِسْقَاطِ الْاٰمِرِ۔

حکمہ: اس قسم کا حکم یہ ہے کہ جب بندے پر کسی کام کی ادائیگی واجب ٹھہری تو جب تک وہ اس کی ادائیگی نہیں کرے گا وجوب اس سے ساقط نہیں ہوگا مثلاً اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا یہ ایسا وجوب ہے جو کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتا) لیکن بعض امور ایسے ہیں جو بعد از

ادائیگی ساقط ہو جائیں گے یا حکم صادر کرنے والے کی طرف سے ساقط ہو جائیں گے۔ مثلاً ایام حیض میں عورت پر نماز واجب نہیں ہوتی۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا وَجَبَتِ الصَّلٰوةُ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ سَقَطَ الْوَاجِبُ بِالْاَدَاءِ أَوْ بِاعْتِرَاضِ الْجُنُوْنِ وَالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ فِي آخِرِ الْوَقْتِ بِاعْتِبَارِ أَنَّ الشَّرْعَ أَسْقَطَهَا عَنْهُ عِنْدَ هٰذِهِ الْعَوَارِضِ وَلَا يَسْقُطُ بِضَيْقِ الْوَقْتِ وَعَدَمِ الْمَاءِ وَاللِّبَاسِ وَنَحْوِهٖ۔

اس اصول کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب نماز اول وقت میں واجب ہوگی تو ادائیگی کے بعد یہ واجب ساقط ہو جائے گا۔ یا دیوانگی، حیض اور لباس کی صورت میں آخر وقت تک بھی یہ واجب ساقط ہو جائے گا کیونکہ ان عوارض کے ہوتے ہوئے شریعت نے متعلقہ لوگوں سے اس وجوب کو ساقط کیا ہے لیکن وقت کی قلت، پانی یا لباس کی غیر موجودگی یا اس قسم کی دوسری صورتوں میں یہ حکم زائل نہیں ہوگا۔

اَلنَّوْعُ الثَّانِي مَا يَكُوْنُ حَسَنًا بِوَاسِطَةِ الْغَيْرِ وَذٰلِكَ مِثْلُ السَّعْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَالْوُضُوْءِ لِلصَّلٰوةِ فَإِنَّ السَّعْيَ حَسَنٌ بِوَاسِطَةِ كَوْنِهٖ مُفْضِيًا إِلٰى أَدَاءِ الْجُمُعَةِ وَالْوُضُوْءُ حَسَنٌ بِوَاسِطَةِ كَوْنِهٖ مِفْتَاحًا لِلصَّلٰوةِ۔

اس کی دوسری قسم جو کسی دوسرے کے سبب سے حسن ٹھہرتی ہے۔ مثال کے طور پر جمعہ کیلئے سعی کرنا، یا نماز کیلئے وضو کرنا کیونکہ سعی کرنا جمعہ کی ادائیگی کے سبب حسن ہے۔ اسی طرح وضو اس لیے حسن ہے کہ یہ مطلق نماز کی کنجی ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمُزَاحِمُ:	مزاحمت کرنے والی چیز، روکنے والی واحد اسم فاعل از باب مفاعلہ صحیح۔
يُوْجِبُ:	وہ واجب کرتا ہے، وہ ضروری بناتا ہے واحد مذکر فعل مضارع از باب افعال۔
تَغْيِيْرٌ:	بدلنا، تبدیل کرنا، کسی چیز کو بدلنا مصدر از باب تفعیل اجوف یائی۔

لَا يَتَمَكَّنُ: وہ متمکن اور قوی نہیں ہے، وہ مضبوط نہیں ہے واحد مذکر مضارع نفی از باب تفعل۔

اَلْمَنْذُوْرُ: وہ روزہ یا کوئی اور چیز جس کی نذر مانی گئی ہو واحد اسم مفعول از باب (ن)۔

يَسْتَبِدُّ: وہ مستقل کام کرتا ہے، وہ بذات خود حق رکھتا ہے واحد مذکر مضارع از باب استفعال۔

اَلسُّكْنٰى: رہائش کے لیے گھر و مکان، ٹھہرنے کی جگہ اسم مؤنث از باب (ن) صحیح مضاعف۔

اَلْعِدَّةُ: گنتی شمار کرنا، مطلقہ یا بیوہ عورت کا عدت گزارنا مصدر از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔

يَنْبَغِيْ: وہ مناسب اور لائق ہے واحد مذکر مضارع معلوم از باب انفعال ناقص یائی۔

تَعَالٰى: وہ بلند و بالا ہے، وہ اونچی شان والا اللہ ہے واحد مذکر ماضی از باب تفاعل ناقص واوی۔

اَلْمُنْعِمُ: نعمتیں کرنے والا، وہ انعام کرنے والا ہے واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال۔

اِعْتِرَاضٌ: پیش آنا، لاحق ہونا مصدر از باب افتعال ہفت اقسام سے صحیح۔

اِسْقَاطٌ: ساقط اور گرانا، ختم کرنا مصدر از باب افعال۔

اَلْعَوَارِضُ: عارضۃ کی جمع منتہی الجموع ہے، پیش آنے والی چیزیں از باب (ض)۔

مُفْضِيًا: ملنے والا، پہنچنے والا واحد مذکر اسم فاعل ہفت اقسام سے ناقص یائی۔

مِفْتَاحٌ: چابی، کھولنے کا آلہ اسم آلہ از باب (ف) صحیح۔

وَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ أَنَّهُ يَسْقُطُ بِسُقُوْطِ تِلْكَ الْوَاسِطَةِ حَتّٰى اِ ... حَتّٰى لَا يَجِبُ عَلٰى مَنْ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِ وَلَا يَجِبُ الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ لَا صَلٰوةَ عَلَيْهِ۔

اس قسم کا حکم یہ ہے کہ وجہ کے سقوط کے سبب سے اسکا حکم بھی ساقط ہو جائے گا حتیٰ کہ سعی کرنا اس پر واجب نہیں ہے جس پر جمعہ واجب نہیں۔ (مثلاً مریض، مسافر وغیرہ) اسی طرح وضو کرنا اس پر ضروری نہیں ہے۔ جس پر نماز کی ادائیگی فرض نہیں ہے (مثلاً

حیض یا نفاس والی عورت)۔

وَلَوْ سَعٰى إِلَى الْجُمُعَةِ فَحُمِلَ مُكْرَهًا إِلٰى مَوْضِعٍ آخَرَ قَبْلَ إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ يَجِبُ عَلَيْهِ السَّعْيُ ثَانِيًا وَلَوْ كَانَ مُعْتَكِفًا فِي الْجَامِعِ يَكُوْنُ السَّعْيُ سَاقِطًا عَنْهُ وَكَذٰلِكَ لَوْ تَوَضَّأَ فَأَحْدَثَ قَبْلَ أَدَاءِ الصَّلٰوةِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ ثَانِيًا وَلَوْ كَانَ مُتَوَضِّيًا عِنْدَ وُجُوْبِ الصَّلٰوةِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ تَجْدِيْدُ الْوُضُوْءِ۔

اگر کسی نے جمعہ کے لئے سعی کو اپنایا لیکن اسے جبراً کسی اور کام کی جانب لے جایا گیا لیکن اگر نماز جمعہ کی اقامت نہیں ہوئی تھی تو دوبارہ اس پر سعی کرنا واجب ہے البتہ اگر وہ جامع مسجد میں معتکف ہے تو اس سے سعی کا حکم ساقط ہو جائے گا اسی طرح اگر کسی نے نماز کے لئے وضو کیا تھا لیکن ادائیگی نماز سے قبل اس کا وضو قائم نہ رہا تو اس پر دوبارہ وضو کرنا لازمی ہے لیکن اگر وہ نماز کے وجوب کے وقت باوضو تھا تو اس پر تجدید وضو لازمی نہیں ہے۔

وَالْقَرِيْبُ مِنْ هٰذَا النَّوْعِ الْحُدُوْدُ وَالْقِصَاصُ وَالْجِهَادُ فَإِنَّ الْحَدَّ حَسَنٌ بِوَاسِطَةِ الزَّجْرِ عَنِ الْجِنَايَةِ وَالْجِهَادُ حَسَنٌ بِوَاسِطَةِ دَفْعِ شَرِّ الْكَفَرَةِ وَإِعْلَاءِ كَلِمَةِ الْحَقِّ وَلَوْ فَرَضْنَا عَدَمَ الْوَاسِطَةِ لَا يَبْقٰى ذٰلِكَ مَأْمُوْرًا بِهٖ فَإِنَّهُ لَوْلَا الْجِنَايَةُ لَا يَجِبُ الْحَدُّ وَلَوْلَا الْكُفْرُ الْمُفْضِيْ إِلَى الْحِرَابِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْجِهَادُ۔

اسی قسم سے متشابہ حدود قصاص اور جہاد کے احکام ہیں کیونکہ حد مثلاً چور، زانی اور شرابی پر جرائم سے ڈرانے کی وجہ مستحسن ہے اور جہاد اس وجہ سے مستحسن ہے کہ کفار کی شرارتوں کا قلع قمع کیا جائے اور کلمہ اسلام بلند ہو۔ اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ سبب مفقود ہے تو پھر مامور بہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ اگر جرائم کا ارتکاب نہ ہو تو حد واجب بھی نہیں ہوگی اسی طرح اگر جنگ وجدل کا سبب کفر ہی نہ ہو تو جہاد بھی ساقط ہو جائے گا۔

فَصْلٌ

اَلْوَاجِبُ بِحُكْمِ الْاَمْرِ نَوْعَانِ أَدَاءٌ وَقَضَاءٌ فَالْاَدَاءُ عِبَارَةٌ عَنْ تَسْلِيْمِ الْوَاجِبِ اِلٰى مُسْتَحِقِّهٖ وَالْقَضَاءُ عِبَارَةٌ عَنْ تَسْلِيْمِ مِثْلِ الْوَاجِبِ اِلٰى مُسْتَحِقِّهٖ

اداء اور قضا کا بیان

امر کے حکم کے ساتھ واجب ہونے والی چیز کی دو اقسام ہیں: ۱۔ اداء۔ ۲۔ قضا۔

اداء: سے مراد یہ ہے کہ واجب کو بعینہٖ اس کے مستحق کے حوالے کر دینا۔

قضا: سے مراد یہ ہے کہ مثل واجب کو اس کے مستحق کے حوالے کر دینا۔

ادائیگی کی اقسام:۔ دو ہیں ۱۔ کامل ۲۔ ناقص

ثُمَّ الْاَدَاءُ نَوْعَانِ كَامِلٌ وَقَاصِرٌ فَالْكَامِلُ مِثْلُ اَدَاءِ الصَّلٰوةِ فِيْ وَقْتِهَا بِالْجَمَاعَةِ أَوِ الطَّوَافِ مُتَوَضِّيًا وَتَسْلِيْمِ الْمَبِيْعِ سَلِيْمًا كَمَا اقْتَضَاهُ الْعَقْدُ اِلَى الْمُشْتَرِيْ وَتَسْلِيْمِ الْغَاصِبِ الْعَيْنَ الْمَغْصُوْبَةَ كَمَا غَصَبَهَا۔

کامل اداء یہ ہے: مثلاً نماز کو با جماعت اس کے وقت پر ادا کیا جائے یا باوضو ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا جائے یا طے شدہ معاہدے کے مطابق مشتری کو اس کی چیز حوالے کر دی جائے یا غاصب، مغصوبہ چیز ہو بہو اس کے مالک کو واپس کر دے۔

وَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ أَنْ يُّحْكَمَ بِالْخُرُوْجِ عَنِ الْعُهْدَةِ بِهٖ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اَلْغَاصِبُ اِذَا بَاعَ الْمَغْصُوْبَ مِنَ الْمَالِكِ اَوْ رَهَنَهٗ عِنْدَهٗ اَوْ وَهَبَهٗ لَهٗ وَسَلَّمَهٗ اِلَيْهِ يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ اَدَاءً لِحَقِّهٖ وَ يَلْغُوْ مَا صَرَّحَ بِهٖ مِنَ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَلَوْ غَصَبَ طَعَامًا فَاَطْعَمَهٗ مَالِكَهٗ وَهُوَ لَا يَدْرِيْ أَنَّهٗ طَعَامُهٗ أَوْ غَصَبَ ثَوْبًا فَاَلْبَسَهٗ مَالِكَهٗ وَهُوَ لَا يَدْرِيْ أَنَّهٗ ثَوْبُهٗ يَكُوْنُ ذٰلِكَ أَدَاءً لِحَقِّهٖ۔

اس قسم کا حکم یہ ہے کہ کامل ادائیگی کے بعد وہ اس حکم کی ذمہ داری سے خارج ہو جاتا

ہے اسی اصول کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب غاصب، مغصوبہ (چھنی ہوئی) چیز مالک سے خرید لے یا اس کے پاس گروی رکھ دے یا اس کو ہبہ کر دے یا اس کے حوالے کر دے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا یہ اس کی جانب سے مالک کو کما حقہ ادائیگی سمجھی جائے گی اس کے بر خلاف جو اس نے ہبہ یا بیع کی وضاحت کی وہ فضول ہو گا اگر کسی نے کوئی کھانا چھین لیا پھر اس کے مالک کو کھلا دیا لیکن مالک نہیں جانتا کہ یہ کھانا اس کی اپنی ہی ملکیت ہے یا کسی سے کوئی کپڑا غصب کیا بعد ازاں کپڑے کے مالک کو ہی وہ کپڑا پہنا دیا لیکن مالک یہ نہیں جانتا کہ یہ کپڑا اسی کا ہے تو یہ کامل ادائیگی سمجھی جائے گی۔

وَالْمُشْتَرِيْ فِي الْبَيْعِ الْفَاسِدِ لَوْ أَعَارَ الْمَبِيْعَ مِنَ الْبَائِعِ أَوْ رَهَنَهُ عِنْدَهُ أَوْ آجَرَهُ مِنْهُ أَوْ بَاعَهُ مِنْهُ أَوْ وَهَبَهُ لَهُ وَسَلَّمَهُ يَكُوْنُ ذٰلِكَ أَدَاءً لِحَقِّهِ وَ يَلْغُوْ مَا صَرَّحَ بِهِ مِنَ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَ نَحْوِهِ۔

اگر بیع فاسد میں مشتری (خریدار) نے بائع سے عاریتاً سامان تجارت لے لیا یا بائع نے اس کے ہاں وہ گروی رکھ دیا یا اسے ٹھیکہ پر دیا اس کو فروخت کر دیا یا اس کو ہبہ کر دیا اور اس کے حوالے کر دیا تو یہ اس کی جانب سے کامل ادائیگی تصور کی جائے گی اور ہبہ اور بیع وغیرہ کی صورتیں فضول ہو جائیں گی۔

وَأَمَّا الْأَدَاءُ الْقَاصِرُ فَهُوَ تَسْلِيْمُ عَيْنِ الْوَاجِبِ مَعَ النُّقْصَانِ فِي صِفَتِهِ نَحْوُ الصَّلٰوةُ بِدُوْنِ تَعْدِيْلِ الْأَرْكَانِ أَوِ الطَّوَافُ مُحْدِثًا وَرَدُّ الْمَبِيْعِ مَشْغُوْلًا بِالدَّيْنِ أَوْ بِالْجِنَايَةِ وَرَدُّ الْمَغْصُوْبِ مُبَاحَ الدَّمِ بِالْقَتْلِ أَوْ مَشْغُوْلًا بِالدَّيْنِ أَوِ بِالْجِنَايَةِ بِسَبَبٍ عِنْدَ الْغَاصِبِ۔

اداء قاصرہ

لیکن جہاں تک اداء قاصرہ کا تعلق ہے وہ اس طرح ہے کہ واجب شدہ حکم کو ادا تو کر دینا ہے مگر اس کی خوبیوں میں کمی واقع ہو جائے مثلاً نماز تو ادا کر دی مگر وہ تعدیل ارکان سے خالی تھی (یعنی رکوع تحمید، سجدہ اور جلسہ وغیرہ کو بغیر اطمنان کے ادا کیا) بیت اللہ کا طواف تو کیا مگر وضو کے بغیر یا مغصوبہ سامان تو واپس کیا مگر اس کے ساتھ کوئی چٹی یا جرم لاحق تھا اسی

طرح غصب شدہ غلام تو واپس کیا مگر بوجہ قتل اس کا خون جائز ہو چکا تھا یا وہ کسی قرض یا جرم کا ارتکاب کر چکا ہو اور اس کا سبب چھیننے والے کی جانب سے پیدا ہو۔

وَأَدَاءُ الزُّيُوفِ مَكَانَ الْجِيَادِ إِذَا لَمْ يَعْلَمِ الدَّائِنُ ذٰلِكَ وَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ أَنَّهُ إِذَا أَمْكَنَ جَبْرُ النُّقْصَانِ بِالْمِثْلِ يُجْبَرُ بِهٖ وَإِلَّا يَسْقُطُ حُكْمُ النُّقْصَانِ إِلَّا فِي الْإِثْمِ۔

اس طرح قرض خواہ کو کھرے سکوں کے عوض کھوٹے سکے دے دینا جبکہ قرض خواہ کو پتہ نہ ہو اس قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر نقصان کی تلافی بالمثل ممکن ہو تو اس کی تلافی کی جائے گی ورنہ نقصان کا حکم ساقط ہو جائے گا اس کا فاعل صرف گناہ کا مرتکب ہی قرار پائے گا۔

وَعَلٰى هٰذَا إِذَا تُرِكَ تَعْدِيْلُ الْأَرْكَانِ فِيْ بَابِ الصَّلٰوةِ لَا يُمْكِنُ تَدَارُكُهٗ بِالْمِثْلِ إِذْ لَا مِثْلَ لَهٗ عِنْدَ الْعَبْدِ فَسَقَطَ۔

وَلَوْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَقَضَاهَا فِيْ غَيْرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ لَا يُكَبِّرُ لِأَنَّهٗ لَيْسَ لَهُ التَّكْبِيْرُ بِالْجَهْرِ شَرْعًا وَقُلْنَا فِيْ تَرْكِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَالْقُنُوْتِ وَالتَّشَهُّدِ وَتَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ أَنَّهٗ يُجْبَرُ بِالسَّهْوِ۔

اسی اصول کی بنیاد پر جب ادائیگی نماز میں تعدیل ارکان کا لحاظ نہیں رکھا گیا تو اس کا عوض بالمثل ممکن ہی نہیں کیونکہ بندے کے پاس اس کا عوض بالمثل ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا یہ ساقط ہو گا۔ اگر کسی نے ایام تشریق میں نماز ترک کر دی اور ان ایام کے علاوہ دنوں میں اس کی قضائی دی تو وہ تکبیرات نہیں کہے گا۔ کیونکہ شرعی طور پر اسے دیگر ایام میں تکبیریں کہنے کا اختیار حاصل نہیں ہے علماء احناف کے نزدیک سورۃ فاتحہ کی قرأت وتروں میں دعائے قنوت تشہد اور عید کی تکبیرات کو اگر ترک کر دیا گیا تو سجدہ سہو کرنے سے اس کی تلافی ممکن ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
تَجْدِيْدٌ:	نیا کام، کوئی جدید کام کرنا مصدر از باب تفعیل مضاعف ثلاثی۔

اِعْلَاءٌ: بلند کرنا، اوپر کرنا، کسی کی شان کو اونچا بیان کرنا مصدر از باب افعال ناقص واوی۔

مُتَوَضِّیًا: وضو کرنے والا، پاک و صاف ہونے والا اسم فاعل از باب تفعل مہموز اللام مثال واوی۔

مُسْتَحِقٌّ: حقدار آدمی، وہ شخص جو کسی چیز کا حق رکھتا ہو اسم مفعول از باب استفعال۔

تَسْلِیْمٌ: مان لینا، تسلیم کرنا مصدر از باب تفعیل۔

دَفْعٌ: روکنا، منع کرنا مصدر از باب (ف) صحیح۔

اَلْمَغْصُوْبُ: غصب کی ہوئی چیز، جو چیز چھینی گئی ہو اسم مفعول از باب (ض)۔

یَلْغُوْ: وہ لغو ہے، وہ فضول چیز ہے مضارع از باب (ن) ناقص واوی۔

فَاَطْعَمَهٗ: اس نے اسے کھانا کھلایا، اس نے اس کو کھلایا ماضی از باب افعال۔

فَاَلْبَسَهٗ: اس نے اس کو لباس پہنایا، اس نے اسے کپڑے پہنائے ماضی از باب افعال۔

أَعَارَ: اس نے ادھار لیا، اس نے عاریۃ لیا واحد مذکر ماضی از باب افعال۔

صَرَّحَ: اس نے واضح کیا، اس نے صراحت کیا ماضی از باب تفعیل اجوف واوی۔

اَلْقَاصِرُ: اداء قاصرہ، کاملہ کے مقابلہ میں ہے تھوڑی چیز قلیل از باب (ن)۔

تَعْدِیْلٌ: ارکان کو برابر کرنا، جسم کے تمام اعضاء کو برابر کرنا مصدر از باب تفعیل۔

یُجْبَرُ: کمی کو پورا کیا جائے، وہ پورا کیا جائے گا واحد مذکر مضارع از باب (ن)۔

مُحْدِثًا: نیا کام کرنے والا، بے وضو آدمی واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال۔

اَلتَّشْرِیْقُ: چمکنا، ایام تشریق سے مراد چاند کی وہ تین راتیں جن میں چاند چمکتا ہے تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخیں۔

اَلزُّیُوْفُ: کھوٹے سکے واحد زَیْفٌ ہے۔

اَلْجِیَادُ: عمدہ سکے، اعلیٰ سکے جو مروّج ہیں، جو ملک میں چلتے ہیں۔

یُمْکِنُ: وہ ممکن ہو گا، وہ موجود ہوا، وہ آسان ہوا فعل مضارع از باب افعال۔

وَلَوْ طَافَ طَوَافَ الْفَرْضِ مُحْدِثًا یُجْبَرُ ذٰلِكَ بِالدَّمِ وَ هُوَ مِثْلٌ لَهٗ شَرْعًا وَعَلٰی

هٰذَا وَلَوْ أَدّٰى زَيْفًا مَكَانَ جَيِّدٍ فَهَلَكَ عِنْدَ الْقَابِضِ لَاشَيْئَ لَهُ عَلَى الْمَدْيُوْنِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لِأَنَّهُ لَا مِثْلَ لِصِفَةِ الْجَوْدَةِ مُنْفَرِدَةً حَتّٰى يُمْكِنَ جَبْرُهَا بِالْمِثْلِ

اگر کسی نے بیت اللہ کا طواف فرض بغیر وضو کے کیا تو دم دے (ایک قربانی کرنے) سے اس کی تلافی ممکن ہے کہ شرعی طور یہ اس کے مثل ٹھہرے گی۔ اس اصول کی بنیاد پر اگر کسی نے کھرے سکوں کی جگہ کھوٹے سکے دے دیے۔ اگر لینے والے کے پاس وہ ضائع ہو گئے تو مقروض پر ذمہ داری عائد نہیں ہو گی کیونکہ کھرے ہونے کی خوبی کا مثل نہیں ہوتا حتی کہ اس کے بالمثل تلافی ممکن ہی نہیں یہ امام ابو حنیفہ ؒ کی رائے ہے۔

وَلَوْ سَلَّمَ الْعَبْدُ مُبَاحَ الدَّمِ بِجِنَايَةٍ عِنْدَ الْغَاصِبِ أَوْ عِنْدَ الْبَائِعِ بَعْدَ الْمَبِيْعِ. فَإِنْ هَلَكَ عِنْدَ الْمَالِكِ أَوِ الْمُشْتَرِيْ قَبْلَ الدَّفْعِ لَزِمَهُ الثَّمَنُ وَبَرِئَ الْغَاصِبُ بِإِعْتِبَارِ أَصْلِ الْأَدَاءِ وَإِنْ قُتِلَ بِتِلْكَ الْجِنَايَةِ إِسْتَنَدَ الْهَلَاكُ إِلٰى أَوَّلِ سَبَبِهٖ فَصَارَ كَأَنَّهُ لَمْ يُوْجَدِ الْأَدَاءُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

اگر غلام نے جائز خون کو سپرد کیا غاصب کی غلطی یا بائع کی بیع کے بعد اگر وہ مالک یا مشتری کے پاس دینے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو اسے قیمت لازمی دینی پڑے گی جبکہ غاصب اصل ادائیگی کے اعتبار سے بری ہو جائے گا۔ اگر وہ اس غلطی کی وجہ سے قتل ہو جائے تو ہلاکت کی نسبت اول سبب کی طرف منسوب ہو جائے گی اور وہ ایسے ہو جائے گا گویا کہ امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک اس کی ادا کا موجود ہی نہیں ہے۔

وَالْمَغْصُوْبَةُ إِذَا رُدَّتْ حَامِلًا بِفِعْلٍ عِنْدَ الْغَاصِبِ فَمَاتَتْ بِالْوِلَادَةِ عِنْدَ الْمَالِكِ لَا يَبْرَأُ الْغَاصِبُ عَنِ الضَّمَانِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ثُمَّ الْأَصْلُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ هُوَ الْأَدَاءُ كَامِلًا كَانَ أَوْ نَاقِصًا وَإِنَّمَا يُصَارُ إِلَى الْقَضَاءِ عِنْدَ تَعَذُّرِ الْأَدَاءِ۔

وَلِهٰذَا يَتَعَيَّنُ الْمَالُ فِي الْوَدِيْعَةِ وَالْوَكَالَةِ وَالْغَصَبِ وَلَوْ أَرَادَ الْمُوْدِعُ وَالْوَكِيْلُ وَالْغَاصِبُ أَنْ يُمْسِكَ الْعَيْنَ وَيَدْفَعُ مَا يُمَاثِلُهُ لَيْسَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَوْ

بَاعَ شَيْئًا وَسَلَّمَهُ فَظَهَرَ بِهِ عَيْبٌ كَانَ الْمُشْتَرِيْ بِالْخِيَارِ بَيْنَ الْأَخْذِ وَالتَّرْكِ فِيْهِ وَبِاعْتِبَارِ أَنَّ الْأَصْلَ هُوَ الْأَدَاءُ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ الْوَاجِبُ عَلَى الْغَاصِبِ رَدُّ الْعَيْنِ الْمَغْصُوْبَةِ وَإِنْ تَغَيَّرَتْ فِيْ يَدِ الْغَاصِبِ تَغَيُّرًا فَاحِشًا وَيَجِبُ الْأَرْشُ بِسَبَبِ النُّقْصَانِ۔

اور ایک غصب شدہ لونڈی جسے غصب کرنے والے کے ہاں زنا سے حمل ٹھہرا وہ اسی حالت میں مالک کو واپس کی گئی لیکن بچے کی پیدائش کے وقت وہ مر گئی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غاصب تاوان سے بری الذمہ نہیں ہو گا اس مسئلہ میں اصل یہ ہے کہ اداء کامل ہو یا ناقص ہو جب اس کی ادائیگی دشوار ہو تو اس کو اسی حالت میں قضاء کیا جائے۔

اسی اصول کے مد نظر ودیعت (امانت)، وکالت اور غصب میں مال متعین ہو گا اگر صاحب ودیعت (امین) یا وکیل یا غاصب یہ چاہے کہ اصل اپنے پاس رکھ کر اس جیسی مالک کو لوٹا دے تو کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے کوئی شی فروخت کی اور سپرد بھی کر دی بعد میں اس میں کوئی عیب ظاہر ہو گیا تو مشتری کو پکڑنے اور چھوڑنے کا اختیار حاصل ہو گا۔ اس میں بھی اس بات کا لحاظ ہو گا کہ اصل چیز ادائیگی ہے جبکہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ غاصب پر اصل مغصوبہ چیز واپس کرنا واجب ہے اور اگر غاصب کے ہاتھوں میں کوئی واضح تبدیلی ہو گئی تو اس کمی کی بنا پر اس پر تاوان واجب ہو گا۔

وَعَلَى هٰذَا لَوْ غَصَبَ حِنْطَةً فَطَحَنَهَا أَوْ سَاحَةً فَبَنٰى عَلَيْهَا دَارًا أَوْ شَاةً فَذَبَحَهَا وَشَوَّاهَا أَوْ عِنَبًا فَعَصَرَهَا أَوْ حِنْطَةً فَزَرَعَهَا وَنَبَتَ الزَّرْعُ كَانَ ذٰلِكَ مِلْكًا لِلْمَالِكِ عِنْدَهُ وَقُلْنَا جَمِيْعُهَا لِلْغَاصِبِ وَيَجِبُ عَلَيْهِ رَدُّ الْقِيْمَةِ۔

اسی اصول کے مد نظر اگر کسی نے گندم چھینی اور اس کو آٹا بنا دیا یا کسی نے زمین چھین لی اور اس پر گھر بنا لیا یا بکری غصب کر کے ذبح کر ڈالی یا انگور چھین کر نچوڑ لیے یا چھینی ہوئی گندم کو کاشت کر لیا جس سے فصل اگ آئی تو امام شافعیؒ کے نزدیک تغیر شدہ چیزیں مالک کی ہوں گی لیکن ہمارے خیال میں یہ ساری چیزیں غاصب کی ہوں گی مگر اس کے ذمہ اس کی قیمت واپس کرنا واجب ہو گا۔

وَلَوْ غَصَبَ فِضَّةً فَضَرَبَهَا دَرَاهِمَ أَوْ تِبْرًا فَاتَّخَذَهَا دَنَانِيْرَ أَوْ شَاةً فَذَبَحَهَا لَا يَنْقَطِعُ حَقُّ الْمَالِكِ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَكَذٰلِكَ لَوْ غَصَبَ قُطْنًا فَغَزَلَهُ أَوْ غَزْلًا فَنَسَجَهُ لَا يَنْقَطِعُ حَقُّ الْمَالِكِ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ۔

اگر کسی نے چاندی چھینی اور اس کے درہم بنا لیے یا سونے کی ڈالی غصب کر کے دینار بنا لیے یا بکری چھینی اور ذبح کر دیا تو ظاہر روایت کے مطابق اس مالک کا حق ختم نہیں ہوگا اس طرح اگر کہیں سے روئی غصب کر اسے کات کر سوت بنالیا یا سوت چھینا اور اس کا کپڑا بنالیا تو ظاہر روایت کے مطابق اس میں مالک کا حق ختم نہیں ہوگا۔

وَيَتَفَرَّعُ مِنْ هٰذَا مَسْأَلَةُ الْمَضْمُوْنَاتِ:

وَلِهٰذَا قَالَ لَوْ ظَهَرَ الْعَبْدُ الْمَغْصُوْبُ بَعْدَ مَا أَخَذَ الْمَالِكُ ضَمَانَهُ مِنَ الْغَاصِبِ كَانَ الْعَبْدُ مِلْكًا لِلْمَالِكِ وَالْوَاجِبُ عَلَى الْمَالِكِ رَدُّ مَا أَخَذَ مِنْ قِيْمَةِ الْعَبْدِ۔

اس سے بعض ضمنی مسائل کا استنباط ہوتا ہے اسی لیے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر مالک نے غاصب سے تاوان لے لیا لیکن بعد میں مغصوب غلام کا پتہ چل گیا تو وہ غلام اصل مالک کا ہوگا غاصب کو غلام کی لی ہوئی قیمت واپس کی جائے گی۔

وَأَمَّا الْقَضَاءُ فَنَوْعَانِ كَامِلٌ وَقَاصِرٌ فَالْكَامِلُ مِنْهُ تَسْلِيْمُ مِثْلِ الْوَاجِبِ صُوْرَةً وَمَعْنًى كَمَنْ غَصَبَ قَفِيْزَ حِنْطَةٍ فَاسْتَهْلَكَهَا ضَمِنَ قَفِيْزَ حِنْطَةٍ وَيَكُوْنُ الْمُؤَدّٰى مِثْلًا لِلْأَوَّلِ صُوْرَةً وَمَعْنًى وَكَذٰلِكَ الْحُكْمُ فِيْ جَمِيْعِ الْمِثْلِيَّاتِ۔

قضا کی اقسام

اسکی دو اقسام ہیں ا۔ قضاء کامل۔ ۲۔ قضاء قاصر

قضاء کامل:۔ سے مراد یہ ہے کہ واجب کا مثل اس طرح دیا جائے کہ وہ حالت اور اصلیت میں اصل چیز کے ہم مثل ہو جیسا کہ کسی نے ایک قفیز (پیمانہ) گندم چھینی اور اسے ضائع کر دیا تو اس پر گندم کا ایک قفیز بطور تاوان واجب ہوگا اور ادا کی جانے والی گندم حالت

اور معنی دونوں کے لحاظ سے پہلی شے کے ہم مثل ہو تمام مثلیات (جس کی مثال دی جاسکے) میں یہی حکم لگایا جائے گا۔

وَأَمَّا الْقَاصِرُ فَهُوَ مَالَا يُمَاثِلُ الْوَاجِبَ صُوْرَةً وَ يُمَاثِلُ مَعْنًى كَمَنْ غَصَبَ شَاةً فَهَلَكَتْ ضَمِنَ قِيْمَتَهَا وَالْقِيْمَةُ مِثْلَ الشَّاةِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنٰى لَامِنْ حَيْثُ الصُّوْرَةِ وَالْاَصْلُ فِي الْقَضَاءِ الْكَامِلِ۔

قضاء قاصرہ کی تعریف:

اس سے مراد یہ ہے کہ جو شے صورت کے لحاظ سے ہم مثل نہ ہو بلکہ معنوی طور پر۔ مثلاً کسی آدمی نے ایک بکری چھینی اور وہ مر گئی تو اس کی قیمت بطور تاوان ادا کی جائے گی وہ یہ قیمت معنوی طور پر بکری کے ہم مثل قرار پائے گی صورت کے لحاظ سے نہیں ہوگی۔ قضاء میں اصل تو کامل ہی ہے۔

وَعَلٰى هٰذَا قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ إِذَا غَصَبَ مِثْلِيًّا فَهَلَكَ فِيْ يَدِهٖ وَانْقَطَعَ ذٰلِكَ عَنْ أَيْدِي النَّاسِ ضَمِنَ قِيْمَتَهُ يَوْمَ الْخُصُوْمَةِ لِأَنَّ الْعِجْزَ عَنْ تَسْلِيْمِ الْمِثْلِ الْكَامِلِ إِنَّمَا يَظْهَرُ عِنْدَ الْخُصُوْمَةِ فَأَمَّا قَبْلَ الْخُصُوْمَةِ فَلَا لِتَصَوُّرِ حُصُوْلِ الْمِثْلِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ۔

اسی بنیاد پر امام ابو حنیفہ" کا قول ہے کہ اگر کسی نے مثلی شے چھینی اور اس کے پاس ضائع ہوگئی اور لوگوں کے پاس بھی اس کی مثل نہیں ہے تو اس پر اس کی وہ قیمت بطور تاوان واجب ہوگی جو مقدمے کے روز تھی کیونکہ کامل سپردگی سے عاجز ہونا اسی وقت ثابت ہوتا ہے جب مقدمے کا دن ہو اس لیے کہ مقدمے سے پہلے تو اس بات کا تصور نہیں کیا جاسکتا کہ ہر لحاظ سے اس کی مثل نہیں دی جاسکے گی۔

فَأَمَّا مَالَا مِثْلَ لَهٗ لَا صُوْرَةً وَلَا مَعْنًى لَا يُمْكِنُ إِيْجَابُ الْقَضَاءِ فِيْهِ بِالْمِثْلِ وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قُلْنَا إِنَّ الْمَنَافِعَ لَا تُضْمَنُ بِالْإِتْلَافِ لِأَنَّ إِيْجَابَ الضَّمَانِ بِالْمِثْلِ مُتَعَذِّرٌ وَإِيْجَابُهٗ بِالْعَيْنِ كَذٰلِكَ لِأَنَّ الْعَيْنَ لَا تُمَاثِلُ الْمَنْفَعَةَ لَاصُوْرَةً وَلَا مَعْنًى كَمَا إِذَا غَصَبَ عَبْدًا فَاسْتَخْدَمَهٗ شَهْرًا وَدَارًا فَسَكَنَ

فِيْهَا شَهْرًا ثُمَّ رَدَّ الْمَغْصُوْبَ إِلَى الْمَالِكِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ ضَمَانُ الْمَنَافِعِ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ فَبَقِيَ الْإِثْمُ حُكْمًا لَهُ وَانْتَقَلَ جَزَاؤُهُ إِلَى دَارِ الْآخِرَةِ۔

لیکن جس چیز کا صورت اور معنی دونوں ہم مثل نہ ہوں تو اس میں قضاء بالمثل کا واجب ہونا ناممکن ہے اسی اصول کی بنیاد پر ہم کہیں گے کہ منافع کے ضائع ہونے کی صورت میں تاوان واجب نہیں ہوگا کیونکہ ضمان کا مثل واجب کرنا مشکل ہے کیوں کہ اس کا مثل ہی موجود نہیں اسی طرح اس کا بعینہٖ واجب کرنا بھی مشکل ہے کیونکہ کوئی چیز اصل سے صوری اور معنوی دونوں کے لحاظ سے نفع کے مثل نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک آدمی نے غلام چھینا اور اس میں ایک ماہ تک ٹھہرا پھر چھینا ہوا غلام یا مکان مالک کو واپس کر دیا تو منفعت کا تاوان واجب نہیں ہوگا البتہ ایسا کرنے والا گناہ گار ہوگا اور اسے آخرت میں اس کام کی سزا ملے گی لیکن امام شافعیؒ مذکورہ حالت میں اختلاف رائے رکھتے ہیں (ان کے ہاں خدمت لینے یا کرائے کا تاوان بھی واجب ہوگا۔)

وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قُلْنَا لَا تَضْمَنُ مَنَافِعَ الْبُضْعِ بِالشَّهَادَةِ الْبَاطِلَةِ عَلَى الطَّلَاقِ وَلَا بِقَتْلِ مَنْكُوْحَةِ الْغَيْرِ وَلَا بِالْوَطْئِ حَتّٰى لَوْ وَطِئَ زَوْجَةَ إِنْسَانٍ لَا يَضْمَنُ لِلزَّوْجِ شَيْئًا إِلَّا إِذَا وَرَدَ الشَّرْعُ بِالْمِثْلِ مَعَ أَنَّهُ لَا يُمَاثِلُهُ صُوْرَةً وَّلَا مَعْنًى فَيَكُوْنُ مِثْلًا لَهُ شَرْعًا۔

فَيَجِبُ قَضَاؤُهُ بِالْمِثْلِ الشَّرْعِيِّ وَ نَظِيْرُهُ مَا قُلْنَا إِنَّ الْفِدْيَةَ فِي حَقِّ الشَّيْخِ الْفَانِيْ مِثْلُ الصَّوْمِ وَالدِّيَةَ فِي الْقَتْلِ خَطَأً مِثْلُ النَّفْسِ مَعَ أَنَّهُ لَا مُشَابَهَةَ بَيْنَهُمَا۔

اسی اصول کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں مطلقاً ایسے ازدواجی تعلقات منفعت کا تاوان بھی ادا نہیں کیا جاسکتا جو جھوٹی گواہی سے ثابت ہو۔ کسی غیر کی منکوحہ کو قتل کر دے اور نہ ہی کسی کی بیوی سے ناجائز تعلق کی بنیاد پر اس پر کوئی تاوان لازم ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے کسی دوسرے کی بیوی سے ناجائز تعلقات قائم کیے تو شوہر کے حق میں اس شخص کے ذمہ کوئی تاوان واجب نہیں ہوگا ان صورتوں کے علاوہ شریعت میں جن کی مثل دینے کا حکم موجود ہو

اس کے باوجود کہ یہ نہ تو صورتاً اس کے ہم مثل ہو اور نہ معناً لہٰذا شرعاً اس کی قضاء بالمثل واجب ہوگی ہمارے خیال میں اس کی مثال یہ ہے کہ شیخ فانی کے حق میں روزے کی شکل فدیہ ہے اور قتل خطاء میں جان کی مثل دیت ہے حالانکہ ان دونوں میں باہمی طور پر کوئی مشابہت نہیں ہے (لیکن شریعت نے اسے مثل قرار دیا لہٰذا اسے تسلیم کیا جائے گا۔)

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
رُدَّتْ:	وہ لوٹائی گئی، وہ لوٹایا گیا، وہ مردود ہے ماضی مجہول از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔
لَایَبْرَأُ:	وہ بری نہیں ہوگا، وہ بچے گا نہیں نفی معلوم از باب مہموز اللام۔
اَلْمُوَدِّعُ:	الوداع کرنے والا، آخری درس دینے والا، جمعۃ الوداع اسم فاعل از باب تفعیل مثال واوی۔
اَلْوَکَالَۃُ:	وکیل بنانا، کوئی کام کسی کو سپرد کرنا مصدر از باب تفعیل۔
شَوّٰھَا:	اس نے اس کو بھونا، اس نے مرغ کو آگ پر پکایا واحد مذکر ماضی از باب تفعیل۔ لفیف مقرون۔
عَصَرَ:	اس نے نچوڑا، طحن، اس نے آٹا پیسا دونوں ماضی کے صیغے ہیں۔ اول کا باب (ض) اور دوم کا باب (ف)۔
فَغَزَلَہٗ:	اس نے اس کو کاتا، اس نے سوت کو چرخے پر کاتا اور دھاگا بنایا۔ ماضی کا صیغہ ہے اور باب (ن)۔
اَلْمَضْمُوْنَاتُ:	مضمون کی جمع، وہ چیزیں جن کی ضمانت دی گئی، یا جن چیزوں کا تاوان ہو مفعول از باب (ض)۔
یُتَفَرَّعُ:	وہ نکالا گیا، وہ مسئلہ اخذ ہوا مضارع از باب تفعیل۔
لَایُمَاثِلُ:	وہ ہم مثل نہیں ہے، اس کی کوئی مثال نہیں واحد نفی از باب مفاعلہ صحیح۔
اَلْمُوَدّٰی:	اداء کیا ہوا۔ جس چیز کی ادائیگی کی جائے۔ اسم مفعول از باب تفعیل ہفت

اقسام سے۔ مہموز الفا اور ناقص یائی۔

اَلْخُصُوْمَةُ: جھگڑا کرنا، لڑائی کرنا، مخالفت کرنا مصدر از باب (ن) صحیح۔

تَصَوُّرٌ: خیال کرنا، تصور کرنا مصدر از باب تفعل اجوف واوی۔

لَاتُضْمَنُ: وہ قابل ضمانت نہیں، اس کا تاوان نہیں ہے واحد مونث نفی از باب (س۔)

اِتْلَافٌ: ختم کرنا، ضائع کرنا، دور کرنا، ہلاک کرنا مصدر از باب افعال صحیح۔

مُتَعَذِّرٌ: مشکل کام، جو آسان نہ ہو واحد مذکر اسم فاعل از باب تفعل۔

اِيْجَابٌ: قبول کرنا، جواب دینا مصدر از باب افعال (مثال واوی)۔

اَلْفَانِي: شیخ الفانی، بوڑھا، مرنے والا، فنا ہونے والا اسم فاعل از باب (س) ناقص یائی۔

مَنْكُوْحَةٌ: شادی شدہ بیوی، وہ عورت جس کا نکاح ہوا ہو اسم مفعول از باب (ض)۔

مشقی سوالات

۱۲۶۔ کیا عبادات کا تکرار امر کی وجہ سے ہوتا ہے؟

۱۲۷۔ مامور بہ کی دو اقسام کون سی ہیں؟

۱۲۸۔ مطلق کا حکم کیا ہے؟

۱۲۹۔ امام محمدؒ کا قول ذکر کریں؟

۱۳۰۔ کیا فوت شدہ نماز کی قضاء مکروہ اوقات میں ادا کرنا جائز ہے؟

۱۳۱۔ امام کرخیؒ کا قول نقل کریں؟

۱۳۲۔ مقید بالوقت کی کون سی دو اقسام ہیں؟

۱۳۳۔ مقید کی دو اقسام کا کون سا حکم ہے؟

۱۳۴۔ کیا رمضان کے مہینہ میں نذر کا یا نفل کا روزہ ادا ہو سکتا ہے؟

۱۳۵۔ فصل مامور بہ کب مستحسن ہوتا ہے؟

۱۳۶۔ مامور بہ کی دو اقسام کون سی ہیں؟

۱۳۷۔ واجب کب ساقط ہوتا ہے؟

۱۳۸۔ حسن بنفسہ کا حکم ذکر کریں؟

۱۳۹۔ حسن لغیرہ کی تعریف اور اس کا حکم لکھیں؟

۱۴۰۔ دوسری قسم سے ملتے جلتے کون سے احکام وہ مائل ہیں؟

۱۴۱۔ واجب کی دو اقسام کون سی ہیں؟

۱۴۲۔ اداء اور قضاء کی تعریف کریں۔

۱۴۳۔ اداء کی دو اقسام بتائیں۔

۱۴۴۔ اداء کامل کی مثالیں لکھیں۔

۱۴۵۔ اداء قاصرہ کی مثالیں ذکر کریں۔

۱۴۶۔ کیا اگر قابض کے پاس کھوٹے سکے ہلاک ہو جائیں تو مدیون پر کوئی ذمہ داری عائد ہو گی؟

۱۴۷۔ اس مذکورہ مسئلہ میں حنفیوں اور شافعیوں کا اختلاف لکھیں۔

۱۴۸۔ اداء کامل اور ناقص میں کون سا فرق ہے؟

۱۴۹۔ کیا غاصب پر تاوان واجب ہو گا یا نہیں؟

۱۵۰۔ قضاء کی دو اقسام کامل اور قاصر کی تعریف کریں اور دونوں کی مثالیں بیان کریں۔

۱۵۱۔ کیا جن اشیاء کا صورۃً اور معنوی طور پر مثل نہ ہو تو ان کی قضاء بالمثل ممکن ہو گی؟

۱۵۲۔ کیا کوئی صورت ایسی بھی ہے جس کی مثل ادا کرنا ضروری ہے؟



بحث تقسیم النہی الی قسمین

فَصْلٌ فِي النَّهْيِ

اَلنَّهْيُ نَوْعَانِ نَهْيٌ عَنِ الْاَفْعَالِ الْحِسِّيَّةِ كَالزِّنَا وَ شُرْبِ الْخَمْرِ وَالْكِذْبِ وَ الظُّلْمِ وَنَهْيٌ عَنِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ كَالنَّهْيِ عَنِ الصَّوْمِ فِي يَوْمِ النَّحْرِ وَالصَّلٰوةِ فِي الْاَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ وَبَيْعِ الدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمَيْنِ۔

نہی کا بیان

نہی کی دو اقسام ہیں:

۱۔ حسی افعال سے نہی مثلاً زنا، شراب نوشی، جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے سے روکنا۔

۲۔ شرعی تصرفات سے نہی مثلاً قربانی کے روز روزے سے منع کرنا۔ مکروہ اوقات میں نماز سے منع کرنا اور ایک درہم کے عوض دو درہم لینے سے روکنا۔

وَ حُكْمُ النَّوْعِ الْاَوَّلِ اَنْ يَكُوْنَ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ هُوَ عَيْنَ مَاوَرَدَ عَلَيْهِ النَّهْيُ فَيَكُوْنُ عَيْنُهُ قَبِيْحًا فَلَا يَكُوْنُ مَشْرُوْعًا اَصْلًا۔

نہی کی پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ جس شے سے منع کیا گیا ہے ہو بہو وہی شے ہو جس سے منع کیا گیا ہے لہٰذا وہ فعل بذات خود قبیح ہوگا اور قطعی طور پر جائز نہیں ہوگا۔

وَحُكْمُ النَّوْعِ الثَّانِي اَنْ يَكُوْنَ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ غَيْرَ مَا اُضِيْفَ اِلَيْهِ النَّهْيُ فَيَكُوْنُ هُوَ حَسَنًا بِنَفْسِهٖ قَبِيْحًا لِغَيْرِهٖ وَ يَكُوْنُ الْمُبَاشِرُ مُرْتَكِبًا لِلْحَرَامِ لِغَيْرِهٖ لَا لِنَفْسِهٖ۔

دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ نہی عنہ (جس شے سے روکا گیا ہے) اس سے مختلف ہو جس کی جانب نہی منسوب کی گئی ہے لہٰذا وہ فعل بنفسہ حسن ہوگا لیکن دوسرے سبب کی بنیاد پر وہ قبیح متصور ہوگا۔ اسے فقہی اصطلاح میں حسن بنفسہ قبیح لغیرہ کہتے ہیں اور اس کا فاعل اس بنا پر حرام کام کا مرتکب ٹھہرے گا جو اس میں نہی فی نفسہ تو موجود نہیں بلکہ اس کا ایک سبب ہے۔

وَعَلٰى هٰذَا قَالَ اَصْحَابُنَا اَلنَّهْيُ عَنِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ يَقْتَضِي تَقْرِيْرَهَا

وَيُرَادُ بِذٰلِكَ أَنَّ التَّصَرُّفَ بَعْدَ النَّهْيِ يَبْقٰى مَشْرُوْعًا كَمَا كَانَ لِأَنَّهُ لَوْ لَمْ يَبْقٰى مَشْرُوْعًا كَانَ الْعَبْدُ عَاجِزًا عَنْ تَحْصِيْلِ الْمَشْرُوْعِ وَ حِيْنَئِذٍ كَانَ ذٰلِكَ نَهْيًا لِلْعَاجِزِ وَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّارِعِ مُحَالٌ۔

چنانچہ ہمارے علما احناف کا مؤقف ہے کہ تصرفات شرعیہ میں نہی کا موجود ہونا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ امور اپنے اصل کے اعتبار سے مشروع ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ نہی وارد ہونے کے بعد منہی عنہ میں تصرف اسی طرح مشروع رہتا ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ اگر اس کی مشروعیت باقی نہیں تو بندہ مشروع کے حصول سے عاجز سمجھا جائے گا۔ تو اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نہی ایک ایسے امر میں واقع ہوئی ہے جس کے کرنے سے انسان عاجز تھا اور یہ شارع کی جانب سے ایسے حکم کا جاری ہونا نہایت مشکل کام ہے۔

بحث النہی عن الافعال الحسیۃ والشرعیۃ

وَ بِهٖ فَارَقَ الْأَفْعَالُ الْحِسِّيَّةُ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ عَيْنُهَا قَبِيْحًا لَا يُؤَدِّيْ ذٰلِكَ إِلٰى نَهْيِ الْعَاجِزِ لِأَنَّهُ بِهٰذَا الْوَصْفِ لَا يَعْجِزُ الْعَبْدُ عَنِ الْفِعْلِ الْحِسِّيِّ وَ يُتَفَرَّعُ مِنْ هٰذَا حُكْمُ الْبَيْعِ الْفَاسِدِ وَالْإِجَارَةِ الْفَاسِدَةِ وَ النَّذْرُ بِصَوْمِ يَوْمَ النَّحْرِ وَ جَمِيْعُ صُوَرِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ مَعَ وُرُوْدِ النَّهْيِ عَنْهَا۔

اسی اصول کی بنیاد پر افعال حسیہ میں امتیاز واضح ہو گیا کیونکہ وہ اپنی ذات میں قبیح ہوں تو ایسے افعال میں جن کے کرنے سے انسان عاجز ہو نہی وارد ہونا بے معنی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس وصف سے بندہ فعل حسی کو انجام دینے سے عاجز نہیں ہوتا۔ اسی اصول پر بہت سے ضمنی مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

۱۔ بیع فاسد کا حکم ۲۔ اجارہ فاسد ۳۔ قربانی کے دن کے روزے کی نذر ماننا اور اس طرح کے تصرفات شرعیہ کی تمام صورتیں ہیں جن میں نہی وارد ہوتی ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْحِسِّيَّةُ:	محسوس چیزیں، حسی افعال صفت مشبہ از باب (ن) مضاعف

اَلْمَنْهِيُّ:	ممنوع کام، جس کام سے روکا جائے اسم مفعول از باب (ف) ناقص یائی۔
اَلتَّصَرُّفَاتُ:	تصرف کی جمع ہے اور اَلتَّصَرُّفَاتُ الشَّرْعِيَّةُ مصدر از باب تفعل۔ الشرعیۃ اکی نسبت شریعت کی طرف ہے۔
اُضِيْفَ:	وہ منسوب کیا گیا، اس کی نسبت کی گئی واحد مذکر ماضی از باب افعال اجوف یائی۔
مُرْتَكِبٌ:	ارتکاب کرنے والا، برائی کرنے والا اسم فاعل از باب افتعال۔
تَحْصِيْلٌ:	حاصل کرنا، کسی چیز کا حصول لینا مصدر از باب تفعیل۔
لَايُؤَدِّيْ:	وہ اداء نہیں کرتا، وہ ادائیگی نہیں کرتا نفی معلوم از باب تفعیل۔
عَاجِزٌ:	کمزور آدمی عاجزی کرنے والا اسم فاعل از باب (ض)۔
اَلْاِجَارَةُ:	اجرت دینا، مزدور کو مزدوری دینا زمین کا ٹھیکہ وغیرہ دینا۔ مصدر از باب افعال اجوف یائی مہموز الفا ناقص یائی۔
نَقْضُهُ:	اس کو توڑنا، ختم کرنا۔ مصدر از باب (ن)
مُعْتَدَّةٌ:	عدت گزارنے والی عورت، عدت کو شمار کرنے والی اسم فاعل از باب افعال۔
وُرُوْدٌ:	داخل ہونا، وارد ہونا مصدر از باب (ض) مثال واوی۔

قُلْنَا اَلْبَيْعُ الْفَاسِدُ يُفِيْدُ الْمِلْكَ عِنْدَ الْقَبْضِ بِاِعْتِبَارِ اَنَّهُ بَيْعٌ وَيَجِبُ نَقْضُهُ بِاِعْتِبَارِ كَوْنِهٖ حَرَامًا لِغَيْرِهٖ وَهٰذَا بِخِلَافِ نِكَاحِ الْمُشْرِكَاتِ وَ مَنْكُوْحَةِ الْاَبِ وَ مُعْتَدَّةِ الْغَيْرِ وَ مَنْكُوْحَتِهٖ وَ نِكَاحِ الْمَحَارِمِ وَالنِّكَاحِ بِغَيْرِ شُهُوْدٍ لِاَنَّ مُوْجَبَ النِّكَاحِ حِلُّ التَّصَرُّفِ وَ مُوْجَبُ النَّهْيِ حُرْمَةُ التَّصَرُّفِ فَاسْتَحَالَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا فَيُحْمَلُ النَّهْيُ عَلَى النَّفْيِ فَاَمَّا مُوْجَبُ الْبَيْعِ ثُبُوْتُ الْمِلْكِ وَمُوْجَبُ النَّهْيِ حُرْمَةُ التَّصَرُّفِ۔

علما احناف کے خیال میں بیع فاسد سے بھی سامان کو قبضے میں لینے سے ملکیت ثابت ہوگی اس لحاظ سے کہ وہ بیع ہے اور اس بیع کو توڑنا یا ختم کرنا اس اعتبار سے ہے کہ یہ دیگر سبب کی بنیاد پر حرام ہے۔ لیکن یہ صورت مشرکہ عورتوں سے۔ باپ کی منکوحہ بیوی سے۔ غیر کی

منکوحہ اور اس کی عدت گزارنے والی عورت اور حرام عورتوں سے نکاح کرنے یا بغیر گواہوں کے نکاح کرنے والی صورت سے مختلف ہے۔ کیونکہ نکاح کا تقاضا تصرف حلال ہوتا اور نہی کا تقاضا تصرف حرام ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں کو جمع کرنا مشکل ہے۔ اس لیے نہی کو اس کے حلال ہونے کی نفی پر محمول کیا جائے گا (یعنی بذات خود ان اشیاء میں حلت پائی جاتی تھی لیکن کسی سبب کی وجہ سے اس میں نہی وارد ہوئی جس سے اس کی حلت کی نفی ہو گئی۔)

وَقَدْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِأَنْ يَثْبُتَ الْمِلْكُ وَ يُحَرَّمُ التَّصَرُّفُ أَلَيْسَ أَنَّهُ لَوْ تَخَمَّرَ الْعَصِيْرُ فِي مِلْكِ الْمُسْلِمِ يَبْقٰى مِلْكُهُ فِيْهَا وَ يُحَرَّمُ التَّصَرُّفُ۔

پس جہاں تک بیع کی خرید و فروخت سے ملکیت ثابت ہونے کا تعلق ہے اور نہی سے اس میں تصرف کے حرام ہونے کا تعلق ہے تو ان دونوں صورتوں میں تطبیق دینا ممکن ہے، وہ اس طرح کہ ملکیت تو ثابت ہو جائے گی لیکن اس میں تصرف حرام ہوگا۔

وَ عَلٰى هٰذَا قَالَ أَصْحَابُنَا اِذَا نَذَرَ بِصَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ وَ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَصِحُّ نَذْرُهُ لِأَنَّهُ نَذَرَ بِصَوْمٍ مَشْرُوْعٍ۔

وَ كَذٰلِكَ لَوْ نَذَرَ بِالصَّلٰوةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ يَصِحُّ لِأَنَّهُ نَذَرَ بِعِبَادَةٍ مَشْرُوْعَةٍ لِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ النَّهْيَ يُوْجِبُ بَقَاءَ التَّصَرُّفِ مَشْرُوْعًا۔

اسی اصول کی بنیاد پر علماء احناف کا کہنا ہے کہ اگر کسی نے قربانی کے دن یا ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی نذر مانی تو اس کی نذر درست ہوگی کیونکہ روزے کی نذر بذات خود مشروع ہے۔ اس طرح کہ وہ مکروہ اوقات میں کسی نے ادائیگی نماز کی نذر مانی تو اس کی نذر درست ہے کیونکہ اس نے ایک ایسی عبادت کی نذر مانی ہے جو بذات خود مشروع ہے۔ جبکہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ نہی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس میں تصرف کرنا اپنے اصل کے لحاظ سے مشروع ہے۔

وَ لِهٰذَا قُلْنَا لَوْ شَرَعَ فِي النَّفْلِ فِي هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ لَزِمَهُ بِالشُّرُوْعِ وَ ارْتِكَابُ الْحَرَامِ لَيْسَ بِلَازِمٍ لِلُزُوْمِ الْإِتْمَامِ فَإِنَّهُ لَوْ صَبَرَ حَتّٰى حَلَّتِ الصَّلٰوةُ بِارْتِفَاعِ الشَّمْسِ وَ غُرُوْبِهَا وَ دُلُوْكِهَا أَمْكَنَهُ الْإِتْمَامُ بِدُوْنِ الْكَرَاهَةِ۔

اسی بنا پر علماء حنفیہ کا قول ہے کہ اگر کسی نے مکروہ وقتوں میں نفل نماز شروع کر دی تو شروع کرنے کی وجہ سے ان کی ادائیگی لازم ہو گئی۔ لیکن حرام کے ارتکاب کر لینے کی وجہ سے اس کی تکمیل ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ شخص صبر کر لے کہ سورج نکلنے یا ڈھلنے یا غروب ہونیکی وجہ سے نماز کی ادائیگی حلال ہو جائے تو اس کے لیے کراہت کے بغیر اپنی نذر کو پورا کرنا ممکن ہو جائے گا۔

وَبِهٖ فَارَقَ صَوْمُ يَوْمِ الْعِيْدِ فَإِنَّهٗ لَوْ شَرَعَ فِيْهِ لَا يَلْزَمُهٗ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رحمه الله وَ مُحَمَّدٍ لِأَنَّ الْإِتْمَامَ لَا يَنْفَكُّ عَنْ اِرْتِكَابِ الْحَرَامِ۔

اس سے عید کے دن کے روزے کا فرق بھی واضح ہو گیا کہ اگر اس نے عید کے دن روزہ شروع کر لیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس کی تکمیل لازمی نہیں ہو گی کیونکہ روزے کا پورا کرنا حرام کے ارتکاب سے خالی نہیں ہے۔

وَمِنْ هٰذَا النَّوْعِ وَطْئُ الْحَائِضِ فَإِنَّ النَّهْيَ عَنْ قُرْبَانِهَا بِاِعْتِبَارِ الْأَذٰى لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾۔

اسی قسم کی مثال حائضہ سے ازدواجی تعلق قائم کرنا ہے۔ یہاں حائضہ سے قربت کی ممانعت اسی بنیاد پر ہے کہ اس کے لئے تکلیف کا سبب ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:
﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾

یہ آپ سے حائضہ عورت (سے ازدواجی تعلق قائم کرنے) کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ انہیں کہیں کہ حیض کی حالت میں ان سے (اس تعلق سے باز رہو) کیونکہ یہ ان کے لئے مضر ہے۔ جب تک وہ اس حالت سے پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔ [1]

[1] لیکن کسی سبب کی وجہ سے اس میں نہی وارد ہوئی جس سے اس کی حلال ہونے کی نفی ہو گی۔ لہٰذا مذکورہ مسائل میں نہی اپنے اصلی معنیٰ پر محمول نہیں ہے بلکہ نفی کے معنیٰ میں ہے، یہ تحریف ہے۔ اسی بنا پر علماء حنفیہ کا قول ہے کہ اگر کسی نے مکروہ وقتوں میں نفل نماز شروع کر دی الخ۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِسْتَحَالَ:	وہ محال ہوا، وہ مشکل ہوا ماضی از باب استفعال اجوف واوی۔
تَخَمَّرَ:	وہ شراب بن گئی، وہ ڈھانپتی ہے ماضی معلوم از باب تفعل صحیح۔
تَشْرِیْق:	گوشت کو دھوپ میں خشک کرنا، ایام تشریق سے عید الاضحیٰ کے دن گیارہ، بارہ، تیرہ (ذی الحج) مراد ہیں مصدر از باب تفعیل۔
ذَكَرْنَا:	ہم نے ذکر کیا، ہم نے بیان کیا جمع متکلم ماضی از باب (ن) صحیح۔
مَشْرُوْعًا:	شرعی کام، شریعت میں جائز کام اسم مفعول از باب (ف)۔
اَلْاِتْمَام:	پورا کرنا، تمام کرنا، مکمل کرنا مصدر از باب افعال مضاعف ثلاثی۔
اِرْتِفَاعٌ:	بلند ہونا، اونچا ہونا مصدر از باب افتعال صحیح۔
دُلُوْكٌ:	زائل ہونا، ڈھلنا، سائے کا جھکنا مصدر از باب (ن) صحیح۔
لَایَنْفَكُّ:	وہ جدا نہیں ہوگا، وہ لازمی ہے واحد مذکر فعل نفی معلوم از باب انفعال مضاعف ثلاثی۔ انفکاک سے مشتق ہے۔
فَاعْتَزِلُوْا:	تم الگ رہو، تم علیحدہ ہو جاؤ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر از باب افتعال صحیح۔
يَطْهُرْنَ:	وہ پاک ہو جائیں، وہ غسل کریں مضارع معلوم از باب (ن) صحیح۔

وَلِهٰذَا قُلْنَا يَتَرَتَّبُ الْاَحْكَامُ عَلٰى هٰذَا الْوَطْيِ فَيَثْبُتُ بِهٖ اِحْصَانُ الْوَاطِيْ وَتَحِلُّ الْمَرْاَةُ لِلزَّوْجِ الْاَوَّلِ وَيَثْبُتُ بِهٖ حُكْمُ الْمَهْرِ وَالْعِدَّةِ وَالنَّفَقَةِ وَلَوِ امْتَنَعَتْ عَنِ التَّمْكِيْنِ لِاَجْلِ الصِّدَاقِ كَانَتْ نَاشِزَةً عِنْدَهُمَا فَلَا تَسْتَحِقُّ النَّفَقَةَ۔

اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء احناف کہتے ہیں کہ اس ازدواجی تعلق کی بنیاد پر کئی احکام مرتب ہوں گے۔ مثلاً اس سے ازدواجی تعلق قائم کرنے والے کا شادی شدہ ہونا ثابت ہوگا اور اس (مباشرت) کے بعد عورت پہلے شوہر سے نکاح کے لیے حلال ہو سکتی ہے

اور اس (مباشرت) کی وجہ سے ہی مہر عدت اور نان ونفقہ کے احکامات ثابت ہوں گے اور اگر عورت نے حق مہر کی (عدم وصولی کی) بنیاد پر شوہر کو اپنے اوپر قابو نہ ہونے دیا تو وہ عورت دونوں کے ہاں نافرمان سمجھی جائے گی اور وہ نفقہ کی حقدار نہیں ہوگی۔

وَحُرْمَةُ الْفِعْلِ لَا تُنَافِي تَرَتُّبَ الْأَحْكَامِ كَطَلَاقِ الْحَائِضِ وَالْوُضُوْءِ بِالْمِيَاهِ الْمَغْصُوْبَةِ وَالْاِصْطِيَادِ بِقَوْسٍ مَغْصُوْبَةٍ وَالذَّبْحِ بِسِكِّيْنٍ مَغْصُوْبَةٍ وَالصَّلٰوةُ فِي الْأَرْضِ الْمَغْصُوْبَةِ وَالْبَيْعُ فِي وَقْتِ النِّدَاءِ فَإِنَّهُ يَتَرَتَّبُ الْحُكْمُ عَلٰى هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ مَعَ اشْتِمَالِهَا عَلَى الْحُرْمَةِ۔

فعل کی حرمت احکام کے مرتب ہونے کے مخالف نہیں ہے۔ مثلاً حائضہ کو طلاق دینا (اس سے طلاق واقع ہو جائے گی) لیکن دینے والا خطاکار ہوگا۔ اسی طرح سے مغصوب پانی کے ساتھ وضو کرنا یا مغصوبہ کمان کے ذریعے شکار کرنا یا غصب کی ہوئی چھری کے ساتھ ذبح کرنا یا چھینی ہوئی زمین میں نماز ادا کرنا یا اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کرنا تو ان سارے تصرفات پر ان میں نہی کے وارد ہونے کے باوجود احکام مرتب ہوں گے۔

وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْأَصْلِ قُلْنَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا﴾ إِنَّ الْفَاسِقَ مِنْ أَهْلِ الشَّهَادَةِ فَيَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِشَهَادَةِ الْفُسَّاقِ لِأَنَّ النَّهْيَ عَنْ قُبُوْلِ الشَّهَادَةِ بِدُوْنِ الشَّهَادَةِ مُحَالٌ وَإِنَّمَا لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَتُهُمْ لِفَسَادٍ فِي الْأَدَاءِ لَا لِعَدَمِ الشَّهَادَةِ أَصْلًا۔

وَعَلٰى هٰذَا لَا يَجِبُ عَلَيْهِمُ اللِّعَانُ لِأَنَّ ذٰلِكَ أَدَاءُ الشَّهَادَةِ وَلَا أَدَاءَ مَعَ الْفِسْقِ

اس اصول کی بنیاد پر ہماری رائے میں اللہ تعالیٰ کا یہ جو فرمان ہے کہ ﴿وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا﴾ (النور) کہ کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو) اس کے مطابق فاسق اہل شہادت میں سے ہے۔ چنانچہ فاسق کی گواہی سے نکاح کا انعقاد ہو جائے گا کیونکہ گواہی کی قبولیت سے روکنا گواہی کی صلاحیت کے موجود ہونے کے بغیر ناممکن ہے کیونکہ ان کی گواہی کی عدم قبولیت کی وجہ ادا میں خرابی ہے نہ کہ گواہی دینے کی قابلیت موجود نہیں۔

اس وجہ سے اُن پر لعان واجب نہیں کیوں کہ اس موقع پر گواہی دینی ہوتی ہے اور فسق والی حالت میں گواہی نہیں دی جاسکتی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِحْصَانٌ:	شادی کرنا، پاکدامن ہونا، عصمت کی حفاظت کرنا مصدر ازباب افعال۔
اِمْتَنَعَتْ:	وہ رک گئی، وہ باز آگئی واحد مونث فعل ماضی ازباب افتعال۔
اَلتَّمْكِيْنُ:	جگہ دینا، قوت دینا مصدر ازباب تفعیل ہفت اقسام سے صحیح۔
اَلْاِصْطِيَادُ:	شکار کرنا، پرندے وغیرہ کو شکار کرنا، کھونڈی لگا کر شکار کرنا مصدر ازباب افتعال اجوف یائی۔
اَلنِّدَاءُ:	پکارنا، اذان دینا، بلانا، آواز دینا مصدر ازباب مفاعلہ ناقص یائی۔
اِشْتِمَالٌ:	مشتمل ہونا، کسی چیز کو شامل ہونا مصدر ازباب افتعال۔
فَيَنْعَقِدُ:	وہ منعقد ہوا، وہ پختہ ہو جائے گا مضارع معلوم ازباب انفعال۔
اَللِّعَانُ:	لعان کرنا، میاں بیوی کا ایک دوسرے پر لعنت کرنا مصدر ازباب مفاعلہ۔
لَايَسْتَلْزِمُ:	وہ لازم نہیں ہے، وہ مستلزم نہیں ہے نفی معلوم ازباب استفعال۔
نَاقِضٌ:	توڑنے والا، ختم کرنے والا، کاٹنے والا نواقض جمع ہے اس سے مراد نواقض الوضوء ہیں۔ ازباب (ن) صحیح۔
اَلْمَخْلُوْقَةُ:	جو چیز پیدا ہو، پیدا شدہ چیز واحد مونث اسم مفعول ازباب (ن)۔

مشقی سوالات

۱۵۳۔ نہی کی دو اقسام کون سی ہیں؟

۱۵۴۔ نہی تحریمی اور نہی تنزھی کی تعریف اور حکم لکھیں۔

۱۵۵۔ تصرفات شرعیہ میں نہی کون سی چیز کا تقاضا کرتی ہے۔

۱۵۶۔ بیع فاسد اور اجارہ فاسد کا حکم کیا ہے؟

۱۵۷۔ اس مذکورہ مسئلہ کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف نقل کریں۔

۱۵۸۔ کیا اوقات مکروہہ میں نماز کی نذر ماننا جائز ہے؟

۱۵۹۔ کیا حرام چیز کا ارتکاب کرنے سے اس کی تکمیل لازمی ہے؟ اس مسئلہ میں حنفیوں اور شافعیوں میں اختلاف لکھیں۔

۱۶۰۔ کیا بتانے والا اور چوری کرنے والا برابر ہیں؟

۱۶۱۔ کیا حالت حیض میں وطی کرنا جائز ہے؟

۱۶۲۔ اس وطی پر کون سے احکام مرتب ہو سکتے ہیں؟

۱۶۳۔ کیا فعل کی حرمت احکام کے مرتب ہونے کے منافی ہے؟

۱۶۴۔ ﴿وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا﴾ کا مفہوم بیان کریں۔

۱۶۵۔ کیا فاسق کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائے گا؟

☆☆☆

فَصْلٌ فِيْ تَعْرِيْفِ طَرِيْقِ الْمُرَادِ بِالنُّصُوْصِ

اِعْلَمْ أَنَّ لِمَعْرِفَةِ الْمُرَادِ بِالنُّصُوْصِ طُرُقًا مِنْهَا أَنَّ اللَّفْظَ إِذَا كَانَ حَقِيْقَةً لِمَعْنًى وَمَجَازًا لِآخَرَ فَالْحَقِيْقَةُ أَوْلَى مِثَالُهُ مَا قَالَ عُلَمَاؤُنَا الْبِنْتُ الْمَخْلُوْقَةُ مِنْ مَاءِ الزِّنَا يَحْرُمُ عَلَى الزَّانِيْ نِكَاحُهَا وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَحِلُّ وَالصَّحِيْحُ مَا قُلْنَا لِأَنَّهَا بِنْتُهُ حَقِيْقَةً فَتَدْخُلُ تَحْتَ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ﴾ (النساء ۲۳) الخ

فصل: نصوص سے مفہوم حاصل کرنے کے چند طریقے

نصوص (آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مفہوم حاصل کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ (اے مخاطب تو جان لے) ان میں سے ایک یہ ہے کہ لفظ جب ایک معنی کے اعتبار سے حقیقی ہو اور دوسرے معنی کے اعتبار سے مجازی ہو تو حقیقی معنی اخذ کرنا اولیٰ ہوگا۔ ہمارے علماء احناف کے قول کے مطابق اس کی مثال یہ ہوگی کہ زنا سے پیدا ہونے والی لڑکی سے اس کے زانی باپ کا نکاح حرام ہوگا جبکہ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ نکاح جائز ہوگا لیکن ہماری بات درست ہے کیونکہ وہ اصل میں اس کی بیٹی ہے اس پر اب اللہ تعالیٰ کے قول ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ...﴾ (تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں حرام کردی گئیں) کا اطلاق ہوگا۔

وَ يَتَفَرَّعُ مِنْهُ الْأَحْكَامُ عَلَى الْمَذْهَبَيْنِ مِنْ حِلِّ الْوَطْيِ وَوُجُوْبِ الْمَهْرِ وَلُزُوْمِ النَّفَقَةِ وَجَرَيَانِ التَّوَارُثِ وَوِلَايَةِ الْمَنْعِ الْخُرُوْجِ وَالْبُرُوْزِ

اس اصل پر دونوں مذاہب کے مطابق کئی احکام کا استنباط کیا گیا ہے مثال کے طور پر امام شافعیؒ کے ہاں اس سے ازدواجی رشتہ جائز ہوگا۔ مرد پر حق مہر بھی واجب ہوگا۔ نان و نفقہ بھی اس پر لازم ہوگا۔ احناف کے ہاں چونکہ یہ نکاح ہی نہیں ہوا اس لئے ان میں سے کوئی بھی چیز لازم نہ ہوگی۔

وَ مِنْهَا اِنَّ أَحَدَ الْمُحْتَمَلَيْنِ إِذَا أَوْجَبَ تَخْصِيْصًا فِي النَّصِّ دُوْنَ الْآخَرِ

فَالْحَمْلُ عَلٰى مَالَا يَسْتَلْزِمُ التَّخْصِيْصَ أَوْلٰى مِثَالُهُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ فَالْمُلَامَسَةُ لَوْ حُمِلَتْ عَلَى الْوِقَاعِ كَانَ النَّصُّ مَعْمُوْلًا بِهٖ فِيْ جَمِيْعِ صُوَرِ وُجُوْدِهٖ وَلَوْ حُمِلَتْ عَلَى الْمَسِّ بِالْيَدِ كَانَ النَّصُّ مَخْصُوْصًا بِهٖ فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الصُّوَرِ فَإِنَّ مَسَّ الْمَحَارِمِ وَالطِّفْلَةِ الصَّغِيْرَةِ جِدًّا غَيْرُ نَاقِضٍ لِلْوُضُوْءِ أَصَحَّ قَوْلَيِ الشَّافِعِيِّ وَيُتَفَرَّعُ مِنْهُ الْأَحْكَامُ عَلَى الْمَذْهَبَيْنِ مِنْ إِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ وَمَسِّ الْمُصْحَفِ وَدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ وَ صِحَّةِ الْإِمَامَةِ وَلُزُوْمِ التَّيَمُّمِ عِنْدَ عَدَمِ الْمَآءِ وَتَذَكُّرِ الْمَسِّ فِيْ أَثْنَاءِ الصَّلٰوةِ۔

ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ لفظ میں جن دو معانی کا موجود ہونا ممکن ہے ان میں سے اگر ایک نص میں خاص کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور دوسرا نہیں۔ تو اسے خاص نہ کرنے والے معنی پر محمول کرنا بہتر ہے۔ مثلاً اللہ کا یہ فرمان ﴿أَوْ لَا مَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ (عورتوں کو چھوا ہو) اب اگر مُلَامَسَت کو مباشرت پر محمول کیا جائے تو یہ حکم مباشرت کی ساری حالتوں میں قابل عمل ہوگا لیکن اگر اسے (محض) ہاتھ سے چھونے کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو اس کی متعدد صورتوں میں نص میں تخصیص واقع ہو جاتی ہے۔ اگر اس نے اپنی ابدی حرام خواتین کو یا بہت چھوٹی بچی کو چھو لیا تو امام شافعیؒ کے دو اقوال میں صحیح قول کے مطابق اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

اسی اصول کے مطابق دونوں مذاہب میں اختلاف کی بنیاد پر دیگر کئی ایک فروعی مسائل نکالے گئے ہیں مثلاً نماز کا مباح ہونا۔ قرآن کریم کا چھونا، مسجد میں داخل ہونا، امامت کروانا اور پانی کی غیر موجودگی کے وقت تیمم کرنا اور نماز کے دوران میں ملامست کا یاد آنا۔ احناف کے ہاں یہ تمام امور جائز ہیں جبکہ امام شافعی کے نزدیک وضو ٹوٹنے کی وجہ سے یہ امور مباح نہیں ہیں۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
جَرَيَانٌ:	جاری ہونا، چلنا، عام ہونا مصدر از باب (ض) ناقص یائی۔

اَلْبُرُوْزُ:	ظاہر ہونا، عام ہونا، نظر آنا، واضح ہونا مصدر از باب (ن)۔
اِبَاحَةٌ:	مباح کرنا، جائز بنانا، جائز قرار دینا مصدر از باب افعال اجوف واوی۔

وَمِنْهَا أَنَّ النَّصَّ إِذَا قُرِئَ بِقِرَاْتَيْنِ اَوْ رُوِيَ بِرِوَايَتَيْنِ كَانَ الْعَمَلُ بِهٖ عَلٰى وَجْهٍ يَكُوْنُ عَمَلًا بِالْوَجْهَيْنِ اَوْلٰى مِثَالُهٗ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاَرْجُلَكُمْ﴾ قُرِئَ بِالنَّصَبِ عَطْفًا عَلَى الْمَغْسُوْلِ وَبِالْخَفْضِ عَطْفًا عَلَى الْمَمْسُوْحِ فَحُمِلَتْ قِرَاْةُ الْخَفْضِ عَلٰى حَالَةِ التَّخَفُّفِ وَقِرَاْةُ النَّصَبِ عَلٰى حَالَةِ عَدَمِ التَّخَفُّفِ بِاعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ الْبَعْضُ جَوَازُ الْمَسْحِ ثَبَتَ بِالْكِتَابِ۔

ایک طریق یہ ہے کہ اگر کسی نص قرآنیہ کو دو قراٰتوں سے پڑھنا ممکن ہو یا حدیث کی کسی نص کو دو مختلف روایات سے بیان کیا جائے تو ان میں سے ایسے طریقہ پر عمل کرنا زیادہ اولیٰ ہوگا جس سے دونوں معانی پر عمل ہو جائے مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَاَرْجُلَكُمْ﴾ (اور تم اپنے پاؤں کو) اس کو مغسول پر عطف کرکے منصوب پڑھا گیا ہے اور ممسوح پر عطف کرتے ہوئے مجرور پڑھا گیا ہے۔ پس زیر کی قراٰت کو تخفف کی حالت پر اور نصب کی قراٰت کو عدم تخفف کی حالت پر محمول کیا جائے گا۔ اسی معنیٰ کی بنیاد پر بعض لوگوں نے یہ کہا ہے (پاؤں کا) مسح قرآن سے ثابت ہے۔

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى (حَتّٰى يَطْهُرْنَ) قُرِئَ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ فَيُعْمَلُ بِقِرَاْةِ التَّخْفِيْفِ فِيْمَا إِذَا كَانَ اَيَّامُهَا عَشَرَةٌ وَبِقِرَاْةِ التَّشْدِيْدِ فِيْمَا إِنْ كَانَ اَيَّامُهَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (حَتّٰى يَطْهُرْنَ) جو تشدید اور تخفیف دونوں قراٰتوں سے پڑھا گیا ہے یہاں ہم دونوں قراٰتوں پر اس طرح عمل کریں گے کہ تخفیف کی قراٰت پر اس وقت عمل کیا جائے گا جبکہ اس کے ایام (ماہواری) کی تعداد دس (۱۰) دن ہو اور تشدید کی قراٰت پر اس وقت جبکہ اس کے ایام کی تعداد دس دن سے کم ہو۔

وَعَلٰى هٰذَا قَالَ اَصْحَابُنَا إِذَا انْقَطَعَ دَمُ الْحَيْضِ لِاَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ اَيَّامٍ لَمْ يَجُزْ وَطْئُ الْحَائِضِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ لِاَنَّ كَمَالَ الطَّهَارَةِ يَثْبُتُ بِالْاِغْتِسَالِ وَلَوْ

اِنْقَطَعَ دَمُهَا لِعَشَرَةِ أَيَّامٍ جَازَ وَطْئُهَا قَبْلَ الْغُسْلِ لِأَنَّ مُطْلَقَ الطَّهَارَةِ ثَبَتَ بِانْقِطَاعِ الدَّمِ۔

اسی بنیاد پر علماء احناف کا قول ہے کہ اگر حیض کا خون دس روز سے قبل بند ہو جائے تو جب تک عورت غسل نہ کرے اس سے جماع جائز نہیں کیونکہ کامل طہارت تو غسل ہی سے حاصل ہوتی ہے اگر اس کا خون دس روز مکمل ہونے پر ختم ہو تو اس کے غسل کرنے سے قبل بھی اس سے جماع مباح ہے کیونکہ خون کے ختم ہونے کی وجہ سے مطلق طہارت تو ثابت ہو ہی گئی ہے۔

وَلِهٰذَا قُلْنَا اِذَا انْقَطَعَ دَمُ الْحَيْضِ لِعَشَرَةِ أَيَّامٍ فِي آخِرِ وَقْتِ الصَّلٰوةِ تَلْزَمُهَا فَرِيْضَةُ الْوَقْتِ وَإِنْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الْوَقْتِ مِقْدَارُ مَا تَغْتَسِلُ فِيْهِ وَلَوِ انْقَطَعَ دَمُهَا لِأَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ أَيَّامٍ فِي آخِرِ وَقْتِ الصَّلٰوةِ إِنْ بَقِيَ مِنَ الْوَقْتِ مِقْدَارُ مَا تَغْتَسِلُ فِيْهِ وَتُحْرِمُ لِلصَّلٰوةِ لَزِمَتْهَا الْفَرِيْضَةُ وَإِلَّا فَلَا۔

اسی اصول کی بنیاد پر علماء احناف کی رائے یہ ہے کہ اگر دس دن مکمل ہونے کے بعد نماز کے آخری وقت میں خون بند ہوا تو اس پر نماز کی ادائیگی فرض ہوگی، اگرچہ اس کے پاس غسل کرنے کے لئے وقت بھی باقی نہ بچے۔ لیکن اگر اس کا خون دس دن سے کم میں نماز کے آخری وقت میں ختم ہو اور اس کے پاس غسل کرنے اور نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہنے کا وقت باقی بچا تو اس پر وہ نماز فرض ہوگی ورنہ نہیں۔

ثُمَّ نَذْكُرُ طُرُقًا مِنَ التَّمَسُّكَاتِ الضَّعِيْفَةِ لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ تَنْبِيْهًا عَلٰى مَوْضِعِ الْخَلَلِ فِي هٰذَا النَّوْعِ۔

اب ہم کمزور دلیل پکڑنے کے طریقوں کا ذکر کرتے ہیں تاکہ اس سے اس قسم میں خلل واقع ہونے والے مقامات سے علم حاصل ہو جائے (جو احناف کے ہاں فاسد ہیں اور دوسرے حضرات مثلاً امام شافعی کے ہاں صحیح ہیں۔)

وَمِنْهَا أَنَّ التَّمَسُّكَ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (أَنَّهُ قَاءَ فَلَمْ يَتَوَضَّأْ) لِإِثْبَاتِ أَنَّ الْقَيْءَ غَيْرُ نَاقِضٍ ضَعِيْفٌ لِأَنَّ الْأَثَرَ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْقَيْءَ لَا يُوْجِبُ

الْوُضُوْءِ فِي الْحَالِ وَلَا خِلَافَ فِيْهِ وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي كَوْنِهٖ نَاقِضًا۔

ان میں سے ایک طریقہ اس حدیث سے دلیل لینا ہے جو رسول کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے قے کی، مگر وضو نہیں کیا۔ اس سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ قے (الٹی) ناقض وضو میں سے نہیں ہے۔ یہ دلیل ضعیف ہے، کیونکہ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قے سے فوری طور پر وضو واجب نہیں ہوتا اور اس میں اختلاف بھی کوئی نہیں۔ اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ یہ وضو کے لیے ناقض ہے یا کہ نہیں؟ احناف کی رائے میں قے ناقض وضو ہے۔

وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ لِإِثْبَاتِ فَسَادِ الْمَآءِ بِمَوْتِ الذُّبَابِ ضَعِيْفٌ لِأَنَّ النَّصَّ يُثْبِتُ حُرْمَةَ الْمَيْتَةِ وَلَا خِلَافَ فِيْهِ وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي فَسَادِ الْمَآءِ وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ (حُتِّيْهِ ثُمَّ اقْرِصِيْهِ ثُمَّ اغْسِلِيْهِ بِالْمَآءِ) لِإِثْبَاتِ أَنَّ الْخَلَّ لَا يُزِيْلُ النَّجَسَ ضَعِيْفٌ لِأَنَّ الْخَبَرَ يَقْتَضِي وُجُوْبَ غَسْلِ الدَّمِ بِالْمَآءِ فَيَتَقَيَّدُ بِحَالِ وُجُوْدِ الدَّمِ عَلَى الْمَحَلِّ وَلَا خِلَافَ فِيْهِ وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي طَهَارَةِ الْمَحَلِّ بَعْدَ زَوَالِ الدَّمِ بِالْخَلِّ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ (کہ تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے) سے یہ دلیل پکڑنا مکھی کے مر جانے سے پانی خراب ہو جاتا ہے (جو کہ امام شافعیؒ کی رائے ہے۔) یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ نص سے مردار کی حرمت ثابت ہو رہی ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف تو اس میں ہے کہ پانی نجس ہو جائے گا کہ نہیں؟ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کو فرمانا: (حُتِّيْهِ ثُمَّ اقْرُصِيْهِ ثُمَّ اغْسِلِيْهِ بِالْمَآءِ) کہ حیض کا خون کھرچ لو پھر رگڑو پھر پانی سے دھوؤ۔ اس سے یہ استدلال کرنا کمزور ہے کہ سرکہ نجاست کو ختم نہیں کر سکتا کیونکہ تقاضائے حدیث یہ ہے کہ خون کو پانی سے دھونا واجب ہے تو یہ حکم اس وقت قابل عمل ہوگا جس جگہ خون موجود ہوگا، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف تو محض سرکہ سے خون کے ختم ہونے کے بعد

جگہ کے پاک ہونے میں ہے۔

وَ كَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهٖ ﷺ (فِي أَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ) لِإِثْبَاتِ عَدَمِ جَوَازِ دَفْعِ الْقِيْمَةِ ضَعِيْفٌ لِأَنَّهُ يَقْتَضِي وُجُوْبَ الشَّاةِ وَلَا خِلَافَ فِيْهِ وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي سُقُوْطِ الْوَاجِبِ بِأَدَاءِ الْقِيْمَةِ

اس طرح رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان (فی اربعین شاۃ شاۃ) کہ "ہر ۴۰ بکریوں میں سے ایک بکری کی زکوۃ دینا ہوگی"۔ اس سے یہ استدلال کرنا کمزور ہے کہ زکوۃ میں بکری کی جگہ قیمت دینا صحیح نہیں۔ کیونکہ حکم کا تقاضا تو یہ ہے کہ ایک بکری واجب ہوتی ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف تو اس بات میں ہے کہ قیمت کی ادائیگی سے واجب شدہ زکوۃ کی ادائیگی ہوگی یا نہیں؟[1]

وَ كَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ لِإِثْبَاتِ وُجُوْبِ الْعُمْرَةِ اِبْتِدَاءً ضَعِيْفٌ لِأَنَّ النَّصَّ يَقْتَضِيْ وُجُوْبَ الْإِتْمَامِ وَذٰلِكَ إِنَّمَا يَكُوْنُ بَعْدَ الشُّرُوْعِ وَلَا خِلَافَ فِيْهِ وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِيْ وُجُوْبِهَا اِبْتِدَاءً۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ کہ حج اور عمرہ کو اللہ کی خوشنودی کے لئے پورا کرو) سے ثابت کرنا کہ عمرہ ابتداً واجب ہے کمزور (استدلال) ہے، کیونکہ نص کا تقاضا ہے کہ ان کا پورا کرنا لازمی ہے اور اس کو شروع کرنے کے بعد اس کا ادا کرنا ضروری ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اختلاف تو اس چیز میں ہے کہ عمرے کا وجوب ابتداً ثابت کیا جائے (جیسا کہ امام شافعیؒ کا قول ہے)۔

وَ كَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهٖ ﷺ (لَا تَبِيْعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ) لِإِثْبَاتِ أَنَّ الْبَيْعَ الْفَاسِدَ لَا يُفِيْدُ الْمِلْكَ ضَعِيْفٌ لِأَنَّ النَّصَّ يَقْتَضِيْ تَحْرِيْمَ الْبَيْعِ الْفَاسِدِ وَلَا خِلَافَ فِيْهِ فَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِيْ ثُبُوْتِ الْمِلْكِ وَعَدَمِهٖ۔

اسی طرح فرمان رسول اکرم ﷺ (لَا تَبِيْعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ

[1] علماء احناف کے ہاں ادائیگی قیمت سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ جو کہ شرع کے خلاف ہے۔

بِالصَّاعَیْنِ) کہ ایک درہم کو دو درہموں کے عوض اور نہ ہی ایک صاع کو دو صاع کے بدلے فروخت کرو) سے یہ استدلال کرنا کمزور ہے کہ فاسد بیع سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ نص تو بیع فاسد کی حرمت کی متقاضی ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف تو اس چیز میں ہے کہ کیا اس سے ملکیت ثابت ہوتی ہے کہ نہیں؟

وَ کَذٰلِکَ التَّمَسُّکُ بِقَوْلِهٖ ﷺ (اَلَا لَا تَصُوْمُوْا فِیْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ فَاِنَّهَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَ شُرْبٍ وَ بِعَالٍ) لِاِثْبَاتِ اَنَّ النَّذْرَ بِصَوْمِ یَوْمِ النَّحْرِ لَا یَصِحُّ ضَعِیْفٌ لِاَنَّ النَّصَّ یَقْتَضِیْ حُرْمَةَ الْفِعْلِ وَلَا خِلَافَ فِیْ کَوْنِهٖ حَرَامًا وَاِنَّمَا الْخِلَافُ فِیْ اِفَادَةِ الْاَحْکَامِ مَعَ کَوْنِهٖ حَرَامًا وَ حُرْمَةُ الْفِعْلِ لَا تُنَافِیْ تَرَتُّبَ الْاَحْکَامِ فَاِنَّ الْاَبَ لَوِ اسْتَوْلَدَ جَارِیَةَ اِبْنِهٖ یَکُوْنُ حَرَامًا وَیَثْبُتُ بِهِ الْمِلْکُ لِلْاَبِ۔

اسی طرح اس فرمان رسول اللہ ﷺ (اَلَا لَا تَصُوْمُوْا فِیْ ھذہ الایام فانھا ایام اکل و شرب و بعال) کہ ان ایام تشریق میں روزے نہ رکھو کہ یہ دن کھانے پینے اور جماع کے ہیں) سے یہ ثابت کرنا کہ قربانی کے دن روزے کی نذر ماننا درست نہیں ہے، کمزور ہے۔ کیونکہ یہ نص اس فعل (روزہ رکھنے کی حرمت) کا تقاضا کرتی ہے۔ تو اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف تو ان احکام میں ہے جو اس کے مرتب ہونے کے باوجود مرتب ہوئے ہیں اور کسی کام کا حرام ہونا اس پر احکام کے مرتب ہونے کا نہیں کیونکہ باپ اگر بیٹے کی لونڈی سے حصول اولاد چاہے تو یہ حرام ہوگا لیکن باپ کے جماع سے ملکیت ثابت ہو جائے گی (اور اس پر لونڈی کی قیمت کی ادائیگی لازم آئے گی)۔

وَلَوْ ذَبَحَ شَاةً بِسِکِّیْنٍ مَغْصُوْبَةٍ یَکُوْنُ حَرَامًا وَیَحِلُّ الْمَذْبُوْحُ وَلَوْ غَسَلَ الثَّوْبَ النَّجِسَ بِمَاءٍ مَغْصُوْبٍ یَکُوْنُ حَرَامًا وَ یَطْهُرُ بِهِ الثَّوْبُ وَلَوْ وَطِئَ اِمْرَاَةً فِیْ حَالَةِ الْحَیْضِ یَکُوْنُ حَرَامًا وَ یَثْبُتُ بِهٖ اِحْصَانُ الْوَاطِئِ وَیَثْبُتُ الْحِلُّ لِلزَّوْجِ الْاَوَّلِ۔

اسی طرح اگر کسی نے چھینی ہوئی چھری سے بکری ذبح کی تو یہ حرام ہوگا لیکن بکری کا ذبیحہ حلال ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے مغصوب پانی سے کپڑے کی نجاست کو دھویا تو یہ

حرام ہے لیکن اس سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے بیوی سے حالت حیض میں جماع کیا تو یہ فعل حرام ہے لیکن اس سے شوہر کا محض شادی شدہ ہونا ثابت ہو جائے گا اس (مباشرت) کی وجہ سے اس کا شوہر کے نکاح میں جانا جائز ہو گا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمَغْسُوْلُ:	دھوئی چیز، غسل شدہ کپڑا، وضوء کا عضو دھونا اسم مفعول از باب (ض)
اَلْمَمْسُوْحُ:	مسح شدہ جراب و موزہ وغیرہ، سر کا مسح کیا جائے اسم مفعول از باب (ف)۔
اَلْخَفْضُ:	نچلی جگہ، پست جگہ اس سے مراد حرف جر یا جر اور کسرہ والی قرأت۔
اَلتَّخْفِيْفُ:	آسان کرنا، ہلکا کرنا، قلیل کرنا مصدر از باب تفعیل مضاعف۔
اَلتَّمَسُّكُ:	مضبوطی سے پکڑنا عمل کرنا، دلیل پکڑنا۔ مصدر از باب تفعل۔
قِرَاْءَةٌ:	پڑھنا، قرأت کرنا، پڑھنا، پڑھانا مصدر از باب (ف) مہموز اللام۔
اِنْقَطَعَ:	وہ ٹوٹ گیا، وہ ختم ہوا، وہ منقطع ہوا ماضی از باب انفعال صحیح۔
تَنْبِيْهًا:	خبردار کرنا، متنبہ کرنا مصدر از باب تفعیل صحیح۔
نَذْكُرُ:	ہم یاد کرتے ہیں، ہم ذکر کرتے ہیں جمع متکلم مضارع معلوم از باب (ن)۔
فَسَادٌ:	فاسد ہونا، خراب ہونا، باطل ہونا مصدر از باب (ن) صحیح۔
حُتِّيْهِ:	تو اس کو کھرچ، تو اسے کسی چیز سے صاف کر امر حاضر از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔
اُقْرُصِيْهِ:	تو اسے ہاتھوں سے مل، ہاتھ سے صاف کر واحد مونث امر حاضر از باب (ن)۔
لَايُزِيْلُ:	وہ زائل نہیں کرتا، وہ اسے ختم نہیں کرتا، وہ دور نہیں کرتا نفی از باب افعال اجوف یائی۔
اِثْبَاتٌ:	ثابت کرنا، کسی چیز کا ثبوت دینا مصدر از باب افعال۔
اَتِمُّوْا:	تم اس کو پورا کرو، تم مکمل کرو جمع حاضر امر حاضر از باب افعال مضاعف

ثلاثی۔

يَقْتَضِي: وہ طلب کرتا ہے، وہ چاہتا ہے، وہ تقاضا کرتا ہے مضارع از باب افتعال ناقص یائی۔

لَا يُفِيْدُ: وہ فائدہ مند نہیں، وہ مفید نہیں۔ نفی از باب افعال اجوف یائی۔

لَا تَصُوْمُوْا: تم روزہ نہ رکھو، تم کھانا پینا جماع نہ چھوڑو جمع حاضر نہی حاضر از باب (ن) اجوف واوی۔

اِسْتَوْلَدَ: اس نے جنا، اس نے جنم دیا ماضی از باب استفعال مثال واوی۔

لَا تَبِيْعُوْا: تم نہ بیچو، تم خرید و فروخت نہ کرو جمع حاضر نہی حاضر از باب (ض) اجوف یائی۔

اَلْفَاسِدُ: فاسد چیز، خراب چیز، باطل حکم اسم فاعل از باب (ض)۔

تَرَتُّبٌ: مرتب ہونا، باترتیب ہونا مصدر از باب تفعل ہفت اقسام سے صحیح۔

اَلْمَذْبُوْحُ: ذبح شدہ جانور، جس جانور کو ذبح کیا گیا ہو اسم مفعول از باب (ف) صحیح۔

مَغْصُوْبٌ: غصب شدہ مال، چھینا ہوا مال اسم مفعول از باب (ض) (صحیح)۔

اَلْوَاطِئُ: وطی کرنے والا، جماع کرنے والا، صحبت کرنے والا اسم فاعل از باب (ض) مہموز اللام، مثال واوی۔

مشقی سوالات

۱۶۶۔ فصل نصوص سے مراد اخذ کرنے کے کون سے طریقے ہیں؟

۱۶۷۔ نمبر ۱۔ جب لفظ کے دو معنی حقیقی مجازی ہوں تو تب کون سا معنی اخذ ہوگا۔

۱۶۸۔ اس مسئلہ کی بنا پر دونوں فریقوں کے مابین کون سے فروعی احکام کا استنباط ہوتا ہے؟

۱۶۹۔ نمبر ۲۔ جب ایک لفظ کے دو معانی ممکن ہوں نمبر: ۱: خاص، نمبر: ۲: عام تو پھر عدم تخصیص والے معنی پر محمول کرنا اولیٰ ہے۔

۱۷۰۔ اس قسم کی مثال کون سی آیت میں ہے۔

۱۷۱۔ اگر قرآنی نص کو دو قراتوں سے پڑھنا ممکن ہو یا کسی ایک حدیث کو دو مختلف روایتوں

سے بیان کیا جائے تو ان میں سے ایک ایسے طریق پر عمل کرنا بہتر ہے جس سے دونوں پر عمل ہو جائے۔

۱۷۲۔ اس اصول کی بنا پر کون سے اختلافی مسائل بیان ہوتے ہیں۔

۱۷۳۔ چند کمزور تمسکات بیان کریں جو احناف کے نزدیک فاسد ہیں اور شوافع کے نزدیک درست ہیں۔



فَصْلٌ فِي تَقْرِيْرِ حُرُوْفِ الْمَعَانِي

اَلْوَاوُ لِلْجَمْعِ الْمُطْلَقِ وَ قِيْلَ اَنَّ الشَّافِعِيَّ جَعَلَهُ لِلتَّرْتِيْبِ وَعَلٰى هٰذَا اَوْجَبَ التَّرْتِيْبَ فِي بَابِ الْوُضُوْءِ قَالَ عُلَمَاؤُنَا اِذَا قَالَ لِامْرَاَتِهٖ اِنْ كَلَّمْتِ زَيْدًا اَوْ عَمْرًوا فَاَنْتِ طَالِقٌ فَكَلَّمَتْ عَمْرًوا ثُمَّ زَيْدًا طُلِقَتْ وَلَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ مَعْنَى التَّرْتِيْبِ وَ الْمُقَارَنَةِ۔

حروف کے معانی کا بیان

۱- الواو: واو مطلق جمع کے لیے آتی ہے لیکن امام شافعیؒ اسے ترتیب کے لئے فرماتے ہیں اس اصول کی بنیاد پر امام شافعیؒ اعضاء وضو میں ترتیب کے قائل ہیں ہمارے علماء کہتے ہیں کہ جب کسی نے اپنی بیوی کو کہا (اِنْ كَلَّمْتِ زَيْدًا اَوْ عَمْرًوا فَاَنْتِ طَالِقٌ) کہ اگر تو نے زید اور عمرو سے کلام کیا تو تجھے طلاق) تو اس نے پہلے عمرو سے بات کی پھر زید سے تو (پھر بھی) اسے طلاق ہو جائے گی کیونکہ واؤ میں ترتیب اور اتصال کی شرط کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

وَلَوْ قَالَ اِنْ دَخَلْتِ هٰذِهِ الدَّارَ وَ هٰذِهِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَدَخَلَتِ الثَّانِيَةَ ثُمَّ دَخَلَتِ الْاُوْلٰى طُلِقَتْ۔

اسی طرح اگر شوہر نے بیوی کو کہا (اِنْ دَخَلْتِ هٰذِهِ الدَّارَ وَ هٰذِهِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ) کہ اگر تو فلاں گھر اور فلاں گھر گئی تو تجھے طلاق ہو جائے گی تو وہ پہلے دوسرے گھر میں اور پھر پہلے گھر میں گئی تو تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ رحمه الله اِذَا قَالَ اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ وَاَنْتِ طَالِقٌ تَطْلُقُ فِي الْحَالِ وَلَوِ اقْتَضٰى ذٰلِكَ تَرْتِيْبًا لِتَرَتُّبِ الطَّلَاقِ بِهٖ عَلَى الدُّخُوْلِ وَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ تَعْلِيْقًا لَا تَنْجِيْزًا۔

امام محمدؒ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا (اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ وَاَنْتِ طَالِقٌ) اگر تو نے گھر میں قدم رکھا تو تجھے طلاق) تو اسے اسی وقت طلاق ہو جائے گی۔ اگر واؤ ترتیب کے لئے ہوتی تو طلاق کے وقوع کا انحصار گھر میں داخلے سے مشروط ہوتا اور فوراً طلاق واقع نہ

ہوتی بلکہ (اگر گھر میں داخلے سے) مشروط ہوتی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
تَقْرِيْرًا:	ثابت کرنا، بیان کرنا، تقریر کرنا مصدر از باب تفعیل مضاعف ثلاثی۔
اَلْمُقَارَنَةُ:	ایک دوسرے سے ملنا اور ملانا، ایک دوسرے کا ساتھی بننا مصدر از باب مفاعلہ۔
اِحْصَانٌ:	شادی کرنا، پاک دامن ہونا، عصمت بچانا مصدر از باب افعال صحیح۔
تُطَلَّقُ:	طلاق دی گئی عورت، عورت کو طلاق ہو جائے گی مضارع مجہول از باب تفعل۔
تَعْلِيْقًا:	ایک چیز کو دوسری سے معلق کرنا، ملانا، جوڑنا مصدر از باب تفعیل۔
تَنْجِيْزًا:	حاجت پوری کرنا، فوری طور پر نافذ ہونا، حاضر کرنا مصدر از باب تفعیل۔

وَقَدْ يَكُوْنُ الْوَاوُ لِلْحَالِ فَتُجْمَعُ بَيْنَ الْحَالِ وَ ذِي الْحَالِ وَ حِيْنَئِذٍ تُفِيْدُ مَعْنَى الشَّرْطِ مِثَالُهُ مَا قَالَ فِي الْمَاْذُوْنِ اِذَا قَالَ لِعَبْدِهِ أَدِّ اِلَيَّ اَلْفًا وَأَنْتَ حُرٌّ يَكُوْنُ الْاَدَاءُ شَرْطًا لِلْحُرِّيَّةِ۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي السِّيَرِ الْكَبِيْرِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ لِلْكُفَّارِ اِفْتَحُوا الْبَابَ وَأَنْتُمْ اٰمِنُوْنَ لَا يَاْمَنُوْنَ بِدُوْنِ الْفَتْحِ۔

کبھی واؤ حال کے لئے ہوتی ہے یعنی حال اور ذو الحال دونوں کو جمع کرتی ہے اس وقت اس میں شرط کے معنی کالحاظ ہوتا ہے مثلاً امام محمدؒ نے جوماذون (بس غلام کو مالک کی طرف سے کوئی تجارت وغیرہ کرنے کی اجازت ہو) کے۔

معاملہ میں مثال دی ہے کہ جب مالک اپنے غلام کو (أَدِّ اِلَيَّ اَلْفًا وَأَنْتَ حُرٌّ) کہے کہ مجھے ایک ہزار ادا کردے تو تو آزاد ہے۔ تو ایک ہزار کی ادائیگی آزادی کے حصول کے لئے ضروری ہوگی۔ امام محمدؒ نے السیر الکبیر میں بیان کیا ہے کہ جب امام کافروں سے یہ کہے کہ (اِفْتَحُوا الْبَابَ وَأَنْتُمْ اٰمِنُوْنَ) کہ دروازہ کھولو تم امن کی حالت میں ہوگے) تو جب

تک وہ دروازہ نہیں کھولیں گے ان پر اس کا اطلاق نہیں ہو گا۔

وَلَوْ قَالَ لِلْحَرْبِيِّ إِنْزِلْ وَأَنْتَ اٰمِنٌ لَا يَأْمَنُ بِدُوْنِ النُّزُوْلِ وَإِنَّمَا تُحْمَلُ الْوَاوُ عَلَى الْحَالِ بِطَرِيْقِ الْمَجَازِ فَلَا بُدَّ مِنْ إِحْتِمَالِ اللَّفْظِ ذٰلِكَ وَ قِيَامِ الدَّلَالَةِ عَلٰى ثُبُوْتِهٖ كَمَا فِيْ قَوْلِ الْمَوْلٰى لِعَبْدِهٖ أَدِّ إِلَيَّ أَلْفًا وَ أَنْتَ حُرٌّ۔ فَإِنَّ الْحُرِّيَّةَ يَتَحَقَّقُ حَالَ الْأَدَاءِ وَ قَامَتِ الدَّلَالَةُ عَلٰى ذٰلِكَ فَإِنَّ الْمَوْلٰى لَا يَسْتَوْجِبُ عَلٰى عَبْدِهٖ مَالًا مَعَ قِيَامِ الرِّقِّ فِيْهِ وَقَدْ صَحَّ التَّعْلِيْقُ بِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ۔

اس طرح اگر کسی (مسلمان) نے حربی سے کہا کہ إِنْزِلْ وَأَنْتَ اٰمِنٌ (نیچے اتر تو امن کی حالت میں ہو گا) تو اگر وہ نہیں اترے گا تو اس پر امن والی حالت جاری نہیں ہو گی۔ واؤ کا حال کے لئے استعمال مجاز ہوتا ہے لہٰذا اس کے لئے ضروری ہے کہ لفظ مجاز کا احتمال رکھتا ہو اور مجازی معنی کے ثبوت پر کوئی قرینہ و دلیل بھی موجود ہو جیسا کہ مذکورہ مثال ہے۔ کوئی آقا اپنے غلام کو کہے (أَدِّ إِلَيَّ أَلْفًا وَ أَنْتَ حُرٌّ) تو آزادی اسوقت ثابت ہو گی جب ایک ہزار کی ادائیگی کر دے اور اس پر قرینہ بھی موجود ہو کہ آقا غلام پر (غلامی کی صورت میں) کوئی چیز واجب نہیں کر سکتا (کیونکہ غلام اور اس کا سب کچھ آقا کا ہی تو ہوتا ہے تو اس حالت میں غلام کے ذمے واجب کرنے کو یا اپنے آپ پر لازم کرنا ہے۔ اس لیے قرینہ کی بنیاد اس کو (مجازی معنی پر محمول کر کے) شرط قرار دیں گے۔ (اور ایک ہزار کی ادائیگی کے بعد آزادی مل سکے گی) چنانچہ مذکورہ مثال میں واؤ کو حال کے معنی پر محمول سمجھا گیا ہے۔

وَلَوْ قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ وَ أَنْتِ مَرِيْضَةٌ أَوْ مُصَلِّيَةٌ تُطَلَّقُ عَلَى الْحَالِ وَلَوْ نَوَى التَّعْلِيْقَ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ لِأَنَّ اللَّفْظَ وَإِنْ كَانَ يَحْتَمِلُ مَعْنَى الْحَالِ إِلَّا إِنَّ الظَّاهِرَ خِلَافُهٗ وَإِذَا تَأَيَّدَ ذٰلِكَ بِقَصْدِهٖ ثَبَتَ۔

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے (أَنْتِ طَالِقٌ وَ أَنْتِ مَرِيْضَةٌ أَوْ مُصَلِّيَةٌ) کہ تجھے طلاق ہے اسی حال میں کہ تو بیمار ہے یا نماز پڑھ رہی ہے تو فوراً طلاق ہو جائے گی اگر اس نے تعلیق (شرطیہ معنی مراد لینے) کی نیت کی ہے تو اس کی نیت صحیح ہو گی کہ نیت اس کے اور اس کے اللہ کے مابین ذاتی معاملہ ہے کیونکہ لفظ میں اگرچہ حال کے معنی کا احتمال پایا جاتا تھا۔

مگر ظاہری حالت اس کے مخالف تھی لیکن جب (خلاف ظاہر حالت کو) نیت سے تائید حاصل ہوگی (حال والا معنی) ثابت ہو گیا۔

وَلَوْ قَالَ خُذْ هٰذِهِ الْاَلْفَ مُضَارَبَةً وَاعْمَلْ بِهَا فِي الْبَزِّ لَا يَتَقَيَّدُ الْعَمَلُ فِي الْبَزِّ وَيَكُوْنُ الْمُضَارَبَةُ عَامَّةً لِأَنَّ الْعَمَلَ فِي الْبَزِّ لَا يَصْلُحُ حَالًا لِأَخْذِ الْاَلْفِ مُضَارَبَةً فَلَا يَتَقَيَّدُ صَدْرُ الْكَلَامِ بِهٖ۔

اگر ایک شخص دوسرے کو کہے کہ (خُذْ هٰذِهِ الْاَلْفَ مُضَارَبَةً وَاعْمَلْ بِهَا فِي الْبَزِّ (کہ ایک ہزار مضاربت کے طور پر لے لو اور اسی کے ساتھ کپڑے کی تجارت کرو) اس کے ذریعے کپڑے کی تجارت مقید نہیں ہوگی بلکہ مضاربت عام ہوگی کیونکہ کپڑے کی تجارت ہزار روپے بطور مضاربت لینے کے حال بننے کی قابلیت نہیں رکھتی لہٰذا کلام کا شروع کا حصہ دوسرے حصے کی قید یا شرط نہیں ہوگا۔

وَعَلٰى هٰذَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ (رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ) اِذَا قَالَتْ لِزَوْجِهَا طَلِّقْنِيْ وَلَكَ اَلْفٌ فَطَلَّقَهَا لَا يَجِبُ لَهٗ عَلَيْهَا شَيْءٌ لِأَنَّ قَوْلَهَا وَلَكَ اَلْفٌ لَا يُفِيْدُ حَالَ وُجُوْبِ الْاَلْفِ عَلَيْهَا

وَ قَوْلُهَا طَلِّقْنِيْ مُفِيْدٌ بِنَفْسِهٖ فَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهٖ بِدُوْنِ الدَّلِيْلِ بِخِلَافِ قَوْلِهٖ اِحْمِلْ هٰذَا الْمَتَاعَ وَلَكَ دِرْهَمٌ۔ لِأَنَّ دَلَالَةَ الْاِجَارَةِ تَمْنَعُ الْعَمَلَ بِحَقِيْقَةِ اللَّفْظِ۔

اسی بنیاد پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کسی بیوی نے اپنے خاوند کو کہا: طَلِّقْنِيْ وَلَكَ اَلْفٌ (کہ تو مجھے طلاق دے دے میں تجھے ایک ہزار دوں گی) شوہر نے طلاق دے دی تو اب شوہر کے لیے عورت کے ذمہ کوئی شئی نہیں ہوگی کیونکہ عورت کا ولك الف کہنا ایسا حال نہیں بن سکتا کہ عورت پر ایک ہزار روپیہ واجب کردے البتہ عورت کے لفظ طَلِّقْنِيْ کہنا اس کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوگا (اسی وقت طلاق ہو جائے گی اس لیے کہ بغیر کسی دلیل کے اس بات پر عمل کرنے کو چھوڑا نہیں جائے گا) اس قول کے بر خلاف جو کسی مزدور کو کہے (اِحْمِلْ هٰذَا الْمَتَاعَ وَلَكَ دِرْهَمٌ) کہ یہ سامان اٹھاؤ تجھ کو ایک درہم

ملے گا کیونکہ دلالت اجارہ ایک ایسا ثبوت ہے جو لفظ کے حقیقی معانی کے لیے استعمال کو مانع یعنی طلاق سے عرف اور شرع کے لحاظ سے معاوضہ نہیں لیا جاتا بلکہ اجارہ میں اصل مقصد ہی معاوضہ ہوتا ہے اس بنیاد پر مزدوری کا وجود ہی معاوضے کا قرینہ ہے لہٰذا اسی حالت میں واؤ کے اصلی معنی مراد نہیں ہوں گے بلکہ مجازی معنی مراد ہوں گے لہٰذا معاوضہ واجب ہوگا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِفْتَحُوْا:	تم کھولو، تم دروازہ وغیرہ کھولو جمع حاضر امر حاضر از باب (ف) صحیح۔
آمِنُوْنَ:	امن وامان والے، بے خوف لوگ اسم فاعل از باب (س) مہموز الفا۔
اَلْمَاْذُوْنُ:	وہ آدمی جس کو اجازت دی جائے، وہ چیز جس کی اجازت دی جائے اسم مفعول از باب (س) مہموز الفا۔
أَدِّ:	تو ادا کر، تو ادائیگی کر امر حاضر از باب تفعیل مہموز الفا اور ناقص یائی۔
لَایَسْتَوْجِبُ:	وہ واجب نہیں ہے، وہ لازم نہیں ہے واحد مذکر نفی از باب استفعال مثال واوی۔
قِیَامٌ:	کھڑا ہونا، قائم ہونا، قائم مقام ہونا مصدر از باب (ن) اجوف واوی۔
مُصَلِّیَۃٌ:	نماز پڑھنے والی عورت، نماز قائم کرنے والی واحد مونث اسم فاعل از باب تفعیل ناقص یائی۔
نَوٰی:	اس نے ارادہ کیا، اس نے نیت کی واحد مذکر ماضی از باب (ض) لفیف مقرون۔
تَأَیَّدَ:	اس نے تائید کی، وہ قوی ہو گیا واحد مذکر ماضی از باب تفعل مہموز الفا اور اجوف یائی۔
مُضَارَبَۃٌ:	ایک دوسرے سے معاملہ طے کرنا، بیع مضاربت جائز ہے۔ مصدر از باب مفاعلہ۔

طَلِّقْنِيْ: تو مجھے طلاق دے، تو مجھے چھوڑ دے امر حاضر نون وقایہ از باب تفعیل۔

إِحْمِلْ: تو اٹھالے، تو سامان اٹھالے امر حاضر از باب (ض) صحیح۔

لَا يَتَقَيَّدُ: وہ مقید نہیں ہے، وہ مشروط نہیں ہے نفی معلوم از باب تفعل اجوف یائی۔

لَا يَصْلُحُ: وہ درست نہیں ہے، وہ صالح نہیں ہے، اس میں صلاحیت نہیں ہے از باب (ن)۔

مشقی سوالات

۱۷۴۔ الواو: حروف معانی میں سے واو مطلق جمع کے لئے آتی ہے۔

۱۷۵۔ کیاامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضوء کے اعضاء میں ترتیب لازمی ہے؟

۱۷۶۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ترتیب لازمی نہیں ہے۔

۱۷۷۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ بیان کریں۔

۱۷۸۔ کبھی واو حال کا معنی دیتا ہے۔

۱۸۹۔ (واو) شرط کا معنی کب دیتا ہے؟

۱۸۰۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بیان کریں۔



فَصْلٌ فِي الْفَاءِ أَلْفَاءُ لِلتَّعْقِيْبِ مَعَ الْوَصْلِ

وَلِهٰذَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْاَجْزِيَةِ لِمَا أَنَّهَا تَتَعَقَّبُ الشَّرْطَ۔ قَالَ أَصْحَابُنَا إِذَا قَالَ بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الْعَبْدَ بِأَلْفٍ فَقَالَ الْاٰخَرُ فَهُوَ حُرٌّ يَكُوْنُ ذٰلِكَ مَقْبُوْلًا لِلْبَيْعِ اِقْتِضَاءً وَ يَثْبُتُ الْعِتْقُ مِنْهُ عَقِيْبَ الْبَيْعِ بِخِلَافِ مَا لَوْ قَالَ وَهُوَ حُرٌّ أَوْ هُوَ حُرٌّ فَإِنَّهُ يَكُوْنُ رَدًّا لِلْبَيْعِ۔

حرف فا کا بیان

فاء تعقیب مع الوصل کے لیے آتی ہے یعنی ما قبل کے بعد متصل واقع ہونے پر دلالت کرتی ہے اسی لیے فاء جزاؤں میں مستعمل ہوتا ہے کیونکہ جزاء ہمیشہ شرط سے موخر اور متصل ہوتی ہے اسی وجہ سے علماء احناف کا قول ہے کہ جب کوئی کسی کو کہے بِعْتُكَ هٰذَا الْعَبْدَ بِأَلْفٍ (کہ میں نے تجھے یہ غلام ایک ہزار روپے میں بیچا) تو دوسرا کہے فھو حرٌ تو وہ آزاد ہے تو مذکورہ صورت متقاضی ہوگی کہ دوسرے شخص نے سودا قبول کر لیا ہے لہٰذا خرید و فروخت کے فوری بعد آزادی واقع ہو جائے گی) اس کے برخلاف اگر دوسرے شخص نے وھو حرٌ یاھو حرٌ کے الفاظ ادا کیے تو یہ خرید و فروخت عدم قبولیت کی بنیاد پر رد ہو گی۔

وَإِذَا قَالَ لِلْخَيَّاطِ أُنْظُرْ إِلٰى هٰذَا الثَّوْبِ أَيَكْفِيْنِيْ قَمِيْصًا فَنَظَرَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ صَاحِبُ الثَّوْبِ فَاقْطَعْهُ فَقَطَعَهُ فَإِذَا هُوَ لَا يَكْفِيْهِ كَانَ الْخَيَّاطُ ضَامِنًا لِأَنَّهُ إِنَّمَا أَمَرَهُ بِالْقَطْعِ عَقِيْبَ الْكِفَايَةِ بِخِلَافِ مَا لَوْ قَالَ إِقْطَعْهُ أَوْ وَاقْطَعْهُ فَقَطَعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَكُوْنُ الْخَيَّاطُ ضَامِنًا۔

اگر کسی نے ٹیلر ماسٹر کو کہا کہ کپڑا دیکھو کیا میری قمیض بننے کے لئے کافی ہے اس نے (دیکھ کر) کہا جی ہاں! پھر کپڑے والے نے کہا تو اسے کاٹ دے چنانچہ ٹیلر ماسٹر نے کاٹ دیا لیکن وہ ناکافی نکلا تو اس نقصان کا ذمہ دار ٹیلر ماسٹر ہو گا کیونکہ مالک نے تو ٹیلر ماسٹر کو کاٹنے کا اسی وقت کہا جب اس نے یہ کہا تھا یہ کافی ہے۔

وَلَوْ قَالَ بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِعَشَرَةٍ فَاقْطَعْهُ فَقَطَعَهُ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا

كَانَ الْبَيْعُ تَامًّا

وَلَوْ قَالَ إِنْ دَخَلْتِ هٰذِهِ الدَّارَ فَهٰذِهِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ فَالشَّرْطُ دُخُوْلُ الثَّانِيَةِ عَقِيْبَ دُخُوْلِ الْأُوْلٰى مُتَّصِلًا بِهٖ حَتّٰى لَوْ دَخَلَتِ الثَّانِيَةَ أَوَّلًا أَوْ آخِرًا الْكِنَّهُ بَعْدَ مُدَّةٍ لَا يَقَعُ الطَّلَاقُ۔

لیکن اگر مالک نے کہا اِقْطَعْهُ یا اَقْطَعُهُ اور ٹیلر ماسٹر نے کاٹ دیا اور وہ کپڑا ناکافی نکلا تو ٹیلر ماسٹر ذے دار نہیں ہوگا۔ (کیونکہ فاء دور اور ملانے کا معنی دیتی ہے جبکہ خبر عطف میں ترتیب اور اتصال موجود ہوتا ہے) اگر کوئی کہے بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِعَشَرَةٍ فَاقْطَعْهُ (میں نے تجھ سے یہ کپڑا دس روپے میں خرید لیا پس تو اس کو کاٹ دے) تو ٹیلر ماسٹر نے وہ کپڑا کاٹ دیا۔ لیکن منہ سے کچھ نہ بولا تو یہ سودا مکمل ہو جائے گا) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اِنْ دَخَلْتِ هٰذِهِ الدَّارَ فَهٰذِهِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ (کہ اگر تو اس گھر میں پھر اس میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے) تو اس میں دو شرائط کا موجود ہونا لازمی ہے کہ پہلے گھر میں داخل ہو اور اس کے متصل ہی دوسرے گھر میں داخل ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ لیکن اگر دوسرے گھر میں داخل ہو لیکن دوسرے گھر متصل بعد داخل نہ ہو بلکہ کچھ عرصہ کے بعد داخل ہو تو طلاق پیشگی واقع ہو گی۔

قَدْ يَكُوْنُ الْفَاءُ لِبَيَانِ الْعِلَّةِ مِثَالُهُ لَوْ قَالَ لِعَبْدِهٖ أَدِّ إِلَيَّ أَلْفًا فَأَنْتَ حُرٌّ كَانَ الْعَبْدُ حُرًّا فِي الْحَالِ وَإِنْ لَمْ يُؤَدِّ شَيْئًا وَلَوْ قَالَ لِلْحَرْبِيِّ إِنْزِلْ فَأَنْتَ آمِنٌ۔ كَانَ آمِنًا وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ۔

کبھی فاء بیان علت کے لیے آتی ہے مثال کے طور پر اگر کسی نے اپنے غلام کو کہا کہ أَدِّ إِلَيَّ أَلْفًا فَأَنْتَ حُرٌّ۔ (مجھے ایک ہزار روپے دے تو تو آزاد ہے تو غلام اسی وقت ہی آزاد ہو جائے گا اگرچہ اس نے فوراً کچھ بھی نہ دیا ہو اگر کسی نے حربی کو یہ کہا اِنْزِلْ فَأَنْتَ آمِنٌ (کہ نیچے اتر آ پس تو امن میں ہے) تو اسے اس وقت امن حاصل ہو جائے گا اگرچہ وہ نہ بھی نازل۔

وَفِي الْجَامِعِ مَا إِذَا قَالَ أَمْرُ إِمْرَأَتِي بِيَدِكَ فَطَلِّقْهَا فَطَلَّقَهَا فِي الْمَجْلِسِ

طُلِّقَتْ تَطْلِيقَةً بَائِنَةً وَلَا يَكُونُ الثَّانِي تَوْكِيلًا بِطَلَاقٍ غَيْرِ الْأَوَّلِ فَصَارَ كَأَنَّهُ قَالَ طَلِّقْهَا بِسَبَبِ إِنَّ أَمْرَهَا بِيَدِكَ وَلَوْ قَالَ طَلِّقْهَا فَجَعَلْتُ أَمْرَهَا بِيَدِكَ وَطَلَّقَهَا فِي الْمَجْلِسِ طُلِّقَتْ تَطْلِيقَةً رَجْعِيَّةً۔

جامع الصغیر میں ہے کہ اگر کوئی آدمی دوسرے سے یہ کہے کہ أَمْرُ إِمْرَأَتِي بِيَدِكَ فَطَلِّقْهَا (کہ میری زوجہ کا اختیار تیرے پاس ہے پس تو اسے طلاق دے دے) تو اسے ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی تو وکیل کے لیے اس پہلی طلاق کے سوا کسی دوسری طلاق کے لئے اختیار نہیں ہوگا گویا کہ اس نے وکیل کو یہ کہا کہ تو اسے اس سبب سے طلاق دے کہ اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے لیکن اگر وہ یہ کہے کہ طَلِّقْهَا فَجَعَلْتُ أَمْرَهَا بِيَدِكَ (تو میری بیوی کو طلاق دے دے اس لیے کہ میں اس کے معاملہ کا اختیار تجھے دے دیا ہے۔ اور اس نے اسے اس مجلس میں طلاق دے دی تو اسے ایک رجعی طلاق ہو جائے گی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلتَّعْقِيْبُ:	یکے بعد دیگرے آنا، ایک دوسرے کے پیچھے آنا، ایک کے بعد دوسرے کو ذکر کرنا مصدر از باب تفعیل۔
اَلْاَجْزِيَةُ:	جزا کی جمع قلت ہے، جزاؤں میں فا آتا ہے جزاء مصدر از باب (ض) ناقص یائی۔
عَقِيْبُ:	پیچھے، بیع کے بعد یہ عقب سے مشتق ہے۔
بِعْتُ:	میں نے بیچا، میں نے فروخت کیا واحد متکلم ماضی از باب (ض)۔
اَلْخَيَّاطُ:	درزی، درزی کا کام کرنے والا، کپڑے سلائی کرنے والا اسم مبالغہ از باب (ض) اجوف یائی۔
يَكْفِيْنِيْ:	وہ مجھے کافی ہے، وہ مجھے پوری ہے واحد مذکر فعل مضارع از باب (ض) ناقص یائی اور نون وقایہ کا ہے۔
لَمْ يَقُلْ:	اس نے نہیں کیا، اس نے بات نہیں کی جحد معلوم از باب (ن) اجوف

واوی۔

يُبَاحُ: یہ کام مباح ہے، اس میں اباحت ہے مضارع از باب افعال اجوف واوی۔

مُتَّصِلًا: ملنا، جوڑنا، ملنا، ملانا، فوراً بعد اسم فاعل از باب افتعال مثال واوی۔

آمِنًا: امن وامان والا، سکون والا اسم فاعل از باب (س) مہموز الفا۔

اِنْزِلْ: اتر کر آ، نیچے آ، نیچے اتر کر آ امر حاضر از باب (ض) صحیح۔

تَوْكِيلًا: وکیل بنانا، سپرد کرنا مصدر از باب تفعیل مثال واوی۔

رَجْعِيَّةٌ: رجوع والی طلاق، رجعی طلاق صفت مشبہ از باب (ض)۔

قَضَاءٌ: فیصلہ کرنا، پورا کرنا، قاضی کا فیصلہ مصدر از باب (ض) ناقص یائی۔

يَقَعُ: وہ واقع ہوا، وقوع پذیر ہوا مضارع از باب (ف) مثال واوی۔

بَائِنَةٌ: جدائی ڈالنے والی طلاق، طلاق بائنہ اسم فاعل از باب (ض) اجوف یائی۔

وَلَوْ قَالَ طَلِّقْهَا وَجَعَلْتُ أَمْرَهَا بِيَدِكَ وَطَلَّقَهَا فِي الْمَجْلِسِ طُلِّقَتْ تَطْلِيْقَتَيْنِ وَ كَذٰلِكَ لَوْ قَالَ طَلِّقْهَا وَأَبِنْهَا أَوْ أَبِنْهَا وَ طَلِّقْهَا فَطَلَّقَهَا فِي الْمَجْلِسِ وَقَعَتْ تَطْلِيْقَتَانِ۔

اور اگر اس نے یوں کہا طَلِّقْهَا وَجَعَلْتُ أَمْرَهَا بِيَدِكَ کہ (تو میری بیوی کو طلاق دے دے اور میں نے اس کا اختیار تیرے ہاتھ میں دے دیا ہے اور وکیل نے اسی مجلس میں اس کو طلاق دے دی تو اسے دو طلاق ہو جائیں گی۔ اسی طرح اگر اس نے اپنے وکیل کو کہا کہ طَلِّقْهَا وَأَبِنْهَا یا یوں کہے أَبِنْهَا وَ طَلِّقْهَا (کہ اسے طلاق دے دے اور بائن کر دے) اور اس نے اس مجلس میں طلاق دے دی تو ان سے دو طلاقیں واقع ہوں گی۔

وَعَلٰى هٰذَا قَالَ أَصْحَابُنَا إِذَا أُعْتِقَتِ الْأَمَةُ الْمَنْكُوحَةُ ثَبَتَ لَهَا الْخِيَارُ سَوَاءٌ كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا أَوْ حُرًّا لِأَنَّ قَوْلَهُ ﷺ لِبَرِيْرَةَ حِيْنَ أُعْتِقَتْ مَلَكْتِ بُضْعَكِ فَاخْتَارِيْ أَثْبَتَ الْخِيَارُ لَهَا بِسَبَبِ مِلْكِهَا بُضْعَهَا بِالْعِتْقِ وَهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يَتَفَاوَتُ بَيْنَ كَوْنِ الزَّوْجِ عَبْدًا أَوْ حُرًّا۔

اس اصول کی بنیاد پر احناف کا قول ہے کہ جب منکوحہ لونڈی کو آزاد کیا جائے تو اسے

اختیار حاصل ہو جائے گا خواہ اس کا شوہر غلام ہو یا آزاد ہو کیونکہ جب حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزادی مل گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیتے ہوئے فرمایا کہ تو اپنے آپ کی خود مالکہ بن گئی ہے اور تجھے اختیار ہے (کہ جی کرے تو اپنے شوہر کے ساتھ رہ لے اور جی کرے تو اسے چھوڑ دے۔) اس سے اس کے لئے اختیار ثابت ہو گیا کیونکہ آزادی کے باعث وہ اپنے آپ کی مالکہ ہو گئی اس لحاظ سے اس امر میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کا خاوند غلام ہے یا آزاد ہے۔

وَيُتَفَرَّعُ مِنْهُ مَسْأَلَةُ اِعْتِبَارِ الطَّلَاقِ بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ بُضْعَ الْأَمَةِ الْمَنْكُوحَةِ مِلْكُ الزَّوْجِ وَلَمْ يَزَلْ عَنْ مِلْكِهٖ بِعِتْقِهَا فَدَعَتِ الضَّرُوْرَةُ إِلَى الْقَوْلِ بِازْدِيَادِ الْمِلْكِ بِعِتْقِهَا حَتّٰى يَثْبُتَ لَهُ الْمِلْكُ فِي الزِّيَادَةِ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ سَبَبًا لِثُبُوْتِ الْخِيَارِ لَهَا وَازْدِيَادُ مِلْكِ الْبُضْعِ بِعِتْقِهَا مَعْنٰى مَسْأَلَةِ اِعْتِبَارِ الطَّلَاقِ بِالنِّسَاءِ فَيُدَارُ حُكْمُ مَالِكِيَّةِ الثَّلَاثِ عَلٰى عِتْقِ الزَّوْجَةِ دُوْنَ عِتْقِ الزَّوْجِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ رحمہ اللہ۔

اس نے متعدد مسائل کا استنباط کیا گیا ہے جو عورتوں کو طلاق دینے کے لحاظ سے قیاس کیے گئے ہیں کیونکہ منکوحہ لونڈی سے حق منفعت شوہر کی ملکیت ہوتا ہے اور اس کے آزاد ہونے سے حق منفعت ختم نہیں ہوتا لہٰذا اب نئی صورتحال نے تقاضا کیا کہ آزاد ہونے سے خاوند کی ملکیت میں اضافہ ہو گیا اور شوہر کے لئے یہ ملکیت کی زیادتی ثابت ہو گئی یہ امر اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ عورت کو اختیار حاصل ہو گا اور حق منفعت میں یہ اضافہ جو اس کے آزاد ہونے کی بنیاد پر اسے حاصل ہوا۔ عورتوں کے طلاق دینے کے مسئلہ پر قیاس کیا گیا لہٰذا خاوند کو بیوی کے آزاد ہونے پر تین طلاقیں دینے کا اختیار حاصل ہو گا اس حال میں کہ یہ عتق خاوند کی جانب سے نہیں ہے جیسا کہ امام شافعیؒ کا موقف ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
أُعْتِقَتْ:	وہ آزاد ہو گئی، اسے آزادی مل گئی ماضی از باب افتعال۔

فَاخْتَارِیْ: تو خود مختار ہے، تجھے اختیار حاصل ہے، تو پسند کر واحد مونث امر حاضر از باب افتعال۔

لَایَتَفَاوَتُ: بمعنی لایتخالف، وہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہے نفی معلوم از باب تفاعل۔

یَتَفَرَّعُ: اس سے فروعی مسئلہ نکلتا ہے، اس سے شاخ نکلتی ہے از باب تفعل صحیح۔

اِزْدِیَادٌ: زیادہ ہونا، زائد لینا مصدر از باب افتعال اجوف یائی۔

فَیُدَارُ: وہ گھمایا گیا، اس کا دارومدار ہے مضارع مجہول از باب (ن) اجوف واوی۔

مشقی سوالات

۱۸۱۔ فصل (فا) تعقیب کے لئے آتی ہے۔

۱۸۲۔ فھو حر اور وھو حر میں کیا فرق ہے؟

۱۸۳۔ خیاط کب ضامن ہوگا؟

۱۸۴۔ بتائیں فا کب علت کے معنی میں ہوتی ہے؟

۱۸۵۔ جامع الصغیر کے مصنف کا موقف بیان کریں۔

۱۸۶۔ کیا جب لونڈی کو آزاد کیا جائے تو اسے اختیار حاصل ہوگا؟

۱۸۷۔ اس مسئلہ سے کون سے مسائل اخذ کئے گئے ہیں؟

☆☆☆

فَصْلٌ ثُمَّ لِلتَّرَاخِیْ

لٰكِنَّهُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یُفِیْدُ التَّرَاخِیْ فِی اللَّفْظِ وَالْحُكْمِ وَ عِنْدَهُمَا یُفِیْدُ التَّرَاخِیْ فِی الْحُكْمِ۔ وَبَیَانُهُ فِیْمَا اِذَا قَالَ لِغَیْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ۔

ثم کا بیان

لفظ ثم تراخی (ایک کام کے دوسرے کے بعد وقفے سے واقع ہونے کی نشاندہی کرنے) کے لئے آتا ہے امام ابو حنیفہؒ کے ہاں تراخی لفظ اور معنی دونوں میں پائی جاتی ہے لیکن صاحبین کے ہاں تراخی محض حکم میں موجود ہوتی ہے۔ اس کی توضیح یوں ہو سکتی ہے اگر کسی شخص نے غیر مدخولہ (جس بیوی سے ابھی ازدواجی تعلق قائم نہیں کیا) بیوی کو کہا کہ (اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ) اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے۔

فَعِنْدَهُ یَتَعَلَّقُ الْاُوْلٰی بِالدُّخُوْلِ وَتَقَعُ الثَّانِیَةُ فِی الْحَالِ وَلَغَتِ الثَّالِثَةُ وَعِنْدَهُمَا یَتَعَلَّقُ الْكُلُّ بِالدُّخُوْلِ ثُمَّ عِنْدَ الدُّخُوْلِ یَظْهَرُ التَّرْتِیْبُ فَلَا یَقَعُ اِلَّا وَاحِدَةٌ وَلَوْ قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَقَعَتِ الْاُوْلٰی فِی الْحَالِ وَلَغَتِ الثَّانِیَةُ وَالثَّالِثَةُ. وَعِنْدَهُمَا یَقَعُ الْوَاحِدَةُ عِنْدَ الدُّخُوْلِ لِمَا ذَكَرْنَا۔

وَاِنْ كَانَتِ الْمَرْاَةُ مَدْخُوْلًا بِهَا فَاِنْ قَدَّمَ الشَّرْطَ تَعَلَّقَتِ الْاُوْلٰی بِالدُّخُوْلِ وَیَقَعُ ثِنْتَانِ فِی الْحَالِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔

وَاِنْ اَخَّرَ الشَّرْطَ وَقَعَ ثِنْتَانِ فِی الْحَالِ وَ تَعَلَّقَتِ الثَّالِثَةُ بِالدُّخُوْلِ وَعِنْدَهُمَا یَتَعَلَّقُ الْكُلُّ بِالدُّخُوْلِ فِی الْفَصْلَیْنِ۔

امام ابو حنیفہؒ کے ہاں گھر میں داخل ہونے پر پہلی طلاق واقع ہوگئی اور دوسری طلاق بھی اسی وقت واقع ہوگئی اور تیسری طلاق لغو جائے گی جبکہ صاحبین کے ہاں تین طلاقوں کا

تعلق گھر میں داخلہ سے مشروط ہو گیا پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں پہلی طلاق اسی وقت واقع ہو جائے گی۔ جبکہ صاحبین کے ہاں مذکورہ صورت یہی ہو گی یعنی گھر میں داخل ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔ اگر وہ عورت مدخولہ ہو اگر شرط مقدم ہے تو پہلی طلاق داخل ہونے پر واقع ہو جائے گی اور بقیہ تو اسی وقت ہو جائیں گی لیکن اگر شرط کو مؤخر کیا تو پہلی دو طلاقیں اسی وقت واقع ہو جائیں گی جبکہ تیسری گھر میں داخلے پر واقع ہو گی۔ یہ امام صاحب کا مؤقف ہے جبکہ صاحبین کے ہاں تمام طلاقیں دونوں حالتوں میں گھر میں داخل ہونے پر ہی واقع ہوں گی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
التراخی:	پیچھے آنا، بعد میں آنا، ثُمّ تراخی کے لیے آتا ہے مصدر از باب تفاعل ناقص یائی۔
یَتَعَلَّقُ:	وہ متعلق ہوا، وہ جڑ گیا واحد مذکر مضارع از باب تفعل صحیح۔
لَغَتْ:	اس نے فضول کلام کی ہے، اس نے لغویات کی ہے ماضی از باب (ن) ناقص واوی۔

مشقی سوالات

۱۸۸۔ فصل ثُمَّ کا بیان ثم تراخی کے لئے آتا ہے۔

۱۸۹۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین میں کون سا اختلاف ہے؟

۱۹۰۔ امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک تین طلاقوں کی کون سی ترتیب درست ہو گی؟



فَصْلُ بَلْ

لِتَدَارُكِ الْغَلَطِ بِإِقَامَةِ الثَّانِي مَقَامَ الْأَوَّلِ فَإِذَا قَالَ لِغَيْرِ الْمَدْخُولِ بِهَا أَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةً لَا بَلْ ثِنْتَيْنِ وَقَعَتْ وَاحِدَةٌ لِأَنَّ قَوْلَهُ لَا بَلْ ثِنْتَيْنِ رُجُوعٌ عَنِ الْأَوَّلِ بِإِقَامَةِ الثَّانِي مَقَامَ الْأَوَّلِ وَلَمْ يَصِحَّ رُجُوعُهُ فَيَقَعُ الْأُولٰى فَلَا يَبْقَى الْمَحَلُّ عِنْدَ قَوْلِهِ ثِنْتَيْنِ وَلَوْ كَانَتْ مَدْخُولًا بِهَا يَقَعُ الثَّلَاثُ۔ وَهٰذَا بِخِلَافِ مَا لَوْ قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ لَا بَلْ أَلْفَانِ حَيْثُ لَا يَجِبُ ثَلَاثَةُ الْآلَافِ عِنْدَنَا۔

بل کا بیان

"بل" غلط بات کی تلافی اور تدارک کے لیے آتا ہے وہ اس طرح کہ پہلے مذکورہ لفظ کو غلط ٹھہراتے ہوئے دوسرے درست لفظ کو اس کی جگہ ذکر کرتے ہیں مثلاً جب کوئی شخص اپنی غیر مدخولہ بیوی کو یہ کہے کہ أَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةً لَا بَلْ ثِنْتَيْنِ کہ تجھے (ایک طلاق، نہیں، بلکہ دو) تو یہاں پر ایک طلاق واقع ہوگی کیونکہ شوہر کا کہنا ہے بَلْ ثِنْتَيْنِ۔ پہلی بات سے رجوع کر کے دوسری بات کو اس کے قائمقام کرتا ہے۔ لیکن یہاں رجوع درست نہیں ہوگا لہٰذا پہلے قول کے مطابق ایک ہی طلاق ہوگی (کیونکہ غیر مدخولہ بیوی کی عدت ہی نہیں ہوتی اس لیے اسے ایک ہی طلاق بائنہ دی جائے گی جب ایک طلاق دینے سے عورت بائن ہوگئی اور عورت پر دو طلاقیں وارد ہونے کی صلاحیت) باقی نہ رہی لہٰذا دو کا قول لغو ہو جائے گا) مگر یہ صورت اس صورت اقرار کے مخالف ہے جس میں کوئی یہ کہے عَلَيَّ أَلْفٌ لَا بَلْ أَلْفَانِ (کہ فلاں کے (میرے ذمے ایک ہزار روپے ہیں، نہیں بلکہ دو ہزار واجب ہیں تو ایسا کہنے سے ہماری رائے کے مطابق تین ہزار کی ادائیگی واجب نہیں ہوگی۔

وَقَالَ زُفَرُ رحمہ اللہ يَجِبُ ثَلَاثَةُ الْآلَافِ لِأَنَّ حَقِيقَةَ اللَّفْظِ لِتَدَارُكِ الْغَلَطِ بِإِثْبَاتِ الثَّانِي مَقَامَ الْأَوَّلِ وَلَمْ يَصِحَّ عَنْهُ إِبْطَالُ الْأَوَّلِ فَيَجِبُ تَصْحِيحُ الثَّانِي مَعَ بَقَاءِ الْأَوَّلِ۔ وَ ذٰلِكَ بِطَرِيقِ زِيَادَةِ الْأَلْفِ عَلَى الْأَلْفِ الْأَوَّلِ

بِخِلَافِ قَوْلِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ وَّاحِدَةً لَا بَلْ ثِنْتَيْنِ لِاَنَّ هٰذَا اِنْشَاءٌ وَ ذٰلِكَ اِخْبَارٌ وَالْغَلَطُ اِنَّمَا يَكُوْنُ فِي الْاِخْبَارِ دُوْنَ الْاِنْشَاءِ۔

جبکہ زفرؒ کا قول ہے کہ تین ہزار ادا کرنے ہوں گے (یعنی زفر نے دونوں اقوال کو اکٹھا کر دیا ہے) مگر ہماری دلیل یہ ہے کہ لفظ بل کی اصل یہ ہے کہ پہلے لفظ کو غیر صحیح قرار دے کر دوسرے کو قائم مقام کرنا ہے جس سے پہلا لفظ بے کار ہو جاتا ہے۔ لیکن مذکورہ مثال میں پہلے کو بے کار قرار نہیں دیا گیا۔ اس لیے دوسرا اقرار بھی پہلے کے ساتھ لازم ہو گیا۔ اب اس کی صورت یہ ہو گی: پہلے ہزار اور دوسرے ہزار کا اضافہ کر دیا گیا لیکن یہ مطلقہ مثال کے برعکس ہے کہ خاوند کا یہ قول کہ اَنْتِ طَالِقٌ وَّاحِدَةً لَا بَلْ ثِنْتَيْنِ۔ کیونکہ اب ایسا کہنا ایک جدید معاملہ ہے اور پہلی بات خبر ہے۔ اصول یہ ہے کہ غلطی خبر میں ہو سکتی ہے امر میں نہیں۔

فَاَمْكَنَ تَصْحِيْحُ اللَّفْظِ بِتَدَارُكِ الْغَلَطِ فِي الْاِقْرَارِ دُوْنَ الطَّلَاقِ حَتّٰى لَوْ كَانَ الطَّلَاقُ بِطَرِيْقِ الْاِخْبَارِ بِاَنْ قَالَ كُنْتُ طَلَّقْتُكِ اَمْسِ وَاحِدَةً لَا بَلْ ثِنْتَيْنِ يَقَعُ ثِنْتَانِ كَمَا ذَكَرْنَا۔

چنانچہ لفظ کی درستگی ممکن ہے کہ غلط بات کی تلافی اور تدارک کر دیا جائے (لہٰذا روپوں والی مثال میں) تو اس غلطی کی تلافی ہو سکتی ہے مگر طلاق میں یہ صورت ممکن نہیں حتیٰ کہ طلاق خبر کی شکل میں دی جاتی ہے مثلاً شوہر یہ کہے کہ کل میں نے تجھے ایک طلاق دی تھی۔ نہیں بلکہ دو طلاقیں دی تھیں۔ تو دو طلاقیں واقع ہوں گی جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

مشقی سوالات

۱۹۱۔ فصل بل کا لفظ کس بات کے تدارک کے لئے آتا ہے؟

۱۹۲۔ جب خاوند غیر موخولہ بیوی کو انتِ طَالِقٌ وَّاحِدَةً لا بل ثنتین کے الفاظ کہے تو کیا مفہوم ہو گا؟

۱۹۳۔ امام زفر رحمہ اللہ کا قول بیان کریں۔

۱۹۴۔ لفظ کی تصحیح کب ممکن ہوتی ہے۔



فَصْلٌ لٰكِنْ لِلْاِسْتِدْرَاكِ بَعْدَ النَّفْيِ

فَيَكُوْنُ مُوْجِبُهُ إِثْبَاتَ مَا بَعْدَهُ فَأَمَّا نَفْيُ مَا قَبْلَهُ فَثَابِتٌ بِدَلِيْلِهِ وَالْعَطْفُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ إِنَّمَا يَتَحَقَّقُ عِنْدَ اتِّسَاقِ الْكَلَامِ فَإِنْ كَانَ الْكَلَامُ مُتَّسِقًا يَتَعَلَّقُ النَّفْيُ بِالْإِثْبَاتِ الَّذِيْ بَعْدَهُ وَإِلَّا فَهُوَ مُسْتَأْنَفٌ۔

حرف لٰکن کا بیان

لکن ما قبل کے شبہ کو ختم کرنے کے لئے نفی کے بعد استعمال ہوتا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ مابعد کے حکم کو ثابت کیا جائے اور ما قبل کی نفی کی جائے، چنانچہ یہ (صرف نفی کی صراحت کی موجودگی) ذاتی دلیل سے ثابت ہے۔ اس لفظ کے ساتھ دو جملوں کا آپس میں عطف اور ربط اس وقت درست ہوتا ہے جب کلام میں اتصال اور ربط موجود ہو۔ پس جب کلام متصل ہو تو نفی اپنے مابعد کے ثبوت کے لئے ہوگی ورنہ جملہ مستانفہ ہوگا (یعنی ما قبل سے جدا ہوگا)۔

مِثَالُهُ مَا ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ فِي الْجَامِعِ إِذَا قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفُ قَرْضٍ فَقَالَ فُلَانٌ لَا وَلٰكِنَّهُ غَصْبٌ لَزِمَهُ الْمَالُ لِأَنَّ الْكَلَامَ مُتَّسِقٌ فَظَهَرَ أَنَّ النَّفْيَ كَانَ فِي السَّبَبِ دُوْنَ نَفْسِ الْمَالِ۔

اس کی مثال جو امام محمدؒ نے اپنی کتاب الجامع الصغیر میں ذکر کی ہے کہ جب کسی نے دوسرے شخص کو کہا (لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفُ قَرْضٍ فَقَالَ فُلَانٌ لَا وَلٰكِنَّهُ غَصْبٌ) (کہ فلاں کے میرے ذمہ قرض کے طور پر ایک ہزار روپے ہیں تو اس نے جواب دیا، نہیں بلکہ بطور غصب ہے) تو اقرار کرنے والے پر ایک ہزار لازم ہو جائیں گے کیونکہ کلام ملا ہوا ہے، تو ظاہر ہوا کہ نفی سبب میں واقع ہو رہی ہے نہ کہ مال میں۔ یعنی بطور غصب یا قرض میں اختلاف ہے، ایک ہزار تو موجود ہے۔

وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ فَقَالَ فُلَانٌ لَا الْجَارِيَةُ جَارِيَتُكَ وَلٰكِنْ لِيْ عَلَيْكَ أَلْفٌ يَلْزَمُهُ الْمَالُ فَظَهَرَ أَنَّ النَّفْيَ كَانَ

فِي السَّبَبِ لَا فِي أَصْلِ الْمَالِ۔

اسی طرح اگر کسی نے اقرار کیا (لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ) (کہ فلاں کے میرے ذمہ اس لونڈی کی قیمت کے ایک ہزار روپے ہیں) تو اس نے جواب میں کہا کہ لونڈی تو تمہاری لونڈی نہیں لیکن تیرے ذمے ایک ہزار روپے ہیں۔ تو اقرار کرنے والے شخص پر یہ ادائیگی لازم ہوگی۔ تو ثابت ہوا کہ نفی سبب کی تھی نہ کہ اصل مال کی۔

وَلَوْ كَانَ فِي يَدِهٖ عَبْدٌ فَقَالَ هٰذَا لِفُلَانٍ فَقَالَ فُلَانٌ مَا كَانَ لِي قَطُّ وَلٰكِنَّهُ لِفُلَانٍ آخَرَ فَإِنْ وَصَلَ الْكَلَامُ كَانَ الْعَبْدُ لِلْمُقَرِّ لَهُ الثَّانِي لِأَنَّ النَّفْيَ يَتَعَلَّقُ بِالْإِثْبَاتِ وَإِنْ فَصَلَ الْكَلَامُ كَانَ الْعَبْدُ لِلْمُقَرِّ لَهُ الْأَوَّلِ فَيَكُونُ قَوْلُ الْمُقَرِّ لَهُ رَدًّا لِلْإِقْرَارِ۔

اگر کسی شخص کے پاس ایک غلام ہے آقا نے کہا کہ یہ غلام فلاں کا ہے اس نے کہا کہ میرا غلام پر کوئی حق نہیں یہ غلام تو فلاں کا ہے۔ پس اگر کلام مربوط اور متصل ہے تو غلام اسی شخص کا ہے جس کے لے دوسری مرتبہ اقرار کیا گیا ہے، کیونکہ پہلے شخص نے اپنی ملکیت کی نفی کر دی دوسرے کی ملکیت کو ثابت کر دیا۔ لیکن اگر کلام غیر مربوط ہو تو غلام اسی شخص کا ہوگا جس کے لیے پہلے اقرار کیا گیا۔ اس کا یہ علیحدہ قول اسی کے اپنے اقرار کی نفی ہوگا۔

وَلَوْ أَنَّ أَمَةً تَزَوَّجَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهَا بِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَقَالَ الْمَوْلٰى لَا أُجِيْزُ الْعَقْدَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ وَلٰكِنْ أُجِيْزُهُ بِمِائَةٍ وَخَمْسِيْنَ بَطَلَ الْعَقْدُ لِأَنَّ الْكَلَامَ غَيْرُ مُتَّسِقٍ فَإِنَّ نَفْيَ الْإِجَازَةِ وَإِثْبَاتَهَا بِعَيْنِهَا لَا يَتَحَقَّقُ فَكَانَ قَوْلُهُ لٰكِنْ أُجِيْزُهُ إِثْبَاتُهُ بَعْدَ رَدِّ الْعَقْدِ۔

وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ لَا أُجِيْزُهُ وَلٰكِنْ أُجِيْزُهُ إِنْ زِدْتَنِي خَمْسِيْنَ عَلَى الْمِائَةِ يَكُوْنُ فَسْخًا لِلنِّكَاحِ لِعَدَمِ احْتِمَالِ الْبَيَانِ لِأَنَّ مِنْ شَرْطِهِ الْإِتِّسَاقُ وَلَا اتِّسَاقَ۔

اگر کسی نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر سو درہم کے عوض اپنا نکاح کرایا تو اس کے آقا نے کہا کہ میں سو درہم کے عوض اس نکاح کی اجازت نہیں دیتا لیکن میں ایک سو پچاس

(۱۵۰) درہم کے عوض اجازت دیتا ہوں۔ تو نکاح باطل ہو جائے گا کیونکہ کلام مربوط نہیں ہے۔ اس لیے کہ اجازت کی نفی اور اجازت دینے کا آپس میں رابطہ اور اتصال نہیں۔ پس اس کا کہنا (لٰکِنۡ اُجِیۡزُہٗ) اس وقت جاری ہوا جب اس نے عقد کو رد کر دیا۔ اسی طرح اگر آقا نے کہا کہ میں اس کی اجازت نہیں دیتا البتہ اس شکل میں اجازت دیتا ہوں کہ اگر حق مہر میں پچاس درہم اور زیادہ کر دو تو اس قول سے نکاح باطل قرار پائے گا۔ کیونکہ اس بیان میں اجازت کا احتمال موجود نہیں کیونکہ لفظ لکن کی بنیادی شرط اتصال ہے جبکہ یہاں اتصال اور ارتباط پایا نہیں جاتا ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
تَدَارُكٌ:	حاصل کرنا، پانا، ادراک کرنا مصدر از باب تفاعل صحیح۔
اِقَامَةٌ:	قائم کرنا، درست کرنا مصدر از باب افعال اجوف واوی۔
رُجُوْعٌ:	لوٹنا، رجوع کرنا، پھرنا مصدر از باب (ن) ہفت اقسام سے صحیح۔
لَمْ يَصِحَّ:	وہ صحیح نہیں ہے، وہ درست نہیں ہے نفی جحد معلوم از باب (ض)۔
اَلْمَدْخُوْلُ:	دخول کی ہوئی عورت، وہ چیز جس کو داخل کیا گیا ہو اسم مفعول از باب (ن)۔
يَجِبُ:	واجب ہے، لازی ہے، ضروری ہے واحد مذکر فعل مضارع از باب (ض) مثال واوی۔
اِنْشَاءٌ:	پیدا کرنا، وجود میں لانا مصدر از باب افعال ناقص واوی۔
فَاَمْكَنَ:	ممکن ہوا، امکان ہوا، وجود میں آیا ماضی از باب افعال۔
اِخْبَارٌ:	خبر دینا، واقعہ سنانا مصدر از باب افعال صحیح۔
اِسْتِدْرَاكٌ:	وہم کو دور کرنا، سابقہ کلام سے ابہام کو دور کرنا مصدر از باب استفعال۔
اِقْرَارٌ:	اقرار کرنا، درست کرنا مصدر از باب افعال مضاعف۔
اِتِّسَاقٌ:	ملنا، جوڑنا، متصل ہونا مصدر از باب افتعال مثال واوی۔

مُسْتَأنِفٌ: نئے سرے سے شروع کرنے والا، نیا کام کرنے والا اسم فاعل ازباب استفعال مہموز الفا۔

مُوجِبٌ: سبب، واجب کرنے والا، حکم واجبی اسم فاعل ازباب افعال۔

وَصَلَ: وہ مل گیا، وہ پہنچ گیا ماضی ازباب (ض) مثال واوی۔

اَلْمُقِرُّ: اقرار کرنے والا، درست کرنے والا اسم فاعل ازباب افعال۔

اُجِيْزُ: میں اسے جائز کہتا ہوں، میں اسے جائز قرار دیتا ہوں متکلم مضارع ازباب افعال۔ اجوف واوی۔

يَتَحَقَّقُ: وہ ثابت ہو گیا، وہ حق سچ ہو گیا مضارع ازباب تفعل مضاعف۔

زِدْتَنِيْ: تو نے مجھے زیادہ دیا، تو مجھے زیادہ دے ماضی نون وقایہ ازباب (ض) اجوف یائی۔

فَسْخًا: فسخ کرنا، ختم کرنا، باطل کرنا مصدر ازباب (ف)۔

اِحْتِمَالٌ: احتمال ہونا، اٹھانا، صبر کرنا مصدر ازباب افتعال۔

مشقی سوالات

۱۹۵۔ فصل لکن للاستدراک، لکن استدراک کے لئے کب ہوتا ہے؟

۱۹۶۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں کیا فرمایا ہے؟

۱۹۷۔ عقد کب باطل ہو گا؟

۱۹۸۔ کیا لکن کے معنی کے لئے اتصال اور ارتباط ضروری ہے؟



فَصْلٌ اَوْ

لِتَنَاوُلِ أَحَدِ الْمَذْكُورَيْنِ وَلِهٰذَا لَوْ قَالَ هٰذَا حُرٌّ أَوْ هٰذَا كَانَ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهٖ أَحَدُهُمَا حُرٌّ حَتّٰى كَانَ لَهٗ وِلَايَةُ الْبَيَانِ۔

حرف او کا بیان

لفظ او دو مذکورہ اشیاء میں سے کسی ایک کو شامل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس بنیاد پر اگر کسی نے کہا (هٰذَا حُرٌّ أَوْ هٰذَا حُرٌّ) (یہ آزاد ہے یا یہ) (تو گویا بات کرنے والے نے یہ کہا کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک آزاد ہے) حتی کہ اسے دونوں میں ایک کو متعین کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

وَلَوْ قَالَ وَكَّلْتُ بِبَيْعِ هٰذَا الْعَبْدِ هٰذَا أَوْ هٰذَا كَانَ الْوَكِيْلُ أَحَدُهُمَا وَيُبَاحُ الْبَيْعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَلَوْ بَاعَ أَحَدُهُمَا ثُمَّ عَادَ الْعَبْدُ إِلٰى مِلْكِ الْمُوَكِّلِ لَا يَكُوْنُ لِلْآخَرِ أَنْ يَبِيْعَهٗ۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اس غلام کو بیچنے کا اختیار اس شخص اور اس شخص کو دیا تو ان میں سے ہر ایک وکیل ہوگا۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو اسے بیچنا جائز ہوگا حتی کہ اگر دونوں میں سے ایک نے غلام کو فروخت کر دیا اس کے بعد غلام موکل کی ملکیت میں واپس آگیا تو دوسرے وکیل کو اس کو فروخت کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔

وَلَوْ قَالَ لِثَلَاثِ نِسْوَةٍ لَهٗ هٰذِهٖ طَالِقٌ أَوْ هٰذِهٖ وَ هٰذِهٖ طُلِّقَتْ إِحْدَى الْأُوْلَيَيْنِ وَ طُلِّقَتِ الثَّالِثَةُ فِي الْحَالِ لِانْعِطَافِهَا عَلَى الْمُطَلَّقَةِ مِنْهُمَا وَيَكُوْنُ الْخِيَارُ لِلزَّوْجِ فِي بَيَانِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْهُمَا بِمَنْزِلَةِ مَا لَوْ قَالَ إِحْدَاكُمَا طَالِقٌ وَهٰذِهٖ وَعَلٰى هٰذَا قَالَ زُفَرُ إِذَا قَالَ لَا أُكَلِّمُ هٰذَا أَوْ هٰذَا أَوْ هٰذَا كَانَ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهٖ لَا أُكَلِّمُ أَحَدَ هٰذَيْنِ وَهٰذَا فَلَا يَحْنَثُ مَا لَمْ يُكَلِّمْ أَحَدَ الْأَوَّلَيْنِ وَ الثَّالِثَ وَ عِنْدَنَا لَوْ كَلَّمَ الْأَوَّلَ وَحْدَهٗ يَحْنَثُ وَلَوْ كَلَّمَ أَحَدَ الْآخَرَيْنِ لَا يَحْنَثُ مَا لَمْ يُكَلِّمْهُمَا۔

اسی بنیاد پر امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے یہ کہا(لَا اُکَلِّمُ هٰذَا اَوْ هٰذَا اَوْ هٰذَا)(کہ میں اس سے یا اس سے اور اس سے بات نہیں کروں گا) تو گویا اس نے یہ کہا کہ میں ان دونوں میں سے ایک اور اس تیسرے) سے بات نہیں کروں گا تو اب اگر اس نے پہلے دو میں سے ایک سے اور تیسرے سے بات نہ کی۔ وہ قسم توڑنے والا نہیں ہو گا البتہ ہمارے احناف علماء کے ہاں اگر اس نے صرف پہلے سے بات کی تو وہ قسم توڑنے والا ہو جائے گا۔ البتہ اگر آخری دو سے بات کی تو اس وقت تک قسم توڑنے والا نہیں ہو گا جب تک دونوں سے بات نہ کرے۔

وَلَوْ قَالَ بِعْ هٰذَا الْعَبْدَ اَوْ هٰذَا كَانَ لَهٗ اَنْ يَّبِيْعَ اَحَدَهُمَا اَيُّهُمَا شَاءَ وَلَوْ اُدْخَلَ اَوْ فِي الْمَهْرِ بِاَنْ تَزَوَّجَهَا عَلٰى هٰذَا وَ عَلٰى هٰذَا يُحَكِّمُ بِمَهْرِ الْمِثْلِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لِاَنَّ اللَّفْظَ يَتَنَاوَلُ اَحَدَهُمَا وَالْمُوْجِبُ الْاَصْلِيُّ مَهْرُ الْمِثْلِ فَيَتَرَجَّحُ مَا يُشَابِهُهٗ۔

اگر کسی شخص نے کہا کہ (بِعْ هٰذَا الْعَبْدَ اَوْ هٰذَا) اس غلام کو بیچو یا اس کو تو اس کو اختیار ہو گا کہ ان دونوں میں سے جس کو چاہے بیچے۔ اگر کسی شخص نے مہر کے ذکر میں (او) کا لفظ شامل کر لیا مثلاً خاوند نے مہر کے بارے میں یہ کہا اس مہر یا اس مہر کے عوض نکاح کرتا ہوں تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس میں مہر مثل کا فیصلہ دیا جائے گا کیونکہ لفظ دونوں میں سے ایک کو شامل ہے اور نکاح میں بطور مہر حقیقی واجب چیز مہر مثل ہوتا ہے چنانچہ جو مقدار ان میں سے مہر مثل کے نزدیک ترین ہو گی اس مقدار کو ترجیح حاصل ہو گی۔

وَ عَلٰى هٰذَا قُلْنَا التَّشَهُّدُ لَيْسَ بِرُكْنٍ فِي الصَّلٰوةِ لِاَنَّ قَوْلَهٗ ﷺ (اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ) عَلَّقَ الْاِتْمَامَ بِاَحَدِهِمَا فَلَا يُشْتَرَطُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَ قَدْ شُرِطَتِ الْقَعْدَةُ بِالْاِتِّفَاقِ فَلَا يُشْتَرَطُ قِرَاءَةُ التَّشَهُّدِ۔

اس اصول کی بنیاد پر ہمارا موقف ہے کہ تشہد نماز کا رکن نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کے الفاظ (اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ) کہ جب تو یہ کہہ دیا یا یہ کر لیا تو تیری نماز کامل ہو گئی) گویا آپ نے نماز کی تکمیل کو ان دونوں میں سے

ایک کے ساتھ مشروط کر دیا لہٰذا دونوں مشروط نہیں گردانے جائیں گے (کیونکہ دونوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا ہے دونوں آئمہ میں تعدہ کی شرط پر اتفاق ہے لیکن تشہد میں پڑھنے یعنی قراۃ کی شرط نہ رہی۔

ثُمَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ فِي مَقَامِ النَّفْيِ يُوْجِبُ نَفْيَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمَذْكُوْرَيْنِ حَتّٰى لَوْ قَالَ لَا أُكَلِّمُ هٰذَا أَوْ هٰذَا يَحْنَثُ إِذَا كَلَّمَ أَحَدَهُمَا وَفِي الْإِثْبَاتِ يَتَنَاوَلُ أَحَدَهُمَا مَعَ صِفَةِ التَّخْيِيْرِ كَقَوْلِهِمْ خُذْ هٰذَا أَوْ ذٰلِكَ۔

او کا لفظ جب نفی کی جگہ استعمال ہو تو مذکورہ دونوں چیزوں میں سے ہر ایک کی نفی کر دے گا۔ مثلاً اگر کسی نے یہ کہا کہ لَا أُكَلِّمُ هٰذَا أَوْ هٰذَا کہ میں اس سے یا اس سے کلام نہیں کروں گا تو اگر اس نے دونوں میں سے کسی ایک سے بات کر لی تو وہ حانث ہو جائے گا لیکن اثبات میں دونوں میں سے ایک کو شامل ہو گا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی تعیین کا بھی اختیار ہو گا مثلاً جیسے لوگ کہتے ہیں خُذْ هٰذَا أَوْ ذٰلِكَ (یہ چیز لے لو یا وہ لے لو)۔

(وَمِنْ ضَرُوْرَةِ التَّخْيِيْرِ عُمُوْمُ الْإِبَاحَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾۔

تخییر کی شکل میں یہ لازمی ہے کہ اختیار دیئے جانیوالے تمام امور جائز ہوں مثلاً فرمان الٰہی ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾۔

ترجمہ: اپنے گھر میں کھانے کو جو دیتے ہو یا پھر ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام لونڈی آزاد کرنا) ان تینوں میں کفارے کے طور پر کسی ایک پر عمل کر سکتا ہے۔

وَقَدْ يَكُوْنُ أَوْ بِمَعْنٰى حَتّٰى قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ﴾۔ قِيْلَ مَعْنَاهُ حَتّٰى يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ۔

بعض اوقات "أَوْ" "حتیٰ" کا معنی دیتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ﴾ اے نبی ﷺ آپ کے لئے (ان کے

حق میں کچھ کہنے کا حق نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کر لے) تو اس مقام پر حَتّٰی یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ کا معنی کیا جائے گا۔

(قَالَ أَصْحَابُنَا لَوْ قَالَ لَا أَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ أَوْ أَدْخُلَ هٰذِهِ الدَّارَ يَكُوْنُ أَوْ بِمَعْنٰى حَتّٰى لَوْ دَخَلَ الْأُوْلٰى أَوَّلًا حَنِثَ وَلَوْ دَخَلَ الثَّانِيَةَ أَوَّلًا بَرَّ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَ بِمِثْلِهٖ لَوْ قَالَ لَا أُفَارِقُكَ أَوْ تَقْضِيَ دَيْنِيْ يَكُوْنُ بِمَعْنٰى حَتّٰى تَقْضِيَ دَيْنِيْ)

علماء احناف کہتے ہیں اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میں (لَا أَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ أَوْ أَدْخُلَ) (کہ میں اس کے گھر میں داخل نہیں ہوں گا حتیٰ کہ اس کو میں داخل ہوں یہاں او حتیٰ کے معنی میں) یہاں تک کہ اگر وہ پہلے ذکر کردہ گھر میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا اور اگر بعد والے گھر میں پہلے داخل ہوا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ اسی کے مشابہ ایک مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ لَا أُفَارِقُكَ أَوْ تَقْضِيَ یعنی (میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تو میرا قرض ادا نہ کر دے۔) یہاں بھی حتیٰ تقضی دینی ہے یہاں تک کہ تو میرا قرض ادا کر دے گا کا معنی موجود ہوگا۔



حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
تَنَاوُلٌ:	پکڑنا، وصول کرنا، لے لینا مصدر از باب تفاعل اجوف واوی۔
يُبَاحُ:	یہ کام مباح ہے، اس میں اباحت ہے، اس میں جواز ہے مضارع مجہول از باب (ن)۔
يَبِيْعُهٗ:	وہ اس کو بیچتا ہے، وہ اسے فروخت کرتا ہے مضارع از باب (ض) اجوف یائی۔
وَلَايَةٌ:	دوستی، بادشاہی، غلبہ حاصل کرنا مصدر از باب (ض) لفیف مفروق۔
اِنْعِطَافٌ:	مہربانی کرنا، مائل ہونا، شفقت کرنا مصدر از باب انفعال صحیح۔
لَا أُكَلِّمُ:	میں کلام نہیں کروں گا، میں بات نہیں کروں گا مضارع از باب تفعیل۔
لَا يَحْنَثُ:	وہ حانث نہیں ہوا، اس نے قسم کو نہیں توڑا مضارع از باب (ن) صحیح۔
بِعْ:	تو بیچ، تو فروخت کر، خرید و فروخت کر امر حاضر از باب (ض) اجوف یائی۔

تَمَّتْ: وہ بات پوری ہوئی، وہ کلام مکمل ہو گئی ماضی از باب (ض) مضاعف۔

لَا يُشْتَرَطُ: وہ مشروط نہیں ہوا، اس کی شرط نہیں لگائی گئی نفی مضارع مجہول از باب افتعال۔

اَلتَّخْيِيْرُ: پسند کرنا، مختار کرنا، کسی کو اختیار دینا مصدر از باب تفعیل۔

تُطْعِمُوْنَ: تم کھانا کھلاتے ہو، تم طعام کھلاتے ہو مضارع معلوم از باب افعال۔

كِسْوَتُهُمْ: لباس پہنانا، پہنانا کپڑے پہنانا مصدر از باب (ن) ناقص واوی۔

تَحْرِيْرٌ: آزاد کرنا، آزادی دینا، غلام وغیرہ کو آزاد کرنا مصدر از باب تفعیل مضاعف۔

يَتُوْبُ: وہ توبہ کرتا ہے، وہ رجوع کرتا ہے مضارع از باب (ن) اجوف واوی۔

قِيْلَ: بات کہی گئی، کہا گیا ہے ماضی مجہول از باب (ن) اجوف واوی۔

لَا أُفَارِقُكَ: میں تجھ سے جدا نہیں ہوں گا، میں الگ نہیں ہوتا نفی از باب مفاعلہ۔

اِمْتِدَادٌ: پھیلنا، لمبا ہونا، بڑا ہونا مصدر از باب افتعال مضاعف۔

تَشْتَكِيْ: وہ شکایت کرتی ہے، تو شکوہ کرتا ہے مضارع از باب افتعال ناقص۔

بَرَّ: اس نے قسم کو پورا کیا، اس نے پورا کیا ماضی از باب (س) مضاعف۔

تَعَالٰى: وہ بلند ہوا، اللہ کی شان بلند ہے ماضی از باب تفاعل ناقص واوی۔

حَنِثَ: اس نے توڑا، اس نے قسم کو توڑا ماضی از باب (ن)۔

اَلْغَايَةُ: بمعنی انتہا، کسی چیز کی آخری انتہاء۔

مشقی سوالات

۱۹۹۔ فصل او کون سے معنی کے لئے آتا ہے؟

۲۰۰۔ امام زفرؒ کا قول بیان کریں۔

۲۰۱۔ کیا تشہد نماز کا رکن ہے؟

۲۰۲۔ (او) کا حرف کب دونوں چیزوں کی نفی کرتا ہے؟

۲۰۳۔ کیا تخییر کی صورت میں تمام امور مباح ہوتے ہیں؟

۲۰۴۔ او حتی کے معنی میں کب آتا ہے؟



فَصْلٌ حَتّٰى لِلْغَايَةِ

كَالٰى فَاِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا قَابِلًا لِلْاِمْتِدَادِ وَمَا بَعْدَهَا يَصْلُحُ غَايَةً لَهُ كَانَتِ الْكَلِمَةُ عَامِلَةً بِحَقِيْقَتِهَا۔ مِثَالُهُ مَا قَالَ مُحَمَّدٌ رحمه الله اِذَا قَالَ عَبْدِيْ حُرٌّ اِنْ لَمْ اَضْرِبْكَ حَتّٰى يَشْفَعَ فُلَانٌ اَوْ حَتّٰى تَصِيْحَ اَوْ حَتّٰى تَشْتَكِيَ بَيْنَ يَدَيَّ اَوْ حَتّٰى يَدْخُلَ اللَّيْلُ كَانَتِ الْكَلِمَةُ عَامِلَةً بِحَقِيْقَتِهَا لِاَنَّ الضَّرْبَ بِالتَّكْرَارِ يَحْتَمِلُ الْاِمْتِدَادَ وَشَفَاعَةَ فُلَانٍ وَاَمْثَالُهَا تَصْلُحُ غَايَةً لِلضَّرْبِ

حتی کا بیان

حتیٰ بھی الی کی مانند انتہاء غایت کے معنی کی توضیح کے واسطے آتا ہے۔ چنانچہ اگر اس سے پہلے کلام میں امتداد موجود ہو اور بعد والے میں اس کی انتہاء کی اہلیت ہو تو یہ کلمہ اپنے اصلی معنی پر عمل کو واضح کرے گا۔ چنانچہ امام محمدؒ نے مثال بیان کی ہے کہ کسی شخص نے جب یہ کہا کہ "میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ ماروں حتیٰ کہ فلاں شخص اس کی سفارش کرے یا حتیٰ کہ تو چلائے یا میرے پاس شکایت کرے یا حتیٰ کہ رات ہو جائے تو اس مثال میں حتیٰ اپنے اصل معنی کا عامل ہو گا کیونکہ سزا دینے میں تکرار کے ذکر سے امتداد کا احتمال موجود ہے اور کسی شخص کی سفارش اور اس قسم کی دیگر مذکورہ امثلہ میں سزا دینے کی غایت بننے کی اہلیت پائی جاتی ہے۔

فَلَوِ امْتَنَعَ عَنِ الضَّرْبِ قَبْلَ الْغَايَةِ حَنِثَ وَلَوْ حَلَفَ لَا يُفَارِقُ غَرِيْمَهُ حَتّٰى يَقْضِيَهُ دَيْنَهُ فَفَارَقَهُ قَبْلَ قَضَاءِ الدَّيْنِ حَنِثَ فَاِذَا تَعَذَّرَ الْعَمَلُ بِالْحَقِيْقَةِ لِمَانِعٍ كَالْعُرْفِ كَمَا لَوْ حَلَفَ اَنْ يَضْرِبَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ اَوْ حَتّٰى يَقْتُلَهُ حُمِلَ عَلَى الضَّرْبِ الشَّدِيْدِ بِاعْتِبَارِ الْعُرْفِ۔

لیکن اگر مذکورہ شخص اس غایت سے پہلے سزا دینے سے رک جائے تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اگر اس نے قسم کھائی (لَا يُفَارِقُ غَرِيْمَهُ حَتّٰى تَقْضِيَهُ دَيْنَهُ) وہ اپنے قرض خواہ سے اس وقت تک الگ نہیں ہو گا جب تک وہ قرض کی ادائیگی نہ کر دے۔ لیکن

پھر وہ قرض کو حاصل کرنے سے پہلے الگ ہو گیا تو وہ حانث ہو جائے گا۔ لیکن اگر کسی رکاوٹ کے سبب حقیقی معنی پر عمل کرنا دشوار ہو جیسا کہ عرف میں ہے۔ مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ وہ اس کو اتنا مارے گا حتیٰ کہ وہ مر جائے یا حتیٰ کہ وہ اسے قتل کر دے۔ تو قتل یا مرنے کو عرف عام میں بہت زیادہ مارنے پر محمول کیا جائے گا۔

وَاِنْ لَمْ یَکُنِ الْاَوَّلُ قَابِلًا لِلْاِمْتِدَادِ وَالْاٰخِرُ صَالِحًا لِلْغَایَۃِ وَ صَلَحَ الْاَوَّلُ سَبَبًا وَالْاٰخِرُ جَزَاءً یُحْمَلُ عَلَی الْجَزَاءِ مِثَالُہٗ مَا قَالَ مُحَمَّدٌ رحمہ اللہ اِذَا قَالَ لِغَیْرِہٖ عَبْدِیْ حُرٌّ اِنْ لَّمْ اٰتِکَ حَتّٰی تُغَدِّیَنِیْ فَاَتَاہُ فَلَمْ یُغَدِّہٖ لَا یَحْنَثُ لِاَنَّ التَّغْدِیَۃَ لَا یَصْلُحُ غَایَۃً لِلْاِتْیَانِ بَلْ ھُوَ دَاعٍ اِلٰی زِیَادَۃِ الْاِتْیَانِ وَصَلُحَ جَزَاءً فَیُحْمَلُ عَلَی الْجَزَاءِ فَیَکُوْنُ بِمَعْنٰی لَامِ کَیْ فَصَارَ کَمَا لَوْ قَالَ اِنْ لَّمْ اٰتِکَ اِتْیَانًا جَزَاؤُہُ التَّغْدِیَۃُ۔

اگر اول الذکر میں امتداد موجود نہ ہو اور بعد والے غایت بننے کی اہلیت نہ پائی جاتی ہو لیکن پہلے میں سبب کی اہلیت موجود ہو اور آخری میں جزا بننے کی تو اسے جزاء ہی پر محمول کیا جائے گا جیسے امام محمدؒ نے مثال بیان کی ہے کہ کوئی شخص دوسرے سے کہے میرا غلام آزاد ہے اگر میں تیرے پاس نہ آؤں یہاں تک کہ تو مجھے ناشتہ کرائے۔ پس وہ شخص اس کے پاس آیا لیکن دوسرے نے ناشتہ نہ کرایا تو قسم توڑنے والا نہیں ہو گا۔ کیونکہ ناشتہ کرانا آنے کی غایت نہیں ہوتا بلکہ وہ زیادہ آنے جانے کا سبب ہے۔ البتہ اس میں جزا بننے کی اہلیت موجود ہے لہٰذا اسے جزا ہی پر محمول کیا جائے گا اور یہ لام کی کے معنی میں ہو گا تو گویا مذکورہ شخص نے یوں کہا۔ اگر تیرے پاس میرا آنا ایسا آنا نہ ہو جس کی جزا ناشتہ کرانا ہو۔

وَ اِذَا تَعَذَّرَ ھٰذَا بِاَنْ لَّا یَصْلُحَ الْاٰخِرُ جَزَاءً لِلْاَوَّلِ حُمِلَ عَلَی الْعَطْفِ الْمَحْضِ۔ مِثَالُہٗ مَا قَالَ مُحَمَّدٌ رحمہ اللہ اِذَا قَالَ عَبْدِیْ حُرٌّ اِنْ لَّمْ اٰتِکَ حَتّٰی اَتَغَدّٰی عِنْدَکَ الْیَوْمَ اَوْ اِنْ لَّمْ تَاْتِنِیْ حَتّٰی تَغَدّٰی عِنْدِی الْیَوْمَ فَاَتَاہُ فَلَمْ یَتَغَدَّ عِنْدَہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ حَنِثَ وَ ذٰلِکَ لِاَنَّہٗ لَمَّا اُضِیْفَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الْفِعْلَیْنِ اِلٰی ذَاتٍ وَاحِدٍ لَا یَصْلُحُ اَنْ یَّکُوْنَ فِعْلُہٗ جَزَاءً لِفِعْلِہٖ فَیُحْمَلُ عَلٰی

الْعَطْفِ الْمَحْضِ فَيَكُوْنُ لِلْمَجْمُوْعِ شَرْطًا لِلْبِرِّ۔

جب اسے جزا پر محمول کرنا دشوار ہو مثلاً کلام کے آخری جز میں جزا بننے کی اہلیت نہ پائی جاتی ہو تو اسے عطف محض یعنی محض ربط کا کام لینے پر محمول کیا جائے گا۔ اس بارے میں امام محمدؒ کی بیان کردہ مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں تمہارے پاس نہ آؤں حتیٰ کہ آج تمہارے ہاں ناشتہ کر دں۔ یا حتیٰ کہ تم میرے ہاں نہ آئے حتیٰ کہ میرے پاس آج ناشتہ کرو۔ پس مطلوبہ شخص آیا لیکن اس دن اس کے پاس ناشتہ نہ کیا۔ تو وہ حانث ہو جائے گا (اور اسے جزا پر محمول نہیں کیا جائے گا) کیونکہ دونوں فعلوں (آنا اور ناشتہ کرنا) ایک ایسے شخص کی جانب منسوب ہوئے کہ اس کا ایک فعل دوسرے فعل کی جزا نہیں بن سکتا تو اسے عطف محض پر محمول کیا جائے گا۔ پس دونوں پر عمل ہی سے شرط قسم پوری ہو گی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
تَعَذَّرَ:	وہ مشکل ہو گیا، اس کا وجود ممکن نہیں ماضی از باب تفعل صحیح۔
مَانِعٌ:	روکنے والی چیز، رکاوٹ والی چیز اسم فاعل از باب (ف)۔
لَمْ آتِكَ:	میں تیرے پاس نہیں آؤں گا، میں نہیں آسکتا واحد متکلم جحد از باب (ض) مہموز الفاء اور ناقص۔
تُغَدِّيْنِي:	تو مجھے صبح کا کھانا کھلا، تو مجھے ناشتہ کرا مضارع از باب تفعیل ناقص واوی۔
أُضِيْفَ:	وہ منسوب ہوا، اس کی نسبت کی گئی ماضی از باب افعال اجوف واوی۔
دَاعٍ:	دعوت دینے والا، بلانے والا، سبب اسم فاعل از باب (ن) ناقص واوی۔
قَابِلٌ:	قبول کرنے والا، قابل قبول ہونا اسم فاعل از باب (ن) صحیح۔
تَقْضِيَهٗ:	تو اس کو پورا دے قرضہ ادا کرے مضارع از باب (ض) ناقص یائی۔
أَتَغَدّٰى:	میں ناشتہ کروں، میں صبح کا کھانا کھاؤں متکلم از باب تفعل ناقص واوی۔

مشقی سوالات

۲۰۵۔ فصل (حتی) کون سے معنی کے لئے آتا ہے؟

۲۰۶۔ امام محمدؒ نے حتی کی کون سی مثال بیان کی ہے؟

۲۰۷۔ اگر کسی مانع کی وجہ سے حقیقت پر محمول کرنا مشکل ہو جائے تو پھر کیا کرنا چاہیئے؟

۲۰۸۔ اگر حتی کا ماقبل سبب اور مابعد جزا بننے کے قابل ہو تو پھر اسے کس چیز پر محمول کیا جائے گا؟

۲۰۹۔ بصورت دیگر عطف پر محمول کیا جائے گا اس کی مثال پیش کریں۔

☆☆☆

فَصْلٌ اِلٰى لِاِنْتِهَاءِ الْغَايَةِ

ثُمَّ هُوَ فِي بَعْضِ الصُّوَرِ يُفِيْدُ مَعْنَى اِمْتِدَادِ الْحُكْمِ۔

حرف الیٰ کا بیان

لفظ الیٰ غایت کی انتہا بیان کرنے کے واسطے آتا ہے بعض حالتوں میں یہ حکم کے امتداد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور حکم کی غایت تک شامل ہوتا ہے۔

وَفِي بَعْضِ الصُّوَرِ يُفِيْدُ مَعْنَى الْاِسْقَاطِ فَاِنْ اَفَادَ الْاِمْتِدَادَ لَا تَدْخُلُ الْغَايَةُ فِي الْحُكْمِ وَاِنْ اَفَادَ الْاِسْقَاطَ تَدْخُلُ۔

اور بعض حالتوں میں یہ اسقاط کا فائدہ دیتا ہے اگر امتداد کے معنی کا فائدہ دے تو غایت حکم میں شامل نہیں ہوگی۔ اگر یہ اسقاط کا فائدہ دے تو غایت حکم میں شامل ہوگی۔

نَظِيْرُ الْاَوَّلِ: اِشْتَرَيْتُ هٰذَا الْمَكَانَ اِلٰى هٰذَا الْحَائِطِ لَا يَدْخُلُ الْحَائِطُ فِي الْبَيْعِ وَ نَظِيْرُ الثَّانِي بَاعَ بِشَرْطِ الْخِيَارِ اِلٰى ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَ بِمِثْلِهٖ لَوْ حَلَفَ لَا اُكَلِّمُ فُلَانًا اِلٰى شَهْرٍ كَانَ الشَّهْرُ دَاخِلًا فِي الْحُكْمِ وَقَدْ اَفَادَ فَائِدَةَ الْاِسْقَاطِ هٰهُنَا۔

پہلی حالت کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہے (اِشْتَرَيْتُ هٰذَا الْمَكَانَ اِلٰى هٰذَا الْحَائِطِ) (میں نے اس دیوار تک یہ مکان خریدا) تو دیوار سودے میں شامل نہ ہوگی۔ دوسری حالت کی مثال یہ ہے کہ کسی تین روز کے اختیار کی شرط پر کوئی چیز بیچی تو تیسرا روز مکمل اس اختیار میں شامل ہوگا اس کے بعد یہ اختیار ساقط ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے ایک ماہ تک گفتگو نہیں کروں گا تو اس حکم میں ایک ماہ شامل ہوگا۔ الی یہاں اسقاط کا فائدہ دے گا یعنی ایک ماہ کے بعد حکم ساقط ہو جائے گا۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا الْمَرَافِقُ وَالْكَعْبُ دَاخِلَانِ تَحْتَ حُكْمِ الْغُسْلِ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ لِاَنَّ كَلِمَةَ اِلٰى هٰهُنَا لِلْاِسْقَاطِ فَاِنَّهٗ لَوْلَاهَا لَاسْتَوْعَبَتِ الْوَظِيْفَةُ جَمِيْعَ الْيَدِ وَلِهٰذَا قُلْنَا الرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَةِ لِاَنَّ كَلِمَةَ

اِلٰی فِی قَوْلِہٖ ﷺ (عَوْرَۃُ الرَّجُلِ مَا تَحْتَ السُّرَّۃِ اِلَی الرَّکْبَۃِ) تُفِیْدُ فَائِدَۃَ الْاِسْقَاطِ فَتَدْخُلُ الرَّکْبَۃُ فِی الْحُکْمِ۔

اسی اصول کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد الی المرافق کے مطابق کہنیاں اور ٹخنے دھونے کے حکم میں شامل ہیں کیونکہ یہاں لفظ الی اسقاط کا فائدہ دے رہا ہے۔ کیونکہ الی نہ آتا تو پورا ہاتھ کندھے تک) دھونا واجب ہوتا۔ اسی اصول کے مد نظر ہم کہتے ہیں کہ گھٹنا شرم گاہ کا حصہ ہے کیونکہ فرمان رسول اکرم ﷺ (عَوْرَۃُ الرَّجُلِ مَا تَحْتَ السُّرَّۃِ اِلَی الرَّکْبَۃِ) مرد کی شرم گاہ ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے۔ میں لفظ الی اسقاط کا فائدہ دے رہا ہے چنانچہ گھٹنا حکم میں شامل ہوگا۔

وَقَدْ تُفِیْدُ کَلِمَۃُ اِلٰی تَاخِیْرَ الْحُکْمِ اِلَی الْغَایَۃِ وَلِھٰذَا قُلْنَا اِذَا قَالَ لِاِمْرَأَتِہٖ أَنْتِ طَالِقٌ اِلٰی شَھْرٍ وَلَانِیَّۃَ لَہٗ لَا یَقَعُ الطَّلَاقُ فِی الْحَالِ عِنْدَنَا خِلَافًا لِزُفَرَ لِاَنَّ ذِکْرَ الشَّھْرِ لَا یَصْلُحُ لِمَدِّ الْحُکْمِ وَالْاِسْقَاطِ شَرْعًا وَالطَّلَاقُ یَحْتَمِلُ التَّأْخِیْرَ بِالتَّعْلِیْقِ فَیُحْمَلُ عَلَیْہِ۔

بعض اوقات لفظ "الی" حکم کی غایت تک موخر کرنے کا فائدہ دیتا ہے اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ (أَنْتِ طَالِقٌ اِلٰی شَھْرٍ) تجھے ایک ماہ تک طلاق ہے اور مرد نے کوئی نیت نہ کی تو ہماری رائے میں فوراً طلاق واقعہ نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک مہینہ گزرنے کے بعد واقع ہوگی) اس میں امام زفرؒ کا اختلاف ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ ماہ کا ذکر حکم کی غایت میں امتداد کی اہلیت نہیں رکھتا اور نہ ہی اسقاط کا فائدہ دیتا ہے اور طلاق میں کسی شرط سے مؤخر ہونے کا احتمال پایا جاتا ہے لہٰذا اس پر محمول کیا جائے گا (اور مہینہ گزرنے کے بعد طلاق واقع ہوگی)۔

مشقی سوالات

۲۱۰۔ فصل الی غایت کی طرف حکم کی تاخیر کا فائدہ کب دیتا ہے؟

۲۱۱۔ فصل الی امداد اور اسقاط کا معنی کب دیتا ہے؟

☆☆☆

فَصْلٌ عَلٰی

لِلْاِلْزَامِ وَأَصْلُهٗ لِإِفَادَةِ مَعْنَی التَّفَوُّقِ وَالتَّعَلِّیْ وَ لِهٰذَا لَوْ قَالَ لِفُلَانٍ عَلَیَّ أَلْفٌ یُحْمَلُ عَلَی الدَّیْنِ بِخِلَافِ مَا لَوْ قَالَ عِنْدِیْ أَوْ مَعِیَ أَوْ قِبَلِیْ

فصل حرف 'علی' کا بیان

لفظ علی کسی چیز کے لازم کرنے کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے لغوی معنی تفوق (برتری) حاصل کرنے اور استعلاء بلند ہونے کے ہیں۔ اسی وجہ سے اگر کسی نے کہا کہ لِفُلَانٍ عَلَیَّ أَلْفٌ (فلاں کے میرے ذمے ہزار روپے ہیں) تو اسے قرض پر محمول سمجھا جائے گا۔ اس حالت کے بر خلاف جس میں وہ کہے کہ عندی، یا مَعِیَ یا قِبَلِیْ (یعنی علی کی بجائے عندی، معی اور قبلی کے الفاظ استعمال کرے۔ یعنی ایسی کلام سے قرض لازم نہیں آئیگا۔

وَعَلٰی هٰذَا قَالَ فِی السِّیَرِ الْکَبِیْرِ إِذَا قَالَ رَأْسُ الْحِصْنِ اٰمِنُوْنِیْ عَلٰی عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ الْحِصْنِ فَفَعَلْنَا فَالْعَشَرَةُ سِوَاهُ وَخِیَارُ التَّعْیِیْنِ لَهٗ وَلَوْ قَالَ اٰمِنُوْنِیْ وَعَشَرَةً أَوْ فَعَشَرَةً أَوْ ثُمَّ عَشَرَةً فَفَعَلْنَا فَکَذٰلِكَ وَ خِیَارُ التَّعْیِیْنِ لِلْاٰمِنِ۔

اسی بنیاد پر امام محمدؒ نے السِّیَرِ الْکَبِیْرِ میں بیان کیا کہ اگر قلعہ کے رئیس نے یہ کہا کہ (اٰمِنُوْنِیْ عَلٰی عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ الْحِصْنِ) کہ اہل قلعہ میں سے دس لوگ لے لو اور مجھے امان دے دو) اور ہم مسلمانوں نے) اس کی بات مان لی تو دس لوگ اس کے علاوہ ہوں گے اور تعین کا اختیار اسے حاصل ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ اٰمِنُوْنِیْ وَعَشَرَةٌ۔ یا کہا فَعَشَرَةٌ یا کہا ثُمَّ عَشَرَةٌ تو ہم نے اس کی بات تسلیم کی تو اس کی شکل بھی یہی ہوگی اور تعین کا اختیار امان حاصل کرنے والے کو ہوگا۔

وَقَدْ یَکُوْنُ عَلٰی بِمَعْنَی الْبَاءِ مَجَازًا حَتّٰی لَوْ قَالَ بِعْتُكَ هٰذَا عَلٰی أَلْفٍ یَکُوْنُ عَلٰی بِمَعْنَی الْبَآءِ لِقِیَامِ دَلَالَةِ الْمُعَاوَضَةِ وَقَدْ یَکُوْنُ عَلٰی بِمَعْنَی الشَّرْطِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـئًا﴾ وَلِهٰذَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِذَا قَالَتْ لِزَوْجِهَا طَلِّقْنِيْ ثَلَاثًا عَلَى اَلْفٍ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً لَا يَجِبُ الْمَالُ لِاَنَّ الْكَلِمَةَ هٰهُنَا تُفِيْدُ مَعْنَى الشَّرْطِ فَيَكُوْنُ الثَّالِثُ شَرْطًا لِلُزُوْمِ الْمَالِ۔

اور کبھی علی مجازاً باء کا معنی دیتا ہے کیونکہ اس وقت کہ معاوضہ پر دلالت کرتا ہے مثلاً بِعْتُكَ هٰذَا عَلَى اَلْفٍ میں نے یہ چیز ہزار درہم کے عوض بیچی ہے۔ اور بعض دفعہ علی شرط کا معنی دیتا ہے جس طرح اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـئًا﴾ (وہ عورتیں آپ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ اسی بناء پر امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ طَلِّقْنِيْ ثَلَاثًا عَلَى اَلْفٍ (مجھ سے ایک ہزار لے لو اور مجھے طلاق دے دو) اگر اس نے ایک طلاق دے دی تو وہ رقم لینے کا حقدار نہیں ہوگا کیونکہ یہاں لفظ علی شرط کا معنی دے رہا ہے۔ لہٰذا مال لینے کیلئے تعداد پورا کرنا شرط ہوگا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِنْتِهَاءٌ:	ختم کرنا، آخر تک جانا، رک جانا، باز آنا مصدر از باب انتعال ناقص یائی۔
يُفِيْدُ:	وہ مفید ہے، وہ فائدہ دے گا، فائدہ پہنچانا مضارع از باب افعال اجوف واوی۔
اِسْقَاطٌ:	ساقط کرنا، ختم کرنا، باطل کرنا مصدر از باب افعال صحیح۔
اِشْتَرَيْتُ:	میں نے خریدا، میں نے خرید[illegible] ماضی از باب افتعال ناقص یائی۔
اِسْتَوْعَبْتُ:	اس نے مکمل احاطہ کیا، اس نے مکمل کیا ماضی از باب [illegible]۔
تَاخِيْرٌ:	مؤخر کرنا، پیچھے کرنا، دور کرنا مصدر از باب تفعیل (صحیح)۔
اَلْمَرَافِقُ:	واحد مرفق، معنی کہنی، اسم آلہ از باب (ن)۔

اَلْخِیَارُ: پسند کرنا، اختیار دینا مصدر از باب تفعیل اجوف یائی۔

تَعْلِیْقٌ: معلق کرنا، جوڑنا مشروط کرنا مصدر از باب تفعیل صحیح۔

تَفَوُّقٌ: اوپر کرنا، بلند ہونا، فائق ہونا مصدر از باب تفعل اجوف واوی۔

تَعَلِّیْ: بلند ہونا، شان والا ہونا، اوپر والا ہونا مصدر از باب تفعل ناقص واوی۔

اِلْزَامٌ: لازم کرنا، ضروری کرنا، واجب کرنا مصدر از باب افعال صحیح۔

اٰمِنُوْنِیْ: تم مجھے امن اور سکون دو، تم مجھے بے خوف کرو امر حاضر از باب (س) مہموز الفا۔

اِسْتَرَیْتُ: التعیین، معین کرنا، مقرر کرنا مصدر از باب تفعیل اجوف واوی۔

مشقی سوالات

۲۱۲۔ فصل (علی) کون سے معنی کے لئے آتا ہے؟

۲۱۳۔ کیا علی کبھی باء کے معنی میں آتا ہے؟

۲۱۴۔ علی شرط کا معنی کب دیتا ہے؟

☆☆☆

فَصْلٌ كَلِمَةُ فِي

لِلظَّرْفِ وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْأَصْلِ قَالَ أَصْحَابُنَا إِذَا قَالَ غَصَبْتُ ثَوْبًا فِي مِنْدِيْلٍ أَوْ تَمْرًا فِي قَوْصَرَةٍ لَزِمَاهُ جَمِيْعًا

حرف فی کا بیان

لفظ "فی" ظرفیت کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ حقیقی معنی کے لحاظ سے ہمارے احناف نے کہا کہ جب کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے کپڑے کو رومال میں یا کھجور کی زنبیل میں چھینا ہے تو یہ دونوں اشیاء (رومال اور زنبیل) بھی اس چھیننے والے کے ذمے لازم آئیں گے۔

ثُمَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ تُسْتَعْمَلُ فِي الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَالْفِعْلِ أَمَّا إِذَا اسْتُعْمِلَتْ فِي الزَّمَانِ (بِأَنْ يَقُوْلَ أَنْتِ طَالِقٌ غَدًا) فَقَالَ أَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رحمهما الله يَسْتَوِيْ فِي ذٰلِكَ حَذْفُهَا وَ إِظْهَارُهَا حَتّٰى لَوْ قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فِي غَدٍ كَانَ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهِ أَنْتِ طَالِقٌ غَدًا يَقَعُ الطَّلَاقُ كَمَا طَلَعَ الْفَجْرُ فِي الصُّوْرَتَيْنِ جَمِيْعًا وَذَهَبَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ إِلٰى أَنَّهَا إِذَا حُذِفَتْ يَقَعُ الطَّلَاقُ كَمَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَإِذَا أُظْهِرَتْ كَانَ الْمُرَادُ وُقُوْعُ الطَّلَاقِ فِيْ جُزْءٍ مِنَ الْغَدِ عَلٰى سَبِيْلِ الْإِبْهَامِ فَلَوْلَا وُجُوْدُ النِّيَّةِ يَقَعُ الطَّلَاقُ بِأَوَّلِ الْجُزْءِ لِعَدَمِ الْمُزَاحِمِ لَهُ وَلَوْ نَوٰى آخِرَ النَّهَارِ صَحَّتْ نِيَّتُهُ۔

پھر لفظ "فی" زمان، مکان اور فعل تینوں میں استعمال ہوتا ہے۔ زمان میں استعمال کی مثال یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے کہے کہ أَنْتِ طَالِقٌ غَدًا (تجھے کل طلاق ہے) ابو یوسف" اور محمدؒ دونوں کا قول ہے کہ یہاں "فی" کا حذف کرنا اور اظہار کرنا دونوں برابر ہیں حتیٰ کہ اگر اس نے یوں کہا کہ أَنْتِ طَالِقٌ فِي غَدٍ تو گویا یہ ایسے ہی ہے کہ أَنْتِ طَالِقٌ غَدًا۔ لہٰذا جونہی طلوع فجر ہوگی دونوں حالتوں میں فوراً طلاق واقع ہو جائے گی۔ لیکن امام ابو حنیفہ" کی رائے یہ ہے کہ جب "فی" کو حذف کیا جائے جیسے (أَنْتِ طَالِقٌ غَدًا) تو طلاق طلوع فجر کے ساتھ ہی واقع ہو جائے گی، لیکن جب "فی" کا اظہار کیا جائے (مثلاً أَنْتِ طَالِقٌ فِي غَدٍ) تو اس

سے مراد یہ ہے کہ طلاق کل (آنے والی) میں بہم طور پر کسی بھی وقت واقع ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اگر شوہر نے کوئی نیت نہیں کی تو رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے دن کی ابتداء میں طلاق واقع ہو جائے گی، لیکن اگر شوہر نے دن کے آخری حصے کی نیت کی تو اس کی نیت درست سمجھی جائے گی (پس طلاق طلوع فجر کے وقت واقع ہوگی)۔

وَمِثَالُ ذٰلِكَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ إِنْ صُمْتِ الشَّهْرَ فَأَنْتِ كَذَا فَإِنَّهُ يَقَعُ عَلٰى صَوْمِ الشَّهْرِ وَلَوْ قَالَ إِنْ صُمْتِ فِي الشَّهْرِ فَأَنْتِ كَذَا يَقَعُ ذٰلِكَ عَلَى الْإِمْسَاكِ سَاعَةً فِي الشَّهْرِ۔

اس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص نے بیوی سے کہا کہ إِنْ صُمْتِ الشَّهْرَ فَأَنْتِ كَذَا (اگر تو نے پورا ماہ روزہ رکھا تو تجھے یہ ہوگا) تو یہ شرط پورا مہینہ روزہ رکھنے کی صورت میں پوری ہوگی لیکن اگر مرد نے کہا کہ إِنْ صُمْتِ فِي الشَّهْرِ فَأَنْتِ كَذَا (اگر تو نے مہینے میں کوئی روزہ رکھا تو تجھے یہ ہوگا) تو اس سے مہینے میں ایک گھڑی بھی روزہ رکھنے کی شکل میں وہ شرط پوری ہو جائیگی۔

وَأَمَّا فِي الْمَكَانِ فَمِثْلُ قَوْلِهِ أَنْتِ طَالِقٌ فِي الدَّارِ أَوْ فِي مَكَّةَ يَكُونُ ذٰلِكَ طَلَاقًا عَلَى الْإِطْلَاقِ فِي جَمِيعِ الْأَمَاكِنِ

"فی" کا استعمال ظرف مکان کے طور پر ہونے کی مثال یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ أَنْتِ طَالِقٌ فِي الدَّارِ أَوْ فِي مَكَّةَ (تجھے طلاق ہے تو گھر میں ہو یا مکہ میں) تو فوراً مطلق سب مقامات میں طلاق واقع ہو جائے گی خواہ عورت کہیں بھی ہو۔

وَ بِاعْتِبَارِ مَعْنَى الظَّرْفِيَّةِ قُلْنَا إِذَا حَلَفَ عَلٰى فِعْلٍ وَ أَضَافَهُ إِلٰى زَمَانٍ أَوْ مَكَانٍ فَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ مِمَّا يَتِمُّ بِالْفَاعِلِ يُشْتَرَطُ كَوْنُ الْفَاعِلِ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ أَوِ الْمَكَانِ وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ يَتَعَدّٰى إِلٰى مَحَلٍّ يُشْتَرَطُ كَوْنُ الْمَحَلِّ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ لِأَنَّ الْفِعْلَ إِنَّمَا يَتَحَقَّقُ بِأَثَرِهِ وَأَثَرُهُ فِي الْمَحَلِّ۔

"فی" میں ظرفیت کے اس معنی کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ یہ کام کرے گا اور اسے کسی مقام یا کسی وقت کے ساتھ مشروط کیا۔ اب اگر فعل ایسا ہے جو

فاعل کے کرنے سے پورا ہو جاتا ہے تو اس وقت یا مقام میں فاعل کا ہونا مشروط ہے۔ البتہ اگر ایسا فعل ہے کہ اسے فاعل کے علاوہ مفعول کی بھی ضرورت ہے تو اس وقت یا مقام پر مفعول کا موجود ہونا بھی لازمی اور شرط ہو گا، کیونکہ فعل اپنے اثر کے ساتھ ثابت ہوتا ہے اور اس کا اثر محل ہوتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ رحمه الله فِي الْجَامِعِ الْكَبِيْرِ إِذَا قَالَ إِنْ شَتَمْتُكَ فِي الْمَسْجِدِ فَكَذَا فَشَتَمَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَالْمَشْتُوْمُ خَارِجَ الْمَسْجِدِ يَحْنَثُ وَلَوْ كَانَ الشَّاتِمُ خَارِجَ الْمَسْجِدِ وَالْمَشْتُوْمُ فِي الْمَسْجِدِ لَا يَحْنَثُ۔

وَلَوْ قَالَ إِنْ ضَرَبْتُكَ أَوْ شَجَجْتُكَ فِي الْمَسْجِدِ فَكَذَا يُشْتَرَطُ كَوْنُ الْمَضْرُوْبِ وَالْمَشْجُوْجِ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا يُشْتَرَطُ الضَّارِبُ وَالشَّاجُّ فِيْهِ۔

امام محمدؒ نے الْجَامِعِ الْكَبِيْرِ میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ إِنْ شَتَمْتُكَ فِي الْمَسْجِدِ فَكَذَا (اگر میں تجھے مسجد میں گالی دوں تو ایسے ایسے ہو) اب اس کی دو صورتیں ہیں اگر تو کہنے والے نے مسجد میں جا کر گالی دی اور مَشْتُوْمْ شخص مسجد سے باہر ہے تو وہ قسم میں حانث ہو گا لیکن اگر شاتم شخص مسجد سے باہر اور گالی دیا جانے والا مسجد میں ہے تو وہ قائل اپنی قسم میں حانث نہیں ہو گا اگر کسی نے یہ کہا کہ إِنْ ضَرَبْتُكَ اور شَجَجْتُكَ فِي الْمَسْجِدِ فَكَذَا (اگر میں تجھے ماروں یا تیرا سر زخمی کروں مسجد میں تو ایسے ایسے ہو) تو اس حال میں مَضْرُوْبِ (مارا جانے والا) یا مَشْجُوْجُ (سر زخمی کیا جانے والا) کا مسجد میں پایا جانا شرط ہے لیکن ضارب یا سر زخمی کرنے والے کا مسجد میں پایا جانا لازمی نہیں۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
بِعْتُكَ:	میں نے تجھے بیچا، میں نے تجھ سے خرید و فروخت کی متکلم ماضی از باب (ضرب) اجوف یائی۔
يُبَايِعْنَكَ:	وہ عورتیں آپ سے بیعت کر لیں جمع مونث مضارع از باب مفاعلہ اجوف یائی۔

مُعَاوَضَةٌ: معاوضہ دینا، ایک دوسرے کو بدلہ دینا۔ مصدر از باب مفاعلہ۔

غَصَبْتُ: میں نے چھینا، میں نے مال چھینا۔ متکلم ماضی از باب (ض) صحیح۔

قَوْصَرَةٌ: کھجور وغیرہ رکھنے کے لیے بنا ہوا بانس کا ایک ٹوکرا۔ اسم جامد۔

اُسْتُعْمِلَتْ: وہ مستعمل ہے، اس کو استعمال کیا گیا۔ ماضی از باب استفعال صحیح۔

يَسْتَوِيْ: وہ برابر ہوا، وہ مستوی ہوا۔ مضارع از باب افتعال لفیف مقرون۔

اِبْهَامٌ: شبہ ڈالنا، وہم ڈالنا، ابہام و پیچیدگی ڈالنا۔ مصدر از باب افعال۔

اَلْمُزَاحِمُ: زحمت کرنے والا، رکاوٹ والی چیز، مخالفت کرنے والا۔ اسم فاعل از باب مفاعلہ صحیح۔

اَلْاِمْسَاكُ: روکنا، منع کرنا، باز کرنا۔ مصدر از باب افعال صحیح۔

صُمْتُ: میں نے روزہ رکھا۔ متکلم ماضی از باب (ن) اجوف واوی۔

اَلْاَمَاكِنُ: مفرد مکان، جگہ۔ اسم ظرف از باب (ن) صحیح۔

يَتِمُّ: وہ تمام ہوا، وہ پورا ہوا، وہ مکمل ہوا۔ مضارع از باب افعال مضاعف ثلاثی۔

يَتَعَدّٰى: وہ متعدی ہوا، وہ پھیل گیا، وہ بڑھ گیا۔ مضارع از باب تفعل ناقص یائی۔

شَتَمْتُ: میں نے گالی دی، میں نے برا کہا۔ ماضی از باب (ض)۔

اَلْمَشْتُوْمُ وَالشَّاتِمُ: پہلا اسم مفعول جس کو گالی دی گئی ہو۔ دوم اسم فاعل ہے۔ گالی دینے والا۔

شَجَجْتُكَ: میں نے تجھے زخمی کیا، میں نے تجھے زخم لگایا۔ متکلم از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔

اَلْمَشْجُوْجُ وَالشَّاجُّ: الشاج، اول اسم مفعول، زخمی آدمی، دوم اسم فاعل زخم لگانے والا مضاعف ثلاثی۔

وَلَوْ قَالَ اِنْ قَتَلْتُكَ فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ فَكَذَا فَجَرَحَهُ قَبْلَ يَوْمِ الْخَمِيْسِ وَمَاتَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ يَحْنَثُ وَلَوْ جَرَحَهُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَا يَحْنَثُ۔

اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ اِنْ قَتَلْتُكَ فِي يَوْمِ الْخَمِيْسِ فَكَذَا (کہ اگر میں نے تجھے جمعرات کو قتل کیا تو میرے ساتھ یوں ہو) مثلاً غلام آزاد ہو جائے یا میری بیوی کو طلاق ہو جائے وغیرہ وغیرہ) چنانچہ اسے جمعرات سے پہلے ہی زخمی کر دیا اور وہ جمعرات کو مر گیا تو وہ اپنی قسم میں حانث سمجھا جائے گا لیکن اگر اسے جمعرات کو زخمی کیا اور وہ جمعہ کے روز مر گیا تو قسم اٹھانے والا اپنی قسم میں حانث نہیں ہوگا۔

وَلَوْ دَخَلَتِ الْكَلِمَةُ فِي الْفِعْلِ تُفِيْدُ مَعْنَى الشَّرْطِ قَالَ مُحَمَّدٌ رحمه الله اِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فِي دُخُوْلَكِ الدَّارَ فَهُوَ بِمَعْنَى الشَّرْطِ فَلَا يَقَعُ الطَّلَاقُ قَبْلَ دُخُوْلِ الدَّارِ وَلَوْ قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فِي حَيْضَتِكِ اِنْ كَانَتْ فِي الْحَيْضِ وَقَعَ الطَّلَاقُ فِي الْحَالِ وَاِلَّا يَتَعَلَّقُ الطَّلَاقُ بِالْحَيْضِ۔

اگر "فی" کا کلمہ فعل میں داخل ہو جائے تو شرط کا معنی دیتا ہے۔ امام محمدؒ نے بیان کیا کہ اگر خاوند نے بیوی سے کہا کہ أَنْتِ طَالِقٌ فِي دُخُوْلَكِ الدَّارَ (تجھے گھر میں داخل ہوتے ہی طلاق) تو یہ شرط کے معنی میں ہوگا۔ تو عورت کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوگی لیکن اگر خاوند نے کہا کہ أَنْتِ طَالِقٌ فِي حَيْضَتِكِ (تجھے زمانہ حیض میں طلاق) اگر وہ حالت حیض میں ہے تو فوری طور پر طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ حیض ہونے تک طلاق ملتوی ہو جائے گی۔

وَفِي الْجَامِعِ لَوْ قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فِي مَجِيْئِي يَوْمٍ لَمْ تُطَلَّقْ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ وَلَوْ قَالَ فِي مُضِيِّ يَوْمٍ اِنْ كَانَ فِي اللَّيْلِ وَقَعَ الطَّلَاقُ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْغَدِ لِوُجُوْدِ الشَّرْطِ وَاِنْ كَانَ فِي الْيَوْمِ تُطَلَّقُ حِيْنَ تَجِيْئُ مِنَ الْغَدِ تِلْكَ السَّاعَةِ۔

جامع کبیر میں ہے کہ اگر خاوند نے کہا کہ أَنْتِ طَالِقٌ فِي مَجِيْئِي يَوْمٍ (تجھے آنے والے دن پر طلاق ہے) تو طلوع فجر ہونے تک طلاق واقع نہیں ہوگی لیکن اگر اس نے یوں کہا کہ أَنْتِ طَالِقٌ فِي مُضِيِّ يَوْمٍ۔ تجھے گزشتہ روز طلاق) اور جس وقت یہ الفاظ کہے رات ہے تو اگلے روز شام غروب شمس پر طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ شرط موجود تھی اور اگر یہ گفتگو

دن کے وقت ہوئی تو دوسرے دن اسی وقت جا کر طلاق واقع ہوگی۔

وَفِي الزِّيَادَاتِ لَوْ قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فِي مَشِيئَةِ اللهِ تَعَالَى أَوْ فِي إِرَادَةِ اللهِ تَعَالَى كَانَ ذٰلِكَ بِمَعْنَى الشَّرْطِ حَتَّى لَا تُطَلَّقَ۔

امام محمدؒ کی کتاب زیادات میں اس کی مثال ہے کہ اگر خاوند کہے کہ اللہ نے چاہا یا اللہ کا ارادہ ہوا تو تجھے طلاق ہے تو یہاں کلمہ فی شرط کے معنی میں استعمال ہوگا اور طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ اللہ طلاق کو ناپسند کرتا ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
جُرِحَ:	وہ زخمی کیا گیا، جس پر زخم لگایا گیا ہو ماضی مجہول از باب (ض)۔
تُفِيْدُ:	وہ مفید ہے، وہ فائدہ دیتی ہے، وہ فائدہ مند ہے از باب افعال اجوف یائی۔
لَمْ تُطَلَّقْ:	اس کو طلاق نہیں دی جائے گی، جس کو طلاق نہ دی گئی ہو۔ از باب تفعیل۔
مَجِيْءٌ:	آنا، کسی چیز کا آنا مصدر از باب (ض) اجوف یائی اور مہموز اللام۔
مَشِيْئَةٌ:	چاہنا، مشیت الٰہی، اللہ کی چاہت مصدر از باب (ض) ناقص یائی۔

مشقی سوالات

۲۱۵۔ فصل (فی) کا کلمہ کون سا معنی دیتا ہے؟

۲۱۶۔ قاضی ابو یوسف اور امام محمدؒ کا قول بیان کریں۔

۲۱۷۔ (فی) فعل کا معنی کب دیتا ہے۔

۲۱۸۔ امام محمدؒ نے جامع الکبیر میں کون سی مثال بیان کی ہے؟

۲۱۹۔ فی کا کلمہ شرط کا معنی کب دے گا؟

۲۲۰۔ کیا أنت طالق فی مشیئة اللہ کہنے سے طلاق واقع ہوگی۔



فَصْلٌ حَرْفُ الْبَاءِ لِلْاِلْصَاقِ

فِي وَضْعِ اللُّغَةِ وَ لِهٰذَا تَصْحَبُ الْاَثْمَانَ وَ تَحْقِيْقُ هٰذَا اِنَّ الْمَبِيْعَ اَصْلٌ فِي الْبَيْعِ وَالثَّمَنُ شَرْطٌ فِيْهِ وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى هَلَاكُ الْمَبِيْعِ يُوْجِبُ اِرْتِفَاعَ الْبَيْعِ دُوْنَ هَلَاكِ الثَّمَنِ۔

"با" کی بحث

حرف "با، لغوی اور وضعی معنی کے لحاظ سے "الصاق" یعنی دوسری چیز سے جوڑ پیدا کرنے کے لیے مستعمل ہے۔ اسی لیے با عموماً قیمتوں کی وضاحت کے واسطے آتا ہے کیونکہ تجارت میں سامان فروخت ہی اصل شے ہوتی ہے قیمت تو اس میں شرط ہوتی ہے۔ اس بنیاد پر اگر سامان فروخت شدہ ضائع ہو جائے تو خرید و فروخت کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ [1]

اِذَا ثَبَتَ هٰذَا فَنَقُوْلُ اَلْاَصْلُ اَنْ يَكُوْنَ التَّبَعُ مُلْصَقًا بِالْاَصْلِ لَا اَنْ يَكُوْنَ الْاَصْلُ مُلْصَقًا بِالتَّبَعِ فَاِذَا دَخَلَ حَرْفُ الْبَاءِ فِي الْبَدَلِ فِي بَابِ الْبَيْعِ دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّهٗ تَبَعٌ مُلْصَقٌ بِالْاَصْلِ فَلَا يَكُوْنُ مَبِيْعًا فَيَكُوْنُ ثَمَنًا۔

جب مذکورہ اصول ثابت ہو گیا تو ہمارے ہاں قاعدہ یہ ہے کہ تابع (یعنی قیمت جو کہ ثانوی حیثیت رکھتی ہے) اصل (سامان) کے ساتھ متصل ہو گا نہ کہ اصل تابع کے ساتھ۔ چنانچہ جب بائع کے ضمن میں بطور بدل قیمت کے اظہار کے لیے داخل ہو تو اس امر پر ہو گی کہ قیمت اصل (سامان) کیساتھ متصل ہے لہٰذا تابع سامان فروخت نہ ہو گا بلکہ قیمت ہی ہو گی۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا قَالَ بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الْعَبْدَ بِكُرٍّ مِنَ الْحِنْطَةِ وَوَصَفَهَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مَبِيْعًا وَالْكُرُّ ثَمَنًا فَيَجُوْزُ الْاِسْتِبْدَالُ بِهٖ قَبْلَ الْقَبْضِ۔

اس اصول کی بنیاد پر ہمارے ہاں اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الْعَبْدَ

[1] فائدہ: احناف کے نزدیک بصورت دیگر فروخت کے معاہدے میں فرق نہیں پڑے گا یعنی قیمت کے ضائع ہونے کی کیفیت میں۔

بِكُرٍّ مِنَ الْحِنْطَةِ (میں نے تجھ سے یہ غلام ایک کر (پیمانہ) گندم کے عوض خرید لیا) اور گندم کی قسم بھی بتادی تو اس صورت میں غلام بیع (سامان فروخت) ہے اور کر (یعنی گندم کا وزن) قیمت ہے اور قبضے سے قبل "کر" کا بدلنا صحیح ہو گا یعنی "کر" کی بجائے کوئی اور شے دے دے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
تَعَالٰی:	وہ بلند و بالا ہے، وہ بلند شان والا اللہ ہے ماضی از باب تفاعل ناقص واوی۔
اِلْصَاقٌ:	ملانا، جوڑنا، متصل کرنا مصدر از باب افعال اور صحیح ہے۔
تَصْحَبُ:	وہ مل گیا، وہ صحابی بن گیا، وہ ساتھی بن گیا۔ مضارع از باب (س)۔
تَحْقِیْقٌ:	ثابت کرنا، حق و سچ کرنا۔ مصدر از باب تفعیل مضاعف ثلاثی۔
اَلْمَبِیْعُ:	بِکی ہوئی چیز، فروخت شدہ چیز۔ اسم مفعول از باب (ض) اجوف یائی۔
اِرْتِفَاعٌ:	بلند کرنا، اونچا کرنا، اٹھانا۔ مصدر از باب افتعال صحیح۔
یُوْجِبُ:	وہ واجب کرتا ہے، وہ ضروری کرتا ہے۔ مضارع از باب افعال مثال واوی۔
مُلْصَقٌ:	ملا ہوا، ملایا گیا، جڑا ہوا۔ اسم مفعول از باب الصاق۔
وَصَفَهَا:	اس نے اس کی صفت بیان کی، اس نے وصف بیان کیا۔ ماضی از باب ض مثال واوی۔
اَلْاِسْتِبْدَالُ:	بدلنا، تبدیل کرانا، بدل کر دینا۔ مصدر از باب استفعال۔

وَلَوْ قَالَ بِعْتُ مِنْكَ كُرًّا مِنَ الْحِنْطَةِ وَوَصَفَهَا بِهٰذَا الْعَبْدِ يَكُوْنُ الْعَبْدُ ثَمَنًا وَالْكُرُّ مَبِيْعًا وَيَكُوْنُ الْعَقْدُ سَلَمًا لَا يَصِحُّ اِلَّا مُؤَجَّلًا۔

لیکن اس کے برعکس اس نے یہ کہا کہ بِعْتُ مِنْكَ كُرًّا مِنَ الْحِنْطَةِ بِهٰذَا الْعَبْدِ۔ (کہ میں نے تجھ سے اس غلام کے عوض گندم کا ایک کر خریدا) اور گندم کی قسم بھی بتادے تو اس صورت میں غلام قیمت ہے اور گندم کا سامان فروخت اور اصل قیمت ہے۔ اب اسے عقد سلم کہیں گے اور یہ صرف مؤجل (ادھار) کی صورت میں صحیح ہو گی۔

وَ قَالَ عُلَمَاؤُنَا رحمہم اللہ اِذَا قَالَ لِعَبْدِہٖ اِنْ اَخْبَرْتَنِیْ بِقُدُوْمِ فُلَانٍ فَأَنْتَ حُرٌّ فَذٰلِکَ عَلَی الْخَبَرِ الصَّادِقِ لِیَکُوْنَ الْخَبَرُ مُلْصَقًا بِالْقُدُوْمِ فَلَوْ اَخْبَرَ کَاذِبًا لَا یُعْتَقُ وَلَوْ قَالَ اِنْ اَخْبَرْتَنِیْ أَنَّ فُلَانًا قَدِمَ فَاَنْتَ حُرٌّ فَذٰلِکَ عَلٰی مُطْلَقِ الْخَبَرِ فَلَوْ اَخْبَرَہٗ کَاذِبًا عُتِقَ۔

علمائے احناف کے مطابق اگر کسی نے اپنے غلام کو کہا کہ اِنْ اَخْبَرْتَنِیْ بِقُدُوْمِ فُلَانٍ فَأَنْتَ حُرٌّ (اگر تو نے مجھے فلاں مسافر کے آنے کی خبر دے دی تو تو آزاد ہے) تو غلام اسی صورت میں آزاد ہو گا جب وہ سچی خبر دے گا تاکہ خبر اس کے آنے سے متصل اور مربوط ہو جائے۔ اگر بالفرض اس نے جھوٹی خبر دے دی تو اسے آزاد نہیں کیا جائے گا۔ اگر مالک نے یہ کہا کہ ان اخبرتنی اِنّ فلانا قدم فانت حر (اگر تو نے مجھے خبر دی کہ فلاں آگیا ہے تو آزاد ہے تو یہ مطلق خبر پر محمول ہو گا، چنانچہ اگر وہ جھوٹی خبر دے دے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔

وَلَوْ قَالَ لِاِمْرَأَتِہٖ اِنْ خَرَجْتِ مِنَ الدَّارِ اِلَّا بِاِذْنِیْ فَأَنْتِ طَالِقٌ کَذَا تَحْتَاجُ اِلَی الْاِذْنِ کُلَّ مَرَّۃٍ اِذِ الْمُسْتَثْنٰی خُرُوْجٌ مُلْصَقٌ بِالْاِذْنِ فَلَوْ خَرَجَتْ فِی الْمَرَّۃِ الثَّانِیَۃِ بِدُوْنِ الْاِذْنِ طُلِّقَتْ۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اِنْ خَرَجْتِ مِنَ الدَّارِ اِلَّا بِاِذْنِیْ فَأَنْتِ طَالِقٌ (اگر تو میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے تو اسے گھر سے نکلنے کیلئے ہر دفعہ نئی اجازت لینا پڑے گی کیونکہ باہر نکلنے کا استثناء اجازت سے مشروط ہے۔ بالفرض اگر بیوی دوسری دفعہ بغیر اجازت کے باہر نکل گئی تو اسے طلاق واقع ہو جائے گی۔[1]

وَلَوْ قَالَ اِنْ خَرَجْتِ مِنَ الدَّارِ اِلَّا اَنْ آذَنَ لَکِ فَذٰلِکَ عَلَی الْاِذْنِ مَرَّۃً حَتّٰی لَوْ خَرَجَتْ مَرَّۃً اُخْرٰی بِدُوْنِ الْاِذْنِ لَا تُطَلَّقُ وَفِی الزِّیَادَاتِ اِذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ بِمَشِیْئَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْ بِاِرَادَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْ بِحُکْمِہٖ لَمْ تُطَلَّقْ۔

لیکن اگر خاوند نے یوں کہا کہ اِنْ خَرَجْتِ مِنَ الدَّارِ اِلَّا اَنْ آذَنَ لَکِ (اگر تو گھر سے

[1] افسوس ایسی خود ساختہ شرائط پر جو فرضی اور لایعنی ہیں۔ کما قال النبی ﷺ الحدیث ولا مائۃ شرط۔

نکلے، اس کی میں نے تجھے اجازت دی ہو) تو اس بیوی کیلئے صرف ایک ہی مرتبہ کی اجازت کفایت کر جائے گی حتیٰ کہ اگر دوسری مرتبہ بغیر اجازت باہر چلی گئی تو اسے طلاق واقع نہیں ہو گی۔ زیادات میں ہے کہ اگر خاوند کہے کہ اَنْتِ طَالِقٌ بِمَشِیْئَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوْ بِاِرَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوْ بِحُکْمِهٖ لَمْ تُطَلَّقْ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہو گی (جیسا کہ فی کی بحث میں گزر چکا ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْقَبْضُ:	پکڑنا، قبض کرنا، قبضہ میں لینا۔ مصدر از باب (ض)۔
مُؤَجَّلًا:	مؤخر کام ملتوی کیا ہوا، پیچھے کیا ہوا۔ اسم مفعول از باب تفعیل۔
قُدُوْمٌ:	آنا، باہر سے اندر آنا۔ مصدر از باب (ض) صحیح۔
لَایُعْتَقُ:	اس کو آزادی نہیں ملے گی، وہ آزاد نہیں ہو گا۔ مضارع از باب افعال۔
اَلْمُسْتَثْنٰی:	جس کام میں استثناء ہو، جس میں الا کا استعمال ہو۔ اسم مفعول۔

مشقی سوالات

۲۲۱۔ فصل (با) الصاق کے معنی کے لئے آتا ہے اس کی مثال بیان کریں۔

۲۲۲۔ الصاق کا مفہوم بیان کریں۔

۲۲۳۔ علماء احناف کا موقف مثال دے کر بیان کریں۔

☆☆☆

فَصْلٌ فِي وُجُوْهِ الْبَيَانِ

اَلْبَيَانُ عَلٰى سَبْعَةِ أَنْوَاعٍ بَيَانُ تَقْرِيْرٍ وَ بَيَانُ تَفْسِيْرٍ وَبَيَانُ تَغْيِيْرٍ وَ بَيَانُ ضَرُوْرَةٍ وَبَيَانُ حَالٍ وَبَيَانُ عَطْفٍ وَبَيَانُ تَبْدِيْلٍ۔

بیان کی اقسام

بیان (اپنے مافی ضمیر کا اظہار کرنے یا اپنی مراد کی وضاحت کرنے) کی سات اقسام ہیں: ا۔ بیان تقریر ۲۔ بیان تفسیر۔ ۳۔ بیان تغیر۔ ۴۔ بیان ضرورت۔ ۵۔ بیان حال۔ ٦۔ بیان عطف۔ ۷۔ بیان تبدیل۔

أَمَّا الْأَوَّلُ فَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ مَعْنَى اللَّفْظِ ظَاهِرًا لٰكِنَّهُ يَحْتَمِلُ غَيْرَهٗ فَبَيَّنَ الْمُرَادَ بِمَا هُوَ الظَّاهِرُ فَيَتَقَرَّرُ حُكْمُ الظَّاهِرِ بِبَيَانِهٖ وَ مِثَالُهٗ اِذَا قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ قَفِيْزُ حِنْطَةٍ بِقَفِيْزِ الْبَلَدِ اَوْ اَلْفٌ مِنْ نَقْدِ الْبَلَدِ فَاِنَّهٗ يَكُوْنُ بَيَانُ تَقْرِيْرٍ لِاَنَّ الْمُطْلَقَ كَانَ مَحْمُوْلًا عَلٰى قَفِيْزِ الْبَلَدِ وَ نَقْدِهٖ مَعَ اِحْتِمَالِ اِرَادَةِ الْغَيْرِ فَاِذَا بَيَّنَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَرَّرَهٗ بِبَيَانِهٖ۔

وَ كَذٰلِكَ لَوْ قَالَ لِفُلَانٍ عِنْدِيْ اَلْفٌ وَ دِيْعَةٍ فَاِنَّ كَلِمَةَ عِنْدِيْ كَانَتْ بِاِطْلَاقِهَا تُفِيْدُ الْاَمَانَةَ مَعَ اِحْتِمَالِ اِرَادَةِ الْغَيْرِ فَاِذَا قَالَ وَدِيْعَةٌ فَقَدْ قَرَّرَ حُكْمَ الظَّاهِرِ بِبَيَانِهٖ۔

بیان تقریر:

بیان تقریر سے مراد یہ ہے کہ لفظ کا مطلب تو صاف ظاہر ہو لیکن اس سے کسی دوسرے معنی کا احتمال بھی موجود ہو، تو متکلم نے کلام کے مقصد کی وضاحت کر دی۔ اس کے نتیجے میں متکلم کی وضاحت سے بیان پختہ ہو گیا۔ مثلاً جب کسی نے کہا لِفُلَانٍ عَلَيَّ قَفِيْزُ حِنْطَةٍ بِقَفِيْزِ الْبَلَدِ (فلاں کا میرے ذمے گندم کا ایک قفیز ہے جو شہر میں رائج ہے) یا یوں کہا کہ اَوْ اَلْفٌ مِنْ نَقْدِ الْبَلَدِ (یا ایک ہزار سکے ہیں جو شہر میں رائج ہیں) تو اس وضاحت کو "بیان تقریر" کہا جائے گا کیونکہ مطلق قفیز کو اگرچہ شہر میں رائج قفیز اور مطلق

سکے کو شہر میں مروجہ سکوں پر محمول کیا جا سکتا تھا لیکن اس کے علاوہ (کسی دوسرے علاقے کے) قفیز یا سکے کا بھی احتمال باقی تھا۔ لیکن جب متکلم نے خود ہی واضح کر دیا تو گویا اس نے اپنی وضاحت سے اپنے بیان کو پختہ کر دیا۔ اس طرح اگر کسی نے کہا کہ لِفُلَانٍ عِنْدِیْ اَلْفُ وَدِیْعَةٍ کہ فلاں کے میرے ذمے بطور امانت ایک ہزار روپے ہیں۔ مطلقاً بولے گئے لفظ عندی میں اگرچہ امانت کا احتمال موجود تھا لیکن اس میں ودیعت یعنی امانت کے علاوہ دوسری صورت کا بھی احتمال ممکن تھا لیکن جب متکلم نے لفظ ودیعت بولا تو اس نے اپنے ظاہری حکم کی توثیق کر دی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْبَیَانُ:	بیان کرنا، وضاحت کرنا مصدر از باب تفعیل اجوف یائی۔
تَقْرِیْرٌ:	ثابت کرنا، بیان کرنا، تقریر کرنا مصدر از باب تفعیل صحیح۔
تَبْدِیْلٌ:	بدلنا، بدل میں لینا مصدر از باب تفعیل صحیح۔
تَفْسِیْرٌ:	تفسیر کرنا، کھول کر بیان کرنا، وضاحت کرنا مصدر از باب تفعیل۔
تَحْتَاجُ:	وہ محتاج ہے، وہ حاجت و ضرورت مند ہے مضارع از باب افتعال اجوف واوی۔

وُجُوْہُ الْبَیَانِ: وجہ کی جمع ہے اور البیان مصدر ہے۔

اَلزِّیَادَاتُ:	یہ کتاب کا نام ہے۔
اَخْبَرْتَنِیْ:	تو نے مجھے خبر دی ماضی از باب افعال نون وقایہ ہے۔
یَتَقَرَّرُ:	وہ ثابت ہوا، اس کا تقرر ہوا مضارع از باب تفعل مضاعف۔
بَیَّنَ:	اس نے بیان کیا، اس نے وضاحت کی ماضی از باب تفعیل۔
قَفِیْزٌ:	گندم وغیرہ کا تھیلا ہے یہ اسم جامد ہے۔
مَحْمُوْلًا:	جس پر بوجھ ڈالا گیا ہو، جس پر حملہ کیا گیا ہو اسم مفعول از باب (ض)۔
وَدِیْعَةٌ:	امانت رکھنا، سپرد کرنا مصدر از باب (ف) مثال واوی۔

اِحْتِمَالٌ: بوجھ اٹھانا، برداشت کرنا، صبر کرنا مصدر از باب افتعال۔

فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ التَّفْسِيْرِ

فَهُوَ مَا إِذَا كَانَ اللَّفْظُ غَيْرَ مَكْشُوْفِ الْمُرَادِ فَكَشَفَهُ بِبَيَانِهِ مِثَالُهُ إِذَا قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ شَيْئٌ ثُمَّ فَسَّرَ الشَّيْئَ بِثَوْبٍ أَوْ قَالَ عَلَيَّ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ وَنَيِّفٌ ثُمَّ فَسَّرَ النَّيِّفَ أَوْ قَالَ عَلَيَّ دَرَاهِمُ وَفَسَّرَهَا بِعَشَرَةٍ مَثَلًا وَحُكْمُ هٰذَيْنِ النَّوْعَيْنِ مِنَ الْبَيَانِ أَنْ يَصِحَّ مَوْصُوْلًا وَمَفْصُوْلًا۔

بیان تفسیر

بیان تفسیر سے مراد یہ ہے کہ جب لفظ کی مراد واضح نہ ہو تو متکلم اس ابہام کی خود وضاحت کر دے مثلاً جب کسی نے یہ کہا کہ لِفُلَانٍ عَلَيَّ شَيْئٌ (کہ فلاں کی ایک چیز میرے ذمے ہے) پھر اس نے وضاحت کر دی کہ وہ چیز کپڑا ہے یا کسی شخص نے کہا کہ عَلَيَّ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ وَنَيِّفٌ (میرے ذمے دس اور چند درہم ہیں)۔ پھر اس نے چند کی وضاحت کر دی کہ دس ہیں۔ بیان کی ان مذکورہ دونوں اقسام کا حکم یہ ہے کہ انہیں ماقبل کلام سے مربوط اور الگ الگ بیان کرنا دونوں طرح صحیح ہے۔

فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ التَّغْيِيْرِ

فَهُوَ أَنْ يَتَغَيَّرَ بِبَيَانِهِ مَعْنَى كَلَامِهِ وَنَظِيْرُهُ التَّعْلِيْقُ وَالْإِسْتِثْنَاءُ وَقَدِ اخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِي الْفَصْلَيْنِ قَالَ أَصْحَابُنَا رحمهم الله الْمُعَلَّقُ بِالشَّرْطِ سَبَبٌ عِنْدَ وُجُوْدِ الشَّرْطِ لَا قَبْلَهُ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ التَّعْلِيْقُ سَبَبٌ فِي الْحَالَةِ إِلَّا أَنَّ عَدَمَ الشَّرْطِ مَانِعٌ مِنْ حُكْمِهِ وَفَائِدَةُ الْخِلَافِ تَظْهَرُ فِيْمَا إِذَا قَالَ لِأَجْنَبِيَّةٍ إِنْ تَزَوَّجْتُكِ فَأَنْتِ طَالِقٌ أَوْ قَالَ لِعَبْدِ الْغَيْرِ إِنْ مَلَكْتُكَ فَأَنْتَ حُرٌّ يَكُوْنُ التَّعْلِيْقُ بَاطِلًا عِنْدَهُ لِأَنَّ حُكْمَ التَّعْلِيْقِ اِنْعِقَادُ صَدْرِ الْكَلَامِ عِلَّةً وَالطَّلَاقُ وَالْعِتَاقُ هٰهُنَا لَمْ يَنْعَقِدْ عِلَّةً لِعَدَمِ إِضَافَتِهِ إِلَى الْمَحَلِّ فَبَطَلَ حُكْمُ التَّعْلِيْقِ فَلَا يَصِحُّ التَّعْلِيْقُ وَعِنْدَنَا كَانَ التَّعْلِيْقُ

صَحِیْحًا حَتّٰی لَوْ تَزَوَّجَهَا یَقَعُ الطَّلَاقُ لِاَنَّ کَلَامَهٗ اِنَّمَا یَنْعَقِدُ عِلَّةً عِنْدَ وُجُوْدِ الشَّرْطِ وَ الْمِلْكُ ثَابِتٌ عِنْدَ وُجُوْدِ الشَّرْطِ فَیَصِحُّ التَّعْلِیْقُ۔

وَلِهٰذَا الْمَعْنٰی قُلْنَا شَرْطُ صِحَّةِ التَّعْلِیْقِ لِلْوُقُوْعِ فِیْ صُوْرَةِ عَدَمِ الْمِلْكِ أَنْ یَّكُوْنَ مُضَافًا اِلَی الْمِلْكِ اَوْ اِلٰی سَبَبِ الْمِلْكِ حَتّٰی لَوْ قَالَ لِاَجْنَبِیَّةٍ اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا وَوُجِدَ الشَّرْطُ لَا یَقَعُ الطَّلَاقُ۔

بیان تغییر

بیان تغییر سے مراد یہ ہے کہ متکلم کلام کے ظاہری معنی کو اپنی توضیح کرنے سے تبدیل کر دے۔ اس کی مثال تعلیق (کسی حکم کو کسی شرط سے معلق کرنا) اور استثناء (مذکورہ حکم کے بعض حصے کو الگ کر دینا ہے) فقہاء کے ہاں مذکورہ دونوں صورتوں میں اختلاف موجود ہے۔ فقہاء احناف کا قول ہے کہ کسی شرط سے تعلیق کرنا ایک ایسا سبب ہے جو شرط کے موجود ہونے کے وقت موثر ہوگا، اس سے قبل نہیں۔ جبکہ امام شافعی ؒ فرماتے ہیں کہ معلق کرنا فوراً سبب بن سکتا ہے، اگر فوراً شرط موجود نہیں تو حکم غیر موثر ہوگا۔ یہ اختلاف مندرجہ ذیل سے واضح ہو جائے گا۔

اگر کسی آدمی نے کسی اجنبی عورت سے کہا اِنْ تَزَوَّجْتُكِ فَأَنْتِ طَالِقٌ (اگر میں نے تجھ سے شادی کی تو تجھے طلاق ہے) یا کسی دوسرے کے غلام سے کہا اِنْ مَلَكْتُكَ فَاَنْتَ حُرٌّ (اگر میں تیرا مالک بن گیا تو آزاد ہے) تو یہ تعلیق امام شافعیؒ کے ہاں باطل ہوگی۔ کیونکہ تعلیق کے حکم کا انحصار کے لئے اس کا سبب شروع کلام میں ہونا چاہیے۔ جبکہ یہاں طلاق اور آزادی واقع نہیں ہوں گے، کیونکہ دونوں منسوب ہونے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے (کہ اجنبیہ کو طلاق دینا اور کسی دوسرے کے غلام کو آزاد کرنا ناممکن ہے) لہٰذا تعلیق کا حکم باطل ہو جائے گا اور تعلیق صحیح نہیں ہوگی۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ تعلیق (مشروط) کرنا صحیح ہے حتی کہ اگر اس شخص نے واقعی اس خاتون سے نکاح کر لیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ خاوند کی بات شرط کے پائے جانے پر (نکاح کی صورت میں) ہی سبب طلاق بنے گا، اس سے قبل نہیں۔ لہٰذا یہ تعلیق درست ہوئی۔

اصول کے مد نظر ہم کہیں گے کہ ملکیت ہونے پر تعلیق کے واقع ہونے کی شرط محض اسی صورت میں صحیح ہوگی جب اسے ملکیت کی جانب نسبت دی جائے یا پھر سبب ملکیت کی جانب۔ مثلاً اگر کسی شخص نے اجنبی عورت سے کہا اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ (اگر تو گھر میں داخل ہوگئی تو تجھے طلاق ہے) پھر اس نے اس سے نکاح کر لیا، اب شرط پائی گئی مگر طلاق نہیں ہوگی۔ العیاذ باللہ

وَ كَذٰلِكَ طُوْلُ الْحُرَّةِ يَمْنَعُ جَوَازَ نِكَاحِ الْاَمَةِ عِنْدَهٗ لِاَنَّ الْكِتَابَ عَلَّقَ نِكَاحَ الْاَمَةِ بِعَدَمِ الطَّوْلِ فَعِنْدَ وُجُوْدِ الطَّوْلِ كَانَ الشَّرْطُ عَدَمًا وَعَدَمُ الشَّرْطِ مَانِعٌ مِنَ الْحُكْمِ فَلَا يَجُوْزُ وَ كَذٰلِكَ قَالَ الشَّافِعِيُّ لَا نَفَقَةَ لِلْمَبْتُوْتَةِ اِلَّا اِذَا كَانَتْ حَامِلًا لِاَنَّ الْكِتَابَ عَلَّقَ الْاِنْفَاقَ بِالْحَمْلِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ فَعِنْدَ عَدَمِ الْحَمْلِ كَانَ الشَّرْطُ عَدَمًا وَعَدَمُ الشَّرْطِ مَانِعٌ مِنَ الْحُكْمِ عِنْدَهٗ وَ عِنْدَنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ عَدَمُ الشَّرْطِ مَانِعًا مِنَ الْحُكْمِ جَازَ اَنْ لَا يَثْبُتَ الْحُكْمُ بِدَلِيْلِهٖ فَيَجُوْزُ نِكَاحُ الْاَمَةِ وَ يَجِبُ الْاِنْفَاقُ بِالْعُمُوْمَاتِ۔ وَمِنْ تَوَابِعِ هٰذَا النَّوْعِ تَرَتُّبُ الْحُكْمِ عَلَى الْاِسْمِ الْمَوْصُوْفِ بِصِفَةٍ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَةِ تَعْلِيْقِ الْحُكْمِ بِذٰلِكَ الْوَصْفِ عِنْدَهٗ۔

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں آزاد عورت سے نکاح کی طاقت کے وقت لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں، کیونکہ کتاب اللہ نے لونڈی سے نکاح کو آزاد عورت سے عدم استطاعت کے ساتھ معلق کیا ہے۔ لہٰذا استطاعت کے وقت شرط نہ پائی گئی اور شرط کا نہ موجود ہونا حکم کے صدور سے رکاوٹ ہوگا۔ چنانچہ لونڈی سے نکاح ناجائز ہوگا۔

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طلاق بائنہ والی خاتون کا نفقہ صرف حاملہ ہونے کی صورت میں شوہر کے ذمہ ہو، کیونکہ قرآن نے نفقہ کو حمل کے ساتھ معلق کیا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (حمل والیوں کو وضع حمل تک خرچ دو) لہٰذا عدم حمل کے وقت نفقہ والی شرط زائل ہو

جائے گی جب شرط نہ پائی جائے تو حکم مرتب نہیں ہو گا۔

جبکہ احناف کی رائے کے مطابق شرط کی غیر موجودگی حکم مرتب ہونے سے مانع نہیں ہے، بلکہ یہ جائز ہے کہ حکم اپنی دلیل سے ثابت ہو جاتا ہے، لہٰذا لونڈی سے نکاح جائز ہے اور قرآن کے عمومی حکم کے مطابق اس پر نفقہ بھی واجب ہو گا۔ اس قسم کے ذیل میں آنے والے مسائل پر بھی وہی حکم نافذ ہو گا جو کسی صفت سے موصوف پر مرتب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ امام شافعیؒ کے مذہب کے مطابق اس وصف کے حکم سے متعلق کرنے کے موافق ہے۔

وَعَلٰى هٰذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْاَمَةِ الْكِتَابِيَّةِ لِاَنَّ النَّصَّ رَتَّبَ الْحُكْمَ عَلٰى اَمَةٍ مُؤْمِنَةٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ فَيُتَقَيَّدُ بِالْمُؤْمِنَةِ فَيَمْتَنِعُ الْحُكْمُ عِنْدَ عَدَمِ الْوَصْفِ فَلَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْاَمَةِ الْكِتَابِيَّةِ۔

اسی بنیاد پر امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کتابیہ لونڈی سے نکاح جائز نہیں، کیونکہ نص قرآنی نے حکم کو مرتب کرنے کیلئے مومنہ لونڈی کی شرط لگائی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ (تمہاری مومنہ لونڈیاں) چنانچہ یہاں مومنہ کی قید لگائی گئی ہے۔ اس بنیاد پر جب یہ وصف موجود نہ ہو گا حکم جاری نہیں ہو گا۔ اس لیے کتابیہ لونڈی سے نکاح ناجائز ہو گا۔

وَمِنْ صُوَرِ بَيَانِ التَّغْيِيْرِ الْاِسْتِثْنَاءُ ذَهَبَ اَصْحَابُنَا اِلٰى اَنَّ الْاِسْتِثْنَاءَ تَكَلَّمَ بِالْبَاقِيْ بَعْدَ الثُّنْيَا كَاَنَّهٗ لَمْ يَتَكَلَّمْ اِلَّا بِمَا بَقِيَ وَعِنْدَهٗ صَدْرُ الْكَلَامِ يَنْعَقِدُ عِلَّةً لِوُجُوْبِ الْكُلِّ اِلَّا اَنَّ الْاِسْتِثْنَاءَ يَمْنَعُهَا مِنَ الْعَمَلِ بِمَنْزِلَةِ عَدَمِ الشَّرْطِ فِيْ بَابِ التَّعْلِيْقِ۔

بیان تفسیر کی صورتوں میں سے ایک استثناء ہے۔ ہمارے فقہاء کی رائے کے مطابق استثنائیہ صورت میں مثنیٰ کے بعد باقی کلام کی حیثیت ایسے ہی ہے کہ جیسے اس نے اتنی ہی کلام کی ہے (مثلاً کسی شخص نے کہا کہ فلاں کا میرے ذمے ایک ہزار روپے ہیں، سو روپے کم،

تو گویا اس نے نو سو روپے کہے ہیں، ہزار کہا ہی نہیں) لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پورا حکم ثابت کرنے کے لئے آغاز کلام سبب بنے گا، مگر استثناء سے مکمل حکم ثبوت سے رکاوٹ ہے۔ جیسا کہ تعلیق کی صورت میں شرط نہ پائی جائے تو بات مکمل نہیں ہوتی۔

وَ مِثَالُ هٰذَا فِيْ قَوْلِهٖ ﷺ (لَا تَبِيْعُوا الطَّعَامَ بِالطَّعَامِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ) فَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ صَدْرُ الْكَلَامِ۔ اِنْعَقَدَ عِلَّةً لِحُرْمَةِ بَيْعِ الطَّعَامِ بِالطَّعَامِ عَلَى الْاِطْلَاقِ وَخَرَجَ عَنْ هٰذِهِ الْجُمْلَةِ صُوْرَةُ الْمُسَاوَاةِ بِالْاِسْتِثْنَاءِ فَبَقِيَ الْبَاقِيْ تَحْتَ حُكْمِ الصَّدْرِ نَتِيْجَةُ هٰذَا حُرْمَةُ بَيْعِ الْحَفْنَةِ مِنَ الطَّعَامِ بِحَفْنَتَيْنِ مِنْهُ۔

وَ عِنْدَنَا بَيْعُ الْحَفْنَةِ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ النَّصِّ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَنْهِيِّ يَتَقَيَّدُ بِصُوْرَةِ بَيْعٍ يَتَمَكَّنُ الْعَبْدُ مِنْ اِثْبَاتِ التَّسَاوِيْ وَالتَّفَاضُلِ فِيْهِ كَيْلَا يُؤَدِّيْ اِلٰى نَهْيِ الْعَاجِزِ فَمَا لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْمِعْيَارِ الْمُسَوِّيْ كَانَ خَارِجًا عَنْ قَضِيَّةِ الْحَدِيْثِ۔

اس کی مثال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے: لَا تَبِيْعُوا الطَّعَامَ بِالطَّعَامِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ (تم کھانے کی چیز کو کھانے کی چیز کے عوض نہ بیچو مگر برابر برابر) چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کھانے کو کھانے سے بیچنا حرام ہے، کیونکہ آغاز کلام مطلق ہے۔ البتہ برابری میں لین دین یا فروخت اس حکم سے مستثنیٰ ہے، لہٰذا باقی پر آغاز کلام کا حکم صادر ہوگا۔ نتیجہ کے طور پر ان کے نزدیک ایک مٹھی کھانا دو مٹھی کھانے کے عوض فروخت کرنا حرام ہے۔ لیکن ہمارے (احناف کے) ہاں یہ مٹھی والی صورت حکم نص میں شامل نہیں (لہٰذا مباح ہے) بلکہ اس نھی سے مراد یہ ہے کہ بیع ایسی صورت میں نہیں ہونی چاہیے کہ کوئی آدمی وزن یا پیمانے سے دوسرے سے زائد اور اضافے کی صورت میں وصول کرے۔ کیونکہ شادی کا اندازہ تو پیمانے ہی سے ہوتا ہے، لہٰذا جب کوئی شے ناپ تول کے معیاری پیمانوں پر پرکھی نہ جاسکے وہ مذکورہ حکم حدیث سے خارج ہوگی۔[1]

[1] ایسے کرنے سے تو بے شمار احادیث کی فاسد تاویل لازم آئے گی۔ جو کہ اصولی طور پر قرآن وحدیث کے

وَمِنْ صُوَرِ بَيَانِ التَّغْيِيْرِ مَا إِذَا قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ وَدِيْعَةٌ فَقَوْلُهُ عَلَيَّ يُفِيْدُ الْوُجُوْبَ وَهُوَ بِقَوْلِهِ وَدِيْعَةٌ غَيْرُهُ إِلَى الْحِفْظِ۔

بیان تغیر کی صورتوں میں سے ایک صورت کی مثال یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ وَدِيْعَةٌ (فلاں کے میرے ذمہ امانت کے طور پر ایک ہزار روپے ہیں) اس کا "علی" بولنے سے واجب الاداء ہونے کی جانب اشارہ ہے۔ مگر لفظ ودیعت کہہ کر اس نے مفہوم کو بدل دیا کہ ہر رقم میرے پاس بطور امانت محفوظ ہے۔

وَقَوْلُهُ أَعْطَيْتَنِيْ أَوْ أَسْلَفْتَنِيْ أَلْفًا فَلَمْ أَقْبِضْهَا مِنْ جُمْلَةِ بَيَانِ التَّغْيِيْرِ:

اسی طرح اگر کسی نے مثلاً یہ کہا کہ أَعْطَيْتَنِيْ أَوْ أَسْلَفْتَنِيْ أَلْفًا فَلَمْ أَقْبِضْهَا (کہ تو نے مجھے عاریتاً ایک ہزار روپے دیئے لیکن وہ میں نے نہیں پکڑے) بیان تغیر کی ہی مثال ہے۔

وَ كَذَا لَوْ قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ زُيُوْفٌ

وَحُكْمُ بَيَانِ التَّغْيِيْرِ أَنَّهُ يَصِحُّ مَوْصُوْلًا وَلَا يَصِحُّ مَفْصُوْلًا ثُمَّ بَعْدَ هٰذَا مَسَائِلُ اخْتَلَفَ فِيْهَا الْعُلَمَاءُ أَنَّهَا مِنْ جُمْلَةِ بَيَانِ التَّغْيِيْرِ فَتَصِحُّ بِشَرْطِ الْوَصْلِ أَوْ مِنْ جُمْلَةِ بَيَانِ التَّبْدِيْلِ فَلَا تَصِحُّ وَسَيَأْتِيْ طَرْفٌ مِنْهَا فِيْ بَيَانِ التَّبْدِيْلِ۔

اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ زُيُوْفٌ (کہ فلاں کے میرے ذمے ایک ہزار کھوٹے سکے ہیں) اس کھوٹے سکوں کے الفاظ نے مفہوم کو بدل دیا)

بیان تغییر کا حکم یہ ہے کہ متصل اور مربوط شکل میں درست ہے لیکن مفصول (پہلے جملے سے الگ) کی شکل میں درست نہیں۔ اس کے بعد علماء کے درمیان کچھ اختلافی مسائل ہیں وہ بیان تغییر کی مثالیں ہیں اور صرف موصول ہونے کی صورت میں درست ہیں۔ پھر ان کا تعلق بیان تبدیلی سے ہے، جو درست نہیں ہیں۔ بعض مسائل کا ذکر آگے بیان تبدیل میں آئے گا۔

صریح دلائل کی روشنی میں خلاف شرع ہے۔ مقصود احمد سلفی

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
مَكْشُوْفٌ:	کھولا ہوا، کھولا ہوا خط اسم مفعول از باب کشف یکشف (ض)۔
مَوْصُوْلًا ومفصولا:	ملا ہوا، ملایا گیا مفصول کا معنی الگ کیا ہوا دونوں اسم مفعول از باب (ض)۔
اَلتَّعْلِيْقُ:	معلق کرنا، متصل کرنا۔ مصدر از باب تفعیل۔
اَلْإِسْتِثْنَاءُ:	الگ کرنا، مستثنیٰ کرنا مصدر از باب استفعال ناقص یائی۔
اَلْعِتَاقُ:	آزاد کرنا، آزادی دینا مصدر از باب (ض) صحیح۔
اِنْعِقَادٌ:	منعقد کرنا، عقد کو پختہ کرنا، وجود میں لانا مصدر از باب انفعال۔
مُضَافاً:	منسوب چیز، نسبت کیا ہوا اسم مفعول از باب افعال اجوف یائی۔
يَقَعُ:	وہ واقع ہوا، وہ وجود میں آیا مضارع از باب (ف) مثال واوی۔
تَزَوَّجْتُكَ:	میں نے تیری شادی کر دی متکلم ماضی از باب تفعل اجوف واوی۔
مَانِعٌ:	روکنے والی رکاوٹ اسم فاعل از باب (ف)۔
اَلْمَبْتُوْتَةُ:	جس عورت کو طلاق بتہ دی گئی ہو اسم مفعول از باب (ن) مضاعف۔
تَوَابِعٌ:	تابع کی جمع ہے، ذیل میں آنے والی چیزیں، ملنے والی چیزیں۔
اَلْمَوْصُوْفُ:	موصوف عمل، آدمی جس کا وصف بیان کیا گیا ہو اسم مفعول از باب (ض)۔
اَلْإِنْفَاقُ:	خرچہ دینا، خرچ کرنا مصدر از باب افعال۔
يَضَعْنَ:	وہ بچہ جنم دیں، وہ حمل کو وضع کر دیں مضارع از باب (ف) مثال واوی۔
لَايَجُوْزُ:	وہ جائز نہیں، اس میں جواز نہیں مضارع نفی از باب (ن) اجوف واوی۔
فَتَيَاتٌ:	فتیۃ کی جمع جس کا معنی ہے لونڈیاں۔

فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ الضَّرُوْرَةِ

فَمِثَالُهُ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ) أَوْجَبَ الشِّرْكَةَ بَيْنَ

الْاَبَوَيْنِ ثُمَّ بَيَّنَ نَصِيْبَ الْاُمِّ فَصَارَ ذٰلِكَ بَيَانًا لِنَصِيْبِ الْاَبِ۔

۴۔ بیان ضرورت کی بحث

بیان ضرورت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَوَرِثَهُ اَبَوَاهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ﴾ (اس (میت) کے والدین اس کے وارث ہوں گے اس کی والدہ کو تیسرا حصہ ملے گا) اس حکم میں اللہ تعالیٰ نے ماں اور باپ دونوں کو ترکہ میں شریک کیا ہے۔ پھر اس میں سے صرف والدہ کا حصہ بیان کر دیا تو گویا یہ والد کے حصے کے لئے بیان ضرورت ہو جائے گا۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا بَيَّنَ نَصِيْبَ الْمُضَارِبِ وَسَكَتَ عَنْ نَصِيْبِ رَبِّ الْمَالِ صَحَّتِ الشَّرِكَةُ وَكَذٰلِكَ لَوْ بَيَّنَ نَصِيْبَ رَبِّ الْمَالِ وَسَكَتَ عَنْ نَصِيْبِ الْمُضَارِبِ كَانَ بَيَانًا وَعَلٰى هٰذَا حُكْمُ الْمُزَارَعَةِ وَكَذٰلِكَ لَوْ اَوْصٰى لِفُلَانٍ وَفُلَانٍ بِاَلْفٍ ثُمَّ بَيَّنَ نَصِيْبَ اَحَدِهِمَا كَانَ ذٰلِكَ بَيَانًا لِنَصِيْبِ الْاٰخَرِ۔

اسی کے مد نظر ہمارے علماء نے کہا ہے کہ جب کسی شخص نے مضارب یعنی کاروبار کرنے والے کا حصہ ذکر کر دیا اور مالک کے حصے کو متعین نہ کیا تو یہ شراکت درست ہو گی۔ اسی طرح اگر کسی نے مالک کا حصہ بتا دیا لیکن مضارب کے متعلق سکوت اپنائی تو پہلے حصے کا تعین دوسرے حصے کی وضاحت سے سمجھا جائے گا۔ اسی اصول کے تحت مزارعت یعنی کاشتکاری کا حکم ہو گا۔ ایسے ہی اگر کسی نے وصیت کی کہ فلاں اور فلاں کو میرے ورثے میں سے ایک ہزار دے دینا، پھر اس نے ان سے ایک کے حصے کی تعیین کر دی تو یہ دوسرے کے حصے کی تعیین کے لیے بیان ضرورت ہو گی۔

وَلَوْ طَلَّقَ اِحْدٰى امْرَاَتَيْهِ ثُمَّ وَطِئَ اِحْدَاهُمَا كَانَ ذٰلِكَ بَيَانًا لِلطَّلَاقِ فِي الْاُخْرٰى بِخِلَافِ الْوَطْيِ فِي الْعِتْقِ الْمُبْهَمِ عِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ لِاَنَّ حِلَّ الْوَطْيِ فِي الْاِمَاءِ يَثْبُتُ بِطَرِيْقَيْنِ فَلَا يَتَعَيَّنُ جِهَةُ الْمِلْكِ بِاعْتِبَارِ حِلِّ الْوَطْيِ۔

اگر کسی شخص نے دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دی (لیکن تعین نہ کی) پھر ان میں سے ایک سے ہمبستری کی تو اس کا یہ فعل دوسری کے واسطے طلاق کا تعین ہو گا۔ لیکن یہ اس ہمبستری کے مخالف ہے جو غیر واضح عتق (آزادی) کے متعلق ہے (یعنی کسی شخص کی دو

لونڈیاں ہیں، وہ ان کو مخاطب کر کے کہے کہ تم میں سے ایک آزاد ہے۔ پھر اس نے دونوں میں سے ایک سے ہمبستری کی تو یہ دوسری کیلئے آزادی کا بیان تصور نہیں کیا جائے گا۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کیونکہ لونڈی سے مباشرت کا حلال ہونا دو طریقوں سے ثابت ہے (ملک یمین اور نکاح دونوں سے) لہٰذا مقاربت کے مباح ہونے کی صرف ایک صورت ملکیت میں ہونا ہی شمار نہیں ہوگی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
لَمْ يَتَكَلَّمْ:	اس نے کلام نہیں کیا۔ اس نے بات نہیں کی۔ جحد معلوم از باب تفعل صحیح۔
اَلْبَاقِي:	باقی رہنے والا باقی رہنے والی چیز۔ اسم فاعل از باب (ض) ناقص یائی۔
سَوَاءٌ:	برابری کرنا۔ برابر کرنا، مصدر از باب تفعیل لفیف مقرون۔
لَا تَبِيْعُوْا:	تم نہ بیچو، تم نہ خرید و فروخت کرو۔ نہی حاضر از باب رضی، اجوف یائی۔
اَلْمُسَاوَاةُ:	ایک دوسرے کو برابر دینا مصدر از باب مفاعلہ لفیف مقرون۔
اَلْمَنْهِيُّ:	جس چیز سے منع کیا گیا ممنوع کام۔ اسم مفعول از باب (ف) ناقص یائی۔
اَلتَّفَاضُلُ:	ایک دوسرے سے زائد لینا، زائد دینا۔ مصدر از باب تفاعل۔ صحیح۔
اَلتَّسَاوِي:	برابری کرنا۔ مساوات قائم کرنا۔ مصدر از باب تفاعل لفیف مقرون۔
أَعْطَيْتَنِي:	تو نے مجھے دیا۔ تو نے عطا کیا۔ واحد مذکر حاضر ماضی از باب افعال ناقص یائی۔
سَيَأْتِي:	عنقریب وہ آئے گا جلدی سے آئے گا مضار از باب مہموز الفا اور ناقص یائی۔
وَرِثَهُ:	وہ اس کا وارث بنا، وہ دارث بنا از باب ح مثال واوی۔
اَلْمُضَارِبُ:	بیع مضاربت کرنے والا۔ وہ شراکت کرنے والا۔ اسم فاعل از باب مفاعلہ۔
بَيَّنَ:	اس نے بیان کیا، اس نے وضاحت کی۔ ماضی از باب تفعیل اجوف۔
يَصِحُّ:	وہ صحیح ہو گیا، وہ درست ہوا۔ مضارع از باب تفعیل مضارع یائی۔

اَلْمُزَارَعَةُ: کاشت کاری کرنا، کاشت کا کام کرنا، مصدر از باب مفاعلہ۔
وَطِئَ: اس نے وطی کی، اس نے جماع کیا۔ ماضی از باب (ف) مثال وادی۔
يَتَعَيَّنُ: وہ متعین ہوا۔ وہ مقرر ہوا مضارع از باب تفعل اجوف یائی۔

فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ الْحَالِ

فَمِثَالُهُ فِيمَا إِذَا رَأَى صَاحِبُ الشَّرْعِ أَمْرًا مُعَايَنَةً فَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ كَانَ سُكُوْتُهُ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ أَنَّهُ مَشْرُوعٌ وَالشَّفِيعُ إِذَا عَلِمَ بِالْبَيْعِ وَسَكَتَ كَانَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ بِأَنَّهُ رَاضٍ بِذٰلِكَ وَالْبِكْرُ إِذَا عَلِمَتْ بِتَزْوِيجِ الْوَلِيِّ وَسَكَتَتْ عَنِ الرَّدِّ كَانَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ بِالرِّضَاءِ وَالْإِذْنِ۔

۵۔ بیان حال کی بحث

بیان حال کی مثال یہ ہے کہ اگر شارع ﷺ نے اپنے سامنے کسی کو کوئی کام کرتے دیکھا لیکن اس سے روکا نہیں تو آپ کا یہ سکوت اس بیان کے ہم مثل سمجھا جائے گا کہ گویا یہ کام آپ کی جانب سے مباح اور مشروع ہے۔ اسی طرح جب حق شفعہ کے حامل کو معلوم ہوا (اس کے پڑوس میں) پراپرٹی بک رہی ہے لیکن وہ خاموش رہا تو یہ خاموش رہنا اس امر کا بیان ہوگا کہ اسے اس بکنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسی اصول کے مد نظر جب کسی کنواری لڑکی کو پتہ چل گیا کہ اس کا سرپرست اس کی فلاں جگہ شادی کر رہا ہے لیکن وہ خاموش رہی اور انکار نہ کیا تو گویا اس کی طرف سے رضامندی اور اجازت کا بیان ہوگا۔

وَالْمَوْلٰى إِذَا رَأَى عَبْدَهُ يَبِيعُ وَ يَشْتَرِي فِي السُّوْقِ فَسَكَتَ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الْإِذْنِ فَيَصِيرُ مَأْذُوْنًا فِي التِّجَارَاتِ وَالْمُدَّعٰى عَلَيْهِ إِذَا نَكَلَ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ يَكُوْنُ الْإِمْتِنَاعُ بِمَنْزِلَةِ الرِّضَاءِ بِلُزُوْمِ الْمَالِ بِطَرِيقِ الْإِقْرَارِ عِنْدَهُمَا وَبِطَرِيقِ الْبَذْلِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ فَالْحَاصِلُ أَنَّ السُّكُوْتَ فِي مَوْضِعِ الْحَاجَةِ إِلَى الْبَيَانِ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ وَ بِهٰذَا الطَّرِيقِ قُلْنَا الْإِجْمَاعُ يَنْعَقِدُ بِنَصِّ الْبَعْضِ وَسُكُوْتِ الْبَاقِيْنَ۔

اسی طرح اگر کسی آقا نے اپنے غلام کو بازار میں بیع کرتے ہوئے دیکھا لیکن یہ خاموش رہا تو یہ غلام کو تجارت کی اجازت دینے کا بیان سمجھا جائے گا۔ اسی طرح جب مدعی علیہ نے عدالت میں قسم اٹھانے سے انکار کر دیا تو اس کا حلف اٹھانے سے انکار سے یہ واضح ہو گا کہ وہ مال کو اپنے ذمہ لینے پر راضی ہے۔ لیکن صاحبین کہتے ہیں کہ یہ صورت اقرار کی صورت میں ثابت ہوتی ہے، لیکن امام ابو حنیفہ" کے ہاں بطریق بدل ہے۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ ضرورت بیان کے موقع پر سکوت ہی کے مثل ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے تحت ہم کہیں گے کہ بعض کی رائے پر باقی حضرات کا سکوت اجماع سکوتی قرار دیا جائے گا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
مُعَايَنَةً:	معائنہ کرنا۔ ایک دوسرے کو دیکھنا۔ مصدر از باب مفاعلہ۔
فَلَمْ يَنْهَ:	اس نے منع نہیں کیا۔ اس نے روکا نہیں جحد از باب (ف) ناقص یائی۔
مَشْرُوعًا:	شرعی کام جو کام شریعت میں جائز ہو، اسم مفعول از باب (ف)
مَأْذُونًا:	جس کام کی اجازت ہو جس کام کا اذن لیں، اسم مفعول از باب۔
رَاضٍ:	راضی ہونے والا، اسم فاعل از باب ناقص واوی۔

فَصْلٌ وَأَمَّا عَطْفُ الْبَيَانِ

فَمِثْلُ أَنْ تَعْطِفَ مَكِيْلًا اَوْ مَوْزُوْنًا عَلٰى جُمْلَةٍ مُجْمَلَةٍ يَكُوْنُ ذٰلِكَ بَيَانٌ لِلْجُمْلَةِ الْمُجْمَلَةِ مِثَالُهُ اِذَا قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ مِائَةٌ وَ دِرْهَمٌ اَوْ مِائَةٌ وَ قَفِيْزُ حِنْطَةٍ كَانَ الْعَطْفُ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ اَنَّ الْكُلَّ مِنْ ذٰلِكَ الْجِنْسِ۔

٦۔ بیان عطف کی بحث

بیان عطف کی مثال یہ ہے کہ کسی ناپ یا تول والی چیز کو مجمل اور مبہم فقرے پر عطف لیا جائے (یعنی مربوط اور متصلاً ذکر کیا جائے) تو ہر عطف اس مبہم جملہ کا بیان ہو گا مثال کے طور پر کسی شخص نے کہا کہ لِفُلَانٍ عَلَيَّ مِائَةٌ وَدِرْهَمٌ (فلاں کے میرے ذمہ ایک سو ایک

درہم ہیں) یا یوں بولے لِفُلَانٍ عَلَیَّ مِائَةٌ وَ قَفِیْزُ حِنْطَةٍ (فلاں کی میرے ذمہ گندم کی ایک سو ایک بوریاں ہیں) تو یہ عطف گویا وضاحت اور بیان کے قائم مقام ہو گا۔ وہ تمام مذکورہ ایک ہی جنس سے ہے۔

وَ کَذَا لَوْ قَالَ مِائَةٌ وَ ثَلٰثَةُ أَثْوَابٍ أَوْ مِائَةٌ وَ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ اَوْ مِائَةٌ وَثَلٰثَةُ أَعْبُدٍ فَإِنَّهٗ بَيَانٌ أَنَّ الْمِائَةَ مِنْ ذٰلِكَ الْجِنْسِ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهٖ أَحَدٌ وَّ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا بِخِلَافِ قَوْلِهٖ مِائَةٌ وَ ثَوْبٌ اَوْ مِائَةٌ وَ شَاةٌ حَيْثُ لَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ بَيَانٌ لِلْمِائَةِ۔

اس طرح اگر کسی نے مثلاً یہ بولا کہ مِائَةٌ وَ ثَلٰثَةُ أَثْوَابٍ (ایک سو تین کپڑے) مِائَةٌ وَ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ (ایک سو تین درہم) یا مِائَةٌ وَثَلٰثَةُ أَعْبُدٍ (ایک سو تین غلام) تو یہ عطف اس بات کی وضاحت ہو گا کہ سو بھی اسی جنس سے ہے۔ یہ گویا اس نے اور أَحَدٌ وَّ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا (اکیس درہم) کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس صورت کے مخالف کہ کوئی یہ بولے مِائَةٌ وَ ثَوْبٌ (سو اور کپڑا) یا مِائَةٌ وَ شَاةٌ (سو اور بکری) وَ ثَوْبٌ کیونکہ مذکورہ صورت میں یہ سو (۱۰۰) کے لئے بیان نہیں سمجھا جائے گا۔

وَاخْتُصَّ ذٰلِكَ فِي عَطْفِ الْوَاحِدِ بِمَا يَصْلُحُ دَيْنًا فِي الذِّمَّةِ كَالْمَكِيْلِ وَالْمَوْزُوْنِ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ يَكُوْنُ بَيَانًا فِي مِائَةٍ وَ شَاةٍ وَ مِائَةٍ وَ ثَوْبٍ عَلٰى هٰذَا الْأَصْلِ)۔

عطف بیان کا یہ طریق (جس میں صرف ایک چیز کا ذکر عطف کے طور پر ہوتا ہے) اسی صورت میں صحیح ہے جبکہ کسی کے ذمہ بحیثیت قرض ذکر کیا جائے، جیسا کہ ناپ تول کی چیزوں کے ذکر میں عام ہے۔ امام ابو یوسف" فرماتے ہیں کہ مِائَةٍ وَ ثَوْبٍ اور مِائَةٍ وَ شَاةٍ (مذکورہ امثلہ بھی اسی اصل کے مطابق بیان شمار ہوں گی۔)

فَصْلٌ وَ أَمَّا بَيَانُ التَّبْدِيْلِ

وَهُوَ النَّسْخُ فَيَجُوْزُ ذٰلِكَ مِنْ صَاحِبِ الشَّرْعِ وَلَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ مِنَ الْعِبَادِ وَعَلٰى هٰذَا بَطَلَ اِسْتِثْنَاءُ الْكُلِّ عَنِ الْكُلِّ لِاَنَّهُ نَسْخُ الْحُكْمِ وَلَا يَجُوْزُ الرُّجُوْعُ عَنِ الْاِقْرَارِ وَالطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ لِاَنَّهُ نَسْخٌ وَلَيْسَ لِلْعَبْدِ ذٰلِكَ۔

۷۔ بیان تبدیل کا بیان

بیان تبدیل سے مراد نسخ ہے (یعنی پہلے حکم میں تبدیلی کرنا اور پچھلے حکم کو منسوخ کرنا) تو یہ تنہا شارع ہی کر سکتا ہے کسی اور بندے کیلئے نسخ جائز نہیں۔ اسی اصول کی بنیاد پر اپنے پورے حکم کو مستثنیٰ کرنا باطل ہے کیونکہ اس نے تو پورے حکم کو منسوخ کر دیا۔ اقرار طلاق اور عتاق (آزادی ہے) سے رجوع کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ نسخ ہے جس میں بندے کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

وَلَوْ قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ اَلْفٌ قَرْضٍ أَوْ ثَمَنِ الْمَبِيْعِ وَقَالَ وَهِيَ زُيُوْفٌ كَانَ ذٰلِكَ بَيَانُ التَّغْيِيْرِ عِنْدَهُمَا فَيَصِحُّ مَوْصُوْلًا وَهُوَ بَيَانُ التَّبْدِيْلِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَلَا يَصِحُّ وَاِنْ وَصَلَ۔

اگر کوئی شخص مثلاً بولے کہ لِفُلَانٍ عَلَيَّ اَلْفُ قَرْضٍ أَوْ ثَمَنِ الْمَبِيْعِ (کہ میرے ذمہ فلاں کے بطور قرض یا سامان کی قیمت کے طور پر ایک ہزار روپے ہیں) اور بولا یہ کھوٹے سکے ہیں۔ اقرار کے بعد کھوٹے سکے ہونے کا اظہار صاحبین کے ہاں بیان تغییر ہو گا اور موصولا (متصل ہی بولا تو) جائز ہو گا۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کے پاس یہ بیان تبدیل ہو گا، لہٰذا درست نہیں ہو گا، اگرچہ اس نے متصل ہی کیوں نہ بولا ہو۔

وَلَوْ قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ اَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ جَارِيَةٍ بِأَعْيُنِهَا وَلَمْ اَقْبِضْهَا وَالْجَارِيَةُ لَا أَثَرَ لَهَا كَانَ ذٰلِكَ بَيَانُ التَّبْدِيْلِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لِاَنَّ الْاِقْرَارَ بِلُزُوْمِ الثَّمَنِ اِقْرَارٌ بِالْقَبْضِ عِنْدَ هَلَاكِ الْمَبِيْعِ اِذْ لَوْ هَلَكَ قَبْلَ الْقَبْضِ يَنْفَسِخُ الْبَيْعُ فَلَا يَبْقَى الثَّمَنُ لَازِمًا۔

اگر کسی شخص نے بولا "فلاں کے میرے ذمہ ایک ہزار روپے ہیں، اس لونڈی کی قیمت سے جسے میں نے فروخت کیا ہے لیکن وہ قبضے میں نہیں آئی ہے اور لونڈی کا پتہ نہیں کہ وہ بولتی ہے۔ تو امام ابو حنیفہ" کے ہاں یہ بیان تبدیل شمار ہوگا۔ کیونکہ اسے وجہ قیمت دینے کا اقرار اس شے کی نشاندہی کرتا ہے کہ شے اس کے قبضے میں آچکی ہے جبکہ سامان فروخت شدہ خواہ ضائع بھی ہو جائے۔ البتہ اگر قبضے سے قبل سامان ضائع ہو جائے تو قیمت لازم نہیں ہوگی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمُبْهَمُ:	ابھام والا، شبہ والی چیز، وہم ڈالنے والا، اسم فاعل از باب افعل۔
اَلْاِمَاءُ:	مفرد أمة۔ ایک لونڈی، جمع الاماء لونڈیاں۔
رَأَىٰ:	اس نے دیکھا۔ دیکھنا۔ ماضی از باب (ف) مہموز العین اور ناقص۔
اَلْاِمْتِنَاعُ:	انکار کرنا۔ رُکنا۔ منع ہونا۔ مصدر از باب افعال صحیح۔
اَلْاِقْرَارُ:	اقرار کرنا۔ مان لینا۔ مصدر از باب افعال۔ مضاعف
مُجْمَلَةٌ:	اجمال والی آیت۔ کسی چیز میں اختصار ہوا، اسم مفعول از باب افعال۔
تُعْطَفُ:	اس کا عطف ڈالا جائے گا۔ جوڑا جائے، مضارع از باب (ن)۔
اُخْتُصَّ:	خاص کیا گیا۔ مخصوص چیز، ماضی مجہول از باب افتعال مضاعف۔
یَنْفَسِخُ:	وہ فسخ ہو گیا۔ وہ ختم اور باطل ہو گیا۔ مضارع از باب انفعال۔
اَلْعِتَاقُ:	آزاد کرنا۔ آزادی دینا۔ مصدر از باب (ض) صحیح
اَلرُّجُوْعُ:	لوٹنا، صلح کرنا، پھرنا، رجوع کرنا۔ مصدر از باب (ف)

مشقی سوالات

۲۲۴۔ فصل بیان کی اقسام بیان کریں۔

۲۲۵۔ بیان تقریر کی وضاحت مثالوں سے بیان کریں۔

۲۲۶۔ فصل (بیان) تفسیر کی تعریف کریں۔

۲۲۷۔ بیان تغییر کی تعریف اور مثال لکھیں۔

۲۲۸۔ تعلیق کے متعلق اصحاب حنفیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف لکھیں۔

۲۲۹۔ طلاق بتہ والی عورت کے لئے نفقہ کب ہوگا؟

۲۳۰۔ اس نوع کے توابع میں سے کیا ہے؟

۲۳۱۔ استثناء کے متعلق فقہاء کا اختلاف تحریر کریں۔

۲۳۲۔ بیان تغییر کا حکم بیان کریں۔

۲۳۳۔ بیان ضرورت کی مثال ذکر کریں۔

۲۳۴۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لونڈیوں میں وطی کی حلت کیسے ثابت ہوتی ہے؟

۲۳۵۔ فصل بیان حال کی وضاحت مثال دے کر کریں۔

۲۳۶۔ جب مدعی علیہ عدالت میں حلف اٹھانے سے انکار کر دے تو اس کا مفہوم کیا ہوگا۔

۲۳۷۔ اس مسئلہ میں امام صاحب سے صاحبین نے کیا اختلاف بیان کیا ہے۔

۲۳۸۔ اجماع سکوتی کی تعریف کریں۔

۲۳۹۔ بیان عطف کی مثال سے وضاحت کریں۔

۲۴۰۔ عطف بیان کب درست ہوتا ہے۔

۲۴۱۔ بیان تبدیل کا مفہوم لکھیں۔

۲۴۲۔ کسی چیز کو منسوخ کرنے کا اختیار کس کو ہے۔

۲۴۳۔ بیان تفسیر اور بیان تبدیل کب صحیح ہوتا ہے؟ اس مسئلہ کے بارے میں فقہاء کا اختلاف بیان کریں۔



اَلْبَحْثُ الثَّانِيْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الرَّمْلِ وَالْحَصٰى

یہ سنت جو کہ ریت کے ذرات اور سنگریزوں کی تعداد سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

فَصْلٌ فِيْ أَقْسَامِ الْخَبَرِ

خَبَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْزِلَةِ الْكِتَابِ فِيْ حَقِّ لُزُوْمِ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهٖ فَإِنَّ مَنْ أَطَاعَهٗ أَطَاعَ اللّٰهَ فَمَا مَرَّ ذِكْرُهٗ مِنْ بَحْثِ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ وَ الْمُشْتَرَكِ وَالْمُجْمَلِ فِي الْكِتَابِ فَهُوَ كَذٰلِكَ فِيْ حَقِّ السُّنَّةِ إِلَّا أَنَّ الشُّبْهَةَ فِيْ بَابِ الْخَبَرِ فِيْ ثُبُوْتِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاتِّصَالِهٖ بِهٖ۔

خبر کی اقسام:

(رسول اکرم ﷺ کی سنت بھی اور شریعت اخذ کرنے اور استنباط احکام کے متعلق) کتاب اللہ (قرآن مجید) جیسی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے بھی اسی طرح کا علم اور عمل لازم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے گویا اللہ کی ہی فرمانبرداری کی۔ چنانچہ الفاظ و اصطلاحات کی جو ابحاث پہلے گزری ہیں جو کہ کتاب اللہ (قرآن مجید کے ضمن) میں خاص عام اور مشترک و مجمل وغیرہ کے نام سے بیان ہو چکی ہیں۔ سنت میں بھی انہی کا لحاظ ہوگا۔ البتہ سنت کے متعلق ایک شبہ کا احتمال موجود ہوتا ہے کہ کیا سنت رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور آیا یہ آپ ﷺ سے باعتبار سند متصل ہے۔

وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى صَارَ الْخَبَرُ عَلٰى ثَلٰثَةِ أَقْسَامٍ قِسْمٌ صَحَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَثَبَتَ مِنْهُ بِلَا شُبْهَةٍ وَهُوَ الْمُتَوَاتِرُ وَقِسْمٌ فِيْهِ ضَرْبُ شُبْهَةٍ وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ وَقِسْمٌ فِيْهِ احْتِمَالٌ وَشُبْهَةٌ وَهُوَ الْاٰحَادُ۔

فَالْمُتَوَاتِرُ مَا نَقَلَهٗ جَمَاعَةٌ عَنْ جَمَاعَةٍ لَا يُتَصَوَّرُ تَوَافُقُهُمْ عَلَى الْكِذْبِ لِكَثْرَتِهِمْ وَ اتَّصَلَ بِكَ هٰكَذَا مِثَالُهٗ نَقْلُ الْقُرْاٰنِ وَأَعْدَادُ الرَّكَعَاتِ وَ

مَقَادِيْرُ الزَّكٰوةِ وَالْمَشْهُوْرُ مَا كَانَ اَوَّلُهُ كَالْاٰحَادِ ثُمَّ اشْتُهِرَ فِي الْعَصْرِ الثَّانِي وَالثَّالِثِ۔

وَ تَلَقَّتْهُ الْاُمَّةُ بِالْقُبُوْلِ فَصَارَ كَالْمُتَوَاتِرِ حَتّٰى اتَّصَلَ بِكَ وَذٰلِكَ مِثْلُ حَدِيْثِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالرَّجْمِ فِي بَابِ الزِّنَا۔ ثُمَّ الْمُتَوَاتِرُ يُوْجِبُ الْعِلْمَ الْقَطْعِيَّ وَيَكُوْنُ رَدُّهُ كُفْرًا وَالْمَشْهُوْرُ يُوْجِبُ عِلْمَ الطَّمَانِيَةِ وَيَكُوْنُ رَدُّهُ بِدْعَةً وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهِمَا۔

وَاِنَّمَا الْكَلَامُ فِي الْاٰحَادِ فَنَقُوْلُ خَبَرُ الْوَاحِدِ هُوَ مَا نَقَلَهُ وَاحِدٌ عَنْ وَاحِدٍ اَوْ اَحَدٌ عَنْ جَمَاعَةٍ اَوْ جَمَاعَةٌ عَنْ وَاحِدٍ وَلَا عِبْرَةَ لِلْعَدَدِ اِذَا لَمْ تَبْلُغْ حَدَّ الْمَشْهُوْرِ وَهُوَ يُوْجِبُ الْعَمَلَ بِهٖ فِي الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ بِشَرْطِ اِسْلَامِ الرَّاوِيْ وَعَدَالَتِهٖ وَضَبْطِهٖ وَعَقْلِهٖ وَاتِّصَالِهٖ بِكَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِهٰذَا الشَّرْطِ۔

چنانچہ اس معاملے کی تحقیق کے لیے حدیث کی تین اقسام بتائی گئی ہیں۔

قسم اول متواتر: کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب صحیح منسوب ہو اور بلاشبہ آپ ﷺ سے ثابت ہو۔ اس کو متواتر کہا جاتا ہے۔

قسم دوم مشہور: جس میں شبہ کا کچھ احتمال موجود ہوتا ہے، اس کا نام مشہور ہے۔

قسم سوم خبر آحاد: جس میں احتمال اور شبہ کا امکان ہو، اس کو خبر آحاد کہتے ہیں۔

متواتر کی تعریف:

جس کو ایک جماعت دوسری جماعت سے اس طرح روایت کیا ہو کہ کثرت کی بنیاد پر ان کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال ہوتا ہے اور ایسے انداز سے وہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچے، اس کی مثال نقل قرآن۔ رکعات کی تعداد اور زکوۃ کا مقررہ نصاب۔

مشہور کی تعریف:

جو ابتدائی دور میں تو آحاد کی طرح ہو پھر دوسرے دور میں جا کر مشہور ہو جائے اور

امت اسے قبول کر لے۔ اسی طرح وہ نبی کریم ﷺ تک پہنچے (تو احکام شریعت کے استنباط میں) یہ بھی متواتر حیثیت رکھتی ہوگی۔ اس قسم کی احادیث جن سے موزوں پر مسح کرنا ہے، زنا کے جرم میں رجم کرنا کو بیان کیا جاتا ہے۔ پھر متواتر علم قطعی کا فائدہ دیتی ہے اور اس کا انکاری کافر ہو جاتا ہے۔ مشہور سے اطمینان بخش علم ملتا ہے اور اس کا انکاری بدعتی ہو جاتا ہے۔ لیکن ان دونوں پر عمل ضروری ہونے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، بلکہ اصل بحث خبر واحد کے متعلق ہوتی ہے۔

خبر واحد کی تعریف:

علماء احناف کے نزدیک خبر واحد وہ ہے جسے ایک راوی نے ایک راوی سے یا ایک راوی نے جماعت سے یا جماعت نے ایک راوی سے روایت کیا ہو۔ جب تک یہ روایت مشہور کے درجے تک نہ پہنچے۔ اس میں (کسی زمانے میں) کثرت تعداد کا لحاظ نہیں ہوگا، جب تک وہ مشہور کے درجہ کو نہ پہنچے۔ شرعی احکام میں خبر واحد پر عمل کرنا بھی واجب ہوگا لیکن ان شروط کے ساتھ کہ راوی مسلمان ہو، عادل ہو، ضابط ہو، عاقل ہو۔ انہی شروط کے ساتھ وہ روایت نبی اکرم ﷺ سے آپ تک پہنچے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْحِصٰی:	مفرد حصاۃ۔ سنگریزے۔ اسم جامد۔
أَطَاعَ:	اس نے اطاعت کی۔ اس نے فرمانبرداری کی۔ ماضی از باب (فعل اجوف واوی)
اَلْمُجْمَلُ:	وہ چیز جس میں اجمال ہو اور اختصار ہو، اسم مفعول از باب افعال۔
اِتِّصَالٌ:	متصل ہونا۔ جڑنا۔ ملنا۔ مصدر از باب افتعال مثال واوی۔
اَلْمُتَوَاتِرُ:	جو مسلسل ہو۔ لگاتار بارش۔ یہ محدثین کی خاص اصطلاح ہے مثال واوی اسم فاعل از باب تفاعل۔

تَوَافُقُهُمْ: ان کا اتفاق کرنا۔ متفق ہونا۔ مصدر از باب تفاعل مثال واو۔
مَقَادِيرُ: مفرد مقدار۔ کسی چیز کا اندازہ اور مقدار۔ مثلاً زکوۃ کی مقدار۔
سُنَّةٌ: طریقہ ایجاد کرنا۔ اچھا طریقہ بنانا۔ سنت پر عمل کرنا۔ مصدر از باب (ن) مضاعف۔
تَلَقَّتْهُ: اس نے حاصل کیا۔ اس نے قبول کیا۔ ماضی از باب تفعل۔ ناقص یائی۔
مَرَّ: وہ گزر گیا۔ وہ گزرا۔ ماضی از باب (ن) مضاعف۔
لَا يُتَصَوَّرُ: جو تصور اور خیال میں نہ ہو نفی از باب تفعل اجوف واوی۔
اَلرَّجْمُ: سنگسار کرنا۔ پتھر مارنا۔ زانی کو پتھر مارنا۔ مصدر از باب (ض) صحیح۔
اَلطُّمَانِيْنَةُ: اطمئنان کرنا۔ آرام و سکون کرنا۔ مصدر از باب فعلل (رباعی) مہموز العین۔
يُوْجِبُ: وہ واجب کرتا ہے وہ موجب اور سبب ہے، مضارع از باب افعال مثال واوی۔
لَمْ تَبْلُغْ: وہ بالغ نہیں ہوئی۔ بلحاظ نہ پہنچی۔ واحد مونث جحد از باب (ن) صحیح۔
رَدُّهُ: اس کو لوٹانا۔ رد کرنا۔ باطل کرنا۔ جواب دینا، مصدر از باب (ن) مضاعف۔
اَلْقَطْعِيُّ: یقینی علم۔ پختہ علم۔ متواتر سے قطعی علم حاصل ہوتا ہے۔
عَدَالَتُهُ: راوی کا عادل ہونا۔ مروت والا ہونا، مصدر از باب تفعیل۔
ضَبْطُهُ: یاد کرنا۔ زبانی یاد کرنا۔ لکھ کر ضبط کرنا۔ مصدر از باب (ض) صحیح۔

ثُمَّ الرَّاوِيْ قِسْمَانِ مَعْرُوْفٌ بِالْعِلْمِ وَالْاِجْتِهَادِ كَالْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ وَعَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ وَ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ وَ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَ اَمْثَالِهِمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَاِذَا صَحَّتْ عِنْدَكَ رِوَايَتُهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَكُوْنُ الْعَمَلُ بِرِوَايَتِهِمْ اَوْلٰى مِنَ الْعَمَلِ بِالْقِيَاسِ۔

در حقیقت راوی کی بھی دو اقسام ہیں: ا- وہ راوی جو اپنے علم اور اجتہاد کی بنیاد پر امت

میں تسلیم شدہ حیثیت رکھتے ہیں مثلاً خلفاء اربعہ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، زید بن ثابت، معاذ بن جبل اور ان کی مثل دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین جب آپ کو مذکورہ حضرات کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ سے صحیح روایت مل جائے تو قیاس پر عمل کرنے کی بجائے ان کی روایت پر عمل کرنا بہتر ہوگا۔

وَ لِهٰذَا رَوٰى مُحَمَّدٌ حَدِيْثَ الْاَعْرَابِيِّ الَّذِىْ كَانَ فِيْ عَيْنِهٖ سُوْءٌ فِيْ مَسْأَلَةِ الْقَهْقَهَةِ وَ تُرِكَ الْقِيَاسُ بِهٖ وَرُوِىَ حَدِيْثُ تَاخِيْرِ النِّسَآءِ فِيْ مَسْأَلَةِ الْمُحَاذَاةِ وَ تُرِكَ الْقِيَاسُ بِهٖ وَرُوِىَ عَنْ عَائِشَةَ حَدِيْثُ الْقَيْئِ وَ تُرِكَ الْقِيَاسُ بِهٖ وَرُوِىَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثُ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَ تُرِكَ الْقِيَاسُ بِهٖ۔

اس وجہ سے امام محمد رحمہ اللہ نے قہقہہ والے مسئلہ میں خراب آنکھ والے صحابی کی روایت کو لے کر قیاس پر عمل کو چھوڑ دیا ہے۔ ایسے ہی محاذاۃ والے مسئلہ میں عورتوں کو مؤخر کرنے والی روایت پر عمل کر کے قیاس کو چھوڑ دیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قے والی روایت کو لیا اور قیاس کو چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ سلام کے بعد سجدہ سہو والی حدیث کو لے لیا اور قیاس کو ترک کر دیا ہے۔

وَالْقِسْمُ الثَّانِيْ هُمُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالْحِفْظِ وَالْعَدَالَةِ دُوْنَ الْاِجْتِهَادِ وَالْفَتْوٰى۔ كَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَاِذَا صَحَّتْ رِوَايَةُ مِثْلِهِمَا عِنْدَكَ فَاِنْ وَافَقَ الْخَبَرُ الْقِيَاسَ فَلَا خِفَاءَ فِيْ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهٖ وَاِنْ خَالَفَهٗ كَانَ الْعَمَلُ بِالْقِيَاسِ اَوْلٰى مِثَالُهٗ مَا رَوٰى اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اَرَاَيْتَ لَوْ تَوَضَّاْتَ بِمَاءٍ سَخِيْنٍ اَكُنْتَ تَتَوَضَّأُ مِنْهُ فَسَكَتَ وَاِنَّمَا رَدَّهٗ بِالْقِيَاسِ اِذْ لَوْ كَانَ عِنْدَهٗ خَبَرٌ لَرَوَاهُ وَعَلٰى هٰذَا تَرَكَ اَصْحَابُنَا رِوَايَةَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ مَسْأَلَةِ الْمُصَرَّاةِ بِالْقِيَاسِ۔

وہ راوی جو حفظ اور عدالت میں تو معروف ہیں لیکن اجتہاد و تقویٰ کے قابل نہ ہوں۔ مثلاً (نعوذ باللہ) حضرت ابو ھریرہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما یہ اور ان کے ہم مثل دیگر

حضرات کی روایت کردہ حدیث اگر قیاس کے مطابق ہو جائے تو پھر تو اس پر عمل کرنے میں کوئی معاملہ پوشیدہ نہیں۔ لیکن اگر ان کی روایت قیاس کے برعکس ہو تو قیاس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ مثلاً جب حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بیان کی کہ آگ کی پکی ہوئی شے کے استعمال کے بعد وضو کرنا چاہیے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما انہیں فرمانے لگے آپ بتائیں اگر آپ نے گرم پانی سے وضو کیا ہو تو آپ دوسری بار ٹھنڈے پانی سے وضو کریں گے؟ تو وہ خاموش ہو گئے گویا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قیاس سے ان کی اس بات کو ٹھکرا دیا کیونکہ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو روایت کر دیتے۔

اسی سبب سے ہمارے فقہاء نے مصراۃ والی بیع میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ترک کر کے قیاس پر عمل کیا ہے۔[1]

وَبِاعْتِبَارِ اخْتِلَافِ أَحْوَالِ الرُّوَاةِ قُلْنَا شَرْطُ الْعَمَلِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ أَنْ لَا يَكُونَ مُخَالِفًا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُورَةِ وَأَنْ لَا يَكُونَ مُخَالِفًا لِلظَّاهِرِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (تَكْثُرُ لَكُمُ الْأَحَادِيثُ بَعْدِي فَإِذَا رُوِيَ لَكُمْ عَنِّي حَدِيثٌ فَاعْرِضُوهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ فَمَا وَافَقَ فَاقْبَلُوهُ وَمَا خَالَفَ فَرُدُّوهُ)۔

رواۃ کے حالات کی درجہ بندی کے لحاظ سے ہم کہتے ہیں کہ خبر واحد پر عمل کرنے کے لئے ہر شرط ہے کہ وہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اور مشہور حدیث کے خلاف نہ ہو، نیز وہ ظاہر کے برعکس بھی نہ ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میرے بعد تمہارے پاس حدیثوں کی کثرت ہو جائے گی جب تمہیں میری جانب منسوب کر کے کوئی حدیث سنائی جائے تو اسے کتاب اللہ پر پیش کرو، جو اس کے مطابق ہو تو اسے لے لو جو اس کے برعکس ہو اسے ترک کر دو۔[2]

---

[1] اسی وجہ سے احناف نے سید الفقہاء سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بے شمار احادیث کو رد کر دیا ہے۔ جبکہ یہ قول دیگر محدثین عظام کے مخالف ہے۔ اور یہ اصول بھی حقیقت کے برعکس ہے۔

[2] یہ اصول بھی محدثین کے نظریہ کے مخالف ہیں۔ منصور احمد سلفی

وَ تَحْقِيْقُ ذٰلِكَ فِيْمَا رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍؓ أَنَّهُ قَالَ كَانَتِ الرُّوَاةُ عَلٰى ثَلٰثَةِ أَقْسَامٍ مُؤْمِنٌ مُخْلِصٌ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ عَرَفَ مَعْنٰى كَلَامِهٖ وَأَعْرَابِيٌّ جَاءَ مِنْ قَبِيْلَةٍ فَسَمِعَ بَعْضَ مَا سَمِعَ وَلَمْ يَعْرِفْ حَقِيْقَةَ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَجَعَ إِلٰى قَبِيْلَتِهٖ فَرَوٰى بِغَيْرِ لَفْظِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَغَيَّرَ الْمَعْنٰى وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّ الْمَعْنٰى لَا يَتَفَاوَتُ وَمُنَافِقٌ لَمْ يُعْرَفْ نِفَاقُهٗ فَرَوٰى مَالَمْ يَسْمَعْ وَافْتَرٰى فَسَمِعَ مِنْهُ أُنَاسٌ فَظَنُّوْهُ مُؤْمِنًا مُخْلِصًا فَرَوَوْا ذٰلِكَ وَاشْتَهَرَ بَيْنَ النَّاسِ فَلِهٰذَا الْمَعْنٰى وَجَبَ عَرْضُ الْخَبَرِ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ

اس کی تصدیق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ راویوں کی تین اقسام ہیں:

① وہ مومن مخلص جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اختیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سمجھا۔

② وہ اعرابی جو اپنے قبیلہ سے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض باتیں سنیں لیکن اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی اصل نہیں سمجھی، اپنے قبیلے میں واپس چلا گیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و ارشادات کو اپنے لفظوں میں بیان کیا جس سے معنی و مفہوم میں تغیر و تبدل واقع ہوا اور اس نے خیال کیا کہ اپنے لفظوں میں بیان کرنے سے مفہوم میں تغیر نہیں ہوا۔

③ ایسے منافق جن کے نفاق کا پتہ نہیں چل سکا انہوں نے جو نہ سنا وہ بیان کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ گھڑا، پھر اس سے کئی لوگوں نے سماع لیا۔ انہوں نے اسے مخلص مومن گردانتے ہوئے اس کی روایت کو آگے روایت کیا اور وہ روایت عوام الناس میں مشہور ہوگئی۔ اس بنیاد پر یہ لازم ٹھہرا کہ روایت کو کتاب اللہ سے اور سنت مشہورہ پر پرکھا جائے۔ العیاذ باللہ من ذالک۔ (مقصود احمد سلفی)

وَ نَظِيْرُ الْعَرْضِ عَلَى الْكِتَابِ فِيْ حَدِيْثِ مَسِّ الذَّكَرِ فِيْمَا يُرْوٰى عَنْهُ (مَنْ

مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ) فَعَرَضْنَاهُ عَلَى الْكِتَابِ فَخَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ فَإِنَّهُمْ كَانُوْ يَسْتَنْجُوْنَ بِالْأَحْجَارِ ثُمَّ يَغْسِلُوْنَ بِالْمَآءِ وَلَوْ كَانَ مَسُّ الذَّكَرِ حَدَثًا لَكَانَ هٰذَا تَنْجِيْسًا لَا تَطْهِيْرًا عَلَى الْإِطْلَاقِ

کتاب اللہ سے روایت کو پرکھنے کی مثال حدیث مس ذکر ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے منقول ہے کہ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ''جس نے اپنے عضو خاص کو چھوا تو وہ وضو کرے'' جب ہم نے اسے کتاب اللہ پر یقین کیا تو اسے قرآن کریم کی اس آیت کے برعکس پایا ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ (اس) میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو پاکیزہ رہنا پسند کرتے ہیں۔ اس پاکیزہ رہنا کی شکل یہ تھی کہ وہ پہلے پتھر سے استنجاء کرتے تھے پھر پانی سے دھویا کرتے تھے۔ اگر عضو خاص کو چھونا حدث کا سبب ہوتا تو یہ مطلق (دھونا) گندگی شمار ہوتا نہ کہ تَطْهِيْرًا (کیونکہ دھوتے وقت مس ذکر (عضو خاص کو چھونا) کا لازمی احتمال ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْآحَادُ:	مفرد واحد۔ اس سے مراد مشہور۔ عزیز۔ غریب ہے۔ اسم مثال واوی۔
اَلْمُحَاذَاةُ:	برابر ہونا۔ آمنے سامنے ہونا۔ برابری کرنا۔ مصدر از باب مفاعلہ ناقص یائی۔
رِوَايَةٌ:	بیان کرنا۔ روایت کرنا۔ مصدر از باب (ض) لفیف مقرون۔
خِفَاءٌ:	مخفی کرنا۔ خفیہ رکھنا۔ پوشیدہ کرنا۔ مصدر از باب (س) ناقص یائی۔
مَسَّتْهُ:	اس نے چھوا، جس کو آگ لگی ہو، مساس یا مساج وغیرہ کرنا۔ ماضی از باب (ن) مضاعف۔
تَكْثُرُ:	وہ زیادہ ہو وہ کثیر ہو جائے گا۔ وہ بڑھ جائیں گی۔ مضارع از باب (ن)
فَاقْبَلُوْهُ:	تم اسے قبول کرو۔ تم اسے لے لو تم اس پر عمل کرو امر حاضر از باب (ن)
مُخْلِصٌ:	اخلاص والا خلوص نیت والا، اسم فاعل از باب افعال۔

وَافَقَ: وہ موافق ہوا۔ اس نے موافقت و مطابقت کی۔ ماضی از باب مفاعلہ مثال واوی۔

فَتَغَيَّرَ: وہ بدل گیا۔ وہ تبدیل ہوا۔ ماضی از باب تفعل۔ اجوف یائی۔

لَا يَتَفَاوَتُ: وہ مخالف نہیں ہے، وہ مختلف نہیں ہے۔ نفی معلوم از باب تفاعل اجوف واوی۔

يَسْتَنْجُوْنَ: وہ صفائی کرتے ہیں؛ وہ استنجا کرتے ہیں۔ مضارع از باب استفعال، ناقص یائی۔

يَنْكِحْنَ: وہ نکاح کرلیں۔ وہ شادی کرلیں۔ مضارع از باب (ض)

يُحِبُّوْنَ: وہ پسند کرتے ہیں وہ محبت کرتے ہیں۔ مضارع از باب افعال مضاعف۔

أَنْ يَتَطَهَّرُوْا: وہ طہارت کرتے ہیں، وہ پاک وصاف ہوتے ہیں، از باب تفعل مضارع۔

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﷺ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. بَاطِلٌ خَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ فَإِنَّ الْكِتَابَ يُوْجِبُ تَحْقِيْقَ النِّكَاحِ مِنْهُنَّ.

اسی طرح رسول اکرم ﷺ سے یہ حدیث منقول ہے کہ جس عورت نے اپنے ولی کے بغیر اپنا نکاح کیا اس کا نکاح صحیح نہیں ہے۔ باطل ہے باطل ہے، تو یہ قرآن کی آیت کے خلاف نکلی۔ عورتوں کو اپنا نکاح کرنے سے نہ روکو۔ اب کتاب اللہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت بغیر اجازت ولی از خود نکاح کرسکتی ہے۔[1]

وَ مِثَالُ الْعَرْضِ عَلَى الْخَبَرِ الْمَشْهُوْرِ رِوَايَةُ الْقَضَاءِ بِشَاهِدٍ وَيَمِيْنٍ فَإِنَّهُ خَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ)

خبر واحد کو مشہور حدیث پر پیش کرنے کی مثال یہ روایت ہے کہ ایک گواہ اور ایک قسم سے فیصلہ دیا جاسکتا ہے۔ اب یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے اس مشہور حدیث کے مخالف

[1] یہ مسئلہ بھی خلاف سنت ہے۔ ورنہ لو میرج (Love Merrage) تو جائز ہوئی جو کہ حرام ہے۔

ہے کہ مدعی کے لئے گواہ پیش کرنا اور انکار کرنے والے پر قسم لازم آتی ہے۔

وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قُلْنَا خَبَرُ الْوَاحِدِ اِذَا خَرَجَ مُخَالِفًا لِلظَّاهِرِ لَا يُعْمَلُ بِهٖ وَمِنْ صُوَرِ مُخَالَفَةِ الظَّاهِرِ عَدَمُ اِشْتِهَارِ الْخَبَرِ فِيْمَا يَعُمُّ بِهِ الْبَلْوٰى فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَالثَّانِيْ لِاَنَّهُمْ لَا يُتَّهَمُوْنَ بِالتَّقْصِيْرِ فِيْ مُتَابَعَةِ السُّنَّةِ فَاِذَا لَمْ يَشْتَهِرِ الْخَبَرُ مَعَ شِدَّةِ الْحَاجَةِ وَ عُمُوْمِ الْبَلْوٰى كَانَ ذٰلِكَ عَلَامَةَ عَدَمِ صِحَّتِهٖ وَ مِثَالُهٗ فِي الْحُكْمِيَّاتِ اِذَا اَخْبَرَ وَاحِدٌ اَنَّ امْرَاَتَهٗ حَرُمَتْ عَلَيْهِ بِالرِّضَاعِ الطَّارِئِ جَازَ اَنْ يَّعْتَمِدَ عَلٰى خَبَرِهٖ وَيَتَزَوَّجَ اُخْتَهَا۔

اس اصول کی بنیاد پر ہمارا موقف یہ ہے کہ خبر واحد جب ظاہر کے مخالف ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ ظاہر کے خلاف صورتوں میں سے اس صفت کی مثال یہ ہے کہ ایک ایسی خبر جس سے اکثریت کا واقف ہونا ضروری ہو، وہ دور صحابہ اور تابعین میں درجہ شہرت کو نہ پہنچے کیونکہ صحابہ کو سنت کی اتباع میں کوتاہی کرنے کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔ جب شدید ضرورت کے باوجود وہ حدیث مشہور نہ ہوئی اور لوگوں کی بڑی تعداد اس سے ناواقف رہی تو یہ اس روایت کی عدم صحت کی نشانی ہوگی۔ احکام شرعیہ کی مثال یہ ہے کہ جب کسی کو بتایا گیا کہ اس کی زوجہ عارضی طور پر دودھ شریک ہونے کی بناء پر حرام ہے تو اس کی خبر قابل اعتماد ہوگی اور اس کی بجائے وہ اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔

وَلَوْ اُخْبِرَ اَنَّ الْعَقْدَ كَانَ بَاطِلًا بِحُكْمِ الرِّضَاعِ لَا يُقْبَلُ خَبَرُهٗ وَ كَذٰلِكَ اِذَا اُخْبِرَتِ الْمَرْاَةُ بِمَوْتِ زَوْجِهَا اَوْ طَلَاقِهٖ اِيَّاهَا وَهُوَ غَائِبٌ جَازَ اَنْ تَعْتَمِدَ عَلٰى خَبَرِهٖ وَ تَتَزَوَّجَ بِغَيْرِهٖ وَلَوِ اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ فَاَخْبَرَهٗ وَاحِدٌ عَنْهَا وَجَبَ الْعَمَلُ بِهٖ وَلَوْ وَجَدَ مَآءً لَا يَعْلَمُ حَالَهٗ فَاَخْبَرَهٗ وَاحِدٌ عَنِ النَّجَاسَةِ لَا يَتَوَضَّأُ بِهٖ بَلْ يَتَيَمَّمُ۔ [1]

اسی طرح اگر کسی کو خبر دی گئی کہ رضاعت کی بنیاد پر عقد باطل ہے تو اس کی خبر قبول نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح جب کسی خاتون کو اس کے خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے

[1] یہ مسئلہ بھی صحیح بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کے سراسر مخالف ہے۔ مقصود احمد سلفی

مرنے کی یا اسے طلاق دینے کی خبر دی جائے تو اس خبر پر بھروسہ کرنا صحیح ہے اور وہ خاتون کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر کوئی قبلہ کے متعلق متردد ہو جائے، کوئی دوسرا شخص اسے صحیح سمت بتادے تو اس پر عمل کرنا واجب ہو گا۔

ایسے ہی کسی کو پانی مل گیا، پانی کی کیفیت کا پتہ نہ تھا لیکن کسی نے اسے اس پانی کے نجس ہونے کا بتایا تو وہ اس پانی سے وضو نہ کرے بلکہ تیمم کر لے۔

فَصْلٌ

خَبَرُ الْوَاحِدِ حُجَّةٌ فِي أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ خَالِصُ حَقِّ اللهِ تَعَالَى مَا لَيْسَ بِعُقُوبَةٍ وَ خَالِصُ حَقِّ الْعَبْدِ مَا فِيهِ إِلْزَامٌ مَحْضٌ وَ خَالِصُ حَقِّهِ مَا لَيْسَ فِيهِ إِلْزَامٌ وَ خَالِصُ حَقِّهِ مَا فِيهِ إِلْزَامٌ مِنْ وَجْهٍ

خبر واحد کی حجیت کا بیان

چار مواقع پر خبر واحد کو حجت مانا جائے گا:

ا۔ خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہو اور اس میں بندے کے متعلق کوئی سزا نہ ہو۔

۲۔ خالص بندے کا حق جس میں دوسرے پر محض کچھ لازم ہو۔

۳۔ خالص بندے کا حق ہو جس میں دوسرے پر صرف کچھ لازم نہ آئے۔

۴۔ خالص بندے کا حق ہو جس میں دوسرے پر کسی سبب سے کچھ لازم آئے۔

أَمَّا الْأَوَّلُ فَيُقْبَلُ فِيهِ خَبَرُ الْوَاحِدِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبِلَ شَهَادَةَ الْأَعْرَابِيِّ فِي هِلَالِ رَمَضَانَ وَأَمَّا الثَّانِي فَيُشْتَرَطُ فِيهِ الْعَدَدُ وَالْعَدَالَةُ وَ نَظِيرُهُ الْمُنَازَعَاتُ وَ أَمَّا الثَّالِثُ فَيُقْبَلُ فِيهِ خَبَرُ الْوَاحِدِ عَدْلًا كَانَ أَوْ فَاسِقًا وَ نَظِيرُهُ الْمُعَامَلَاتُ وَ أَمَّا الرَّابِعُ فَيُشْتَرَطُ فِيهِ إِمَّا الْعَدَدُ أَوِ الْعَدَالَةُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَنَظِيرُهُ الْعَزْلُ وَالْحَجْرُ۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے تو اس میں خبر واحد کو قبول کیا جائے گا کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے رمضان کے چاند کے متعلق بدو لوگوں کی گواہی قبول فرمائی تھی۔

دوسری صورت گواہی کی قبولیت کے لئے تعداد اور عدالت دونوں شرط ہوں گے۔ اس کی مثال آپس کے جھگڑے اور معاملات ہیں۔

تیسری صورت میں خبر واحد قبول کی جائے گی خواہ خبر دینے والا فاسق ہو یا عادل۔ اس کی مثال عام معاملات ہیں۔

چوتھی صورت میں عدد اور عدالت دونوں میں سے ایک شرط ہے، یہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے۔ اس کی مثال عزل اور حجر ہے۔[1]

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمُدَّعِی:	دعوی کرنے والا۔ کسی کے خلاف دعوی کرنا۔ مصدر از باب افتعال ناقص داوی۔
اَنْکَرَ:	اس نے انکار کر دیا۔ اس نے انکار کیا۔ ماضی از باب افعال۔
یَعُمُّ:	وہ عام ہے۔ وہ عام ہوا۔ عام چیز خاص کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔
اَلْاِطْلَاقُ:	مطلق بیان کرنا، عام کرنا، بولنا، مصدر از باب افعال۔
مُتَابَعَةٌ:	پیروی کرنا۔ اتباع کرنا۔ سنت پر عمل کرنا۔ مصدر از باب مفاعلہ۔
اَلْحُکْمِیَّاتُ:	شرعی احکام۔ شرعی مسائل۔
اِشْتِهَارٌ:	مشہور ہونا۔ عام کرنا۔ مشہوری کرنا۔ مصدر از باب افتعال۔
اَلطَّارِئُ:	لاحق ہونے والا۔ پیش آنے والا، اسم فاعل از باب (ف) مہموز اللام۔
یُعْتَمَدُ:	قابل اعتماد بات ہے۔ جس پر اعتماد کیا گیا ہو۔ مضارع از باب تفعل مضاعف۔
اِشْتَبَهَتْ:	مشتبہ ہو گیا۔ اس پر شبہ پڑ گیا۔ ماضی از باب افتعال۔
اَلتَّقْصِیْرُ:	گناہ کا کام کرنا۔ کوتاہی کرنا۔ قصور اور جرم کرنا مصدر از باب تفعیل۔
اَلْبَلْوٰی:	عام آزمائش اور عام روزمرہ کے کام۔

[1] خبر واحد کی حجیت کی یہ چند اقسام خلاف شرع ہیں اور محدثین کی اصطلاحات کے بھی مخالف ہیں۔ مقصود احمد سلفی

اَلْمُنَازَعَاتُ: مفرد منازعۃ۔ جھگڑا کرنا مصدر از باب مفاعلہ۔

لَا يُتَّهَمُوْنَ: ان پر تہمت نہ لگائی گائی ہو۔

اَلْعَزْلُ: معزول کرنا۔ عزل کرنا۔ مصدر از باب (ن) صحیح۔

مشقی سوالات

۲۴۴۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا مقام لکھیں۔

۲۴۵۔ حدیث کی کون سی اقسام ہیں بیان کریں۔

۲۴۶۔ خبر متواتر کی تعریف ذکر کریں۔

۲۴۷۔ خبر متواتر کی مثالیں لکھیں۔

۲۴۸۔ خبر مشہور کی تعریف کریں۔

۲۴۹۔ خبر متواتر اور خبر مشہور کون سے علم کا فائدہ دیتی ہیں۔

۲۵۰۔ خبر آحاد کی تعریف لکھیں اور خبر واحد کا مقام ذکر کریں۔

۲۵۱۔ خبر واحد احناف کے نزدیک کب قابل عمل ہے؟

۲۵۲۔ اصل میں راوی کی کون سی دو اقسام ہیں؟

۲۵۳۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بیان کریں۔

۲۵۴۔ راوی کی دوسری اقسام اور اس کی خبر کا مقام بیان کریں۔

۲۵۵۔ احناف کے نزدیک خبر واحد پر عمل کرنے کی کون سی شرط ہے؟ نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول بیان کریں۔

۲۵۶۔ کتاب اللہ پر عمل پیش کرنے کی مثالیں بیان کریں۔

۲۵۷۔ خبر واحد احناف کے نزدیک حجت نہیں ہے۔

۲۵۸۔ احکام شرعیہ میں مثالیں بیان کریں۔

۲۵۹۔ فصل۔ خبر واحد کون سی چار جگہوں میں حجت ہے۔



اَلْبَحْثُ الثَّالِثُ فِي الْإِجْمَاعِ

فَصْلٌ

اِجْمَاعُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ مَا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي فُرُوْعِ الدِّيْنِ حُجَّةٌ مُوْجِبَةٌ لِلْعَمَلِ بِهَا شَرْعًا كَرَامَةً لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ ثُمَّ الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰى حُكْمِ الْحَادِثَةِ نَصًّا ثُمَّ إِجْمَاعُهُمْ بِنَصِّ الْبَعْضِ وَسُكُوْتِ الْبَاقِيْنَ عَنِ الرَّدِّ ثُمَّ إِجْمَاعُ مَنْ بَعْدَهُمْ فِيْمَا لَمْ يُوْجَدْ فِيْهِ قَوْلُ السَّلَفِ ثُمَّ الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَحَدِ أَقْوَالِ السَّلَفِ۔

تیسری بحث اجماع کا بیان

رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد دین کے فروعی مسائل میں امت محمدیہ کا اجماع دلیل ہے شرعاً اور اس امت کی کرامت کی بنا پر اجماع پر عمل ہونا واجب ہے۔

اجماع کی چار اقسام ہیں۔

ا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کسی نئے پیش آمدہ مسئلے پر اجماع ہو، وہ زبانی طور پر کسی رائے کے اظہار پر متفق ہو جائیں۔

۲۔ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زبانی طور پر کسی مسئلے کے متعلق رائے کا اظہار کریں۔ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سکوت کا اظہار کریں اور تردید نہ کریں۔

۳۔ صحابہ کا کوئی ایسا قول نہ ملے جس سے مسئلے کی وضاحت ہو تو پھر تابعین کا اجماع۔

۴۔ سلف میں سے کسی کے قول پر اجماع۔

أَمَّا الْأَوَّلُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ الْإِجْمَاعُ بِنَصِّ الْبَعْضِ وَسُكُوْتِ الْبَاقِيْنَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُتَوَاتِرِ ثُمَّ إِجْمَاعُ مَنْ بَعْدَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْمَشْهُوْرِ مِنَ الْأَخْبَارِ ثُمَّ إِجْمَاعُ الْمُتَأَخِّرِيْنَ عَلٰى أَحَدِ أَقْوَالِ

السَّلَفِ بِمَنْزِلَةِ الصَّحِيحِ مِنَ الْآحَادِ وَ الْمُعْتَبَرُ فِي هٰذَا الْبَابِ إِجْمَاعُ أَهْلِ الرَّأْيِ وَالْإِجْتِهَادِ فَلَا يُعْتَبَرُ بِقَوْلِ الْعَوَامِ وَالْمُتَكَلِّمِ وَ الْمُحَدِّثِ الَّذِي لَا بَصِيرَةَ لَهُ فِي أُصُوْلِ الْفِقْهِ۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے تو اس کی حیثیت احکام شرعیہ میں کتاب اللہ جیسی ہوگی۔

☆ دوسری صورت کی حیثیت متواتر جیسی ہوگی۔

☆ تیسری صورت کی حیثیت مشہور حدیث جیسی ہوگی۔

☆ اور چوتھی صورت کی حیثیت صحیح خبر واحد جیسی ہوگی۔

اجماع کے باب میں اہل رائے اور اہل اجتہاد کا قول قابل اعتماد ہوگا۔ عوام یا متکلم یا ایسے محدث کا قول قابل اعتماد نہ ہوگا جس کو اصول فقہ میں بصیرت حاصل نہ ہو۔

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ الْإِجْمَاعُ عَلَى نَوْعَيْنِ مُرَكَّبٌ وَغَيْرُ مُرَكَّبٍ

ایک اور اعتبار سے اجماع کی دو اقسام ہیں:

۱۔ اجماع مرکب ۲۔ اجماع غیر مرکب

فَالْمُرَكَّبُ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْآرَاءُ عَلَى حُكْمِ الْحَادِثَةِ مَعَ وُجُودِ الْإِخْتِلَافِ فِي الْعِلَّةِ وَ مِثَالُهُ الْإِجْمَاعُ عَلَى وُجُودِ الْإِنْتِقَاضِ عِنْدَ الْقَيْئِ وَمَسِّ الْمَرْأَةِ وَأَمَّا عِنْدَنَا فَبِنَاءٌ عَلَى الْقَيْئِ وَأَمَّا عِنْدَهُ فَبِنَاءٌ عَلَى الْمَسِّ ثُمَّ هٰذَا النَّوْعُ مِنَ الْإِجْمَاعِ لَا يَبْقَى حُجَّةٌ بَعْدَ ظُهُورِ الْفَسَادِ فِي أَحَدِ الْمَأْخَذَيْنِ حَتّٰى لَوْ ثَبَتَ أَنَّ الْقَيْئَ غَيْرُ نَاقِضٍ فَأَبُو حَنِيفَةَ لَا يَقُولُ بِالْإِنْتِقَاضِ فِيهِ۔

اجماع مرکب یہ ہے کہ کسی نئے پیش آمدہ مسئلہ میں علت میں اختلاف موجود ہونے کے باوجود آراء متفق ہو جائیں۔ مثلاً اگر کسی شخص کو الٹی آجائے اور وہ عورت کو چھوئے بھی تو امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ دونوں کے ہاں وضو ٹوٹ جائے گا۔ ہمارے نزدیک تو اس لیے کہ اسے قے (الٹی) آئی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس لیے کہ اس نے بیوی کو چھوا ہے۔ اجماع کی یہ قسم اس وقت دلیل نہیں رہے گی جب اس میں دونوں وجہوں

میں سے کسی ایک وجہ میں خرابی ظاہر ہو جائے۔ مثلاً اگر فرض کیا یہ ثابت ہو جائے کہ الٹی قے ناقض وضو نہیں تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں وضو نہیں کیا جائے گا۔

وَلَوْ ثَبَتَ أَنَّ الْمَسَّ غَيْرُ نَاقِضٍ فَالشَّافِعِيُّ لَا يَقُوْلُ بِالْاِنْتِقَاضِ فِيْهِ لِفَسَادِ الْعِلَّةِ الَّتِي بَنٰى عَلَيْهَا الْحُكْمُ وَ الْفَسَادُ مُتَوَهَّمٌ فِي الطَّرَفَيْنِ لِجَوَازِ أَنْ يَكُوْنَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رحمه الله مُصِيْبًا فِي مَسْأَلَةِ الْمَسِّ مُخْطِئًا فِي مَسْأَلَةِ الْقَيْئِ وَالشَّافِعِيُّ مُصِيْبًا فِي مَسْأَلَةِ الْقَيْئِ مُخْطِئًا فِي مَسْأَلَةِ الْمَسِّ فَلَا يُؤَدِّي هٰذَا اِلٰى بِنَاءِ وُجُوْدِ الْاِجْمَاعِ عَلَى الْبَاطِلِ بِخِلَافِ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْاِجْمَاعِ۔

اسی طرح اگر فرض کیا یہ ثابت ہو جائے کہ عورت کو (محض) چھونا ناقض وضو نہیں تو امام شافعی کے ہاں وضو ناقض نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ امام کے ہاں وہ علت اور سبب باقی نہ رہا جس پر حکم کی بنیاد اور فساد کا امکان بھی موجود ہو۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ امام ابو حنیفہ کی رائے چھونے کے مسئلہ میں صحیح ہو لیکن الٹی کے مسئلے میں غیر صحیح ہو۔ ایسے ہی یہ امکان ہے کہ امام شافعی چھونے کے مسئلہ میں صحیح ہوں لیکن الٹی کے مسئلہ میں غلطی پر ہوں۔ لہٰذا اس بنیاد پر اجماع مرتب نہیں ہوگا، اس مذکورہ صورت کے برعکس جو اجماع کی مثال گزر چکی ہے۔

فَالْحَاصِلُ أَنَّهُ جَازَ اِرْتِفَاعُ هٰذَا الْاِجْمَاعِ لِظُهُوْرِ الْفَسَادِ فِيْمَا بُنِيَ هُوَ عَلَيْهِ۔

حاصل کلام: ایسے ہی اجماع کا منسوخ کرنا جائز ہے جس میں اساس بننے والے مسئلے میں خرابی ظاہر ہو۔

وَلِهٰذَا اِذَا قَضَى الْقَاضِي فِي حَادِثَةٍ ثُمَّ ظَهَرَ رِقُّ الشُّهُوْدِ اَوْ كِذْبُهُمْ بِالرُّجُوْعِ بَطَلَ قَضَاؤُهُ وَاِنْ لَمْ يَظْهَرْ ذٰلِكَ فِي حَقِّ الْمُدَّعِيْ۔

اس اصول کی بنیاد پر جب قاضی نے کسی معاملے میں فیصلہ جاری کر دیا یا بعد میں علم ہوا کہ گواہ غلام تھے یا کاذب ہونے کی بناء پر اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو قاضی کا فیصلہ باطل ہو جائے گا اگرچہ خرابی مدعی کے حق میں ظاہر نہیں ہوا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْحَادِثَةُ:	واقعہ کا پیش آنا۔ پیش آنے والا واقعہ اسم فاعل از باب (ن)۔
اَلْبَاقِیْنَ:	باقی لوگ۔ باقی رہنے والی چیزیں اسم فاعل از باب (س)
اَلْاِجْمَاعُ:	اتفاق کرنا۔ اجماع کرنا۔ اکٹھ کرنا۔ جمع کرنا۔ مصدر از باب افعال۔
تُوُفِّیَ:	وہ فوت ہو گیا۔ وفات النبی برحق ہے، ماضی از باب تفعل لفیف مفرو۔
لَمْ یُوْجَدْ:	اس کا وجود نہیں ہے۔ وہ موجود نہیں ہے۔ جحد از باب ض مثال واوی۔
رَضِیَ:	وہ راضی ہوا۔ وہ خوش ہوا۔ ماضی از باب (س) ناقص واوی۔
تَعَالٰی:	وہ بلند و بالا ہوا۔ وہ اونچا ہوا۔ ماضی از باب تفاعل ناقص واوی۔
اَلْحَجْرُ:	روکنا، بند کرنا، رکاوٹ کرنا۔ مصدر از باب (ن)
اَلْمُحَدِّثُ:	حدیثیں بیان کرنے والا۔ حدیث پڑھانے اور بتانے والا۔ اسم فاعل از باب تفعیل۔
اَلْمُتَکَلِّمُ:	بات چیت کرنے والا، کلام کرنے والا۔ اسم فاعل از باب تفعیل۔
اَلْاٰرَاءُ:	رای سے جمع کثرت ہے۔ دین رائی کا نام نہیں ہے۔
مُرَکَّبٌ:	مرکب کلام وہ کلام جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے مرکب اسم مفعول از باب تفعیل۔
اَلْاِنْتِقَاضُ:	ختم کرنا، وضوء کو توڑنا۔ وضع کو توڑنا مصدر از باب انفعال۔ صحیح۔
بِنَاءٌ:	بنیاد بنانا۔ بنیاد رکھنا۔ مصدر از باب (ض) ناقص یائی۔
مُتَوَهَّمٌ:	جس چیز کا وہم ہو یا وہ شخص جو وہمی ہو۔ اسم مفعول از باب تفعل۔
مُصِیْبًا:	درست بات کرنے والا۔ صحیح بات کرنے والا۔ اسم فاعل از باب افعال۔
مُخْطِئًا:	غلطی کرنے والا، خطاکار آدمی۔ اسم فاعل از باب افعال اجوف یائی۔
لَا یُؤَدِّیْ:	وہ ادا نہیں کرتا، وہ ادائیگی نہیں کرتا۔ مضارع نفی از باب تفعیل مہموز الفا۔

وَبِاِعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى سَقَطَتِ الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُهُمْ عَنِ الْاَصْنَافِ الثَّمَانِيَةِ

لِانْقِطَاعِ الْعِلَّةِ وَسَقَطَ ذَوِي الْقُرْبٰى لِانْقِطَاعِ عِلَّتِهٖ۔

اس اصول کی بنیاد پر مولفۃ القلوب کا مصرف جو کہ زکاۃ کے آٹھ مصارف میں سے ایک ہے ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ علت (اہل اسلام کا ضعف) اب نہیں ہے۔ اسی طرح انقطاع علت کی بنا پر رسول اکرم ﷺ کے رشتے داروں کا حق ختم ہو گیا۔

وَعَلٰى هٰذَا إِذَا غُسِلَ الثَّوْبُ النَّجِسُ بِالْخَلِّ فَزَالَتِ النَّجَاسَةُ يُحْكَمُ بِطَهَارَةِ الْمَحَلِّ لِانْقِطَاعِ عِلَّتِهَا۔ وَبِهٰذَا ثَبَتَ الْفَرْقُ بَيْنَ الْحَدَثِ وَالْخُبْثِ فَإِنَّ الْخَلَّ يُزِيْلُ النَّجَاسَةَ عَنِ الْمَحَلِّ فَأَمَّا الْخَلُّ لَا يُفِيْدُ طَهَارَةَ الْمَحَلِّ وَإِنَّمَا يُفِيْدُهَا الْمُطَهِّرُ وَهُوَ الْمَاءُ۔

اسی اصول کی بناء پر جب کسی نجس کپڑے کو سرکے سے دھولیا اور نجاست ختم ہو گئی تو اس کپڑے کی جگہ پر طہارت کا حکم جاری کر دیا جائے گا کیونکہ علت (نجاست) منقطع ہو گئی۔ چنانچہ مذکورہ مثال سے حدث اور خبث کا فرق بھی واضح ہو گیا کہ سرکہ پلید جگہ سے پلیدگی کو ختم کر دیتا ہے لیکن جگہ کو پاک نہیں کر سکتا، کیونکہ پانی اصل مطہر چیز ہے۔

فَصْلٌ

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ نَوْعٌ مِنَ الْإِجْمَاعِ وَهُوَ عَدَمُ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ وَ ذٰلِكَ نَوْعَانِ، أَحَدُهُمَا مَا إِذَا كَانَ مَنْشَاءُ الْخِلَافِ فِي الْفَصْلَيْنِ وَاحِدًا وَالثَّانِي مَا إِذَا كَانَ الْمَنْشَاءُ مُخْتَلِفًا

اجماع کی انوکھی قسم

اس کے بعد اجماع کی ایک اور قسم ہے جس کو اجماع عدم القائل بالفصل کے نام سے پکارا جاتا ہے اس کی دو اقسام ہیں: ۱۔ دو مسائل میں اختلاف کی منشاء ایک ہی ہو دو مسئلوں میں اختلاف کی منشاء مختلف ہو۔

وَالْأَوَّلُ حُجَّةٌ وَالثَّانِي لَيْسَ بِحُجَّةٍ مِثَالُ الْأَوَّلِ فِيْمَا خَرَّجَ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ عَلٰى أَصْلٍ وَاحِدٍ وَ نَظِيْرُهُ إِذَا أَثْبَتْنَا أَنَّ النَّهْيَ عَنِ

التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ يُوْجِبُ تَقْرِيْرَهَا قُلْنَا يَصِحُّ النَّذْرُ بِصَوْمِ يَوْمَ النَّحْرِ وَالْبَيْعُ الْفَاسِدِ يُفِيْدُ الْمِلْكَ لِعَدَمِ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ۔

پہلے کا حکم یہ ہے کہ وہ دلیل شرعی ہے اور دوسرا دلیل نہیں ہے۔ پہلے کی مثال یہ ہے کہ مسائل فقہیہ میں علماء نے ایک ہی اصل پر مسئلے کو بیان کیا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب ہم نے ثابت کر دیا کہ تصرفات شرعیہ میں نہی کا وارد ہونا اس کی مشروعیت ثابت کرتا ہے تو ہم کہیں گے کہ عید الاضحیٰ کے روز روزہ رکھنے کو سنت ماننا صحیح ہے۔ اسی طرح اگر بیع فاسد ہے تو ملکیت ثابت ہوگی یہ عدم القائل بالفصل کی وجہ سے ہوگا۔

وَلَوْ قُلْنَا اِنَّ التَّعْلِيْقَ سَبَبٌ عِنْدَ وُجُوْدِ الشَّرْطِ قُلْنَا تَعْلِيْقُ الطَّلَاقِ وَ الْعِتَاقِ بِالْمِلْكِ وَ سَبَبُ الْمِلْكِ صَحِيْحٌ وَ كَذَا لَوْ اَثْبَتْنَا أَنَّ تَرَتُّبَ الْحُكْمِ عَلَى اِسْمٍ مَوْصُوْفٍ بِصِفَةٍ لَا يُوْجِبُ تَعْلِيْقَ الْحُكْمِ بِهِ قُلْنَا طَوْلُ الْحُرَّةِ لَا يَمْنَعُ جَوَازَ نِكَاحَ الْاَمَةِ اِذْ صَحَّ بِنَقْلِ السَّلَفِ أَنَّ الشَّافِعِيَّ فَرَّعَ مَسْأَلَةَ طَوْلِ الْحُرَّةِ عَلَى هٰذَا الْاَصْلِ وَلَوْ أَثْبَتْنَا جَوَازَ نِكَاحَ الْاَمَةِ الْمُؤْمِنَةِ مَعَ الطَّوْلِ جَازَ نِكَاحُ الْاَمَةِ الْكِتَابِيَّةِ بِهٰذَا الْاَصْلِ۔

اگر تسلیم کر لیں کہ تعلیق شرط کے موجود ہونے پر سبب ثابت ہوگا تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ یہ طلاق اور آزادی کو ملکیت یا سبب ملکیت سے مشروط کرنا درست ہوگا۔ گویا کہ اذا فات الشرطات المشروط والا قانون ہوگا۔ اسی طرح ہم تسلیم کر لیں کہ کسی صفت سے موصوف اسم پر حکم کے مرتب ہونے سے حکم کا معلق ہونا ثابت نہیں ہوتا تو ہمیں یہ بھی ماننا ہوگا کہ آزاد عورت سے نکاح کی طاقت رکھنا لونڈی سے نکاح کرنے سے رکاوٹ نہیں ہوگی، کیونکہ سلف سے یہ منقول ہے۔ امام شافعیؒ نے آزاد عورت سے نکاح کی طاقت رکھنے کا مسئلہ اسی اصل سے لیا ہے۔ اگر ہم طاقت رکھنے کے باوجود مومنہ لونڈی سے نکاح کو مباح قرار دیتے ہیں تو اسی اصل سے دلیل لیتے ہوئے مومنہ کتابیہ سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔

وَعَلٰى هٰذَا مِثَالُهُ مِمَّا ذَكَرْنَا فِيْ مَا سَبَقَ وَ نَظِيْرُ الثَّانِيْ اِذَا قُلْنَا اَنَّ الْقَيْئَ نَاقِضٌ فَيَكُوْنُ الْبَيْعُ الْفَاسِدُ مُقَيِّدًا لِلْمِلْكِ لِعَدَمِ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ اَوْ

يَكُوْنُ مُوْجَبُ الْعَمَدِ الْقَوَدُ لِعَدَمِ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ وَ بِمِثْلِ هٰذَا الْقَيُّ غَيْرُ نَاقِضٍ فَيَكُوْنُ الْمَسُّ نَاقِضًا وَهٰذَا لَيْسَ بِحُجَّةٍ لِاَنَّ صِحَّةَ الْفَرْعِ وَاِنْ دَلَّتْ عَلٰى صِحَّةِ أَصْلِهٖ وَلٰكِنَّهَا لَا تُوْجِبُ صِحَّةَ أَصْلٍ آخَرَ حَتّٰى تَفَرَّعَ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةُ الْاُخْرٰى۔

ان مسائل کی امثلہ پہلے گزر چکی ہیں۔

دوسری مثال یہ ہے کہ جب ہم یہ مان لیں کہ قے ناقض وضو ہے تو عدم القائل بالفصل کے اصل کے تحت فاسد بیع سے ملکیت بھی ثابت ہوگی اور اس عدم القائل بالفصل کے تحت یہ بھی مانیں کہ قتل عمد کا بدلہ قصاص ہے۔ اسی اصول کے مطابق اگر یہ مان لیں کہ "قے" ناقض وضو نہیں ہے تو مطلق چھونے سے وضو جاتا رہے گا۔ اجماع کی یہ قسم دلیل نہیں ہے کیونکہ فرع کا درست ہونا اگرچہ اس کی اصل کی صحت پر دلالت کرتا ہے مگر اس فرع کا درست ہونا اگرچہ اس کی اصل کی صحت لازم نہیں آتی یہاں تک کہ اس پر کسی دوسرے مسئلے کو اخذ کیا جائے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمُؤَلَّفَةُ:	تالیف قلب کے لیے دلوں کو ملانا۔ جس چیز کو جوڑا از باب تفعیل مہموز الفا۔
اَلْاِنْقِطَاعُ:	ٹوٹنا، ختم کرنا، منقطع ہونا۔ مصدر از باب انفعال۔ (صحیح)
زَالَتْ:	وہ زائل ہوا، وہ دور ہوا، وہ الگ ہوا۔ ماضی از باب (ن) اجوف واوی۔
يُزِيْلُ:	وہ زائل کرتا ہے، وہ دور کرتا ہے۔ مضارع از باب انعال اجوف واوی۔
يُفِيْدُ:	وہ فائدہ مند ہے، وہ فائدہ دیتا ہے، مضارع از باب افعال۔ اجوف واوی
اَلْمُطَهَّرُ:	پاک پانی، پاکیزہ چیز، پاکیزہ شخص۔ اسم مفعول از باب تفعیل۔
مَنْشَاءُ:	مقصد پیدا ہونا، اختلاف کا منشا، مصدر میں از باب (ف) مہموز اللام۔
اَلْاَصْنَافُ:	مفرد صنف۔ بمعنی اقسام، زکوۃ کے آٹھ مصارف ہیں۔

أَثْبَتْنَا: ہم نے ثابت کیا، ہم نے اس کا ثبوت دیا، متکلم ماضی از باب افعال۔
خَرَّجَ: اس نے جرح کا کام کیا۔ اس نے گناہ کیا۔ ماضی از باب تفعیل۔
فَرَّعَ: اس نے شاخ نکالی۔ اس نے مسئلہ اخذ کیا، ماضی از باب تفعیل۔
اَلْقَوَدُ: بدلہ لینا۔ انتقام لینا۔ مقتول سے قتل کا بدلہ لینا، مصدر از باب (ن)

فَصْلٌ

اَلْوَاجِبُ عَلَى الْمُجْتَهِدِ طَلَبُ حُكْمِ الْحَادِثَةِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِصَرِيْحِ النَّصِّ اَوْ دَلَالَتِهٖ عَلٰى مَا مَرَّ ذِكْرُهٗ فَاِنَّهٗ لَا سَبِيْلَ اِلَى الْعَمَلِ بِالرَّاْيِ مَعَ اِمْكَانِ الْعَمَلِ بِالنَّصِّ۔

اجتہاد کرنے کے لئے کونسا طریقہ صحیح ہے

مجتہد پر لازم ہے کہ کسی نئے درپیش مسئلے کا حل پہلے کتاب اللہ میں ڈھونڈے، پھر سنت رسول اللہ ﷺ میں اس کے حل کے متعلق دیکھے کہ آیا اس میں کوئی منصوص حکم ہے، یہ حکم قرآن کریم میں خواہ عبارۃ النص کی شکل میں موجود ہو یا دلالۃ النص کی شکل میں پایا جائے۔ جیسا کہ تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے کیونکہ نص کے ہوتے ہوئے رائے پر عمل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وَلِهٰذَا اِذَا اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ فَاَخْبَرَهٗ وَاحِدٌ عَنْهَا لَا يَجُوْزُ لَهُ التَّحَرِّيْ وَلَوْ وَجَدَ مَاءً فَاَخْبَرَهٗ عَدْلٌ اَنَّهٗ نَجِسٌ لَا يَجُوْزُ لَهُ التَّوَضِّيْ بِهٖ بَلْ يَتَيَمَّمُ۔

مثلاً اس اصول کی بنیاد پر اگر کسی شخص پر قبلہ مشکوک ہو جائے لیکن جب کوئی اسے بتادے تو پھر اس کے لئے تحری (درست سمت ماننے کی تگ و دو کرنا) مباح نہیں۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو پانی مل گیا تو کسی باعزت شخص نے اسے بتایا کہ یہ پلید ہے اس سے وضو نا جائز ہو گا بلکہ تیمم کرے۔

وَعَلٰى اِعْتِبَارِ اَنَّ الْعَمَلَ بِالرَّاْيِ دُوْنَ الْعَمَلِ بِالنَّصِّ قُلْنَا اِنَّ الشُّبْهَةَ بِالْمَحَلِّ اَقْوٰى مِنَ الشُّبْهَةِ فِي الظَّنِّ حَتّٰى سَقَطَ اِعْتِبَارُ ظَنِّ الْعَبْدِ فِي الْفَصْلِ

الْاَوَّلِ وَ مِثَالُهُ فِي مَا اِذَا وَطِئَ جَارِيَةَ اِبْنِهٖ لَا يُحَدُّ وَاِنْ قَالَ عَلِمْتُ اَنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ وَ يَثْبُتُ نَسَبُ الْوَلَدِ مِنْهُ لِاَنَّ شُبْهَةَ الْمِلْكِ لَا تَثْبُتُ بِالنَّصِّ فِي مَالِ الِابْنِ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ (اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيْكَ) فَسَقَطَ اِعْتِبَارُ ظَنِّهٖ فِي الْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ فِي ذٰلِكَ۔

اسی اصول کے مدنظر رائے پر عمل کرنا نص پر عمل کرنے سے ادنیٰ درجہ رکھتا ہے۔ علماء احناف نے کہا کہ (حدود کے ضمن میں شبہ بالمحل (جسے شبہ دلیل بھی کہتے ہیں) شبہ فی الظن (جسے شبہ اشتباہ بھی کہا جاتا ہے) سے زیادہ مضبوط ہے، حتیٰ کہ پہلی قسم میں کسی شخص کے گمان کا لحاظ ساقط ہو جائے گا۔ مثلاً اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے کی لونڈی سے مباشرت کر لی تو اسے حد نہیں لگائی جائے گی اگر چہ وہ اس بات کا اقرار کرے کہ مجھے اس بات کا پتہ تھا کہ یہ مجھ پر حرام ہے اور اس بچے کا نسب بھی (پیدائش کی شکل میں) اس شخص سے منسوب ہوگا۔[1] کیونکہ بیٹے کے مال میں باپ کے حق ملکیت کا شبہ نص سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيْكَ) تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے) چنانچہ مذکورہ شکل میں حلت اور حرمت کے بارے میں والد کے گمان کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔

وَلَوْ وَطِئَ الِابْنُ جَارِيَةَ اَبِيْهِ يُعْتَبَرُ ظَنُّهُ فِي الْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ حَتّٰى لَوْ قَالَ ظَنَنْتُ اَنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ يَجِبُ الْحَدُّ وَلَوْ قَالَ ظَنَنْتُ اَنَّهَا عَلَيَّ حَلَالٌ لَا يَجِبُ الْحَدُّ لِاَنَّ شُبْهَةَ الْمِلْكِ فِي مَالِ الْاَبِ لَمْ يَثْبُتْ لَهُ بِالنَّصِّ فَاعْتُبِرَ رَاْيُهُ وَلَا يَثْبُتُ نَسَبُ الْوَلَدِ وَاِنِ ادَّعَاهُ۔

اگر بیٹے نے باپ کی لونڈی سے مباشرت کر لی تو اس شکل میں حلال و حرام ہونے میں بیٹے کے گمان کا اعتبار کیا جائے گا حتیٰ کہ اگر اس نے یہ کہا کہ مجھے گمان تھا کہ یہ میرے لئے حلال ہے تو حد نہیں لگے گی کیونکہ باپ کے مال میں بیٹے کے لئے ملکیت کا شبہ نص سے ثابت نہیں۔ لہٰذا (وہ فیصلہ کرتے وقت) اسی کی رائے کا لحاظ کیا جائے گا اور (بچہ ہونے کی شکل

[1] یہ مثال تو صریحاً خلافِ شرع ہے کیونکہ اس میں حرام کو حلال سمجھا گیا ہے جو کہ حقیقت میں حرام ہے۔ لہٰذا باپ کو حد لگے گی۔

میں) بچے کا نسب بھی (بیٹے سے) ثابت نہیں ہو گا، اگر چہ وہ اس کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔

ثُمَّ إِذَا تَعَارَضَ الدَّلِيْلَانِ عِنْدَ الْمُجْتَهِدِ فَإِنْ كَانَ التَّعَارُضُ بَيْنَ الْآيَتَيْنِ يَمِيْلُ إِلَى السُّنَّةِ وَإِنْ كَانَ بَيْنَ السُّنَّتَيْنِ يَمِيْلُ إِلَى آثَارِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عنهم وَالْقِيَاسِ الصَّحِيْحِ ثُمَّ إِذَا تَعَارَضَ الْقِيَاسَانِ عِنْدَ الْمُجْتَهِدِ وَيَعْمَلُ بِأَحَدِهِمَا لِأَنَّهُ لَيْسَ دُوْنَ الْقِيَاسِ دَلِيْلٌ شَرْعِيٌّ يُصَارُ إِلَيْهِ۔

دو دلیلیں باہم متعارض ہوں تو کونسا طریقہ ہو گا؟

اگر مجتہد دو دلائل میں تعارض پائے۔ اگر وہ تعارض دو آیات کے درمیان ہے تو اسے سنت کی جانب رجوع کرنا چاہئے۔ اگر دو احادیث کے درمیان ہے تو اسے صحابہ کی جانب اور قیاس صحیح کی جانب رجوع کرنا چاہئے۔ اگر مجتہد کی نظر میں دو قیاس متعارض ہیں تو وہ تحری یعنی خوب غور و فکر کرے اور ان میں سے کسی ایک پر عمل کرے، کیونکہ قیاس سے کم درجہ کوئی شرعی دلیل موجود نہیں جس کی طرف رجوع کیا جائے۔

وَعَلَى هٰذَا قُلْنَا إِذَا كَانَ مَعَ الْمُسَافِرِ إِنَاءَانِ طَاهِرٌ وَ نَجِسٌ لَا يَتَحَرّٰى بَيْنَهُمَا بَلْ يَتَيَمَّمُ وَلَوْ كَانَ مَعَهُ ثَوْبَانِ طَاهِرٌ وَ نَجِسٌ يَتَحَرّٰى بَيْنَهُمَا لِأَنَّ لِلْمَاءِ بَدَلًا وَهُوَ التُّرَابُ وَلَيْسَ لِلثَّوْبِ بَدَلٌ يُصَارُ إِلَيْهِ فَثَبَتَ بِهٰذَا أَنَّ الْعَمَلَ بِالرَّأْيِ إِنَّمَا يَكُوْنُ عِنْدَ انْعِدَامِ دَلِيْلٍ سِوَاهُ شَرْعًا۔ ثُمَّ إِذَا تَحَرّٰى وَتَأَكَّدَ تَحَرِّيْهِ بِالْعَمَلِ لَا يَنْتَقِضُ ذٰلِكَ بِمُجَرَّدِ الرَّأْيِ۔

وَبَيَانُهُ فِيْمَا إِذَا تَحَرّٰى بَيْنَ الثَّوْبَيْنِ وَ صَلَّى الظُّهْرَ بِأَحَدِهِمَا ثُمَّ وَقَعَ تَحَرِّيْهِ عِنْدَ الْعَصْرِ عَلَى الثَّوْبِ الْآخَرِ لَا يَجُوْزُ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الْعَصْرَ بِالْآخَرِ لِأَنَّ الْأَوَّلَ تَأَكَّدَ بِالْعَمَلِ فَلَا يَبْطُلُ بِمُجَرَّدِ التَّحَرِّيْ وَهٰذَا بِخِلَافِ مَا إِذَا تَحَرّٰى فِي الْقِبْلَةِ ثُمَّ تَبَدَّلَ رَأْيُهُ وَ وَقَعَ تَحَرِّيْهِ عَلَى جِهَةٍ أُخْرٰى تَوَجَّهَ إِلَيْهِ لِأَنَّ الْقِبْلَةَ مِمَّا يَحْتَمِلُ الْاِنْتِقَالَ فَأَمْكَنَ نَقْلُ الْحُكْمِ بِمَنْزِلَةِ نَسْخِ النَّصِّ وَ عَلَى هٰذَا مَسَائِلُ الْجَامِعِ الْكَبِيْرِ فِي تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدِ وَ تَبَدَّلَ رَأْيُ الْعَبْدِ كَمَا

عُرِفَ۔

اسی بنیاد پر ہمارے علماء نے کہا ہے کہ جب کسی مسافر کے پاس دو برتن ہوں۔ ان میں سے ایک پاک ہو اور ایک ناپاک ہو تو وہ غور و فکر نہ کرے بلکہ وہ تیمم کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جب کسی دو کپڑوں کے مابین غور و فکر سے کام لیا اور ان میں سے ایک کپڑے میں ظہر کی نماز ادا کرلی پھر عصر کے وقت نئے سرے سے غور و فکر کرے، دوسرے کپڑے کے متعلق طاہر ہونے کا گمان پیدا ہو تو اب اس کے لئے نماز عصر دوسرے کپڑے سے ادا کرنی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ پہلی غور و فکری عمل سے پختہ ہو چکی ہے لہٰذا محض نئے سرے سے تحری سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ یہ صورت اس صورت سے مختلف ہے جس میں ایک شخص نے قبلہ سمت پسند کرنے کے لئے غور و فکر سے کام لیا پھر اس کی رائے بدل گئی، پھر نئے سرے سے غور و فکر کرنے سے کسی دوسری جانب قبلہ کا خیال ہوا ہے تو اس جانب چہرہ پھیر لینا چاہئے۔ کیونکہ قبلہ کا تعلق ان چیزوں سے ہے جن کے منتقل ہونے کا احتمال موجود ہے۔ اب یہ ممکن ہے کہ قبلہ کے بارہ میں غور و فکر کرنے کو ایک ایسے حکم جیسا سمجھا جائے جسے منسوخ کر دیا جائے اسی طریقہ پر جامع کبیر میں عیدین کی تکبیرات کے مسائل ہیں۔ اگر اس میں بندے کی رائے بدل گئی تو جدید رائے پر عمل کرنا صحیح ہوگا۔ کیونکہ تکبیرات میں تبدیلی ممکن ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمُجْتَہِدُ:	اجتہاد کرنے والا، کوشش کرنے والا۔ اسم فاعل از باب افتعال۔ اجوف واوی۔
اِمْکَانٌ:	ممکن ہونا، موجود ہونا، کسی کا امکان ہونا۔ مصدر از باب افعال۔
اَلتَّحَرِّیْ:	تلاش کرنا۔ جستجو کرنا۔ قصد کرنا۔ مصدر از باب تفعل ناقص یائی۔
لَا یَجُوْزُ:	جائز نہیں ہے۔ اس میں جواز نہیں ہے۔ نفی از باب (ن) اجوف واوی۔
اَلتَّوَضِّیُٔ:	وضو کرنا، صفائی کرنا۔ مصدر از باب تفعل۔ مثال واوی مہموز اللام۔

أَقْوٰی: زیادہ طاقتور، زیادہ قوی۔ اسم تفضیل از باب (س) لفیف مقرون۔
ظَنَنْتُ: میں نے گمان کیا، میں نے خیال کیا۔ متکلم ماضی از باب (س) مضاعف
اِدَّعَاهُ: اس نے دعویٰ کیا۔ مقدمہ کرنا۔ ماضی از باب افتعال ناقص واوی۔
تَعَارَضَ: وہ مخالف ہوا۔ وہ معارض ہوا۔ ماضی از باب تفاعل۔
یَمِیْلُ: وہ مائل ہوتا ہے، وہ جھک گیا۔ مضارع از باب (ض) اجوف یائی۔
سَقَطَ: وہ گر گیا، وہ ساقط ہو گیا۔ وہ ختم ہو گیا۔ ماضی از باب (ن) صحیح۔
لَا یُحَدُّ: اس پر حد نہیں لگے گی، جس آدمی پر حد نہ لگے۔ نفی از باب (ن)
یُصَارُ: وہ پھیرا گیا، وہ لوٹایا گیا، مضارع از باب (ض) اجوف یائی۔
اِنْعِدَامٌ: عدم میں آنا۔ کسی چیز کی نفی کرنا۔ ختم ہونا۔ مصدر از باب انفعال۔
یَنْتَقِضُ: وہ ٹوٹ گیا، وہ ختم ہو گیا وہ منقطع ہو گیا۔ مضارع از باب افتعال۔
تَأَكَّدَ: اس نے کلام کو پختہ بیان کیا۔ اس نے تاکید کی ماضی از باب تفعل۔
مُجَرَّدٌ: خالی کیا گیا۔ جس کی تجرید کی گئی ہو، اسم مفعول از باب تفعیل۔
تَحَرّٰی: اس نے تلاش کیا۔ اس نے قصد کیا۔ ماضی از باب تفعل۔
حُجَجٌ: مفرد حجۃ۔ دلیل قائم کرنا۔ (البحث الرابع فی القیاس)
تَقْضِیْ: وہ پورا کرتی ہے، تو فیصلہ کرتا ہے، مضارع از باب (ض) ناقص یائی۔
فَصَوَّبَهٗ: اس نے اس کو درست قرار دیا۔ اس نے جائز قرار دیا ماضی از باب تفعیل۔
أَجْتَهِدُ: میں اجتہاد کرتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا مضارع از باب افتعال۔
لَمْ تَجِدْ: تو نے نہ پایا۔ تو نے موجود نہ پایا۔ جحد معلوم از باب (ض) مثال واوی۔
صَلّٰی: اس نے نماز پڑھی، اس نے درود و سلام پڑھا۔ ماضی از باب تفعیل۔

مشقی سوالات

۲۶۰۔ کیا اجماع شریعت میں حجت ہے؟
۲۶۱۔ اجماع کی کون سی چار اقسام ہیں؟
۲۶۲۔ اجماع کی پہلی قسم کا مقام لکھ۔

۲۶۳۔ متاخرین کے اجماع کا مقام کون سا ہے؟

۲۶۴۔ اجماع کی دو قسمیں مرکب اور غیر مرکب لکھیں۔

۲۶۵۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کون سے مسئلہ میں مخطی اور مصیب ہیں۔

۲۶۶۔ کون سے اجماع کو منسوخ کرنا جائز ہے؟

۲۶۷۔ فصل۔ اجماع عدم القائل بالفصل کی وضاحت کریں۔

۲۶۸۔ اس کی دو اقسام کون سی ہیں؟

۲۶۹۔ طلاق اور عتاق کو ملکیت سے کب مشروط مانا جائے گا؟

۲۷۰۔ دوسری کی نظیر مثالوں سے بیان کریں۔

۲۷۱۔ فصل اجتھاد کا صحیح طریقہ کون سا ہے؟

۲۷۲۔ رائے اور نص پر عمل کرنے میں کیا فرق ہے؟

۲۷۳۔ قول النبیؐ انت و مالك لابيك اس حدیث کے پیش نظر حلت اور حرمت میں کس کی بات معتبر ہو گی؟

۲۷۴۔ جب کسی مجتہد کے پاس دلائل میں تعارض آ جائے تو پھر کون سا طریقہ اختیار کرے گا؟

۲۷۵۔ تعارض والی چند مثالیں بیان کریں۔

☆☆☆

اَلْبَحْثُ الرَّابِعُ فَصْلٌ فِي الْقِيَاسِ

اَلْقِيَاسُ حُجَّةٌ مِنْ حُجَجِ الشَّرْعِ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ عِنْدَ انْعِدَامِ مَا فَوْقَهُ مِنَ الدَّلِيْلِ فِي الْحَادِثَةِ وَقَدْ وَرَدَ فِي ذٰلِكَ الْاَخْبَارُ وَالْاٰثَارُ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ (بِمَ تَقْضِيْ يَا مُعَاذُ) قَالَ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ (فَاِنْ لَمْ تَجِدْ) قَالَ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ قَالَ اَجْتَهِدُ بِرَأْيِيْ فَصَوَّبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَا يُحِبُّ وَيَرْضَاهُ

بحث نمبر ۴ قیاس کا بیان

قیاس شرعی دلائل میں سے ایک دلیل ہے اور شرعی حجت ہے۔ کسی جدید آنے والے مسئلہ میں اگر قیاس سے طاقتور دلیل نہ ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس بارے احادیث اور آثار آئے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا کر بھیجا تو پوچھا معاذ تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کتاب اللہ کے ساتھ شرعی احکام صادر کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پا سکو تو؟! عرض کیا سنت رسول ﷺ سے رہنمائی لوں گا۔ فرمایا اگر وہاں سے بھی کوئی حکم نہ پا سکو تو انہوں نے فرمایا پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ ان کا جواب سن کر خوش ہو گئے نیز فرمایا الحمد للہ الذی وفق رسول اللہ۔ اس اللہ کا شکر ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے پیام رساں کو وہ توفیق عنایت کی جو اسے پیاری اور پسند ہے۔[1]

وَرُوِيَ اَنَّ امْرَاَةً خَثْعَمِيَّةً اَتَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اَبِيْ كَانَ شَيْخًا

---

[1] معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث سخت ضعیف اور مردود ہے۔ لہٰذا اس قسم کی حدیث سے دلیل لینا جائز نہیں ہے۔ مقصود احمد سلفی

كَبِيْرًا أَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَلَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَيُجْزِئُنِي اَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيْكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِهِ أَمَا كَانَ يُجْزِئُكِ فَقَالَتْ بَلٰى فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ وَاَوْلٰى۔

روایت کیا گیا ہے کہ بنو خثعم کی ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور بولی کہ اے اللہ کے رسول میرے والد بوڑھے اور کمزور ہیں، ان پر حج واجب ہو چکا ہے اور وہ سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں۔ کیا میں ان کی جانب سے حج ادا کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا خیال ہے اگر اس پر قرض ہوتا تو اس کو ادا کرنا تیرے اوپر ضروری ہے۔ تو وہ بولی! کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ہاں قرض کی ادائیگی زیادہ لازمی اور زیادہ اچھی ہے۔

أَلْحَقَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْحَجَّ فِي حَقِّ الشَّيْخِ الْفَانِي بِالْحُقُوْقِ الْمَالِيَّةِ وَأَشَارَ اِلٰى عِلَّةٍ مُؤَثِّرَةٍ فِي الْجَوَازِ وَهِيَ الْقَضَاءُ وَهٰذَا هُوَ الْقِيَاسُ۔

مذکورہ حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے شیخ فانی کی جانب سے حج کرنے کو مالی حقوق پر قیاس فرمایا اور اس کے مباح ہونے کی اصل موثر وجہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اصل مطلوب قرض کی ادائیگی ہے۔ لہٰذا اس طریقہ کار کو قیاس کہتے ہیں۔

وَرَوَى ابْنُ الصَّبَّاغِ وَهُوَ مِنْ سَادَاتِ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ فِي كِتَابِهِ الْمُسَمّٰى بِالشَّامِلِ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ مَاتَرٰى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَ مَا تَوَضَّأَ فَقَالَ هَلْ هُوَ اِلَّا بُضْعَةٌ مِنْهُ وَهٰذَا هُوَ الْقِيَاسُ۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے قابل فخر شاگرد ابن صباغ نے اپنی کتاب الشامل میں قیس بن طلق بن علی سے یہ بیان نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک بدویانہ طرز کا آدمی آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی اگر کوئی وضو کرنے کے بعد اپنے عضو تناسل کو چھو لے تو کیا خیال ہے (وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں) تو آپ ﷺ نے جواب دیا وہ بھی تو تیرے جسم کا ہی ایک حصہ ہے۔ اس کا نام قیاس ہے۔

وَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَمَّنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا مَهْرًا وَقَدْ مَاتَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ فَاسْتَمْهَلَ شَهْرًا ثُمَّ قَالَ اَجْتَهِدُ فِيْهِ بِرَأْيِي فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ وَاِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنْ اِبْنِ اُمِّ عَبْدٍ فَقَالَ أَرَى لَهَا مَهْرَ مِثْلِ نِسَائِهَا لَاوَكَسَ فِيْهَا وَلَا شَطَطَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کسی آدمی نے ایک خاتون سے شادی کی لیکن حق مہر مقرر نہیں کیا پھر جماع سے پہلے شوہر فوت ہو گیا۔ (کتنا حق مہر ہو گا) تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دینے کے لئے ایک ماہ کی مہلت مانگی پھر فرمایا۔ میں اس مسئلہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں اگر درست ہو تو من جانب اللہ ہو گا، اگر اس میں خطا ہوئی تو وہ من جانب ابن ام عبد ہو گا۔ فرمایا میرے خیال میں اسے مہر مثل ملے گا، اس میں کمی و بیشی کی اجازت نہیں ہو گی۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلشَّيْخُ الْفَانِي:	ختم ہونے والا بوڑھا۔ فانی، بہت زیادہ بوڑھا۔ الفانی اسم فاعل از باب (س) ناقص یائی۔
أَشَارَ:	اس نے اشارہ کیا۔ وہ اشارہ بنا۔ ماضی از باب افعال۔ اجوف یائی۔
مُؤَثِّرَةٌ:	اثر کرنے والی چیز اثر انداز ہونے والی۔ اسم فاعل از باب تفعیل مہموز الفا۔
مَاتَرٰى:	آپ کا کیا خیال ہے۔ تیری رائے کیا ہے۔ مضارع از باب (ف) مہموز العین اور ناقص یائی۔
تَزَوَّجَ:	اس نے شادی کر لی۔ اس نے نکاح کر لیا۔ ماضی از باب تفعل۔ اجوف واوی۔
لَمْ يُسَمِّ:	اس نے نام نہیں لیا، اس نے مقرر نہیں کیا۔ جحد معلوم از باب تفعیل ناقص یائی۔
فَاسْتَمْهَلَ:	اس نے مہلت طلب کی۔ اس نے مہلت مانگ لی ماضی از باب استفعال۔ صحیح۔

وَكْسٌ: قلیل چیز دینا۔ ناقص دور تھوڑی چیز لینا، دینا، مصدر از باب (ض) مثال واوی۔

شَطَطٌ: زیادہ چیز دینا۔ اضافہ والی چیز لینا مصدر از باب (ض) مضاعف۔

يُجْزِئُكَ: تجھے کافی ہے، تیرے لیے جائز ہے، مضارع از باب افعال، مہموز اللام۔

لَا يَسْتَمْسِكُ: وہ مضبوطی اور طاقت سے پکڑ نہیں سکتا۔ نفی از باب استفعال۔

وَفَّقَ: اللہ نے توفیق دی ہے، یا توفیق عطا کی ہے، ماضی از باب تفعیل مثال واوی۔

يُحِبُّ: وہ پسند کرتا ہے۔ وہ محبت کرتا ہے، مضارع از باب افعال مضاعف۔

يَرْضَاهُ: وہ اس سے راضی ہے۔ وہ اس سے خوش ہے۔ مضارع از باب (س) ناقص واوی۔

فَصْلٌ شُرُوْطُ صِحَّةِ الْقِيَاسِ خَمْسَةٌ

أَحَدُهَا اَنْ لَّا يَكُوْنَ فِي مُقَابَلَةِ النَّصِّ وَالثَّانِيْ اَنْ لَّا يَتَضَمَّنَ تَغْيِيْرَ حُكْمٍ مِنْ أَحْكَامِ النَّصِّ وَالثَّالِثُ اَنْ لَا يَكُوْنَ الْمُعَدّٰى حُكْمًا لَا يُعْقَلُ مَعْنَاهُ وَالرَّابِعُ اَنْ لَا يَقَعُ التَّعْلِيْلُ لِحُكْمٍ شَرْعِيٍّ لَا لِاَمْرٍ لُغَوِيٍّ وَالْخَامِسُ اَنْ لَايَكُوْنَ الْفَرْعُ مَنْصُوْصًا عَلَيْهِ۔

قیاس کے درست ہونے کی پانچ شرائط ہیں:

ا۔ وہ واضح نص کے مقابلہ میں نہ ہو۔

۲۔ احکام نص میں سے کسی حکم میں بوجہ قیاس تغیر واقع نہ ہو۔

۳۔ (اصل اور فرع میں) علت مشترکہ ایسی نہ ہو جو عقل و فہم کے ماوراء ہو۔

۴۔ علت حکم شرعی کے لیے ہو، نہ کہ لغوی کے لئے۔

۵۔ فرع ایسی نہ ہو جس میں نص (واضح حکم) پہلے ہی پایا جاتا ہو۔

وَ مِثَالُ الْقِيَاسِ فِي مُقَابَلَةِ النَّصِّ فِيْمَا حُكِيَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ زِيَادٍ سُئِلَ عَنِ الْقَهْقَهَةِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ اِنْتَقَضَتِ الطَّهَارَةُ بِهَا قَالَ السَّائِلُ لَوْ قَذَفَ مُحْصَنَةً فِي الصَّلٰوةِ لَا يَنْتَقِضُ بِهِ الْوُضُوْءُ مَعَ اَنَّ قَذْفَ الْمُحْصَنَةِ أَعْظَمُ

جِنَايَةٌ فَكَيْفَ يَنْتَقِضُ بِالْقَهْقَهَةِ وَهِيَ دُوْنَهُ فَهٰذَا قِيَاسٌ فِي مُقَابَلَةِ النَّصِّ وَهُوَ حَدِيْثُ الْاَعْرَابِيِّ الَّذِيْ فِي عَيْنِهِ سُوْءٌ۔

نص کے مقابلہ میں قیاس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے حسن میں حسن زیاد سے دریافت کیا کہ اگر کوئی نماز میں قہقہہ لگا لے تو کیا خیال ہے؟ فرمایا وضو ٹوٹ جائے گا۔ سائل نے دوبارہ پوچھا: اگر کسی نے نماز میں کسی پاک دامن خاتون پر بہتان لگایا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حالانکہ پاک دامن خاتون پر بہتان لگانا اس سے کہیں گھناؤنا جرم ہے۔ اس سے وضو ناقض نہیں ہوتا تو اس سے کم جرم سے وضو کیسے ٹوٹے گا؟ یہ مذکورہ واقعہ نص کے مقابلے کی واضح مثال ہے۔ حدیث میں صراحت سے اعرابی کا واقعہ مذکور ہے جس کی آنکھوں میں کوئی نقص تھا۔

وَكَذٰلِكَ إِذَا قُلْنَا جَازَ حَجُّ الْمَرْأَةِ مَعَ الْمَحْرَمِ فَيَجُوْزُ مَعَ الْاَمِيْنَاتِ كَانَ هٰذَا قِيَاسًا بِمُقَابَلَةِ النَّصِّ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (لَا يَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُسَافِرَ فَوْقَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيَهَا اِلَّا وَمَعَهَا اَبُوْهَا اَوْزَوْجُهَا أَوْذُوْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهَا)۔

اسی اصول کی بنیاد پر ہم کہیں گے کہ جب ذی محرم کے ساتھ عورت کا حج پر جانا مباح ہے تو قابل اعتماد خواتین کی معیت میں عورت کا حج پر جانا جائز ہونا چاہیے (کیونکہ عورتوں سے بھی عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا) لیکن یہ قیاس اس نص حدیث کے مخالف ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی خاتون کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین روز اور راتوں سے زیادہ سفر کرے، اِلّا کہ اس کا والد یا خاوند یا کوئی محرم رشتہ دار ساتھ ہونا چاہیے۔

وَ مِثَالُ الثَّانِي وَهُوَ مَا يَتَضَمَّنُ تَغْيِيْرَ حُكْمٍ مِنْ أَحْكَامِ النَّصِّ مَا يُقَالُ اَلنِّيَّةُ شَرْطٌ فِي الْوُضُوْءِ بِالْقِيَاسِ عَلَى التَّيَمُّمِ فَإِنَّ هٰذَا يُوْجِبُ تَغْيِيْرَ آيَةِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْاِطْلَاقِ اِلَى التَّقْيِيْدِ۔

دوسری شرط کہ نص کے احکام میں سے کسی حکم میں تغیر واقع نہ ہو۔ اس کی مثال یہ

ہے کہ تیمم پر قیاس کرتے ہوئے وضو میں نیت کی شرط لگانا۔ یہ وضو کی نص کے احکام میں تغیر کرنے کا باعث بن رہا ہے کیونکہ (نیت کی شرط لگانا) مطلق کو مقید کرنا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ إِذَا قُلْنَا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلٰوةٌ بِالْخَبَرِ فَيُشْتَرَطُ لَهُ الطَّهَارَةُ وَ سَتْرُ الْعَوْرَةِ كَالصَّلٰوةِ كَانَ هٰذَا قِيَاسًا يُوْجِبُ تَغْيِيْرَ نَصِّ الطَّوَافِ مِنَ الْإِطْلَاقِ إِلَى التَّقْيِيْدِ۔

اسی طرح ہم تو تسلیم کر لیتے ہیں کہ خانہ کعبہ کا طواف حدیث نبوی کے مطابق نماز کی سی حیثیت رکھتا ہے، لیکن مطلق طواف کو قیاس کر کے (نماز میں اعضاء ڈھانپنے) اور شرط وضو سے تعبیر کرنا درست نہیں، کیونکہ اس سے مطلق طواف کے منصوص یعنی واضح چکر میں اسے مقید کر دینے سے تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

وَ مِثَالُ الثَّالِثِ وَهُوَ مَا لَا يُعْقَلُ مَعْنَاهُ فِي حَقِّ جَوَازِ التَّوَضِّيْ بِنَبِيْذِ التَّمْرِ فَإِنَّهُ لَوْ قَالَ جَازَ بِغَيْرِهٖ مِنَ الْأَنْبِذَةِ بِالْقِيَاسِ عَلٰى نَبِيْذِ التَّمْرِ۔

تیسری شرط کہ علت مشترک ایسی نہ ہو جو سمجھ سے بالا ہو۔ اس کی مثال: کھجور کی نبیذ سے وضو کرنا جائز ہے۔ اگر یہ کہا جائے کھجور کی نبیذ پر قیاس کرتے ہوئے دیگر چیزوں کی نبیذ (یعنی کسی شے کو نچوڑ کر اس کا رس نکالنا) سے وضو جائز ہے (یہ درست نہیں) کیونکہ حدیث میں کھجور کی نبیذ سے جائز ہے دیگر سے نہیں۔ اس کی وجہ وسبب سمجھ سے بالاتر ہے، اس لیے دیگر چیزوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا)۔

أَوْ قَالَ لَوْ شُجَّ فِي صَلٰوةٍ أَوِ احْتَلَمَ يَبْنِيْ عَلٰى صَلٰوتِهٖ بِالْقِيَاسِ عَلٰى مَا إِذَا سَبَقَهُ الْحَدَثُ لَا يَصِحُّ لِأَنَّ الْحُكْمَ فِي الْأَصْلِ لَمْ يُعْقَلْ مَعْنَاهُ فَاسْتَحَالَ تَعْدِيَتُهٗ إِلَى الْفَرْعِ۔

اسی طرح اگر کسی کا نماز کے دوران سر پھٹ گیا یا اسے احتلام ہو گیا تو اس کو بھی حدث والی صورت پر قیاس کر کے نئے سرے سے وضو ٹوٹنے میں جو علت پائی جاتی ہے وہ عام فہم سے بالاتر ہے (لہٰذا اصل میں موجود حکم کو فرع) دوسرے پر جاری کرنا درست نہیں ہو گا۔[1]

[1] یہ بناء والا مسئلہ بھی خلاف شرع ہے۔

وَبِمِثْلِ هٰذَا قَالَ أَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ قُلَّتَانِ نَجِسَتَانِ إِذَا اجْتَمَعَتَا صَارَتَا طَاهِرَتَيْنِ فَإِذَا افْتَرَقَتَا بَقِيَتَا عَلَى الطَّهَارَةِ بِالْقِيَاسِ عَلٰى مَا إِذَا وَقَعَتِ النَّجَاسَةُ فِي الْقُلَّتَيْنِ لِأَنَّ الْحُكْمَ لَوْ ثَبَتَ فِي الْأَصْلِ كَانَ غَيْرَ مَعْقُوْلِ مَعْنَاهُ۔

اسی طرح امام شافعی کے شاگردوں کا کہنا ہے کہ جب دو قلّے (مٹکے) نجس پانی آپس میں مل جائیں تو پاک ہو جاتے ہیں اور جب انہیں دوبارہ الگ الگ کیا جائے تب بھی پاک رہتے ہیں۔ انہوں نے یہ مسئلہ اس حدیث پر قیاس کیا ہے جس میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ (اذا بلغ الْمَآءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ) پر محمل الدیث (کہ جب دو قلے پانی میں گندگی گرے تو پانی نجس نہیں ہوتا)۔ (ہماری رائے میں یہ قیاس صحیح نہیں) کیونکہ اگر حکم اصل میں ثابت ہو بھی جائے تب بھی اس کی علت فہم سے بالاتر ہے۔

وَمِثَالُ الرَّابِعِ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ التَّعْلِيْلُ لِأَمْرٍ شَرْعِيٍّ لَا لِأَمْرٍ لُغَوِيٍّ فِي قَوْلِهِمْ الْمَطْبُوْخُ الْمُنَصَّفُ خَمْرٌ لِأَنَّ الْخَمْرَ إِنَّمَا كَانَ خَمْرًا لِأَنَّهُ يُخَامِرُ الْعَقْلَ وَغَيْرُهُ يُخَامِرُ الْعَقْلَ أَيْضًا فَيَكُوْنُ خَمْرًا بِالْقِيَاسِ۔

چوتھی شرط کہ قیاس سے مطلوب، شرعی امر ہو نہ کہ لغوی امر ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ حضرات شوافع کا کہنا ہے کہ جب انگور کا شیرہ پکا کر آدھارہ جائے تو وہ شراب ہے، کیونکہ خمر کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عقل پر حجاب ڈال دیتی ہے۔ تو ہر وہ شے جو عقل پر پردہ ڈال دے اس پر قیاس کرتے ہوئے خمر (یعنی شراب کہلائے گی) یہ اس لیے صحیح نہیں کیونکہ یہ لغوی توجیہ ہے، شرعی نہیں۔

وَالسَّارِقُ إِنَّمَا كَانَ سَارِقًا لِأَنَّهُ أَخَذَ مَالَ الْغَيْرِ بِطَرِيْقِ الْخُفْيَةِ وَقَدْ شَارَكَهُ النَّبَّاشُ فِي هٰذَا الْمَعْنٰى فَيَكُوْنُ سَارِقًا بِالْقِيَاسِ وَهٰذَا قِيَاسٌ فِي اللُّغَةِ مَعَ اِعْتِرَافِهِ إِنَّ الْإِسْمَ لَمْ يُوْضَعْ لَهُ فِي اللُّغَةِ۔

اسی طرح شافعیوں کے ہاں سارق (چور) کو سارق اس لیے کہتے ہیں کہ وہ پوشیدہ طریقے سے شے پر قبضہ کر لیتا ہے۔ چنانچہ انہی معانی پر قیاس کرتے ہوئے کفن چور کو

بھی "سارق" کہا جائے گا (جبکہ حنفیوں کے ہاں یہ صحیح نہیں ہے) کیونکہ یہ قیاس لغوی ہے اس کے باوجود بھی کہ شافعی خود بھی مانتے ہیں کہ لغت میں کفن چور کے لئے کلمہ "سارق" بنایا نہیں گیا۔

وَ الدَّلِيْلُ عَلٰى فَسَادِ هٰذَا النَّوْعِ مِنَ الْقِيَاسِ أَنَّ الْعَرَبَ يُسَمِّي الْفَرَسَ أَدْهَمَ لِسَوَادِهٖ وَ كُمَيْتًا لِحُمْرَتِهٖ ثُمَّ لَا يُطْلَقُ هٰذَا الْاِسْمُ عَلَى الزَّنْجِيِّ وَالثَّوْبِ الْاَحْمَرِ وَلَوْ جَرَتِ الْمُقَايَسَةُ فِي الْاَسَامِي اللُّغَوِيَّةِ لَجَازَ ذٰلِكَ لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ۔

اس قیاس کے فاسد ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ عرب لوگ سیاہ گھوڑے کو سیاہی کے سبب ادھم کہتے ہے اور سرخ گھوڑے کو سرخی کی بنا پر کمیت کہتے ہیں۔ لیکن اب اس نام کو زنگی یا حبشی یا سرخ کپڑے کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اگر لغتاً ناموں میں قیاس کو صحیح مان لیا جائے تو علت مذکورہ موجود ہونے کی وجہ سے یہ بھی جائز ہو سکتا ہے۔ (ہمارے ہاں اس طرح کی کئی امثلہ موجود ہیں۔)

وَلِاَنَّ هٰذَا يُؤَدِّيْ اِلٰى اِبْطَالِ الْاَسْبَابِ الشَّرْعِيَّةِ وَ ذٰلِكَ لِاَنَّ الشَّرْعَ جَعَلَ السَّرِقَةَ سَبَبًا لِنَوْعٍ مِنَ الْاَحْكَامِ فَاِذَا عَلَّقْنَا الْحُكْمَ بِمَا هُوَ أَعَمُّ مِنَ السَّرِقَةِ وَهُوَ أَخْذُ مَالِ الْغَيْرِ عَلٰى طَرِيْقِ الْخُفْيَةِ تَبَيَّنَ أَنَّ السَّبَبَ كَانَ فِي الْاَصْلِ مَعْنًى هُوَ غَيْرُ السَّرِقَةِ۔

لیکن اصولاً قیاس لغوی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے شرعاً اسباب باطل قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ شریعت نے چوری کو خصوصی احکام کا سبب قرار دیا ہے۔ پس اگر ہم اس کے محدود دائرے کو وسیع کرتے ہوئے ان صورتوں کو بھی چوری شدہ قرار دیں جو درحقیقت سرقے سے مختلف ہیں، مثلاً پوشیدہ طریق سے کسی کا مال لے لینا (جیسے کفن چوری) تو ظاہر ہوا کہ دراصل سبب چوری شدہ چیز نہ رہی بلکہ کچھ اور ہو گی۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلَ شُرْبَ الْخَمْرِ سَبَبًا لِنَوْعٍ مِنَ الْاَحْكَامِ فَاِذَا عَلَّقْنَا الْحُكْمَ بِأَمْرٍ أَعَمَّ مِنَ الْخَمْرِ تَبَيَّنَ أَنَّ الْحُكْمَ كَانَ فِي الْاَصْلِ مُتَعَلِّقًا بِغَيْرِ الْخَمْرِ۔

اسی طرح جب ہم شراب (خمر) کے حکم کو (وسعت دیتے ہوئے) خمر سے مختلف کردیں تو ظاہر ہو اور اصل سبب ہی خمر سے مختلف تھا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
مَنْصُوْصًا:	جس پر نص دلالت کرے۔ اسم مفعول از باب (ن) مضاعف۔
اَلْمُحْصَنَةَ:	پاکدامنہ عورت۔ شادی شدہ عورت۔ اسم مفعول از باب افعال۔
اَلْمُعْدِيْ:	مدد کرنے والی چیز، تقویت دینے والی چیز۔ اسم فاعل از باب افعال ناقص یائی۔
لَا يَتَضَمَّنُ:	وہ ضمن میں نہیں لیتا۔ وہ مشتمل نہیں۔ نفی معلوم، از باب تفعل۔
اَلتَّعْلِيْلُ:	علت اور وجہ بیان کرنا، سبب بیان کرنا۔ مصدر از باب تفعیل مضاعف ثلاثی۔
قَذَفَ:	اس نے تہمت لگائی، اس نے بہتان لگایا۔ ماضی از باب (ن) صحیح۔
شُجَّ:	وہ زخمی ہوا، وہ زخمی ہوگیا۔ ماضی مجہول از باب (ن) مضاعف ثلاثی۔
اِسْتَحَالَ:	وہ محال ہوگیا۔ وہ مشکل ہوگیا۔ ماضی از باب استفعال۔ اجوف واوی۔
اِفْتَرَقْتَا:	وہ دونوں جدا ہوئے۔ وہ دونوں الگ ہوئے۔ ماضی از باب افتعال۔
جَرَتْ:	وہ چل پڑی، وہ جاری و ساری ہوئی، واحد مؤنث ماضی از باب (ض) ناقص یائی۔
اَلْمَطْبُوْخُ:	مطبوخ چیز، پکی ہوئی چیز۔ اسم مفعول از باب (ف)
اَلنَّبَّاشُ:	النباش، کفن چور، کفن چوری کرنے والا، اسم مبالغہ از باب (ن)
اَلْمُقَايَسَةُ:	ایک دوسرے پر قیاس کرنا، دو دلیلوں میں اندازہ لگانا۔ مصدر از باب مفاعلہ۔
يُؤَدِّيْ:	وہ ادا کرتا ہے، وہ دیتا ہے، مضارع از باب تفعیل۔ مہموز الفا اور ناقص یائی۔
يُخَامِرُ:	وہ چیز جو عقل پر پردہ ڈالتی ہے اور خراب کرتی ہے، مضارع از باب مفاعلہ۔

وَ مِثَالُ الشَّرْطِ الْخَامِسِ وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ الْفَرْعُ مَنْصُوْصًا عَلَيْهِ كَمَا يُقَالُ إِعْتَاقُ الرَّقَبَةِ الْكَافِرَةِ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ وَالظِّهَارِ لَا يَجُوْزُ بِالْقِيَاسِ عَلَى كَفَّارَةِ الْقَتْلِ وَ لَوْ جَامَعَ الْمُظَاهِرُ فِي خِلَالِ الْإِطْعَامِ يَسْتَأْنِفُ الْإِطْعَامَ بِالْقِيَاسِ عَلَى الصَّوْمِ وَ يَجُوْزُ لِلْمُحْصَرِ أَنْ يَتَحَلَّلَ بِالصَّوْمِ بِالْقِيَاسِ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ وَالْمُتَمَتِّعُ إِذَا لَمْ يَصُمْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَصُوْمُ بَعْدَهَا بِالْقِيَاسِ عَلَى قَضَاءِ رَمَضَانَ۔

پانچویں شرط کہ وہ فرع ایسی نہ ہو جس میں پہلے ہی واضح حکم پایا جاتا ہو۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کفارہ قسم اور کفارہ ظہار میں غیر مسلم غلام کو آزاد کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کفارہ ظہار ادا کرنے والے نے کھانا کھلانے کے دوران میں مباشرت کر لی تو اسے (کفارہ ظہار کی دوسری شکل) صوم پر قیاس کرتے ہوئے نئے سرے سے کھانا کھلانا ہوگا۔ اسی طرح چند علماء نے محصر (جس حاجی کو روک لیا گیا ہو) کے لیے (قربانی نہ ملنے کی شکل میں) روزے رکھ کر احرام کھول دینا جائز قرار دیا ہے اور اسے حج تمتع کرنے والے پر قیاس کیا ہے۔ اس طرح صیام رمضان کی قضاء پر قیاس کرتے ہوئے متمتع کے لیے یہ اذن ہے کہ اگر وہ ایام تشریق کے روزے نہ رکھ سکے تو بعد میں رکھ لے۔

مشقی سوالات

۲۷۶۔ قیاس کی اہمیت لکھیں۔ معاذ سے مروی حدیث کیا ضعیف ہے؟

۲۷۷۔ بنو خثعم کی ایک عورت کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے حج کو مالی حقوق پر قیاس کرتے ہوئے شیخ فانی کی طرف سے حج کرنے کا حکم فرمایا۔

۲۷۸۔ ابن صباغ نے اپنی کتاب الشامل میں کون سی حدیث بیان کی ہے۔

۲۷۹۔ کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مہر مثل کا فتوی رائے سے دیا۔

۲۸۰۔ صحیح قیاس کی پانچ شرائط کون سی ہیں؟

۲۸۱۔ مقابلہ نص میں قیاس کی مثال ذکر کریں۔

۲۸۲۔ کیا احناف کے نزدیک وضو کے لئے نیت شرط ہے؟

۲۸۳۔ تیسری شرط کی مثال کہ علت مشترکہ ایسی نہ ہو جو سمجھ سے بالاتر ہو۔

۲۸۴۔ کیا نماز میں بناوالا مسئلہ درست ہے؟

۲۵۵۔ کیا کھجور کی نبیذ سے وضو کرنا جائز ہے؟

۲۸۶۔ چوتھی شرط کی مثال کون سی ہے؟

۲۸۷۔ انگور کا شیرہ کب خمر کے حکم میں ہوتا ہے اور کیا کفن چور کو سارق کہنا جائز ہے۔

۲۸۸۔ کیا لغوی معنی چند اسباب شرعیہ کے ابطال کا سبب بنتا ہے؟

۲۸۹۔ پانچویں شرط کی مثال بیان کریں۔

☆☆☆

فَصْلٌ اَلْقِيَاسُ الشَّرْعِيُّ

هُوَ تَرَتُّبِ الْحُكْمِ فِي غَيْرِ الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ عَلَى مَعْنًى هُوَ عِلَّةٌ لِذٰلِكَ الْحُكْمِ فِي الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ ثُمَّ اِنَّمَا يُعْرَفُ كَوْنُ الْمَعْنٰى عِلَّةً بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَبِالْاِجْمَاعِ وَ بِالْاِجْتِهَادِ وَالْاِسْتِنْبَاطِ فَمِثَالُ الْعِلَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ بِالْكِتَابِ كَثْرَةُ الطَّوَافِ فَاِنَّهَا جُعِلَتْ عِلَّةً لِسُقُوْطِ الْحَرَجِ فِي الْاِسْتِيْذَانِ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (النور ۵۸)۔

قیاس شرعی یہ ہے کہ جس معاملہ میں کوئی واضح نص نہ ہو لیکن اس میں کوئی ایسا سبب یا علت مشترک موجود ہو جو منصوص حکم میں موجود ہے تو اس مشترک علت کی بنیاد پر پہلی صورت میں بھی وہی حکم صادر کیا جائے۔ مگر کسی معنیٰ کا علت ہونے کے لئے اللہ کی کتاب یا سنت یا اجماع یا اجتہاد و استنباط سے جانچا جائے گا۔ کتاب اللہ سے علت معلومہ کی مثال کثرت طواف ہے، اسے اذن سے مستثنیٰ کرنے کے لئے علت مشترکہ بنایا گیا اور اذن ساقط کر دی جائے گی، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ "ان مذکورہ تین اوقات سحری، دوپہر اور عشاء کے بعد نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر کیونکہ تم کثرت سے ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہو"۔

ثُمَّ اَسْقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَرَجَ نَجَاسَةِ سُؤْرِ الْهِرَّةِ بِحُكْمِ هٰذِهِ الْعِلَّةِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (اَلْهِرَّةُ لَيْسَتْ بِنَجِسَةٍ فَاِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ) فَقَالَ اَصْحَابُنَا جَمِيْعَ مَا يَسْكُنُ فِي الْبُيُوْتِ كَالْفَارَةِ وَالْحَيَّةِ عَلَى الْهِرَّةِ بِعِلَّةِ الطَّوَافِ۔

لہٰذا اسی کثرت طواف کو علت قرار دے کر رسول اکرم ﷺ نے بلی کے جھوٹے کو ناپاک قرار نہیں دیا اور فرمایا بلی کا جھوٹا پاک ہے کیونکہ اس کا تمہارے گھر میں عام آنا جانا

ہے۔ چنانچہ اس پر قیاس کرتے ہوئے ہمارے علماء نے گھروں میں عام موجود تمام جانوروں مثلاً سانپ اور چوہے وغیرہ کے پس خردہ کو ناپاک قرار نہیں دیا، کیونکہ اس کو بلی پر قیاس کیا اور ان میں علت مشترک کثرت طواف کو قرار دیا۔[1]

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِعْتِرَافٌ:	اقرار کرنا، اعتراف کرنا۔ مصدر از باب افتعال۔ مضاعف۔
تَبَيَّنَ:	وہ واضح ہوا۔ وہ ظاہر ہوا۔ ماضی از باب تفعل۔ اجوف یائی۔
أَدْهَمُ:	سیاہ رنگ والا۔ کالا رنگ والا۔ اسم تفضیل از باب (ف)
لَمْ يُوضَعْ:	وہ وضع نہیں ہوا، وہ بنایا نہیں گیا، جحد از باب (ف) مثال واوی۔
اِعتراف:	کمیت، سرخ رنگ والا۔ سرخی والا گھوڑا۔
اِبْطَالٌ:	باطل کرنا۔ کسی چیز کو حرام قرار دینا یا غیر شرعی کہنا مصدر از باب افعال۔
مُتَعَلِّقًا:	معلق چیز۔ تعلق والا چمٹنے والا، اسم فاعل از باب تفعل۔
اَلْمُظَاهِرُ:	ظہار کرنے والا۔ بیوی سے ظہار کرنے والا۔ اسم فاعل از باب مفاعلہ۔
يَسْتَأْنِفُ:	وہ نئے سرے سے کرے گا وہ نیا کام کرے گا، مضارع از باب استفعال مہموز الفا۔
يَتَحَلَّلُ:	وہ حلال ہو جائے۔ وہ احرام کھول دے۔ مضارع از باب تفعل مضاعف۔
اَلْمُتَمَتِّعُ:	حج تمتع کرنے والا۔ فائدہ اٹھانے والا۔ اسم فاعل از باب تفعل۔
اَلْاِسْتِئْذَانُ:	اجازت مانگنا۔ اذن طلب کرنا۔ مصدر از باب استفعال۔
اَلطَّوَّافِيْنَ:	طواف کرنے والا، گھومنے والا۔ اسم مبالغہ از باب (ن) اجوف واوی۔
لَمْ يَصُمْ:	اس نے روزہ نہیں رکھا۔ نفی جحد از باب (ن) اجوف واوی۔
مُحْصَرٌ:	روکا ہوا شخص۔ جس کو روکا گیا ہو، اسم مفعول از باب افعال۔
اِعْتَاقٌ:	آزاد کرنا۔ آزادی دینا۔ مصدر از باب افعال۔

[1] جبکہ سانپ زہریلا ہوتا ہے اور چوہے کا جوٹھا ناپاک بلکہ دونوں ناپاک اور نجس ہیں۔ مقصود احمد سلفی

أَسْقَطَ: اس نے ساقط کر دیا، اس نے ختم کر دیا، ماضی از باب افعال۔

وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ بَيَّنَ الشَّرْعُ أَنَّ الْإِفْطَارَ لِلْمَرِيْضِ وَالْمُسَافِرِ لِتَيْسِيْرِ الْأَمْرِ عَلَيْهِمْ لِيَتَمَكَّنُوْا مِنْ تَحْقِيْقِ مَا يَتَرَجَّحُ فِيْ نَظَرِهِمْ مِنَ الْإِتْيَانِ بِوَظِيْفَةِ الْوَقْتِ أَوْ تَأْخِيْرِهِ إِلٰى أَيَّامٍ أُخَرَ۔

اسی طرح ارشاد الٰہی ہے: ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرہ ۱۸۵) ''اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کا ارادہ رکھتا ہے نہ کہ دشواری اور تنگی کا''۔ یہاں شارع نے بیان کیا ہے کہ مریض اور مسافر کو روزہ نہ رکھنے کا اذن اس لیے ہے تا کہ ان کے لئے آسانی ہو اور وہ اس کی طاقت کو پیش نظر رکھیں۔ وقت اور حالات کے مطابق فرض کو فوراً ادا کرلیں یا دوسرے دنوں تک مؤخر کرلیں۔

وَ بِاعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ الْمُسَافِرُ إِذَا نَوٰى فِيْ أَيَّامِ رَمَضَانَ وَاجِبًا اٰخَرَ يَقَعُ عَنْ وَاجِبٍ اٰخَرَ لِأَنَّهُ لَمَّا ثَبَتَ لَهُ التَّرَخُّصُ بِمَا يَرْجِعُ إِلٰى مَصَالِحِ بَدَنِهِ وَهُوَ الْإِفْطَارُ فَلِأَنْ يَثْبُتَ لَهُ ذٰلِكَ بِمَا يَرْجِعُ إِلٰى مَصَالِحِ دِيْنِهِ وَهُوَ إِخْرَاجُ النَّفْسِ عَنْ عُهْدَةِ الْوَاجِبِ أَوْلٰى۔

اسی اصول پر قیاس کرتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ مسافر جب ماہ رمضان میں کسی واجب کی ادائیگی کی نیت کرلے تو وہ دوسرا واجب روزہ ادا ہو جائے گا۔ کیونکہ اسے اس کی جسمانی مصالح (سفر یا بیماری) کی بنیاد پر اس پر روزہ افطار کرنے کا اذن دیا گیا ہے۔ اس لیے اس کے دینی مصالح کی بنیاد پر بھی اس کو شرعی رخصت حاصل ہوگی اور وہ یہ ہے اپنے ذمہ دیگر واجب کی ادائیگی کرکے خلش کو رفع کرنا۔ دینی مصالح کا دنیاوی مصالح پر اعتبار کرنا زیادہ مناسب ہے۔

وَ مِثَالُ الْعِلَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ بِالسُّنَّةِ مِنْ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (لَيْسَ الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا أَوْ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا إِنَّمَا الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا) فَإِنَّهُ إِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ جُعِلَ اِسْتِرْخَاءُ

الْمَفَاصِلِ عِلَّةٌ فَيَتَعَدَّى الْحُكْمُ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ إِلَى النَّوْمِ مُسْتَنِدًا أَوْ مُتَّكِئًا إِلَى شَيْئٍ لَوْ أُزِيْلَ عَنْهُ لَسَقَطَ۔

علت معلومہ کی مثال سنت سے اس طرح ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے (اس کو نیا وضو کرنا پڑے گا جو لیٹ کر سو جائے کیونکہ جب وہ لیٹ کر سو جائے گا اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں گے) گویا رسول اکرم ﷺ نے اعضاء کے ڈھیلے پڑنے کو وضو دوبارہ کرنے کی علت اور سبب قرار دیا۔ اس لیے اس علت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس شخص کے وضو کے ناقض ہونے کا حکم لگایا جائے گا جو کسی شے کا سہارا یا تکیہ لگا کر سو جائے کہ اگر اس سے چیز کو دور کیا جائے تو وہ گر پڑے۔

وَ كَذٰلِكَ يَتَعَدَّى الْحُكْمُ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ إِلَى الْإِغْمَاءِ وَ السُّكْرِ وَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (تَوَضَّئِيْ وَ صَلِّيْ وَإِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَى الْحَصِيْرِ قَطْرًا فَإِنَّهُ دَمُ عِرْقٍ اِنْفَجَرَ) جُعِلَ اِنْفِجَارُ الدَّمِ عِلَّةً فَتَعَدَّى الْحُكْمُ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ إِلَى الْفَصْدِ وَالْحِجَامَةِ۔

اسی طرح اس علت کو سامنے رکھتے ہوئے اگر کوئی آدمی بے ہوش ہو جائے یا نشہ طاری ہو جائے تو اس پر مذکورہ بالا حکم لگے گا۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے مستحاضہ خاتون کو یہ حکم دیا کہ وضو کر اور نماز پڑھ اگرچہ خون کے قطرے چارپائی پر گر رہے ہوں، کیونکہ یہ خون کی ایک رگ ہے جو پھٹ جاتی ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے خون بہنے کو علت قرار دیا ہے۔ اسی علت کو مد نظر رکھتے ہوئے فصد اور سینگی لگوانے میں بھی یہی حکم صادر ہو گا کہ اس سے وضو ختم ہو جاتا ہے۔

وَ مِثَالُ الْعِلَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ بِالْإِجْمَاعِ فِيْمَا قُلْنَا الصِّغَرُ عِلَّةٌ لِوِلَايَةِ الْأَبِ فِيْ حَقِّ الصَّغِيْرِ فَيَثْبُتُ الْحُكْمُ فِيْ حَقِّ الصَّغِيْرَةِ لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ وَالْبُلُوْغُ عَنْ عَقْلٍ عِلَّةٌ لِزَوَالِ وِلَايَةِ الْأَبِ فِيْ حَقِّ الْغُلَامِ فَيَتَعَدَّى الْحُكْمُ إِلَى الْجَارِيَةِ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ۔

اجماع سے علت معلومہ کی مثال یہ ہے کہ احناف کے موقف کے مطابق چھوٹی عمر

علت ہے۔ والد کے اس حق ولایت کی جو کہ والد کو اپنی کم عمر اولاد پر حاصل ہوتا ہے لہٰذا چھوٹی اولاد کے حق میں اس علت کی موجودگی پر حکم ثابت ہوگا اور چھوٹے لڑکے میں عقل کی پختگی کا پیدا ہونا یعنی بالغ اور عقل مند ہونا باپ کے اس حق ولایت کے سبب کو ختم کر دیتا ہے۔ اسی علت کے مد نظر یہی حکم کم عمر لڑکی کے بارے میں صادر ہوگا (یعنی جب تک وہ نابالغہ ہے اس پر والد کی ولایت کا حق ہوگا لیکن جب وہ بالغہ و عقلمند ہوگئی تو باپ کا حق ولایت ختم ہو جائے گا۔[1]

وَانْفِجَارُ الدَّمِ عِلَّةُ الْإِنْتِقَاضِ لِلطَّهَارَةِ فِي حَقِّ الْمُسْتَحَاضَةِ فَيَتَعَدَّى الْحُكْمُ إِلَى غَيْرِهَا لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ۔

اسی طرح مستحاضہ کے حق میں خون کا جاری ہونا علت ہے وضو کے ختم ہونے کی۔ تو علت کی موجودگی پر یہی حکم دوسری مشابہ صورتوں میں بھی لاگو ہوگا۔

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ نَقُوْلُ اَلْقِيَاسُ عَلٰى نَوْعَيْنِ أَحَدُهُمَا اَنْ يَكُوْنَ الْحُكْمُ الْمُعَدِّى مِنْ نَوْعِ الْحُكْمِ الثَّابِتِ فِي الْأَصْلِ وَالثَّانِيْ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ جِنْسِهٖ مِثَالُ الْإِتِّحَادِ فِي النَّوْعِ مَا قُلْنَا اِنَّ الصِّغَرَ عِلَّةٌ لِوِلَايَةِ الْإِنْكَاحِ فِي حَقِّ الْغُلَامِ فَيَثْبُتُ وِلَايَةُ الْإِنْكَاحِ فِي حَقِّ الْجَارِيَةِ لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ فِيْهَا وَبِهٖ يَثْبُتُ الْحُكْمُ فِي الثَّيِّبِ الصَّغِيْرَةِ۔

اب اس کے بعد ہم قیاس کے متعلق بات کرتے ہیں تو قیاس کی دو اقسام ہیں:

① پہلی قسم وہ ہے جس میں مستنبط حکم (یعنی جس حکم کو کسی اصل پر قیاس کیا گیا ہے۔ دراصل ثابت شدہ حکم کی ایک نوع (قسم) ہو۔

② دوسری قسم وہ ہے کہ وہ اس کی جنس سے ہو۔ (وہ نوع سے نہ ہو) اتفاق فی النوع کی مثال یہ ہے کہ لڑکے کے معاملے میں کم عمری ولایت نکاح کی وجہ ہے۔ لہٰذا اسی پر قیاس کرتے ہوئے والد کو لڑکی کے نکاح میں حق ولایت حاصل ہوگا۔ چنانچہ ثیبہ صغیرہ (کم عمر بیوہ لڑکی) پر بھی یہی حکم لگے گا۔

[1] الیعاذ باللہ من ذلك۔ مقصود احمد سلفی

وَ كَذٰلِكَ قُلْنَا الطَّوَافُ عِلَّةُ سُقُوْطِ نَجَاسَةِ السُّؤْرِ فِي سُؤْرِ الْهِرَّةِ فَيَتَعَدَّى الْحُكْمُ إِلٰى سُؤْرِ سَوَاكِنِ الْبُيُوْتِ لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ وَ بُلُوْغُ الْغُلَامِ عَنْ عَقْلٍ عِلَّةُ زَوَالِ وِلَايَةِ الْإِنْكَاحِ فَيَزُوْلُ الْوِلَايَةُ عَنِ الْجَارِيَةِ بِحُكْمِ هٰذِهِ الْعِلَّةِ۔

اسی اصول کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ بلی کے جوٹھے کے نجس نہ ہونے کی علت ''کثرت طواف'' ہے۔ تو اسی پر قیاس کرتے ہوئے کثرت طواف کی علت کے سبب گھر میں رہنے والے دیگر حیوانات کا پس خوردہ بھی پاک ہوگا۔ ایسے ہی لڑکے کے بالغ اور عقلی طور پر پختہ ہونے کی بنیاد پر باپ سے حق ولایت ختم ہو جاتا ہے، تو اسی علت کی موجودگی کے سبب لڑکی کے عاقلہ و بالغہ ہونے پر باپ کا اس حق ولایت نکاح زائل ہو جائے گا۔

وَمِثَالُ الْإِتِّحَادِ فِي الْجِنْسِ مَا يُقَالُ كَثْرَةُ الطَّوَافِ عِلَّةُ سُقُوْطِ حَرَجِ الْإِسْتِئْذَانِ فِي حَقِّ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُنَا فَيَسْقُطُ حَرَجُ نَجَاسَةِ السُّؤْرِ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ فَإِنَّ هٰذَا الْحَرَجَ مِنْ جِنْسِ ذٰلِكَ الْحَرَجِ لَا مِنْ نَوْعِهٖ

قیاس کی دوسری قسم اتفاق فی الجنس کی مثال یہ ہے کہ غلاموں نے چونکہ گھر میں بار بار آنا جانا ہوتا ہے لہٰذا انہیں بار بار اذن لینے سے مستثنیٰ کر دیا گیا، کیونکہ اس سے انہیں مشقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لہٰذا اسی علت کے مد نظر بلی کے باقی ماندہ کو ناپاک قرار نہ دیا جائے کیونکہ اس میں بھی اسی طرح کا حرج موجود ہوتا ہے۔ تو یہ حرج اسی جنس سے تعلق رکھتا ہے۔ نہ کہ نوع سے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلتَّرَخُّصُ:	رخصت لینا۔ رخصت دینا۔ مصدر از باب تفعل صحیح۔
يُرِيْدُ:	وہ ارادہ کرتا ہے۔ اللہ ارادہ کرتا ہے۔ مضارع از باب افعال۔ اجوف یائی۔
تَيْسِيْرٌ:	آسانی کرنا۔ آسان کام کرنا۔ مصدر از باب تفعیل مثال یائی۔
لِيَتَمَكَّنُوْا:	وہ متمکن اور مضبوط ہو جائیں۔ وہ قوی ہو جائیں۔ مضارع از باب تفعل۔
يَتَرَجَّحُ:	وہ راجح ہوا۔ وہ ترجیح والا کام ہے، مضارع از باب تفعل۔

نَامَ: وہ سو گیا۔ وہ لیٹ کر سو گیا۔ ماضی از باب (ن) اجوف واوی۔
مُضْطَجِعًا: لیٹنے والا۔ لیٹ کر سونے والا۔ اسم فاعل از باب افتعال۔
يَسْكُنُ: وہ آرام کرتا ہے۔ وہ ٹھہرتا ہے۔ مضارع از باب (ن)
اِسْتَرْخَتْ: وہ ڈھیلے پڑ گئے: وہ نرم پڑ گئے، ماضی از باب استفعال ناقص یائی۔
مَفَاصِلُهٗ: مفصل سے جمع منتہی الجموع ہے، جسم کے تمام جوڑ اسم ظرف۔
لَا يَتَعَطَّلُ: وہ بیکار نہ ہو جائے۔ وہ فضول نہ ہو جائے۔ نفی از باب تفعل۔
اَلْاِغْمَاءُ: غنودگی لاحق ہونا۔ اونگ کا آنا۔ مصدر از باب افعال ناقص یائی۔
اُزِيْلَ: وہ زائل اور ختم کیا گیا۔ ماضی مجہول از باب افعال۔ اجوف واوی۔
اَلسُّكْرُ: نشہ میں آنا، نشہ آور چیز لینا۔ مصدر از باب (ن)
مُسْتَنِدًا: ٹیک لگانے والا، کسی پر بھروسہ کرنے والا، اسم فاعل از باب افتعال۔
اِنْفِجَارُ: پھٹنا، پانی یا خون کا بہنا۔ مصدر از باب انفعال۔
اَلْفَصْدُ: رگ کا کھل جانا، خون کا بہنا۔ مصدر از باب (ن)
اَلْمُسْتَحَاضَةُ: استحاضہ والی عورت، وہ عورت جسے استحاضہ کا خون آئے۔
سُقُوْطٌ: گرنا، ساقط ہونا، ختم ہونا۔ مصدر از باب (ن)
سَوَاكِنُ: مفرد ساکن۔ گھر میں رہنے والے جانور۔ اسم فاعل از باب (ن)
يَتَعَدّٰى: وہ متعدی ہوا۔ وہ پھیل جائے گا۔ مضارع از باب تفعل۔

وَكَذٰلِكَ الصِّغَرُ عِلَّةٌ وِلَايَةِ التَّصَرُّفِ لِلْاَبِ فِي الْمَالِ فَيَثْبُتُ وِلَايَةُ التَّصَرُّفِ فِي النَّفْسِ بِحُكْمِ هٰذِهِ الْعِلَّةِ۔

اس طرح کم عمری علت ہے والد کے لیے مال میں حق ولایت کی (جب اس علت کی بنیاد پر) والد کو لڑکے کے کم عمر ہونے کی بنا پر اسی کے مال میں تصرف کا حق کے ولایت حاصل ہوتا ہے تو اس کے جسم پر بھی (حق ولایت) حاصل ہوگا کیونکہ اس میں بھی وہی (کم عمری کی) علت موجود ہے۔

وَاِنَّ بُلُوْغَ الْجَارِيَةِ عَنْ عَقْلٍ عِلَّةٌ زَوَالِ وِلَايَةِ الْاَبِ فِي الْمَالِ فَيَزُوْلُ

وِلَايَتُهُ فِي حَقِّ النَّفْسِ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ۔

اسی طرح جب لڑکی کا عاقلہ بالغہ ہو جانا والد کے حق ولایت کے ختم ہو جانے کا سبب ہے تو اسی طرح اس کے نفس سے والد کا حق ولایت نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ لَا بُدَّ فِي هٰذَا النَّوْعِ مِنَ الْقِيَاسِ مِنْ تَجْنِيْسِ الْعِلَّةِ بِأَنْ نَقُوْلَ إِنَّمَا يَثْبُتُ وِلَايَةُ الْأَبِ فِي مَالِ الصَّغِيْرَةِ لِأَنَّهَا عَاجِزَةٌ عَنِ التَّصَرُّفِ بِنَفْسِهَا فَأَثْبَتَ الشَّرْعُ وِلَايَةَ الْأَبِ كَيْلَا يَتَعَطَّلَ مَصَالِحُهَا الْمُتَعَلِّقَةُ بِذٰلِكَ وَقَدْ عَجَزَتْ عَنِ التَّصَرُّفِ فِي نَفْسِهَا فَوَجَبَ الْقَوْلُ بِوِلَايَةِ الْأَبِ عَلَيْهَا وَعَلٰى هٰذَا نَظَائِرُهُ۔

قیاس کی اس قسم میں تجنیس علت (کہ علت اور سبب ایک ہی قسم سے ہو) کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ہمارے موقف کے مطابق والد کو کم عمر بچی کے مال میں حق ولایت اس لیے حاصل ہے کیونکہ وہ بذات خود اس میں تصرف کرنے سے قاصر ہے۔ تو اس مصلحت کے مد نظر شریعت نے والد کی ولایت کو مباح۔ تاکہ مالی معاملات میں اس کی مصالح متاثر نہ ہوں۔ اسی طرح کم عمر لڑکی اپنے نفس کے متعلق تصرفات (یعنی نکاح کرنے) سے قاصر ہوتی ہے، اس لیے والد کی ولایت کو ثابت قرار دیا۔ اس قسم کی کئی امثلہ موجود ہیں۔

وَحُكْمُ الْقِيَاسِ الْأَوَّلِ أَنْ لَا يَبْطُلَ بِالْفَرْقِ لِأَنَّ الْأَصْلَ مَعَ الْفَرْعِ لِمَا اتَّحَدَ فِي الْعِلَّةِ وَجَبَ اتِّحَادُهُمَا فِي الْحُكْمِ وَإِنِ افْتَرَقَا فِي غَيْرِ هٰذِهِ الْعِلَّةِ۔

قیاس کی مذکورہ قسم اول کا حکم یہ ہو گا کہ (اصل اور فرع میں) فرق کی موجودگی کی بنا پر قیاس باطل نہیں ہو گا۔ کیونکہ جب اصل علت مشترک کے ہونے میں فرع سے متفق ہے تو حکم میں بھی ان کا یہی اتفاق موجود ہو گا، اگرچہ کسی دوسری علت میں وہ آپس میں مختلف ہو۔

وَحُكْمُ الْقِيَاسِ الثَّانِي فَسَادُهُ بِمُمَانَعَةِ التَّجْنِيْسِ وَالْفَرْقُ الْخَاصُّ وَهُوَ بَيَانٌ أَنَّ تَأْثِيْرَ الصِّغَرِ فِي وِلَايَةِ التَّصَرُّفِ فِي الْمَالِ فَوْقَ تَأْثِيْرِهٖ فِي وِلَايَةِ التَّصَرُّفِ فِي النَّفْسِ۔

وَبَيَانُ الْقِسْمِ الثَّالِثِ وَهُوَ الْقِيَاسُ بِعِلَّةٍ مُسْتَنْبَطَةٍ بِالرَّأْيِ وَالْاِجْتِهَادِ ظَاهِرٌ وَ تَحْقِيقُ ذٰلِكَ اِذَا وَجَدْنَا وَصْفًا مُنَاسِبًا لِلْحُكْمِ وَهُوَ بِحَالٍ يُوْجِبُ ثُبُوْتَ الْحُكْمِ وَيَتَقَاضَاهُ بِالنَّظَرِ اِلَيْهِ وَقَدِ اقْتَرَنَ بِهِ الْحُكْمُ فِي مَوْضِعِ الْاِجْمَاعِ يُضَافُ الْحُكْمُ اِلَيْهِ لِلْمُنَاسَبَةِ لَا لِشَهَادَةِ الشَّرْعِ بِكَوْنِهِ عِلَّةً وَنَظِيْرُهُ اِذَا رَأَيْنَا شَخْصًا اَعْطٰى فَقِيْرًا دِرْهَمًا غَلَبَ عَلَى الظَّنِّ اَنَّ الْاِعْطَاءَ لِدَفْعِ حَاجَةِ الْفَقِيْرِ وَ تَحْصِيْلِ مَصَالِحِ الثَّوَابِ۔

قیاس کی قسم دوم کا حکم یہ ہے اگر ان میں باہمی تجنیس علت میں کوئی خاص فرق موجود نہ ہو تو یہ قیاس باطل ہو گا۔ اس کی وضاحت کے لیے یہ مثال دی جا سکتی ہے کہ لڑکے کی کم عمری کی بناء پر اس کے مال میں ولی کا حق تصرف اس کے نفس حق تصرف سے زیادہ مؤثر ہو گا۔ قیاس کی قسم سوم تو ظاہر ہے کہ اس میں اجتہاد رائی سے مسئلہ اخذ کیا جاتا ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے کہ

۱۔ جب حکم کے مناسب اوصاف موجود ہوں۔

۲۔ یہ وصف اس صورت میں ہو کہ اس سے حکم کا ثابت ہونا واجب آئے۔

۳۔ ظاہری طور پر اس میں غور و فکر کا تقاضا موجود ہو

۴۔ اجماع کے موقع پر حکم اس وصف سے ملتا جلتا موجود ہے۔

۵۔ اب حکم اسی کی جانب منسوب ہو گا۔

۶۔ یہ مناسبت وصف اور حکم دونوں میں موجود ہو گی کیونکہ علت مشترک پائی جاتی ہے۔

۷۔ شہادت شرع کی مناسبت نہ ہو گی کیونکہ وہاں اس کے علت ہونے کی وضاحت موجود نہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے ہیں کہ اس نے فقیر کو ایک درہم دیا ہے تو اس کے متعلق گمان غالب یہ ہو گا کہ اس نے فقیر کو ضرورت پورا کرنے کے لیے دیا ہے، نیز اسکا مقصد ثواب حاصل کرنا ہے۔

اِذَا عُرِفَ هٰذَا فَنَقُوْلُ اِذَا رَأَيْنَا وَصْفًا مُنَاسِبًا لِلْحُكْمِ وَقَدِ اقْتَرَنَ بِهٖ

الْحُكْمُ فِي مَوْضِعِ الْإِجْمَاعِ يَغْلِبُ الظَّنُّ بِإِضَافَةِ الْحُكْمِ إِلَى ذٰلِكَ الْوَصْفِ وَ غَلَبَةُ الظَّنِّ فِي الشَّرْعِ تُوْجِبُ الْعَمَلَ عِنْدَ انْعِدَامِ مَا فَوْقَهَا مِنَ الدَّلِيْلِ بِمَنْزِلَةِ الْمُسَافِرِ إِذَا غَلَبَ عَلٰى ظَنِّهٖ أَنَّ بِقُرْبِهٖ مَاءً لَمْ يَجُزْ لَهُ التَّيَمُّمُ وَ عَلٰى هٰذَا مَسَائِلُ التَّحَرِّيْ۔

ذکر کردہ مثال سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ جب ہم وصف کو کسی حکم سے مناسب پائیں اور اجماع کے موقع پر حکم اس وصف کے ہم شکل ہو تو یہ ظن اس کو وصف کی جانب منسوب ہونے کی بنا پر غالب ہو جائے گا۔ اور شرعاً ظن غالب پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے جس وقت کہ دیگر کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو۔ مثلاً مسافر کو یہ ظن غالب ہو کہ پانی اس کے پاس ہی ہے تو اسے تیمم کرنا ناجائز ہو گا۔ اسی اصل پر تحری کے مسائل ہیں۔

وَحُكْمُ هٰذَا الْقِيَاسِ أَنْ يَبْطُلَ بِالْفَرْقِ الْمُنَاسِبِ لِأَنَّ عِنْدَهٗ يُوْجَدُ مُنَاسِبٌ سِوَاهُ فِي صُوْرَةِ الْحُكْمِ فَلَا يَبْقَى الظَّنُّ بِإِضَافَةِ الْحُكْمِ إِلَيْهِ فَلَا يَثْبُتُ الْحُكْمُ بِهٖ لِأَنَّهٗ كَانَ بِنَاءً عَلٰى غَلَبَةِ الظَّنِّ وَقَدْ بَطَلَ ذٰلِكَ بِالْفَرْقِ وَ عَلٰى هٰذَا كَانَ الْعَمَلُ بِالنَّوْعِ الْأَوَّلِ بِمَنْزِلَةِ الْحُكْمِ بِالشَّهَادَةِ بَعْدَ تَزْكِيَةِ الشَّاهِدِ وَ تَعْدِيْلِهٖ۔

اس قیاس کا حکم یہ ہے کہ اصل اور فرع میں مناسب فرق کی موجودگی پر باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ فرق کی موجودگی کی صورت میں وصف مناسب اپنی دوسری مختلف صورت حکم میں موجود ہو گا۔ اس لیے حکم کے اس کی طرف منسوب ہونے کا گمان باقی نہیں رہے گا۔ لہٰذا حکم ہی سرے سے ثابت نہ ہو گا کیونکہ حکم کی اساس تو ظن غالب پر تھی اور وہ اس واضح فرق کی بنیاد پر باطل ہو گا۔ چنانچہ اس اصول کے مد نظر قیاس کی نوع اول پر عمل ایسا ہی ہے جیسا کہ شہادت کی صفائی، اور ان کی عدالت ثابت کرنے کے بعد ان کی شہادت پر کسی حکم کو ثابت کیا جائے۔

وَالنَّوْعُ الثَّانِيْ بِمَنْزِلَةِ الشَّهَادَةِ عِنْدَ ظُهُوْرِ الْعَدَالَةِ قَبْلَ التَّزْكِيَةِ وَالنَّوْعُ الثَّالِثُ بِمَنْزِلَةِ شَهَادَةِ الْمَسْتُوْرِ۔

اور نوع دوم پر عمل کی صورت یہ ہے کہ گواہوں کے تزکیہ سے قبل ان کے عادل ہونے کے اظہار پر ان کی شہادت پر حکم جاری کرے۔ اور قیاس کی قسم سوم پر عمل ایسا ہے کہ کوئی گواہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکتا لیکن اس کی شہادت (گواہی) پر حکم جاری کرے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِنْتِقَاضٌ:	وضوء کو توڑنا۔ وضو توڑنے والی چیز، مصدر از باب افتعال۔
تَجْنِيْسٌ:	کسی کو نجس بنانا، کسی کی نجاست بیان کرنا، مصدر از باب تفعیل۔
نَظَائِرُهُ:	مفرد نظیر۔ ہم جیسی چیزیں اس کی مثل دوسرے مسائل۔ جمع کثرت۔
مُمَانَعَةٌ:	روکنا۔ ایک دوسرے کو منع کرنا۔ باز کرنا۔ مصدر از باب مفاعلہ۔ صحیح
تَأْثِيْرُهُ:	اس کا اثر کرنا۔ مؤثر ہونا۔ مصدر از باب تفعیل مہموز الفا۔
يَتَقَاضَاهُ:	وہ اس سے تقاضا کرتا ہے وہ اس سے مطالبہ کرتا ہے۔ مضارع از باب تفاعل ناقص یائی۔
اِقْتَرَنَ:	وہ مل گیا۔ وہ ساتھی بن گیا۔ ماضی از باب افتعال۔
مُسْتَنْبَطَةٌ:	فلاں مسئلہ کا استنباط کیا گیا۔ اخذ کیا گیا۔ اسم مفعول از باب استفعال۔
اَلْاِعْطَاءُ:	دینا، عطا کرنا، کسی کو کوئی چیز دینا۔ مصدر از باب افعال۔
يُضَافُ:	وہ منسوب ہوا۔ منسوب کیا گیا۔ مضارع از باب افعال۔
تَحْصِيْلٌ:	حاصل کرنا۔ کسی چیز کو حاصل کرنا۔ مصدر از باب تفعیل۔
اِنْعِدَامٌ:	نہ ہونا۔ کسی چیز کا وجود نہ ہونا۔ مصدر از باب انفعال۔
رَأَيْنَا:	ہم نے دیکھ لیا، ہم نے رائے دی۔ متکلم از باب (ف) مہموز اور ناقص یائی۔
فَلَا يَبْقٰى:	وہ باقی نہیں رہے گا، کسی چیز کا باقی نہ رہنا، نفی از باب (س) ناقص یائی۔
تَزْكِيَةٌ:	پاکیزہ کرنا۔ نفس کو پاک کرنا۔ مصدر از باب تفعیل۔
اَلْمُعَارَضَةُ:	ایک دوسرے کی مخالفت کرنا۔ ایک دوسرے کے مخالف ہونا۔ مصدر

از باب مفاعلہ۔

تَعْدِیْلُهُ: کسی کو عادل قرار دینا۔ عدالت بیان کرنا۔ مصدر از باب تفعیل۔

یُوْجَدُ: وہ پایا گیا، اس کو وجود میں لایا گیا، مضارع از باب (ض) مثال وادی۔

فَصْلٌ

اَلْاَسْئِلَةُ الْمُتَوَجِّهَةُ عَلَى الْقِيَاسِ ثَمَانِيَةٌ اَلْمُمَانَعَةُ وَالْقَوْلُ بِمُوْجِبِ الْعِلَّةِ وَالْقَلْبُ وَالْعَكْسُ وَفَسَادُ الْوَضْعِ وَالْفَرْقُ وَالنَّقْضُ وَالْمُعَارَضَةُ

أَمَّا الْمُمَانَعَةُ فَنَوْعَانِ أَحَدُهُمَا مَنْعُ الْوَصْفِ وَالثَّانِي مَنْعُ الْحُكْمِ وَ مِثَالُهُ فِي قَوْلِهِمْ صَدَقَةُ الْفِطْرِ وَجَبَتْ بِالْفِطْرِ فَلَا تَسْقُطُ بِمَوْتِهِ لَيْلَةَ الْفِطْرِ۔ قُلْنَا لَا نُسَلِّمُ وُجُوْبَهَا بِالْفِطْرِ بَلْ عِنْدَنَا تَجِبُ بِرَأْسٍ يَمُوْنُهُ وَيَلِىْ عَلَيْهِ۔

قیاس پر ہونے والے اعتراضات

قیاس پر مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے اعتراضات ہوتے ہیں:

۱۔ ممانعت ۲۔ قول بموجب العلۃ۔ ۳۔ علت۔ ۴۔ عکس۔ ۵۔ فساد الوضع۔ ۶۔ فرق۔ ۷۔ نقض۔ ۸۔ معارضہ۔

ممانعت: اس کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ وصف کا انکار کیا جائے۔ ۲۔ حکم کا انکار کیا جائے۔ مثلاً بعض علماء کے ہاں صدقہ فطر عید الفطر کے باعث واجب ہے۔ اگر کوئی آدمی عید کی شب (کہ صبح عید ہو) مر جائے تو صدقہ فطر ختم نہیں ہو گا (کیونکہ یوم الفطر میں رات اور پھر عید کا روز دونوں شامل ہیں) جبکہ ہمارے ہاں یہ توجیہہ نا قابل قبول ہے کہ صدقہ فطر یوم الفطر کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، بلکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ صدقہ فطر تو گھر میں سے ہر اس شخص پر واجب ہوتا ہے جس کی کفالت اس پر لازم ہے اور جس پر اسے ولایت حاصل ہے۔ گویا کہ صدقہ الفطر کا سبب مذکورہ اشخاص بنتے ہیں نہ کہ یوم الفطر۔

اعتراض یہ ہے کہ جس نے صدقہ کے واجب ہونے کو یوم الفطر پر قیاس کیا ہے۔ ہم

اس پر ممانعت کا اعتراض کرتے ہیں کہ عید الفطر میں اس کے واجب ہونے کا وصف ہی موجود نہیں۔

وَكَذٰلِكَ إِذَا قِيْلَ قَدْرُ الزَّكٰوةِ وَاجِبٌ فِي الذِّمَّةِ فَلَا يَسْقُطُ بِهَلَاكِ النِّصَابِ كَالدَّيْنِ. قُلْنَا لَا نُسَلِّمُ اَنَّ قَدْرَ الزَّكٰوةِ وَاجِبٌ فِي الذِّمَّةِ بَلْ اَدَاؤُهُ وَاجِبٌ۔

اسی طرح اگر کہا جائے کہ زکوۃ کی مقدار جس کی ادائیگی کسی کے ذمہ واجب ہو اگر وہ نصاب ضائع ہو جائے تو زکوۃ اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ ہم اس موقف کو (منع وصف) اصول کی روشنی میں نہیں مانتے کہ زکوۃ کی ادائیگی قرض کی ادائیگی کی طرح واجب بلکہ زکوۃ کا ادا کرنا واجب ہے۔

وَلَئِنْ قَالَ الْوَاجِبُ اَدَاؤُهُ فَلَا يَسْقُطُ بِالْهَلَاكِ كَالدَّيْنِ بَعْدَ الْمُطَالَبَةِ قُلْنَا لَا نُسَلِّمُ اَنَّ الْاَدَاءَ وَاجِبٌ فِي صُوْرَةِ الدَّيْنِ بَلْ حَرُمَ الْمَنْعُ حَتّٰى يَخْرُجَ عَنِ الْعُهْدَةِ بِالتَّخْلِيَةِ وَهٰذَا مِنْ قَبِيْلِ مَنْعِ الْحُكْمِ۔

نیز اگر کوئی یہ کہے کہ زکوۃ کی مقدار اس کے ذمے واجب الاداء ہے تو نصاب کے ضائع ہونے سے ساقط نہیں ہوگی۔ جیسا کہ قرض (مال کے ضائع ہو جانے پر) ساقط نہیں ہوتا بشرطیکہ اس کا مطالبہ کیا گیا ہو۔ تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ ہمیں (منع حکم کے اصول کی روشنی میں) یہ تسلیم نہیں کہ زکوۃ کی ادئیگی قرض کی صورت میں واجب ہے، بلکہ اس کا روک لینا حرام ہے جب تک کہ اسے ادا کر کے اپنی ذمہ داری سے فارغ نہ ہو جائے۔ منع حکم کی مثال ہے۔

وَكَذٰلِكَ إِذَا قَالَ الْمَسْحُ رُكْنٌ فِي بَابِ الْوُضُوْءِ فَلْيُسَنَّ تَثْلِيْثُهُ كَالْغُسْلِ قُلْنَا لَا نُسَلِّمُ اَنَّ التَّثْلِيْثَ مَسْنُوْنٌ فِي الْغُسْلِ بَلْ اِطَالَةُ الْفِعْلِ فِي مَحَلِّ الْفَرْضِ زِيَادَةٌ عَلَى الْمَفْرُوْضِ كَاِطَالَةِ الْقِيَامِ وَالْقِرَاءَةِ فِي بَابِ الصَّلَاةِ غَيْرَ اَنَّ الْاِطَالَةَ فِي بَابِ الْغُسْلِ لَا يُتَصَوَّرُ اِلَّا بِالتَّكْرَارِ لِاسْتِيْعَابِ الْفِعْلِ لِلْمَحَلِّ وَبِمِثْلِهٖ نَقُوْلُ فِي بَابِ الْمَسْحِ بِاَنَّ الْاِطَالَةَ مَسْنُوْنٌ بِطَرِيْقِ الْاِسْتِيْعَابِ۔

اسی طرح اگر کوئی کہے کہ وضو کے باب میں مسح بھی رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا دیگر اعضاء کی مانند اس کو تین دفعہ کرنا مسنون ہے۔ تو جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ اعضاء وضو کا تین دفعہ دھونا مسنون ہے بلکہ یہ تو مقدار فرض پر اسی طرح اضافہ ہے جس طرح کہ کوئی نمازی نماز کے معاملے میں فرض مقدار سے زیادہ قیام اور قرأت کو طویل کر دے۔ البتہ دھونے میں اضافہ کا لحاظ اسی وقت خیال کیا جاسکتا ہے جبکہ اسے بار بار دھویا جائے تا کہ اچھی طرح دھل جائے۔ یہی مؤقف ہمارا مسح کے متعلق ہے کہ عمل کو لمبا کرنا مسنون ہے تا کہ مسح اچھی طرح ہو سکے۔

وَكَذٰلِكَ يُقَالُ اَلتَّقَابُضُ فِيْ بَيْعِ الطَّعَامِ بِالطَّعَامِ شَرْطٌ كَالنُّقُوْدِ بَلِ الشَّرْطُ تَعْيِيْنُهَا كَيْلَا يَكُوْنَ بَيْعُ النَّسْئَةِ بِالنَّسْئَةِ غَيْرَ أَنَّ النُّقُوْدَ لَا تَتَعَيَّنُ إِلَّا بِالْقَبْضِ عِنْدَنَا۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ نقدین دین کی مثل کھانے کے عوض کھانے کی تجارت میں بھی قبضہ میں لینے کی شرط ہے۔ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ ہم یہ بات نہیں مانتے کہ نقدین دین میں شے کو قبضہ میں لینا شرط ہے۔ بلکہ اصل شرط اس کا تعین کرنا ہے تا کہ وہ ادھار کے عوض ادھار کی بیع قرار نہ پائے۔ اصل میں ہمارے نزدیک نقدین دین کا تعین صرف قبضے سے ہی ہوتا ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلزَّكٰوةُ:	مال کی زکوٰۃ دینا۔ زکوٰۃ لینا، مال کو پاک کرنا، مصدر از باب تفعیل۔
فَلَا يَسْقُطُ	وہ ساقط نہیں ہوگا۔ وہ ختم نہیں ہوگا۔ نفی از باب (ن) ناقص واوی۔
لَا نُسَلِّمُ:	ہم تسلیم نہیں کرتے، ہم نہیں مانتے۔ متکلم از باب تفعیل۔
فَلْيُسَنُّ:	اس کو سنت قرار دیا جائے، وہ مسنون عمل ہو، نفی از باب (ن) مضاعف۔
اَلْإِطَالَةُ:	بیان کرنا، کسی چیز کو طول دینا، مصدر از باب افعال اجوف واوی۔
اَلتَّخْلِيَةُ:	خلوت اختیار کرنا، خلوت نشینی کرنا، مصدر از باب تفعیل ناقص واوی۔

مَسْنُوْنٌ:	مسنون عمل وہ عمل جس کا کرنا سنت ہو اسم مفعول از باب (ن) مضاعف۔

وَاَمَّا الْقَوْلُ بِمُوْجِبِ الْعِلَّةِ

فَهُوَ تَسْلِيْمُ كَوْنِ الْوَصْفِ عِلَّةً وَبَيَانُ اَنَّ مَعْلُوْلَهَا غَيْرُ مَا ادَّعَاهُ الْمُعَلِّلُ وَمِثَالُهُ الْمِرْفَقُ حَدٌّ فِي بَابِ الْوُضُوْءِ فَلَا يَدْخُلُ تَحْتَ حُكْمِ الْغُسْلِ لِاَنَّ الْحَدَّ لَا يَدْخُلُ فِي الْمَحْدُوْدِ قُلْنَا اَلْمِرْفَقُ حَدُّ السَّاقِطِ فَلَا يَدْخُلُ تَحْتَ حُكْمِ السَّاقِطِ لِاَنَّ الْحَدَّ لَا يَدْخُلُ فِي الْمَحْدُوْدِ

القول بموجب العلۃ یہ ہے کہ وصف کے ہونے کو علت مان لیا جائے اور یہ ظاہر کر لیا جائے کہ معلول اس سے الگ ہے جسکا معلل نے دعویٰ کیا ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ وضو کے معاملے میں کہنی ایک حد ہے لہٰذا اس کا دھونا واجب نہیں، کیونکہ حد محدود کے تحت داخل نہیں ہوئی (جیسا کہ (اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ) روزہ کو مکمل کرو رات تک۔ اب رات روزے میں شامل نہیں، اسی طرح کہنی دھونے میں داخل نہیں ہے، تو ہم جواباً کہیں گے کہ کہنی کا ذکر اصل حد ساقط کے طور پر ہوا ہے (یعنی پورا بازو دھونا واجب نہیں بلکہ کہنی سے آگے دھونے کی حد ساقط ہوگئی) اس کے دھونے کا حکم ساقط نہیں ہوگا۔

مشقی سوالات

۲۹۰۔ قیاس شرعی کی تعریف کریں۔

۲۹۱۔ کیا بلی کا جوٹھا پاک ہے؟

۲۹۲۔ کیا گھروں میں رہنے والے تمام جانوروں کا جوٹھا پاک ہے؟

۲۹۳۔ علت معلومہ کی مثال سنت سے ثابت کریں۔

۲۹۴۔ علت معلومہ کی مثال اجماع سے بیان کریں۔

۲۹۵۔ قیاس کی کون سی دو اقسام ہیں؟

۲۹۶۔ کون سی قیاس میں تجنیس علت ضروری ہے؟

۲۹۷۔ قیاس کی پہلی قسم کا حکم کیا ہے؟

۲۹۸۔ قیاس کی تیسری قسم میں اجتہاد کرنا درست ہے؟

۲۹۹۔ اس مذکورہ مسئلہ میں اجتہاد کون سی شروط سے ممکن ہوگا اور کب درست ہوگا؟

۳۰۰۔ ایسی قیاس کا حکم کیا ہے؟

۳۰۱۔ قیاس پر کون سے اعتراضات وارد ہوئے ہیں۔

۳۰۲۔ ممانعت کی دو اقسام کون سی ہیں؟

۳۰۳۔ کیا سر کا مسح تین مرتبہ مسنون ہے؟



وَكَذٰلِكَ يُقَالُ صَوْمُ رَمَضَانَ صَوْمٌ فَرْضٌ فَلَا يَجُوْزُ بِدُوْنِ التَّعْيِيْنِ كَالْقَضَاءِ قُلْنَا صَوْمُ الْفَرْضِ لَا يَجُوْزُ بِدُوْنِ التَّعْيِيْنِ اِلَّا أَنَّهُ وُجِدَ التَّعْيِيْنُ هٰهُنَا مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ وَلَوْ قَالَ صَوْمُ رَمَضَانَ لَا يَجُوْزُ بِدُوْنِ التَّعْيِيْنِ مِنَ الْعَبْدِ كَالْقَضَاءِ قُلْنَا لَا يَجُوْزُ الْقَضَاءُ بِدُوْنِ التَّعْيِيْنِ اِلَّا اَنَّ التَّعْيِيْنَ لَمْ يَثْبُتْ مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ فِي الْقَضَاءِ فَلِذٰلِكَ يُشْتَرَطُ تَعْيِيْنُ الْعَبْدِ وَهٰهُنَا وُجِدَ التَّعْيِيْنُ مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ فَلَا يُشْتَرَطُ تَعْيِيْنُ الْعَبْدِ۔

اسی طرح اگر کوئی کہے کہ رمضان تعین کے بغیر جائز نہیں ہے جس طرح کہ قضاء کے روزے میں تعین لازمی ہوتا ہے تو ہم جواب میں کہیں گے کہ یہ مان لیا ہے کہ ضروری روزے کا تعین کرنا ضروری ہے۔ لیکن (ماہ رمضان کی آمد پر) نے یہاں خود ہی اس کی تعیین کر دی ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جس طرح قضا روزے میں بندے کی جانب سے تعین کرنا لازمی ہے۔ ایسے ہی اسلام میں رمضان کے فرض روزے کی تعیین بھی بندے کی جانب سے ہونی چاہئے۔ تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ قضاء روزہ بغیر تعین کے نہیں ہو سکتے لیکن چونکہ قضاء روزے کا شریعت کی جانب سے تعین کرنا ثابت نہیں بلکہ یہ تعین بندے کی جانب سے ہوگا (کہ وہ کب اور کونسا روزہ رکھ رہا ہے) لیکن یہاں ماہ رمضان میں شریعت کی جانب سے تعیین کر دی گئی اس لیے اب بندے کی جانب سے تعین کی حاجت نہیں رہی۔

وَاَمَّا الْقَلْبُ فَنَوْعَانِ أَحَدُهُمَا اَنْ يُجْعَلَ مَا جَعَلَهُ الْمُعَلِّلُ عِلَّةً لِلْحُكْمِ مَعْلُوْلًا لِذٰلِكَ الْحُكْمِ وَ مِثَالُهُ فِي الشَّرْعِيَّاتِ جِرْيَانُ الرِّبٰوا فِي الْكَثِيْرِ يُوْجِبُ جِرْيَانَهُ فِي الْقَلِيْلِ كَالْاَثْمَانِ۔

فَيُحَرَّمُ بَيْعُ الْحَفْنَةِ مِنَ الطَّعَامِ بِالْحَفْنَتَيْنِ مِنْهُ قُلْنَا لَا بَلْ جِرْيَانُ الرِّبٰو فِي الْقَلِيْلِ يُوْجِبُ جِرْيَانَهُ فِي الْكَثِيْرِ كَالْاَثْمَانِ۔

۳۔ قلب کی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم جس چیز کو معلل نے حکم کی علت ظاہر کیا ہے کہ اس علت کو حکم کا معلول ثابت کیا جائے۔ شرعی معاملات میں اس کی مثال: شافعیوں کا یہ کہنا ہے کہ سود کا جو حکم کثیر مقدار میں نافذ ہوگا وہی حکم قلیل مقدار میں بھی جاری ہوگا۔ جیسا کہ نقدلین دین میں ہوتا ہے۔ اس اصول کے مدنظر ایک مٹھی کھانے کو دو مٹھی کھانے کے بدلے بیچنا صحیح نہیں ہوگا۔ جبکہ ہم احناف کہتے ہیں چونکہ تھوڑی مقدار میں سود کا حکم جاری ہوتا ہے لہٰذا زیادہ تعداد میں بھی نافذ ہوگا، جیسا کہ نقدلین دین ہے۔

وَ كَذٰلِكَ فِي مَسْئَلَةِ الْمُلْتَجِئِ بِالْحَرَمِ حُرْمَةُ اِتْلَافِ النَّفْسِ يُوْجِبُ حُرْمَةَ اِتْلَافِ الطَّرْفِ كَالصَّيْدِ قُلْنَا بَلْ حُرْمَةُ اِتْلَافِ الطَّرْفِ يُوْجِبُ حُرْمَةَ اِتْلَافِ النَّفْسِ كَالصَّيْدِ فَاِذَا جُعِلَتْ عِلَّتُهُ مَعْلُوْلَةً لِذٰلِكَ الْحُكْمِ لَا تَبْقٰى عِلَّةً لَهُ لِاِسْتِحَالَةِ اَنْ يَكُوْنَ الشَّيْءُ الْوَاحِدُ عِلَّةً لِلشَّيْءِ وَمَعْلُوْلًا لَهُ

وَالنَّوْعُ الثَّانِي مِنَ الْقَلْبِ اَنْ يَجْعَلَ السَّائِلُ مَا جَعَلَهُ الْمُعَلِّلُ عِلَّةً لِمَا ادَّعَاهُ مِنَ الْحُكْمِ عِلَّةً لِضِدِّ ذٰلِكَ الْحُكْمِ فَيَصِيْرُ حُجَّةً لِلسَّائِلِ بَعْدَ اَنْ كَانَ حُجَّةً لِلْمُعَلِّلِ مِثَالُهُ صَوْمُ رَمَضَانَ صَوْمٌ فَرْضٌ فَيُشْتَرَطُ التَّعْيِيْنُ لَهُ كَالْقَضَاءِ قُلْنَا لَمَّا كَانَ الصَّوْمُ فَرْضًا لَا يُشْتَرَطُ التَّعْيِيْنُ لَهُ بَعْدَ مَا تَعَيَّنَ الْيَوْمُ لَهُ كَالْقَضَاءِ۔

اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے حرم میں پناہ لینے والے کا مسئلہ ہے (کہ کوئی آدمی کسی کو قتل کر کے حرم کی پناہ لے لے تو اس حرم کی حدود سے باہر نکالا جائے گا تاکہ اس سے

قصاص لیا جائے کیونکہ حرم کی حدود میں قصاص نہیں لیا جاسکتا) امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جان کے ضائع ہونے کی حرمت علت ہے تلف اطراف کی حرمت کے لئے، یہ حرم میں شکار کرنے کی طرح ہے۔[1] لیکن ہمارا موقف یہ ہے کہ تلف اطراف کی حرمت علت ہے اور تلف نفس حکم ہے شکار کی طرح۔ پس جب شوافع کی مقرر کردہ علت کو حکم بنادیا گیا تو اب یہ معلول حکم کی علت نہ بن سکے گا کیونکہ ایک ہی چیز کا علت اور معلول بننا نا ممکن ہے۔

دوسری قسم: قلب کی یہ ہے کہ معلل نے جس چیز کو اپنے دعویٰ کی علت قرار دیا ہے سائل اس کو اس کے دعوے کی ضد کے لئے علت ثابت کردے تو وہ پہلے مدعی کی حق میں مؤید تھی۔ اب سائل کی مؤیدہ ہوگئی۔ اس کی مثال (شوافع کے ہاں) رمضان کا روزہ فرض ہے۔ قضاء روزے کی مانند اس روزے کا تعین بھی لازمی ہے۔ ہم جواباً کہیں گے کہ چونکہ رمضان کا روزہ فرض اور اس کا دن بھی متعین ہے اس لیے نیت کا تعین ضروری نہیں ہوگا۔ جیسے کہ قضاء روزے میں ہے۔

وَاَمَّا الْعَكْسُ فَنَعْنِي بِهٖ أَنْ يَتَمَسَّكَ السَّائِلُ بِأَصْلِ الْمُعَلِّلِ عَلٰى وَجْهٍ يَكُوْنُ الْمُعَلِّلُ مُضْطَرًّا اِلٰى وَجْهِ الْمُفَارَقَةِ بَيْنَ الْاَصْلِ وَالْفَرْعِ وَمِثَالُهُ اَلْحُلِيُّ اُعِدَّتْ لِلْاِبْتِذَالِ فَلَا يَجِبُ فِيْهَا الزَّكٰوةُ كَثِيَابِ الْبِذْلَةِ قُلْنَا لَوْ كَانَ الْحُلِيُّ بِمَنْزِلَةِ الثِّيَابِ فَلَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ حُلِيِّ الرِّجَالِ كَثِيَابِ الْبِذْلَةِ۔

عکس سے مراد یہ ہے کہ سائل معلل کی دلیل سے ایسی شے ثابت کردے جو اس دعویٰ کی ضد اور مخالف ہو۔ اور معلل کو اصل اور فرع میں تضاد کے تسلیم کرنے پر مجبور ہونا پڑے۔ مثلاً شافعیوں کا کہنا ہے کہ جس طرح عام استعمال کے کپڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اسی طرح عام پہننے والے زیورات میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ اگر زیورات اور استعمال کے کپڑوں کی حیثیت مساوی ہوتی تو زیورات میں زکوٰۃ واجب نہ ہوتی، لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے (کیونکہ مرد کے لئے تو زیورات کا استعمال ہی ممنوع ہے) اس لیے زیورات کو استعمال کے کپڑوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ اصل

[1] کیونکہ حرم میں کسی شکار کے ذریعہ کسی جانور کے اعضاء کو مارنا گویا پورے جانور کو مارنا ہے۔

اور فرع میں تضاد ظاہر ہو گیا ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْاِسْتِیْعَابُ:	کسی چیز کا مکمل احاطہ کرنا، تمام افراد کو گھیر لینا۔ مصدر از باب استفعال مثال واوی۔
اَلتَّقَابُضُ:	پکڑنا۔ کسی چیز کو قبضہ میں لینا۔ مصدر از باب تفاعل صحیح۔
تَعْیِیْنٌ:	معین اور مقرر کرنا۔ مصدر از باب تفعیل۔ اجوف یائی۔
اَلنَّسِیْئَةُ:	ادھار لینا، تاخیر کرنا ادھار کی بیع کرنا۔ مصدر از باب (ف) مہموز اللام
مَعْلُوْلٌ:	جس چیز میں علت ہو، جس کو علت بنایا گیا ہو، اسم مفعول از باب (ن)
اَلْمُعَلِّلُ:	علت بیان کرنے والا وجہ بیان کرنے والا۔ اسم فاعل از باب دونوں مضاعف تفعیل۔
اَلْمَحْدُوْدُ:	وہ آدمی جس کو حد لگے جس کو حد لگ چکی ہو، اسم مفعول از باب (ن) مضاعف۔

وَأَمَّا فَسَادُ الْوَضْعِ فَالْمُرَادُ بِهِ أَنْ يُجْعَلَ الْعِلَّةُ وَصْفًا لَا يَلِيْقُ بِذٰلِكَ الْحُكْمِ مِثَالُهُ فِيْ قَوْلِهِمْ فِيْ إِسْلَامِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ إِخْتِلَافُ الدِّيْنِ طَرَأَ عَلَى النِّكَاحِ فَيُفْسِدُهُ كَارْتِدَادِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ فَإِنَّهُ جُعِلَ الْإِسْلَامُ عِلَّةً لِزَوَالِ الْمِلْكِ قُلْنَا الْإِسْلَامُ عُهِدَ عَاصِمًا لِلْمِلْكِ فَلَا يَكُوْنُ مُؤَثِّرًا فِيْ زَوَالِ الْمِلْكِ۔

۵۔ فساد الوضع: سے مراد یہ ہے کہ علت کو ایسا وصف ثابت کر دیا جائے جو حکم کے مناسب حال ہی نہ ہو۔ شوافع کے مطابق اس کی مثال یہ ہے کہ خاوند بیوی میں سے اگر ایک اسلام قبول کر لے تو یہ اختلاف دین نکاح پر مؤثر ہو کر اس کو اسی طرح باطل کر دے گا جس طرح خاوند بیوی میں سے کوئی مرتد ہو جائے (تو نکاح باطل ہو جاتا ہے) تو گویا یہاں انہوں نے اسلام قبول کرنے کو زوال ملک (نکاح) کی علت ٹھہرایا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ توجیہ صحیح نہیں، کیونکہ اسلام تو حقوق اور ملک کا محافظ ہوتا ہے، اس لیے زوال ملک کے لئے اسلام

کو علت قرار دینا صحیح نہیں۔

وَكَذٰلِكَ فِي مَسْأَلَةِ طَوْلِ الْحُرَّةِ

إِنَّهُ حُرٌّ قَادِرٌ عَلَى النِّكَاحِ فَلَا يَجُوْزُ لَهُ الْأَمَةُ كَمَا لَوْ كَانَتْ تَحْتَهُ حُرَّةٌ قُلْنَا وَصْفُ كَوْنِهِ حُرًّا قَادِرًا يَقْتَضِي جَوَازَ النِّكَاحِ فَلَا يَكُوْنُ مُؤَثِّرًا فِي عَدَمِ الْجَوَازِ۔

اسی اصول کے تحت اس مسئلے میں بھی (شوافع اور احناف کا) اختلاف ہے کہ کیا آزاد عورت سے نکاح کی طاقت رکھنے والا شخص لونڈی سے نکاح کر سکتا ہے۔ شوافع کے ہاں آزاد عورت سے نکاح کی طاقت رکھنے والا لونڈی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اگر آزاد عورت اس کے نکاح میں ہو۔

لیکن ہم حنفیوں کا موقف ہے کہ اس کا آزاد اور قادر ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کے لئے لونڈی یا آزاد عورت سے نکاح کی آزادی حاصل ہے۔ اس لیے اس وصف کے ہوتے ہوئے جواز کا نہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

وَأَمَّا النَّقْضُ: فَمِثْلُ مَا يُقَالُ الْوُضُوْءُ طَهَارَةٌ فَيُشْتَرَطُ لَهُ النِّيَّةُ كَالتَّيَمُّمِ قُلْنَا يَنْتَقِضُ بِغَسْلِ الثَّوْبِ وَالْإِنَاءِ۔

نقض:

نقض سے مراد یہ ہے کہ معترض مخالف کی دلیل کو باطل کر دے کہ بعض مقامات پر علت موجود ہوتی ہے مگر حکم غیر موجود۔ مثلاً شوافع کا کہنا ہے کہ وضو بھی چونکہ طہارت ہے تو جس طرح تیمم میں نیت شرط ہے ایسے ہی وضو میں نیت شرط ہے۔ ہم جواباً کہیں گے کہ برتن اور لباس کا دھونا ہی ان کی طہارت ہوتا ہے (یعنی اشیاء کے دھونے کے لئے نیت ضروری نہیں ہوتی) تو معلوم ہوا ہر طہارت کے لیے نیت شرط نہیں ہے۔

وَأَمَّا الْمُعَارَضَةُ: فَمِثْلُ مَا يُقَالُ الْمَسْحُ رُكْنٌ فِي الْوُضُوْءِ فَلْيُسَنَّ تَثْلِيْثُهُ كَالْغَسْلِ قُلْنَا الْمَسْحُ رُكْنٌ فَلَا يُسَنُّ تَثْلِيْثُهُ كَمَسْحِ الْخُفِّ وَالتَّيَمُّمِ۔

معارضہ:

معارضہ سے مراد یہ ہے کہ سائل معلل کے مقابلے میں ایسی دلیل پیش کرے جس سے معلل کے دعویٰ کے خلاف حکم واضح ہوتا ہو۔ اس کی مثال شوافع کا یہ قول ہے کہ مسح راس وضو کا ایک رکن ہے تو جس طرح وضوء کرکے دیگر رکنوں کو تین دفعہ دھونا مسنون ہے۔ تو ہم جواباً کہیں گے کہ مسح راس کرنا لازمی ہے مگر اس کا تین دفعہ مسح کرنا مسنون نہیں ہوگا، جیسا کہ موزوں کا مسح اور تیمم ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِدَّعَاهُ:	اس نے دعویٰ کیا۔ اس نے مقدمہ کیا۔ ماضی از باب افتعال۔
يُقَالُ:	کہا جاتا ہے۔ بات کہی گئی۔ مضارع مجہول از باب (ن) اجوف واوی۔
جَرْيَانٌ:	جاری ہونا، چلنا، عام ہونا، مصدر از باب (ض) ناقص یائی۔
يُوْجِبُ:	وہ سبب بنتا ہے۔ وہ واجب کرتا ہے، مضارع از باب افعال۔ مثال واوی۔
اَلْمُلْتَجِئُ:	پناہ لینے والا، پناہ گیر، مجبور آدمی، اسم فاعل از باب افتعال مہموز اللام۔
اِتْلَافٌ:	ہلاک کرنا، تلف اور ختم کرنا۔ ضائع کرنا۔ مصدر از باب افعال۔
اِسْتِحَالَةٌ:	محال ہونا، مشکل ہونا، آسان نہ ہونا، مصدر از باب استفعال اجوف واوی۔
لَا يُشْتَرَطُ:	وہ مشروط نہیں ہے۔ اس کی شرط نہیں لگائی گئی۔ نفی از باب افتعال۔
اَلصَّيْدُ:	شکار کرنا۔ پرندہ، جانور، شکار کرنا، مصدر از باب (ض) اجوف یائی۔
لَا تَبْقٰى:	وہ باقی نہیں ہے۔ اسے بقاء نہیں ہے، نفی از باب (س) ناقص یائی۔
اُعِدَّتْ:	وہ تیار کی گئی۔ وہ بنائی گئی۔ ماضی مجہول از باب افعال مضاعف۔
اِبْتِذَالٌ:	خرچ کرنا۔ سخاوت کرنا، مصدر از باب افعال۔
لَا يَلِيْقُ:	وہ مناسب نہیں ہے۔ وہ لائق نہیں ہے۔ نفی از باب (ض) اجوف یائی۔
مُضْطَرٌّ:	لاچار آدمی۔ مجبور آدمی۔ اسم مفعول از باب افتعال۔

طَرَءَ: وہ پیش آیا، وہ لاحق ہوا، ماضی از باب (ف) مہموز اللام۔

اِرْتِدَادٌ: مرتد ہونا۔ دین سے دور ہونا۔ مصدر از باب افتعال مضاعف۔

فَصْلٌ

اَلْحُكْمُ يَتَعَلَّقُ بِسَبَبِهٖ وَ يَثْبُتُ بِعِلَّتِهٖ وَ يُوْجَدُ عِنْدَ شَرْطِهٖ فَالسَّبَبُ مَا يَكُوْنُ طَرِيْقًا اِلَى الشَّيْئِ بِوَاسِطَةٍ كَالطَّرِيْقِ فَاِنَّهٗ سَبَبٌ لِلْوُصُوْلِ اِلَى الْمَقْصَدِ بِوَاسِطَةِ الْمَشْيِ وَ الْحَبْلُ سَبَبٌ لِلْوُصُوْلِ اِلَى الْمَاءِ بِالْاِدْلَاءِ فَعَلٰى هٰذَا كُلُّ مَا كَانَ طَرِيْقًا اِلَى الْحُكْمِ بِوَاسِطَةٍ يُسَمّٰى سَبَبًا لَهٗ شَرْعًا وَ يُسَمَّى الْوَاسِطَةُ عِلَّةً مِثَالُهٗ فَتْحُ بَابِ الْاِصْطَبْلِ وَالْقَفَصِ وَحَلُّ قَيْدِ الْعَبْدِ فَاِنَّهٗ سَبَبٌ لِلتَّلَفِ بِوَاسِطَةٍ تُوْجَدُ مِنَ الدَّابَّةِ وَالطَّيْرِ وَالْعَبْدِ۔ وَالسَّبَبُ مَعَ الْعِلَّةِ اِذَا اجْتَمَعَا يُضَافُ الْحُكْمُ اِلَى الْعِلَّةِ دُوْنَ السَّبَبِ اِلَّا اِذَا تَعَذَّرَتِ الْاِضَافَةُ اِلَى الْعِلَّةِ فَيُضَافُ اِلَى السَّبَبِ حِيْنَئِذٍ۔

حکم:

حکم اپنے سبب سے متعلق علت سے واضح اور شرط کی موجودگی پر صادر ہوتا ہے۔ سبب سے مراد وہ ذریعہ ہے جو کسی چیز تک پہنچنے کے لئے طریق کی حیثیت رکھے۔ جیسا کہ سڑک جو منزل مقصود تک رسائی کے لئے ایک سبب اور ذریعہ ہے، اس پر گامزن ہو کر انسان منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح رسی ایک سبب ہے جس سے ڈولوں کے "ذریعے" سے پانی تک رسائی ممکن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے مطابق ہر وہ امر جو کسی "ذریعے" سے حکم ہو شرعاً اس کے سبب کو نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور اس واسطے کو علت کہا جاتا ہے۔ مثلاً اصطبل کے دروازے، یا پنجرے کی کھڑکی اور قیدی کی زنجیر کھول دینا ان کے تلف اور ضائع ہو جانے کا سبب ہے۔ لیکن مذکورہ صورتوں میں تلف محض کھولنے سے نہیں بلکہ اس کا واسطہ جانور پرندہ اور غلام ہے۔ اور یہ جب مع علت جمع ہو جائے تو حکم سبب کی بجائے علت کی جانب منسوب ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر حکم کو علت کی جانب منسوب کرنے میں کوئی مشقت

ہو تو اس وقت حکم کو سبب کی جانب نسبت دی جائے گی۔

وَ عَلٰی هٰذَا قَالَ اَصْحَابُنَا اِذَا رَفَعَ السِّکِّیْنَ اِلٰی صَبِیٍّ فَقَتَلَ بِهٖ نَفْسَهٗ لَا یَضْمَنُ وَلَوْ سَقَطَ مِنْ یَدِ الصَّبِیِّ فَجَرَحَهٗ یَضْمَنُ وَلَوْ حَمَلَ الصَّبِیَّ عَلٰی دَابَّةٍ فَسَیَّرَهَا فَجَالَتْ یُمْنَةً وَّ یُسْرَةً فَسَقَطَ وَمَاتَ لَا یَضْمَنُ وَلَوْ دَلَّ اِنْسَانًا عَلٰی مَالِ الْغَیْرِ فَسَرَقَهٗ اَوْ عَلٰی نَفْسِهٖ فَقَتَلَهٗ اَوْ عَلٰی قَافِلَةٍ فَقَطَعَ عَلَیْهِمُ الطَّرِیْقَ لَا یَجِبُ الضَّمَانُ عَلَی الدَّالِّ۔

اسی اصول کی بنیاد پر ہمارے حنفی علماء کے ہاں اگر کسی آدمی نے کسی بچے کے ہاتھ میں چھری دے دی اور بچے نے خودکشی کر لی تو چھری پکڑانے والا ضامن نہ ہوگا۔ لیکن اگر چھری بچے کے ہاتھ سے گری اور اسے زخمی کر ڈالا تو چھری دینے والا ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے بچے کو سواری پر سوار کر دیا، اس نے سواری کو ادھر اُدھر خوب دوڑایا اور بچہ اس سے گر گیا تو سوار کرنے والا شخص ضامن نہ ہوگا۔ اگر کسی شخص نے دوسرے انسان کو مال کے متعلق معلومات فراہم کیں اور اس نے وہ مال چرالیا یا کسی شخص کی نشان دہی کی اور اس نے اسے قتل کر ڈالا یا کسی قافلہ کا بتایا، اس نے رہزنی کی، قافلہ کو لوٹ لیا تو بتانے والے پر ضمان واجب نہیں ہوگا۔

وَهٰذَا بِخِلَافِ الْمُوْدِعِ اِذَا دَلَّ السَّارِقَ عَلَی الْوَدِیْعَةِ فَسَرَقَهَا اَوْ دَلَّ الْمُحْرِمُ غَیْرَهٗ عَلٰی صَیْدِ الْحَرَمِ فَقَتَلَهٗ لِاَنَّ وُجُوْبَ الضَّمَانِ عَلَی الْمُوْدِعِ بِاِعْتِبَارِ تَرْكِ الْحِفْظِ الْوَاجِبِ عَلَیْهِ لَا بِالدَّلَالَةِ۔

وَ عَلَی الْمُحْرِمِ بِاِعْتِبَارِ اَنَّ الدَّلَالَةَ مَحْظُوْرُ اِحْرَامِهٖ بِمَنْزِلَةِ مَسِّ الطِّیْبِ وَ لُبْسِ الْمَخِیْطِ فَیَضْمَنُ بِارْتِکَابِ الْمَحْظُوْرِ لَا بِالدَّلَالَةِ اِلَّا اَنَّ الْجِنَایَةَ اِنَّمَا تَتَقَرَّرُ بِحَقِیْقَةِ الْقَتْلِ فَاَمَّا قَبْلَهٗ فَلَا حُکْمَ لَهٗ لِجَوَازِ اِرْتِفَاعِ اَثَرِ الْجِنَایَةِ بِمَنْزِلَةِ الْاِنْدِمَالِ فِیْ بَابِ الْجِرَاحَةِ۔

لیکن یہ صورت اس سے مختلف ہے کہ جس آدمی کے ہاں کسی کا مال امانت کی طور پر ہے اگر وہ چور کو امانت والے مال کے متعلق بتائے اور چور اسے چرا لے یا کوئی محرم کسی کو حرم

کے احاطہ میں شکار کی راہنمائی کرے اور وہ شکار کرے تو اس شکل میں امین پر تاوان واجب ہے۔ کیوں کہ اس نے اپنے اوپر لاگو شدہ حق ادا نہیں کیا کہ وہ مال کی حفاظت کرتا۔ یہاں صرف دلالت بتانا نہیں بلکہ اکسانا بھی موجود ہوتا ہے۔

اسی طرح محرم پر بھی تاوان واجب ہوگا کیونکہ احرام کے دوران اس کیلئے ایسی رہنمائی ویسے ہی ممنوع تھی جیسے خوشبو کا استعمال یا سلا ہوا کپڑا پہننا۔ اس لیے وہ شخص بتانے کے سبب سے ہی نہیں بلکہ ایک ممنوع کام سرانجام دینے کی وجہ سے ضامن ہوگا۔ لیکن جرم اس وقت ثابت ہوگا جب وہ شکار کرے، اس سے پہلے حکم ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس خطا کا اثر ختم ہو جائے۔ جیسا کہ اگر کوئی شخص کسی کو زخمی کر دے اس کا زخم صحیح ہو جائے۔

وَقَدْ يَكُوْنُ السَّبَبُ بِمَعْنَى الْعِلَّةِ فَيُضَافُ الْحُكْمُ اِلَيْهِ وَ مِثَالُهٗ فِيْمَا يَثْبُتُ الْعِلَّةُ بِالسَّبَبِ فَيَكُوْنُ السَّبَبُ فِيْ مَعْنَى الْعِلَّةِ لِاَنَّهٗ لَمَّا ثَبَتَ الْعِلَّةُ بِالسَّبَبِ فَيَكُوْنُ السَّبَبُ فِيْ مَعْنَى عِلَّةِ الْعِلَّةِ فَيُضَافُ الْحُكْمُ اِلَيْهِ وَلِهٰذَا قُلْنَا اِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْلَفَ شَيْئًا ضَمِنَ السَّائِقُ وَالشَّاهِدُ اِذَا أَتْلَفَ بِشَهَادَتِهٖ مَالًا فَظَهَرَ بُطْلَانُهَا بِالرُّجُوْعِ ضَمِنَ لِاَنَّ سَيْرَ الدَّابَّةِ يُضَافُ اِلَى السَّوْقِ وَقَضَاءُ الْقَاضِيْ يُضَافُ اِلَى الشَّهَادَةِ لِمَا أَنَّهٗ لَا يَسَعُهٗ تَرْكُ الْقَضَاءِ بَعْدَ ظُهُوْرِ الْحَقِّ بِشَهَادَةِ الْعَدْلِ عِنْدَهٗ فَصَارَ كَالْمَجْبُوْرِ فِيْ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْبَهِيْمَةِ بِفِعْلِ السَّائِقِ۔

کبھی سبب علت کے معنی میں لیا جاتا ہے، اس لیے حکم اس کی جانب منسوب ہو جاتا ہے۔ مثلاً جس میں علت سبب سے ثابت ہوتی ہو تو سبب ہی علت کے قائم مقام ہے، کیونکہ جب علت کا وجود سبب کا باعث ہوگا تو سبب علت کی علت کے طور پر شمار کیا جائے گا اور حکم بھی اس کی جانب منسوب ہوگا۔

اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ گر کسی نے کسی جانور کو ہانک دیا اور اس نے کوئی نقصان کر دیا تو ہانکنے والا ذمہ دار ہوگا۔ گواہ جب اس نے شہادت کے باعث کسی کے مال کا نقصان کیا اور

بعد میں گواہ کے توبہ کرنے سے شہادت (گواہی) کا باطل ہونا ثابت ہو گیا تو وہ ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔ کیونکہ جانور ہانکنا اس کے ہانکنے والے کی جانب منسوب ہو گا۔ ایسے ہی جج کے فیصلے کی بنا گواہی پر ہے کیونکہ اس کے اوپر واجب عادل گواہ گواہی دے چکیں اور حق معلوم ہو جائے تو وہ فیصلہ کرنے سے رک نہیں سکتا۔ اس لیے جج کو بھی اس معاملہ میں اس طرح مجبور تصور کیا جائے گا جس طرح اس اکسایا گیا جانور مجبور تصور ہو گا۔

ثُمَّ السَّبَبُ قَدْ يُقَامُ مَقَامَ الْعِلَّةِ عِنْدَ تَعَذُّرِ الْاِطِّلَاعِ عَلَى حَقِيْقَةِ الْعِلَّةِ تَيَسُّرًا لِلْأَمْرِ عَلَى الْمُكَلَّفِ وَيَسْقُطُ مَعَ اِعْتِبَارِ الْعِلَّةِ وَيُدَارُ الْحُكْمُ عَلَى السَّبَبِ وَ مِثَالُهُ فِي الشَّرْعِيَّاتِ اَلنَّوْمُ الْكَامِلُ فَإِنَّهُ لَمَّا أُقِيْمَ مَقَامَ الْحَدَثِ سَقَطَ اِعْتِبَارُ حَقِيْقَةِ الْحَدَثِ وَ يُدَارُ الْاِنْتِقَاضُ عَلَى كَمَالِ النَّوْمِ وَ كَذٰلِكَ الْخَلْوَةِ الصَّحِيْحَةُ لَمَّا أُقِيْمَ مَقَامَ الْوَطْيِ سَقَطَ اِعْتِبَارُ حَقِيْقَةِ الْوَطْيِ فَيُدَارُ الْحُكْمُ عَلَى صِحَّةِ الْخَلْوَةِ فِي حَقِّ كَمَالِ الْمَهْرِ وَ لُزُوْمِ الْعِدَّةِ وَ كَذٰلِكَ السَّفَرُ لَمَّا أُقِيْمَ مُقَامَ الْمُشَقَّةِ فِي حَقِّ الرُّخْصَةِ سَقَطَ اِعْتِبَارُ حَقِيْقَةِ الْمُشَقَّةِ وَيُدَارُ الْحُكْمُ عَلَى نَفْسِ السَّفَرِ حَتّٰى أَنَّ السُّلْطَانَ لَوْ طَافَ فِي أَطْرَافِ مَمْلِكَتِهِ يُقْصَدُ بِهِ مِقْدَارٌ كَانَ لَهُ الرُّخْصَةُ فِي الْاِفْطَارِ وَالْقَصْرِ۔

کبھی سبب کو علت کے قائمقام بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس کی شکل یہ ہے کہ جب حقیقت ملنے پر اطلاع دشوار ہو، تاکہ مکلف کے معاملے میں فیصلہ کرنے میں آسانی رہے۔ لہٰذا علت کالحاظ گر جائے گا اور حکم کی بنیاد اور اساس سبب پر ہو گا۔ احکام شرعیہ میں اس کی مثال (وضو کی حالت میں) پوری نیند کا طاری ہو جانا ہے۔ جب نیند کو موت کے قائم مقام ٹھہرایا گیا تو حقیقت حدث کا لحاظ گر جائے گا اور نقض وضو کی اساس مکمل نیند کو قرار دیا گیا۔ اسی طرح جب خلوت صحیحہ کو مباشرت کا قائم مقام مان لیا گیا تو حقیقی مباشرت کا لحاظ گر جائے گا (اس لیے حکم کی اساس و بنیاد خلوت صحیحہ پر ہو گی) چنانچہ مکمل مہر لازم آئے گا اور عدت واجب ہو گی۔ اسی طرح سفر ہے، جب سفر کو رخصت کے لحاظ سے مشقت کے قائم مقام تسلیم کیا گیا تو اصلی مشقت کا لحاظ گر جائے گا اور حکم کی بنیاد و اساس صرف سفر پر ہو گی۔ حتیٰ کہ

اگر کوئی بادشاہ اپنی مملکت کا دورہ کرنے اور سفر کی مقدار کا ارادہ کرے تو اسے روزہ افطار کرنے اور نماز قصر کرنی کی اجازت ہے۔

وَقَدْ يُسَمّٰى غَيْرُ السَّبَبِ سَبَبًا مَجَازًا كَالْيَمِيْنِ يُسَمّٰى سَبَبًا لِلْكَفَّارَةِ وَاِنَّهَا لَيْسَتْ بِسَبَبٍ فِي الْحَقِيْقَةِ فَاِنَّ السَّبَبَ لَا يُنَافِي وُجُوْدَ الْمُسَبَّبِ وَالْيَمِيْنُ يُنَافِي وُجُوْبَ الْكَفَّارَةِ فَاِنَّ الْكَفَّارَةَ اِنَّمَا تَجِبُ بِالْحِنْثِ وَبِهٖ يَنْتَهِي الْيَمِيْنُ۔ وَكَذٰلِكَ تَعْلِيْقُ الْحُكْمِ بِالشَّرْطِ كَالطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ يُسَمّٰى سَبَبًا مَجَازًا وَاِنَّهُ لَيْسَ بِسَبَبٍ فِي الْحَقِيْقَةِ لِاَنَّ الْحُكْمَ اِنَّمَا يَثْبُتُ عِنْدَ الشَّرْطِ وَالتَّعْلِيْقُ يَنْتَهِي بِوُجُوْدِ الشَّرْطِ فَلَا يَكُوْنُ سَبَبًا مَعَ وُجُوْدِ التَّنَافِي بَيْنَهُمَا۔

کبھی غیر سبب کو مجازی سمجھ لیا جاتا ہے، جیسا کہ قسم اٹھانا کفارے کیلئے ایک سبب ہے، حالانکہ قسم اصل میں سبب نہیں۔ کیونکہ سبب وجود سبب کی نفی نہیں کرتا۔ لیکن قسم کفارے کے واجب ہونے کی نفی کرتی ہے۔ کیونکہ کفارہ تو قسم توڑنے کی شکل میں واجب ہوتا ہے اور اس پر ہی قسم کا اختتام ہوتا ہے۔ قسم کے مذکورہ بالا مسئلہ کی طرح کسی حکم کو شرط کے متعلق کرنا مثلاً طلاق یا آزادی کو سبب مجازی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اگرچہ حکم کو معلق کرنا اصل میں سبب نہیں ہوتا، کیونکہ حکم تو اس وقت ثابت ہوتا ہے جب شرط پوری ہو جائے اور تعلیق شرط کی موجودگی میں ختم ہو جاتی ہے، چنانچہ یہ سبب قرار نہیں پاتی۔ کیونکہ تعلیق یا شرط اور حکم ایک دوسرے کے منافی ہیں۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
يُوْجَدُ:	وہ موجود ہے۔ اسے وجود دیا گیا ہے۔ وہ پایا گیا ہے۔ مضارع مجہول از باب (ض) مثال واوی۔
وُصُوْلٌ:	ملنا، پہنچنا، ملانا۔ ملاقات کرنا وصول کرنا۔ مصدر از باب (ض) مثال واوی۔
اَلْاِدْلَاءُ:	لٹکانا۔ کنویں میں ڈول لٹکانا۔ مصدر از باب افعال ناقص واوی۔

يُسَمّٰى: اس کا نام رکھا گیا۔ وہ مسمّٰی ہے۔ مضارع مجہول از باب تفعیل۔

تَعَذَّرَتْ: وہ مشکل ہوگئی۔ کام محال ہوگیا۔ ماضی از باب تفعل۔ صحیح۔

لَا يَضْمَنُ: وہ ضامن نہیں۔ وہ کفیل نہیں۔ نفی از باب (س)

فَسَيَّرَهَا: اس نے اس کو چلا دیا۔ سفر پر چلانا۔ ماضی از باب تفعل۔

فَجَالَتْ: اس نے چکر لگایا۔ وہ گھوم گیا۔ ماضی از باب (ن) اجوف واوی۔

اَلْوَدِيْعَةُ: امانت رکھنا۔ سپرد کرنا۔ مصدر از باب (ف) مثال واوی۔

اَلْمُوَدِّعُ: الوداع کرنے والا۔ سپرد کرنے والا۔ اسم فاعل از باب تفعیل۔

اَلْمَخِيْطُ: سلا ہوا کپڑا۔ سلے ہوئے کپڑے۔ اسم مفعول از باب ض اجوف یائی۔

اَلْمَحْظُوْرُ: ممنوع کام۔ حرام کام۔ اسم مفعول از باب (ن)۔

اِنْدِمَالٌ: زخم کا درست ہونا۔ زخم چھوٹنے کے قریب ہونا۔ مصدر از باب انفعال۔

سَاقَ: اس نے بیان کیا، اس نے بات کو چلایا ماضی از باب (ن) اجوف واوی۔

أَتْلَفَ: اس نے تلف کیا یا ختم کیا اس نے ہلاک کیا۔ ماضی از باب افعال۔

تَقَرَّرَ: ثابت ہوا۔ وہ کام درست ثابت ہوا ماضی از باب تفعل مضاعف۔

تَيْسِيْرٌ: آسانی کرنا۔ نرمی کرنا۔ سہولت دینا۔ مصدر از باب تفعیل۔ مثال یائی۔

اَلْمُكَلَّفُ: شریعت کا پابند انسان۔ شرعی احکام جس پر لازمی ہوں۔ اسم مفعول از باب تفعیل۔

يُدَارُ: اس کا دارومدار ہے۔ اسے گھمایا جائے گا۔ مضارع مجہول از باب (ن)

لَا يُنَافِيْ: بمعنی لایخالف۔ وہ مخالف نہیں ہے۔ نفی از باب مفاعلہ ناقص یائی۔

مشقی سوالات

۳۰۴۔ القول بموجب العلت کا مفہوم ذکر کریں۔

۳۰۵۔ کیا معلول معلّل کے دعوی کے مطابق ہوتا ہے؟

۳۰۶۔ اس مسئلہ کی مثالیں لکھیں۔

۳۰۷۔ قلب کی دو اقسام بیان کریں۔

۳۰۸۔ حرم میں پناہ لینے والے کا مسئلہ کون سا ہے؟

۳۰۹ کیا بتانے والا اور سر عام چیز اٹھانے والا دونوں چور ہوں گے یا نہیں؟

۳۱۰۔ عکس کی تعریف کریں نیز مثالیں بھی بیان کریں۔

۳۱۱۔ فساد الوضع کا مفہوم واضح کریں۔

۳۱۲۔ نقض کا معنی تحریر کریں اور مثال بھی دیں۔

۳۱۳۔ معاوضہ کی تعریف مثال دے کر کریں۔

۳۱۴۔ فعل حکم کی تعریف کریں۔

☆☆☆

فَصْلٌ

اَلْاَحْکَامُ الشَّرْعِیَّةُ تَتَعَلَّقُ بِاَسْبَابِهَا وَ ذٰلِكَ لِاَنَّ الْوُجُوْبَ غَیْبٌ عَنَّا۔ فَلَا بُدَّ مِنْ عَلَامَةٍ یَعْرِفُ الْعَبْدُ بِهَا وُجُوْبَ الْحُکْمِ وَ بِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ اُضِیْفَ الْاَحْکَامُ اِلَی الْاَسْبَابِ۔

شریعت کے احکام کے اسباب کی توضیح

احکام شرعیہ اپنے اسباب کے متعلق ہوتے ہیں۔ کیونکہ احکام کے اصلی وجوب ہم سے اوجھل ہیں۔ اس لیے ان کے لئے کسی ایسی علامت کا ہونا لازمی ہے جس کی بنیاد پر بندے کو کوئی نشان یا علامت مل جائے جس کے ذریعے بندہ حکم کے وجوب کو معلوم کر سکے۔ اسی وجہ سے احکام کو اسباب کی جانب نسبت دی گئی ہے۔

فَسَبَبُ وُجُوْبِ الصَّلٰوةِ الْوَقْتُ بِدَلِیْلِ اَنَّ الْخِطَابَ بِاَدَاءِ الصَّلٰوةِ لَا یَتَوَجَّهُ قَبْلَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ وَاِنَّمَا یَتَوَجَّهُ بَعْدَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ وَالْخِطَابُ مُثْبِتٌ لِوُجُوْبِ الْاَدَاءِ وَمُعَرِّفٌ لِلْعَبْدِ سَبَبَ الْوُجُوْبِ قَبْلَهُ۔

چنانچہ نماز واجب ہونے کا سبب وقت ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی کا حکم وقت آنے سے پہلے ثابت نہیں کہ وقت ہو جانے کے بعد ہے۔ جبکہ حکم شرعی نے صرف نماز کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے، لیکن بندے کو یہ بتا دیا ہے کہ اس وجوب کا سبب کیا ہے؟ یعنی نماز فرض ہے لیکن کب؟ جب فجر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کا وقت ہو جائے۔

وَهٰذَا کَقَوْلِنَا اَدِّ ثَمَنَ الْمَبِیْعِ وَاَدِّ نَفَقَةَ الْمَنْکُوْحَةِ وَلَا مَوْجُوْدَ یَعْرِفُهُ الْعَبْدُ هٰهُنَا اِلَّا دُخُوْلُ الْوَقْتِ فَتَبَیَّنَ اَنَّ الْوُجُوْبَ یَثْبُتُ بِدُخُوْلِ الْوَقْتِ وَلِاَنَّ الْوُجُوْبَ ثَابِتٌ عَلٰی مَنْ لَا یَتَنَاوَلُهُ الْخِطَابُ کَالنَّائِمِ وَالْمُغْمٰی عَلَیْهِ وَلَا وُجُوْبَ قَبْلَ الْوَقْتِ فَکَانَ ثَابِتًا بِدُخُوْلِ الْوَقْتِ۔

اور اس مسئلے کی شکل بھی وہی ہے کہ جب ہم کہیں کہ سامان کی قیمت ادا کرو یا منکوحہ کا نفقہ ادا کرو (کہ مطالبہ پر ادا کرنا ہوگا) لیکن نماز کے وجوب سے آگاہی اسی وقت ہوتی ہے

جب نماز کا وقت ہو جائے۔ تو ثابت ہوا کہ وقت کے آنے پر ہی نماز کا وجوب ثابت ہو گا۔ یہ واجب ہونا ان پر بھی ثابت ہو گا جو مخاطب نہیں ہیں، مثلاً سویا ہوا یا بے ہوش (جن کو وقت ہونے کا پتہ نہیں) نماز چونکہ وقت ہونے سے قبل واجب نہیں ہوتی اس لیے وقت آنے پر ثابت ہو گی۔ اسی سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ نماز کے واجب ہونے کا سبب پہلا وقت ہے پھر اس کے بعد دو طریقے ہیں۔

وَبِهٰذَا ظَهَرَ أَنَّ الْجُزْءَ الْأَوَّلَ سَبَبٌ لِلْوُجُوْبِ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ طَرِيْقَانِ۔ أَحَدُهُمَا نَقْلُ السَّبَبِيَّةِ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ إِلَى الثَّانِيْ إِذَا لَمْ يُؤَدِّ فِي الْجُزْءِ الْأَوَّلِ ثُمَّ إِلَى الثَّانِيْ وَالثَّالِثِ وَالرَّابِعِ إِلٰى أَنْ يَنْتَهِيَ إِلٰى آخِرِ الْوَقْتِ فَيَتَقَرَّرُ الْوُجُوْبُ حِيْنَئِذٍ وَيُعْتَبَرُ حَالُ الْعَبْدِ فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ وَيُعْتَبَرُ صِفَةُ ذٰلِكَ الْجُزْءِ۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ سبب وجوب پہلے وقت سے دوسرے وقت کی جانب نقل کر جائے گا کہ جب پہلے حصہ میں ادا نہیں کر سکا تو دوسرے میں پھر تیسرے میں اور پھر چوتھے میں حتیٰ کہ آخری وقت تک منتقل ہوتا رہے گا۔ تو اب آخری وقت میں اس کا واجب ہونا یقینی ہو جائے گا۔ اب اس وقت بندے کی حالت کا لحاظ کیا جائے گا اور اس وقت کی صفت و کیفیت کا لحاظ کیا جائے گا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
تَعْلِيْقٌ:	معلق کرنا۔ لٹکانا۔ مشروط کرنا مصدر از باب تفعیل۔
يَنْتَهِيْ:	وہ ختم ہوا۔ وہ انتہا کو پہنچا۔ مضارع از باب افتعال ناقص یائی۔
اَلتَّنَافِيْ:	منافی ہونا۔ مخالف کرنا۔ مصدر از باب مفاعلہ ناقص یائی۔
أُضِيْفَ:	وہ منسوب ہوا۔ اس کی نسبت کی گئی۔ ماضی مجہول از باب افعال۔
لَا يَتَوَجَّهُ:	وہ متوجہ نہیں ہوا۔ اس نے توجہ نہیں کی۔ نفی از باب تفعل مثال واوی۔
مُثْبِتٌ:	ثابت کرنے والا۔ کسی چیز کو ثابت کرنے والا۔ اسم فاعل از باب افعال۔

اَلْمَنْكُوحَةُ: شادی شدہ عورت، وہ عورت جس کا نکاح ہوا ہو۔ اسم مفعول از باب (ض)

لَا يَتَنَاوَلُهُ: وہ تناول نہیں کرتا۔ وہ اسے پکڑتا نہیں وہ شامل نہیں نفی از باب تفاعل۔

أَدِّ: ادا کرو۔ تو ادا کر۔ تو اسے ادا کر۔ واحد مذکر حاضر از باب تفعیل۔

اَلْمُغْمٰى: بے ہوش آدمی جس پر بیہوشی طاری ہو۔ اسم مفعول از باب افعال ناقص یائی۔

اِتْمَامٌ: پورا کرنا، مکمل کرنا۔ کسی کام کو پورا کرنا۔ مصدر از باب افعال مضاعف۔

وَبَيَانُ اِعْتِبَارِ حَالِ الْعَبْدِ فِيْهِ اِنَّهُ لَوْ كَانَ صَبِيًّا فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ بَالِغًا فِي ذٰلِكَ الْجُزْءِ اَوْ كَانَ كَافِرًا فِي الْوَقْتِ مُسْلِمًا فِي ذٰلِكَ الْجُزْءِ اَوْ كَانَتْ حَائِضًا اَوْ نُفَسَاءَ فِي اَوَّلِ الْوَقْتِ طَاهِرَةً فِي ذٰلِكَ الْجُزْءِ وَجَبَتِ الصَّلٰوةُ وَعَلٰى هٰذَا جَمِيْعُ صُوَرِ حُدُوْثِ الْاَهْلِيَّةِ فِي اٰخِرِ الْوَقْتِ۔

پھر دیکھا جائے گا کہ اس وقت میں احکام کے وجوب کی اہلیت ہے یا نہیں۔ مثلاً اگر وہ پہلے وقت میں بچہ ہے اور آخری وقت میں بالغ ہو گیا۔ یا پہلے وقت میں کافر تھا لیکن آخری وقت میں مسلم ہو گیا۔ یا خاتون پہلے وقت میں حیض، نفاس والی تھی لیکن آخری وقت میں پاک ہو گئی تو نماز واجب ہو جائے گی۔ اسی اصول پر آخری وقت میں تمام نئی صورتوں میں واجب کی صلاحیت پائی جائے گی تو نماز واجب ہو جائے گی۔

وَعَلَى الْعَكْسِ بِاَنْ يَحْدُثَ حَيْضٌ اَوْ نِفَاسٌ اَوْ جُنُوْنٌ مُسْتَوْعِبٌ اَوْ اِغْمَاءٌ مُمْتَدٌّ فِي ذٰلِكَ الْجُزْءِ سَقَطَتْ عَنْهُ الصَّلٰوةُ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا فِي اَوَّلِ الْوَقْتِ مُقِيْمًا فِي اٰخِرِهٖ يُصَلِّي اَرْبَعًا وَلَوْ كَانَ مُقِيْمًا فِي اَوَّلِ الْوَقْتِ مُسَافِرًا فِي اٰخِرِهٖ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔

اس کے برعکس اگر آخر وقت میں خاتون پر حیض یا نفاس کی کیفیت پیدا ہو جائے یا پورے دن رات پاگل پن اور بے ہوشی ظاہر ہو جائے تو نماز اس سے ساقط ہو جائے گی۔ اگر کوئی مسافر پہلے وقت میں مسافر ہو جائے تو صرف دو رکعات ادا کرے گا۔

وَبَيَانُ اِعْتِبَارِ صِفَةِ ذٰلِكَ الْجُزْءِ اِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ اِنْ كَانَ كَامِلًا تَقَرَّرَتْ

الْوَظِيْفَةُ كَامِلَةٌ فَلَا يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ بِأَدَائِهَا فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ وَمِثَالُهُ فِيْمَا يُقَالُ اِنَّ اٰخِرَ الْوَقْتِ فِي الْفَجْرِ كَامِلٌ وَاِنَّمَا يَصِيْرُ الْوَقْتُ فَاسِدًا بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ وَذٰلِكَ بَعْدَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ فَيَتَقَرَّرُ الْوَاجِبُ بِوَصْفِ الْكَمَالِ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فِي أَثْنَاءِ الصَّلٰوةِ بَطَلَ الْفَرْضُ لِاَنَّهُ لَا يُمْكِنُهُ اِتْمَامُ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِوَصْفِ النُّقْصَانِ بِاِعْتِبَارِ الْوَقْتِ۔

اس وقت کی کیفیت کا لحاظ رکھیں، اگر تو یہ حصہ کامل ہے تو وجوب مکمل ثابت ہو جائے گا۔ مثلاً صبح کی نماز کا وقت طلوع شمس سے پہلے کا ہے لیکن طلوع شمس کے ساتھ ہی باطل ہو جائے گا اور یہی صورت طلوع شمس کے بعد کی ہو گی۔ لہٰذا فریضے کا وجوب کاملاً ثابت ہو گا اور جب دوران نماز سورج نکل آئے تو نماز باطل ہو جائے گی، کیونکہ اس کے لئے نماز کو مکمل کرنا ناممکن ہے، سوائے اس کے کہ ناقص طور پر پوری ادا کرے۔ کیونکہ وقت ناقص ہے۔

وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ الْجُزْءُ نَاقِصًا كَمَا فِي صَلٰوةِ الْعَصْرِ فَاِنَّ اٰخِرَ الْوَقْتِ وَقْتُ اِحْمِرَارِ الشَّمْسِ وَالْوَقْتُ عِنْدَهٗ فَاسِدٌ فَتَقَرَّرَتِ الْوَظِيْفَةُ بِصِفَةِ النُّقْصَانِ وَلِهٰذَا وَجَبَ الْقَوْلُ بِالْجَوَازِ عِنْدَهٗ مَعَ فَسَادِ الْوَقْتِ۔

اور اگر وہ جزء ناقص ہے جیسا کہ صلاۃ العصر کی صورت میں، کیونکہ نماز عصر کا آخری وقت وہ ہے جب سورج زرد ہو جائے اور یہ وقت باطل ہے۔ لہٰذا اس کا وجوب ایک اعتبار سے ناقص ہو گا اور اسی اصول کی بنا پر نماز عصر کو سورج کے زرد ہونے پر ادا کرنا جائز ہے، اگرچہ یہ وقت فاسد ہے (سبب ہونے کی لحاظ سے)۔

وَالطَّرِيْقُ الثَّانِيْ أَنْ يُجْعَلَ كُلُّ جُزْءٍ مِنْ أَجْزَاءِ الْوَقْتِ سَبَبًا لَا عَلٰى طَرِيْقِ الْاِنْتِقَالِ فَاِنَّ الْقَوْلَ بِهٖ قَوْلٌ بِاِبْطَالِ السَّبَبِيَّةِ الثَّابِتَةِ بِالشَّرْعِ وَلَا يَلْزَمُ عَلٰى هٰذَا تَضَاعُفُ الْوَاجِبِ فَاِنَّ الْجُزْءَ الثَّانِيْ اِنَّمَا أَثْبَتَ عَيْنَ مَا أَثْبَتَهُ الْجُزْءُ الْأَوَّلُ فَكَانَ مِنْ بَابِ تَرَادُفِ الْعِلَلِ وَكَثْرَةِ الشُّهُوْدِ فِيْ بَابِ الْخُصُوْمَاتِ۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وقت کے تمام حصوں میں سے ہر حصہ کو سبب ٹھہرایا جائے اور وقت کو ابتداء سے دوسرے، پھر تیسرے اور انتہائی جزء تک منتقل نہ کیا جائے، کیونکہ اس سے ایک ایسے سبب کا فاسد ہونا لازم آتا ہے جو شریعت سے ثابت ہے۔ نیز یہ بات ملحوظ رہے کہ اس سے اصل حکم کا چند گنا واجب ہونا لازم نہ ہوگا، کیونکہ جو جز اول سے ثابت ہوا تھا وہی جزو ثانی سے ثابت ہے۔ گویا کہ ایک معلول کے لئے کئی مترادف علتیں بیان ہوں یا کسی مقدمے میں کئی گواہ پیش کیے جائیں۔

وَسَبَبُ وُجُوْبِ الصَّوْمِ شُهُوْدُ الشَّهْرِ لِتَوَجُّهِ الْخِطَابِ عِنْدَ شُهُوْدِ الشَّهْرِ وَإِضَافَةُ الصَّوْمِ إِلَيْهِ وَسَبَبُ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ مِلْكُ النِّصَابِ النَّامِي حَقِيْقَةً أَوْ حُكْمًا وَبِاعْتِبَارِ وُجُوْبِ السَّبَبِ جَازَ التَّعْجِيْلُ فِي بَابِ الْأَدَاءِ۔

روزے کے واجب ہونے کا سبب ماہ رمضان کی آمد ہے کیونکہ اس ماہ کی موجودگی امت مسلمہ پر روزہ کے وجوب کا سبب ہے۔ اور روزہ اس ماہ کی طرف منسوب ہے۔ اور زکوۃ کے وجوب کا سبب کسی شخص کا صاحب نصاب ہونا ہے خواہ مال حقیقتاً نامی ہو یا حکماً۔ سبب کی موجودگی کی وجہ سے ہمارے ہاں پیشگی زکوۃ ادا کرنا جائز ہے۔

وَسَبَبُ وُجُوْبِ الْحَجِّ الْبَيْتِ لِإِضَافَتِهِ إِلَى الْبَيْتِ وَعَدَمِ تَكْرَارِ الْوَظِيْفَةِ فِي الْعُمْرِ وَعَلٰى هٰذَا لَوْ حَجَّ قَبْلَ وُجُوْدِ الْاِسْتِطَاعَةِ يَنُوْبُ ذٰلِكَ عَنْ حَجَّةِ الْإِسْلَامِ لِوُجُوْدِ السَّبَبِ وَبِهِ فَارَقَ أَدَاءُ الزَّكٰوةِ قَبْلَ وُجُوْدِ النِّصَابِ لِعَدَمِ السَّبَبِ۔

حج کے وجوب کا سبب بیت اللہ ہے، کیونکہ قرآن مجید میں حج کو بیت اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور دوسری دفعہ حج کرنا فرض نہیں۔ چنانچہ اگر کسی شخص نے طاقت کی موجودگی سے پہلے حج کر لیا تو یہ جائز ہے کیونکہ سبب (بیت اللہ پایا جاتا) ہے اسی بنیاد پر نصاب کی موجودگی سے قبل زکوۃ کی ادائیگی اور مذکورہ پیشگی حج میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

وَسَبَبُ وُجُوْبِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ رَأْسٌ يَمُوْنُهُ وَيَلِيْ عَلَيْهِ وَبِاعْتِبَارِ السَّبَبِ يَجُوْزُ التَّعْجِيْلُ حَتّٰى جَازَ أَدَاؤُهَا قَبْلَ يَوْمِ الْفِطْرِ وَسَبَبُ وُجُوْبِ الْعُشْرِ

اَلْاَرَاضِی النَّامِیَةِ بِحَقِیْقَةِ الرَّیْعِ وَسَبَبُ وُجُوْبِ الْخَرَاجِ اَلْاَرَاضِی الصَّالِحَةُ لِلزِّرَاعَةِ فَکَانَتْ نَامِیَةٌ حُکْمًا۔

صدقہ فطر کے وجوب کا سبب ایسے افراد کی زندگی اور سلامتی ہے، جس پر کسی شخص کو حق ولایت حاصل ہے اور وہ اس کا کفیل بھی ہے۔ چنانچہ اسی سبب کو سامنے رکھتے ہوئے اسکا پیشگی ادا کرنا جائز ہے (کیونکہ سب افراد موجود ہیں) عشر کے وجوب کا سبب نامی زمین ہے جس سے غلہ حاصل ہوتا ہے (اس کے مخالف) خراج کے وجوب کا سبب زمین کا قابل کاشت ہونا ہے، کیونکہ وہ اگرچہ اصول میں نامی نہیں لیکن حکماً ضروری ہے۔

وَسَبَبُ وُجُوْبِ الْوُضُوْءِ لِلصَّلٰوةِ عِنْدَ الْبَعْضِ وَلِهٰذَا وَجَبَ الْوُضُوْءُ عَلٰی مَنْ وَجَبَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَلَا وُضُوْءَ عَلٰی مَنْ لَا صَلٰوةَ عَلَیْهِ وَقَالَ الْبَعْضُ سَبَبُ وُجُوْبِهِ الْحَدَثُ وَوُجُوْبُ الصَّلٰوةِ شَرْطٌ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ مُحَمَّدٍ ؒ ذٰلِكَ نَصًّا وَسَبَبُ وُجُوْبِ الْغُسْلِ الْحَیْضُ وَالنِّفَاسُ وَالْجَنَابَةُ۔

بعض علماء کے ہاں وضو کے وجوب کا سبب نماز ہے اس لیے وضو اس پر واجب ہوگا جس پر نماز واجب ہوگی اور جس پر نماز واجب نہیں (مثلاً حائضہ اور نفاس والی خاتون) اس پر واجب نہ ہوگا۔ اور بعض کے ہاں وضو کے وجوب کا سبب اور غسل کے وجوب کا سبب حدیث ہے اور نماز کو وجوب شرط ہے اور امام محمدؒ سے یہی رائے بطور نص منقول ہے۔ حیض، نفاس اور جنابت کے غسل کے وجوب کا سبب بھی یہی ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
لَا یُمْکِنُهٗ:	وہ ممکن نہیں۔ اس کا امکان نہیں۔ نفی از باب افعال۔
حُدُوْثٌ:	واقع ہونا، نیا ہونا۔ حادث ہونا۔ مصدر از باب (ن) صحیح۔
مُمْتَدٌّ:	بڑھنے والا۔ پھیلنے والا زیادہ ہونے والا۔ اسم فاعل، از باب افتعال۔
اَلْمَکْرُوْهَةُ:	ناپسندیدہ چیز۔ مکروہ وقت کراہت والی چیز۔ اسم مفعول از باب (س)
یُصَلِّیْ:	وہ نماز پڑھتا ہے۔ وہ نماز پڑھاتا ہے۔ مضارع از باب تفعیل۔

نُفَسَاءُ: نفاس والی عورت، نفاس کا خون جو بچے کی پیدائش کے وقت آتا ہے۔
يَصِيرُ: وہ پھرتا ہے وہ منتقل ہوتا ہے، مضارع از باب (ض) اجوف یائی۔
تُضَاعُفُ: دوگنا چگنا ہونا۔ دوچند ہونا۔ مصدر از باب تفاعل۔
تَكْرَارٌ: دوبار ہونا، ایک کام کو دوبار کرنا۔ مکرر کرنا مصدر از باب تفاعل۔
تَرَادُفُ: مترادف ہونا۔ دونوں کا ہم معنی ہونا۔ مصدر از باب تفاعل۔
اَلنَاحِي: بڑھنے والا، زیادہ ہونے والا۔ اسم فاعل از باب (ن) ناقص واوی۔
التَّعْجِيْلُ: جلدی کام کرنا، فوری کرنا۔ مصدر از باب تفعیل صحیح است۔
اِسْتِطَاعَةٌ: طاقت رکھنا۔ قوت رکھنا۔ مصدر از باب استفعال اجوف۔
يَمُوْنُهُ: نان ونفقہ جمع کرنا۔ جو ذخیرہ جمع کرے۔ مضارع از باب (ن) اجوف واوی۔
فَارَقَ: وہ جدا ہوا۔ وہ الگ ہوا۔ ماضی از باب مفاعلہ۔

مشقی سوالات

۳۱۵۔ سبب اور علت کسے کہتے ہیں؟
۳۱۶۔ علماء احناف کا موقف کیا ہے؟
۳۱۷۔ سبب علت کے معنی میں کب ہوتا ہے؟
۳۱۸۔ غیر سبب مجازی سبب کب تصور کیا جاتا ہے؟
۳۱۹۔ احکام شرعیہ کے اسباب بیان کریں۔
۳۲۰۔ تمام نمازوں کی فرضیت سبب کیا ہے؟
۳۲۱۔ وجوب صلوۃ کی اہمیت بیان کریں؟
۳۲۲۔ نماز ساقط کب ہوتی ہے؟
۳۲۳۔ اوقات مکروہہ کون سے ہیں؟
۳۲۴۔ روزہ کی فرضیت کا سبب بیان کریں۔
۳۲۵۔ حج کی فرضیت کب ہوتی ہے؟



فَصْلٌ

قَالَ الْقَاضِیْ الْاِمَامُ اَبُوْ زَیْدٍ رحمہ اللہ اَلْمَوَانِعُ اَرْبَعَةُ اَقْسَامٍ: مَانِعٌ یَمْنَعُ اِنْعِقَادَ الْعِلَّةِ وَمَانِعٌ یَمْنَعُ تَمَامَهَا وَمَانِعٌ یَمْنَعُ اِبْتِدَاءَ الْحُكْمِ وَ مَانِعٌ یَمْنَعُ دَوَامَهٗ۔ وَنَظِیْرُ الْاَوَّلِ۔ بَیْعُ الْحُرِّ وَالْمَیْتَةِ وَالدَّمِ فَاِنَّ عَدَمَ الْمَحَلِّیَّةِ یَمْنَعُ اِنْعِقَادَ التَّصَرُّفِ عِلَّةً لِاِفَادَةِ الْحُكْمِ۔

موانع اور اس کی اقسام:

قاضی ابوزید کہتے ہیں کہ موانع کی چار اقسام ہیں:

۱۔ وہ مانع ہے جو علت اور سبب کے منعقد ہونے کو منع کر دے۔

۲۔ وہ مانع ہے جو علت کے مکمل ہونے کو منع کر دے۔

۳۔ وہ مانع ہے جو ابتدائے حکم کو منع کر دے۔

۴۔ وہ مانع ہے جو حکم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منع کرے۔

پہلی کی مثال یہ ہے کہ آزاد آدمی، خون اور مردار کی تجارت حرام ہے۔ کیونکہ ان کا حرام ہونا تصرف بیع کے منعقد کرنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے اور بیع سے ملک حاصل نہیں ہوتی۔ (کیونکہ علت کا انعقاد مفقود ہے)

وَعَلٰى هٰذَا سَائِرُ التَّعْلِیْقَاتِ عِنْدَنَا فَاِنَّ التَّعْلِیْقَ یَمْنَعُ اِنْعِقَادَ التَّصَرُّفِ عِلَّةً قَبْلَ وُجُوْدِ الشَّرْطِ عَلٰى كَمَا ذَكَرْنَاهُ وَلِهٰذَا لَوْ حَلَفَ لَا یُطَلِّقُ اِمْرَاَتَهٗ فَعَلَّقَ طَلَاقَ اِمْرَاَتِهٖ بِدُخُوْلِ الدَّارِ لَا یَحْنُثُ۔

ہماری رائے میں اسی اصول پر تمام تعلیقات کا حکم ہے کیونکہ تعلیق تصرف کے انعقاد میں شرط کے وجود سے قبل مانع ہے، جیسا کہ مذکورہ سطروں میں اسے تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دے گا پھر یہ شرط عائد کر دی کہ اگر وہ گھر میں داخل ہوئی تو اس پر طلاق تو ایسا کرنے سے وہ اپنی قسم توڑنے والا شمار نہ ہو گا۔

وَمِثَالُ الثَّانِي: هَلَاكُ النِّصَابِ فِي أَثْنَاءِ الْحَوْلِ وَامْتِنَاعُ أَحَدِ الشَّاهِدَيْنِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَرَدُّ شَطْرِ الْعَقْدِ۔

وَمِثَالُ الثَّالِثِ: اَلْبَيْعُ بِشَرْطِ الْخِيَارِ وَبَقَاءِ الْوَقْتِ فِي حَقِّ صَاحِبِ الْعُذْرِ۔

دوسری قسم کی مثال یہ ہے کہ سال کے دوران میں اگر نصاب ضائع ہو جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی کیونکہ نصاب کا ہونا ہی ادائیگی زکوٰۃ کی علت تھا، لیکن (حولان حول) سال مکمل نہ ہونے کی وجہ سے یہ علت پوری نہ ہوئی۔ اسی طرح اگر دو گواہوں میں سے ایک گواہ شہادت نہ دے تو مقدمہ ثابت نہ ہو گا۔ کیونکہ گواہی دو گواہوں سے مکمل ہوتی ہے اور نکاح کا اگر (ایجاب و قبول کا) ایک پہلو رد کر دیا جائے (تو نکاح نافذ نہ ہو گا کیونکہ ایجاب و قبول ہی نکاح کی علت ہے) تیسری قسم کی مثال یہ ہے کہ ایجاب و قبول سے بیع کا انعقاد ہو جائے گا لیکن بیع میں اختیار کی شرط ہو (یعنی اگر وہ چاہے تو مقرر وقت تک اس بیع کو منسوخ کر سکتا ہے) اسی طرح معذور کے لیے ابھی وقت باقی ہو (تب تک اس پر وضو کرنا ضروری نہ ہو گا)

وَمِثَالُ الرَّابِعِ خِيَارُ الْبُلُوْغِ وَالْعِتْقِ وَالرُّؤْيَةِ وَعَدَمُ الْكَفَاءَةِ وَالْإِنْدِمَالِ فِي بَابِ الْجِرَاحَاتِ عَلَى هٰذَا الْأَصْلِ وَهٰذَا عَلَى اعْتِبَارِ جَوَازِ تَخْصِيْصِ الْعِلَّةِ الشَّرْعِيَّةِ۔

چوتھی قسم کی مثال یہ ہے کہ جب مانع حکم کو ہمیشہ کے لئے منع کر دے۔ بالغہ لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہو گا۔ اسی طرح لونڈی کو اختیار آزادی حاصل ہو گا۔ ایسے ہی بائع کو خیار رؤیت (سودا دیکھنے کا اختیار) حاصل ہو گا۔ اسی طرح عدم کفایت کا بھی لحاظ ہو گا۔ اسی اصول کے تحت اگر زخمی کے زخم صحیح ہو جائیں تو اس کو بھی اصل پر قیاس کیا جائے گا۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلتَّعْلِيْقُ:	تعلیق کی جمع التعلیق سے۔ معلق کرنا۔ معلق چیزیں مصدر از باب تفعیل۔
لَا يُطَلِّقُ:	وہ طلاق نہیں دے گا، وہ چھوڑے گا نہیں۔ مضارع نفی از باب تفعیل۔
مَانِعٌ:	روکنے والی چیز، رکاوٹ، اس کی جمع موانع ہے اسم فاعل۔

اِمْتِنَاعٌ: رو کنا، باز کرنا۔ رُوکنا، باز ہونا۔ ممنوع ہونا۔ مصدر از باب افتعال۔
رَدٌّ: لوٹانا۔ جواب دینا۔ رد کرنا کسی چیز کو رد کرنا۔ مصدر از باب۔

فَأَمَّا عَلٰى قَوْلِ مَنْ لَا يَقُوْلُ بِجَوَازِ تَخْصِيْصِ الْعِلَّةِ فَالْمَانِعُ عِنْدَهٗ ثَلٰثَةُ أَقْسَامٍ مَانِعٌ يَمْنَعُ ـ اِبْتِدَاءَ الْعِلَّةِ وَ مَانِعٌ يَمْنَعُ تَمَامَهَا وَمَانِعٌ يَمْنَعُ دَوَامَ الْحُكْمِ وَأَمَّا عِنْدَ تَمَامِ الْعِلَّةِ. فَيَثْبُتُ الْحُكْمُ لَا مَحَالَةَ وَعَلٰى هٰذَا كُلُّ مَا جَعَلَهُ الْفَرِيْقُ الْأَوَّلُ مَانِعًا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ جَعَلَهُ الْفَرِيْقُ الثَّانِيْ مَانِعًا لِتَمَامِ الْعِلَّةِ وَعَلٰى هٰذَا الْأَصْلِ يَدُوْرُ الْكَلَامُ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ۔

لیکن یہ سب مسئلے شرعی علت کی تخصیص کا اعتبار کرنے کی صورت میں ہیں اور جو علت کی تخصیص کے جواز کا قائل نہیں ہے، اس کے ہاں موانع علت تین ہیں:

۱۔ وہ مانع جو حکم کو ہمیشہ کے لئے منع کر دے۔

۲۔ وہ مانع جو علت کے مکمل ہونے کو منع کر دے۔

۳۔ وہ مانع جو حکم کو ہمیشہ کیلئے منع کر دے۔

لیکن علت کی تکمیل کے وقت یقیناً حکم ثابت ہو گا۔ چنانچہ اس مذکورہ بالا اختلاف کی بنیاد پر جس امر کو پہلے فریق نے حکم کے ثبوت میں مانع قرار دیا ہے اس کو دوسرے فریق نے تمام علت کا مانع قرار دیا ہے۔ اور اسی اصول اختلاف کے مطابق دو طریقوں میں مسائل کی بحث کی جائے گی۔

فَصْلٌ

اَلْفَرْضُ لُغَةً هُوَ التَّقْدِيْرُ وَمَفْرُوْضَاتُ الشَّرْعِ وَمُقَدَّرَاتُ بِحَيْثُ لَا يَحْتَمِلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ وَفِي الشَّرْعِ مَا ثَبَتَ بِدَلِيْلٍ قَطْعِيٍّ لَا شُبْهَةَ فِيْهِ وَحُكْمُهٗ لُزُوْمُ الْعَمَلِ بِهٖ وَالْاِعْتِقَادِ بِهٖ۔

فرض، وجوب، سنت اور نفل کی وضاحت:

فرض کے لغوی معنی اندازہ کرنے کے ہیں۔ اسلامی شریعت کے مفروضات اور

مقررات سے مراد وہ امور ہیں جن میں نقص اور زیادتی کا امکان نہ ہو۔ اور اسلامی شریعت کی اصطلاح میں فرض وہ شرعی حکم ہے جو ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہو جس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور اس فرض کا حکم ہے کہ اس پر اعتقاد اور عمل دونوں واجب ہیں۔ (حتی کہ اس کا چھوڑنے والا فاسق گردانا جائے گا)

وَالْوُجُوْبُ هُوَ السُّقُوْطُ يَعْنِي مَا يَسْقُطُ عَلَى الْعَبْدِ بِلَا اِخْتِيَارٍ مِنْهُ وَقِيْلَ هُوَ مِنَ الْوَجْبَةِ وَهُوَ الْاِضْطِرَابُ سُمِّيَ الْوَاجِبُ بِذٰلِكَ لِكَوْنِهِ مُضْطَرِبًا بَيْنَ الْفَرْضِ وَالنَّفْلِ فَصَارَ فَرْضًا فِي حَقِّ الْعَمَلِ حَتّٰى لَا يَجُوْزَ تَرْكُهُ وَنَفْلًا فِي حَقِّ الْاِعْتِقَادِ فَلَا يَلْزَمُنَا الْاِعْتِقَادُ بِهٖ جَزْمًا وَفِي الشَّرْعِ هُوَ مَا ثَبَتَ بِدَلِيْلٍ فِيْهِ شُبْهَةٌ كَالْاٰيَةِ الْمُأَوَّلَةِ وَالصَّحِيْحِ مِنَ الْاٰحَادِ وَحُكْمُهُ مَا ذَكَرْنَا۔

وجوب کے لغوی معنی گرنے کے ہیں۔ یعنی امور جو بندے پر بغیر اختیار کے آپڑے ہیں اور اب ان کی ادائیگی لازمی ہوگئی ہے۔ اور دوسرا قول یہ "وجبہ" سے نکلا ہے جس کا لغوی معنی بے چینی اور بدسکونی ہے۔ واجب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ نہ یہ فرض ہے، نہ نفل، بلکہ دونوں کے درمیان درمیان ہے۔ لہٰذا یہ عمل کے لحاظ سے فرض ہوگا کہ کسی صورت بھی اسکا ترک کرنا جائز نہیں لیکن عقائد کے لحاظ سے نفل گردانا جائے گا۔ اس پر یقینی طور پر اعتقاد رکھنا ضروری نہ ہوگا۔ اور اسلامی شریعت میں واجب وہ شرعی حکم ہے جو اس دلیل کے ذریعہ ثابت ہو جس میں کوئی شک موجود ہو۔ جیسے کسی آیت کی تاویل کی گئی ہو اور اس سے کوئی حکم ثابت کیا جائے) یا صحیح خبر واحد (اور اس سے حکم اخذ کیا جائے اور اس کا حکم بھی ہے جو ہم نے ابھی اوپر بیان کیا ہے۔)

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْمَوَانِعُ:	مفرد مانع، روکنے والی کئی اقسام اور چیزیں۔
اِنْعِقَادٌ:	منعقد کرنا۔ عقد نکاح کو منعقد کرنا۔ مصدر از باب انفعال۔

دَوَامُهٗ: اس کا ہمیشہ ہونا۔ دائم ہونا کسی چیز کی ہمیشگی کرنا اجوف واوی۔
اِفَادَةٌ: فائدہ دینا، کسی شخص کو فائدہ دینا، مفید ہونا، مصدر از باب افعال اجوف واوی۔
اِنْدِمَالٌ: درست ہونا۔ زخم کا خشک ہونا۔ صحیح ہونا۔ مصدر از باب انفعال۔
مَفْرُوْضَةٌ: فرض نماز، ضروری کام، اس کی جمع مفروضات بمعنی واجبات۔
مُقَدَّرَاتٌ: اس کا واحد مقدرۃ، مقرر احکام۔ ضروری کام۔ فیصلہ جات۔
تَخْصِيْصٌ: کسی چیز کو خاص کرنا۔ مخصوص کرنا۔ مصدر از باب تفعیل مضاعف۔
اَلرُّؤْيَةُ: دیکھنا، دیدار الٰہی برحق ہے۔ اللہ کا دیدار کرنا، مصدر از باب (ف)
اَلْاِضْطِرَابُ: پریشان ہونا۔ متردد ہونا۔ مضطرب ہونا، مصدر از باب افتعال۔
اَلْمُأَوَّلَةُ: تاویل کی ہوئی۔ آیت کی تاویل بیان کرنا مصدر از باب تفعیل مہموز الفا اجوف واوی۔
اَلْمَسْلُوْكَةُ: طریقہ مسلوکہ وہ راستہ جس پر چلنا ہو۔ اسم مفعول از باب (ن)
عَضُّوْا: تم مضبوطی سے عمل کرو۔ تم عمل کرو، امر حاضر از باب (ن) مضاعف۔
يُثَابُ: وہ ثواب دیا جائے گا، وہ کام ثواب والا ہے، مضارع مجہول از باب (ن)
اَلتَّاكِيْدَةُ: تاکید کرنا، مؤکد کرنا، کام پختہ کرنا، مصدر از باب تفعیل اجوف۔
عَوْدٌ: لوٹنا، پھرنا، رجوع کرنا، مصدر از باب (ن) اجوف واوی۔
وَلَا يُعَاقَبُ: وہ عمل قابل سزا نہیں ہے۔ مضارع مجہول از باب مفاعلہ۔
مُفْتَرِضٌ: فرض نماز پڑھنے والا۔ متنفل۔ نفلی نماز پڑھنے والا۔

وَالسُّنَّةُ عِبَارَةٌ عَنِ الطَّرِيْقَةِ الْمَسْلُوْكَةِ الْمَرْضِيَّةِ فِي بَابِ الدِّيْنِ سَوَاءٌ كَانَتْ مِنْ رَسُوْلِهٖ ﷺ اَوْ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَعْدِيْ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ) وَحُكْمُهَا اَنْ يُطَالَبَ الْمَرْءُ بِاِحْيَائِهَا وَيَسْتَحِقُّ اللَّائِمَةَ بِتَرْكِهَا اِلَّا اَنْ يَتْرُكَهَا بِعُذْرٍ۔

وَالنَّفْلُ عِبَارَةٌ عَنِ الزِّيَادَةِ وَالْغَنِيْمَةِ تُسَمّٰى نَفْلًا لِاَنَّهَا زِيَادَةٌ عَلٰى مَا هُوَ

الْمَقْصُوْدُ مِنَ الْجِهَادِ وَفِي الشَّرْعِ عِبَارَةٌ عَمَّا هُوَ زِيَادَةٌ عَلَى الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ وَحُكْمُهُ أَنْ يُثَابَ الْمَرْءُ عَلَى فِعْلِهِ وَلَا يُعَاقَبُ بِتَرْكِهِ وَالنَّفْلُ وَالتَّطَوُّعُ نَظِيْرَانِ۔

سنت سے مراد دین کا وہ پسندیدہ معمول، مروجہ طریقہ ہے جس کو شریعت میں اختیار کیا گیا ہو۔ وہ خواہ رسول کریم ﷺ سے ثابت ہو یا صحابہ سے منقول ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''تم پر واجب ہے کہ میرے طریقے کو اور میرے بعد آنے والے خلفاء کے طریقے کو اختیار کو (مضبوطی سے) تھام لو''۔ سنت کا حکم یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے چھوڑنے کی وجہ سے وہ قابل مذمت قرار پائے گا، اِلّا یہ کہ اس نے کسی عذر کی بنیاد پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

نفل کا لغوی معنی زائد چیز کے ہیں۔ (مال) غنیمت کو نفل اس لیے کہتے ہیں کہ یہ جہاد کے حقیقی مقصود کے علاوہ حاصل ہوتی ہے (کیونکہ جہاد کا حقیقی مقصود تو اللہ کے کلمہ کی سر بلندی اور کفر کا خاتمہ ہے لیکن مال مفت میں ہاتھ آتا ہے) شرعی اصطلاح میں فرائض اور واجبات کے ساتھ عمل کو نفل کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو نفلی معاملات انجام دینے پر اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، لیکن اگر وہ اسے کسی عذر کے بغیر چھوڑ دے تب بھی اس پر پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔ نفل اور تطوع مترادف الفاظ ہیں۔

فَصْلٌ اَلْعَزِيْمَةُ

هِيَ الْقَصْدُ إِذَا كَانَ فِي نِهَايَةِ الْوَكَادَةِ وَلِهٰذَا قُلْنَا إِنَّ الْعَزْمَ عَلَى الْوَطْيِ عَوْدٌ فِي بَابِ الظِّهَارِ لِأَنَّهُ كَالْمَوْجُوْدِ فَجَازَ أَنْ يُعْتَبَرَ مَوْجُوْدًا عِنْدَ قِيَامِ الدَّلَالَةِ وَلِهٰذَا لَوْ قَالَ أَعْزِمُ يَكُوْنُ حَالِفًا۔

عزیمت اور رخصت کا بیان

عزیمت کا لغوی و شرعی مفہوم:

عزیمت کا لغوی معنی قصد اور ارادہ کرنا ہے جس وقت آخری درجہ کی تاکید موجود ہو۔

اسی لیے ہم احناف کا قول ہے کہ اگر کوئی مظاہر کفارہ کے دوران ہی اپنی بیوی سے ہم بستری کا پختہ ارادہ کر لے تو گویا کہ اس نے اس کا ارتکاب کر لیا ہے، گویا کہ یہ عزم بمنزلہ موجود کے ہے۔ کیونکہ تاکیدی قصد فعل کو انجام دینا ہے۔ جب اس پر کوئی قرینہ دلالت کرے۔

اسی لیے اگر کوئی شخص کہے أَعزِمُ (میں پختہ ارادہ کرتا ہوں) تو وہ قسم اٹھانے والا ہوگا۔

وَفِي الشَّرْعِ عِبَارَةٌ عَمَّا لَزِمَنَا مِنَ الْأَحْكَامِ ابْتِدَاءً سُمِّيَتْ عَزِيْمَةً لِأَنَّهَا فِي غَايَةِ الْوَكَادَةِ لِوَكَادَةِ سَبَبِهَا وَهُوَ كَوْنُ الْآمِرِ مُفْتَرِضُ الطَّاعَةِ بِحُكْمِ أَنَّهُ إِلٰهُنَا وَنَحْنُ عَبِيْدُهُ وَأَقْسَامُ الْعَزِيْمَةِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْفَرْضِ وَالْوَاجِبِ۔

شرعی معنیٰ

شرعی اصطلاح میں عزیمت وہ احکام الٰہی ہیں جو شروع میں ہم پر لازم ہوئے۔

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عزیمت میں انتہادرجہ کی تاکید ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کا سبب نہایت موکد ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ حکم دینے والا ہی ہمارا حقیقی معبود ہے جس کے ہم تمام بندے ہیں اور اس کی اطاعت ہم پر فرض اور لازمی ہے۔ عزیمت کی اقسام فرض اور واجب وہی ہیں جو ابھی ہم نے ذکر کر دی ہیں۔

وَأَمَّا الرُّخْصَةُ: فَعِبَارَةٌ عَنِ الْيُسْرِ وَالسُّهُوْلَةِ وَفِي الشَّرْعِ صَرْفُ الْأَمْرِ مِنْ عُسْرٍ إِلَى يُسْرٍ بِوَاسِطَةِ عُذْرٍ فِي الْمُكَلَّفِ وَأَنْوَاعُهَا مُخْتَلِفَةٌ لِإِخْتِلَافِ أَسْبَابِهَا وَهِيَ أَعْذَارُ الْعِبَادِ وَفِي الْعَاقِبَةِ تَؤُوْلُ إِلَى نَوْعَيْنِ

رخصت کا لغوی اور شرعی مفہوم:

رخصت کا لغوی معنیٰ: یہ آسانی اور نرمی و سہولت سے عبارت ہے۔

شرعی تعریف: شرعی اصطلاح میں مکلف کے شرعی معذور ہونے کی وجہ سے مشکل حکم کو آسانی اور سہولت کی طرف پھیرنے کو رخصت کہتے ہیں۔ اس کے مختلف اسباب کی وجہ سے اس رخصت کی اقسام مختلف ہیں، وہ بندوں کے مختلف شرعی عذر ہیں۔ گویا کہ بندوں کے مختلف عذروں کے مختلف ہونے کی بناء پر رخصت کی اقسام بھی مختلف ہیں۔ بالآخر

اس کی دو اقسام ہیں۔

أَحَدُهُمَا رُخصَةُ الْفِعْلِ مَعَ بَقَاءِ الْحُرْمَةِ بِمَنْزِلَةِ الْعَفْوِ فِي بَابِ الْجِنَايَةِ وَذٰلِكَ نَحْوُ اِجْرَاءِ كَلِمَةِ الْكُفْرِ عَلَى اللِّسَانِ مَعَ اِطْمِينَانِ الْقَلْبِ عِنْدَ الْاِكْرَاهِ وَسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ وَاِتْلَافِ مَالِ الْمُسْلِمِ وَقَتْلِ النَّفْسِ ظُلْمًا وَحُكْمُهُ أَنَّهُ لَوْ صَبَرَ حَتّٰى قُتِلَ يَكُوْنُ مَاجُوْرًا لِاِمْتِنَاعِهٖ عَنِ الْحَرَامِ تَعْظِيْمًا لِنَهْيِ الشَّارِعِ ﷺ۔

اول قسم: کسی کام کی حرمت کو باقی رکھنے کے باوجود رخصت دینا ہے، مثلاً کسی جرم کو معاف کر دینا۔ جیسے: کسی شخص کی زبان پر زبردستی کفریہ کلمہ کا جاری ہونا جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، یا کوئی نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمہ جبراً کہلوائے۔ (العیاذ باللہ) یا کسی مسلمان کا مال تلف کرائے یا کسی کو ظلماً قتل کرائے۔

اس قسم کا حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ شخص صبر کرے یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا جائے تو وہ اجر و ثواب پائے گا، کیونکہ وہ شارع ﷺ کی نہی کی تعظیم کرتے ہوئے حرام کام سے بچا رہا۔ گویا کہ اس نے اس کا ارتکاب نہیں کیا۔

وَالنَّوْعُ الثَّانِي: تَغْيِيْرُ صِفَةِ الْفِعْلِ بِأَنْ يَصِيْرَ مُبَاحًا فِي حَقِّهٖ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ﴾ وَذٰلِكَ نَحْوُ الْاِكْرَاهِ عَلٰى أَكْلِ الْمَيْتَةِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَحُكْمُهُ أَنَّهُ لَوْ اِمْتَنَعَ عَنْ تَنَاوُلِهٖ حَتّٰى قُتِلَ يَكُوْنُ اٰثِمًا بِاِمْتِنَاعِهٖ عَنِ الْمُبَاحِ وَصَارَ كَقَاتِلِ نَفْسِهٖ۔

دوسری قسم: رخصت کی دوسری قسم یہ ہے کہ کسی فعل کی صفت تبدیل ہو جائے کہ وہ مکلف کے حق میں مباح اور جائز ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (جو شخص سخت بھوک میں مجبور ہو جائے کہ وہ گناہ کی طرف مائل نہ ہونے والا ہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور خوب رحم کرنے والا ہے)۔ مثلاً کسی کا بھوک کی وجہ سے مردار کھانے پر اور شدت پیاس کی وجہ سے شراب پینے پر مجبور ہونا، گویا کہ اضطراری حالت میں یعنی جان بچانے کی غرض سے ان چیزوں کا

استعمال جائز ہے۔

اس قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ شخص اس مذکورہ حالت میں ان اشیاء کو استعمال نہ کرے حتی کہ وہ ہلاک ہو جائے تو وہ گنہگار ہو گا کہ اس نے مباح کے استعمال سے پرہیز کیا ہے۔ گویا کہ وہ خود کو قتل کرنے والا ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اِبْتِدَاءٌ:	شروع کرنا۔ آغاز کرنا۔ ابتداء کرنا۔ مصدر از باب افتعال مہموز اللام۔
حَالِفًا:	قسم اٹھانے والا۔ حلف اٹھانے والا۔ حلفیہ بیان دینے والا۔ اسم فاعل از باب (ض)
عُسْرٌ:	تنگی میں ڈالنا، مشکل کام، سختی کرنا۔ مصدر از باب (ن)
يُسْرٌ:	آسانی والا کام۔ آسانی کرنا۔ آسان کام۔ مصدر از باب (ض) مثال یائی۔
اَلْإِكْرَاهُ:	زبردستی کرنا، سختی کرنا۔ کراہت کرنا۔ زبردستی طلاق دینا حرام ہے۔ مصدر از باب افعال۔
سَبٌّ:	گالی دینا، لعنت کرنا، طعن کرنا، برا کہنا، مصدر از باب (ن) مضاعف۔
تُؤَوَّلُ:	تاویل کی گئی۔ کسی چیز کی تاویل کی گئی، مضارع مجہول از باب تفعیل مہموز الفاء اجوف واوی۔
مَأْجُوْرٌ:	اس کو اجر دیا گیا۔ کسی کو ثواب دیا گیا۔ اسم مفعول از باب (ن)
مُبَاحٌ:	جائز کام۔ جس کام میں جواز ہو۔ اسم مفعول از باب افعال۔

فَصْلٌ: اَلْاِحْتِجَاجُ بِلَا دَلِيْلٍ

أَنْوَاعٌ مِنْهَا اَلْاِسْتِدْلَالُ بِعَدَمِ الْعِلَّةِ عَلٰى عَدَمِ الْحُكْمِ مِثَالُهُ اَلْقَيْئُ غَيْرُ نَاقِضٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ وَالْاَخُ لَا يُعْتَقُ عَلَى الْاَخِ لِأَنَّهُ لَا وِلَادَ بَيْنَهُمَا۔

دلیل کے بغیر حجت پکڑنے کی چند اقسام ہیں:

(۱) علت کے نہ ہونے سے حکم کے نہ ہونے پر دلیل پکڑنا۔ مثلاً کسی کا کہنا کہ قے ناقض وضو نہیں ہے کیونکہ وہ سبیلین (قبل و دبر) سے نہیں نکلی۔

دوسری مثال: یا یہ کہنا کہ اگر کوئی بھائی دوسرے غلام بھائی کو خریدے تو وہ خود بخود آزاد نہیں ہو گا کیونکہ ان دونوں کے درمیان ولادت کا سلسلہ ہی نہیں ہے۔

وَسُئِلَ مُحَمَّدٌ رحمہ اللہ أَيَجِبُ الْقِصَاصُ عَلَى شَرِيْكِ الصَّبِيِّ قَالَ لَا لِأَنَّ الصَّبِيَّ رُفِعَ عَنْهُ الْقَلَمُ قَالَ السَّائِلُ فَوَجَبَ أَنْ يَجِبَ عَلَى شَرِيْكِ الْأَبِ لِأَنَّ الْأَبَ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُ الْقَلَمُ فَصَارَ التَّمَسُّكُ بِعَدَمِ الْعِلَّةِ عَلَى عَدَمِ الْحُكْمِ هٰذَا بِمَنْزِلَةِ مَا يُقَالُ لَمْ يَمُتْ فُلَانٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَسْقُطْ مِنَ السَّطْحِ۔

کسی نے امام محمدؒ سے دریافت کیا: اگر بچہ باپ کو قتل کر دے تو کیا اس جرم میں شریک شخص پر قصاص لازم ہو گا؟ تب آپ نے جواب میں فرمایا: قصاص لازم نہیں ہو گا کیونکہ بچہ مرفوع القلم ہے۔ سائل نے دوبارہ سوال کیا۔ اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو کیا اس جرم میں شریک شخص پر قصاص ہو گا کیونکہ باپ تو مرفوع القلم نہیں ہے؟

گویا کہ ذکر کردہ مثال میں علت کے بغیر حکم نہ ہونے پر دلیل پکڑنا ہو گا۔ یہ صورت ایسے ہی ہے کہ کہا جائے کہ فلاں آدمی مرا نہیں ہے کیونکہ وہ بلند سطح (چھت) سے گر کر نہیں فوت ہوا۔

إِلَّا إِذَا كَانَتْ عِلَّةُ الْحُكْمِ مُنْحَصِرَةً فِي مَعْنًى فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى لَازِمًا لِلْحُكْمِ فَيُسْتَدَلُّ بِانْتِفَائِهِ عَلَى عَدَمِ الْحُكْمِ مِثَالُهُ مَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ رحمہ اللہ أَنَّهُ قَالَ وَلَدُ الْمَغْصُوْبَةِ لَيْسَ بِمَضْمُوْنٍ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِمَغْصُوْبٍ وَلَا قِصَاصَ عَلَى الشَّاهِدِ فِي مَسْأَلَةِ شُهُوْدِ الْقِصَاصِ إِذَا رَجَعُوْا لِأَنَّهُ لَيْسَ بِقَاتِلٍ وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْغَصْبَ لَازِمٌ لِضَمَانِ الْغَصْبِ وَالْقَتْلُ لَازِمٌ لِوُجُوْدِ الْقِصَاصِ۔

مگر جس جگہ حکم کی علت کسی خاص معنی میں منحصر ہو تب وہ معنی حکم کو لازم کرے گا۔

اب اس کی نفی سے عدم حکم پر استدلال ہوگا۔ اس کی مثال امام محمدؒ سے مروی ہے کہ (مغصوبہ) کنیز کے بچہ سے ضمان (تاوان) نہیں لیا جائے گا کیونکہ وہ غصب شدہ نہیں ہے۔

جب قتل کے گواہ شہود قصاص کے مسئلہ میں رجوع کر لیں تو ان پر قصاص لازمی نہیں ہوگا، کیونکہ وہ قاتل نہیں ہے۔

اب اول مسئلہ میں غصب کا تاوان ثابت کرنے کے لیے غصب کا وجود لازمی ہے جبکہ دوسرے مسئلہ میں قتل کا قصاص لازم کرنے کے لیے قتل کا وجود لازمی ہے۔

وَ كَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِاسْتِصْحَابِ الْحَالِ تَمَسُّكٌ بِعَدَمِ الدَّلِيْلِ اِذْ وُجُوْدُ الشَّيْئِ لَا يُوْجِبُ بَقَائَهُ فَيَصْلُحُ لِلدَّفْعِ دُوْنَ الْاِلْزَامِ۔

اور اسی طرح استصحاب حال سے دلیل کے بغیر حجت پکڑنا ہے کیونکہ کسی چیز کا وجود اس کی بقا کا موجب نہیں ہے، لہٰذا دفاع کے لیے تو درست ہے لیکن الزام کے قابل نہیں ہے۔

حل لغات:

الفاظ	معانی۔ صیغے۔ گرائمر
اَلْاِحْتِجَاجُ:	حجت اور دلیل پکڑنا، قابل حجت سمجھا، مصدر از باب افتعال مضاعف۔
اِطْمِئْنَانٌ:	امن اور سکون پکڑنا۔ اطمئنان کرنا۔ مصدر از باب افعلال۔
اُضْطُرَّ:	وہ مجبور ہوا، وہ لاچار ہوگیا۔ ماضی مجہول از باب افتعال۔
اَلتَّمَسُّكُ:	دلیل پکڑنا۔ مضبوطی سے عمل کرنا، مضبوطی سے پکڑنا، مصدر از باب تفعل۔
لَمْ يَمُتْ:	وہ مرا نہیں۔ وہ فوت نہیں ہوا۔ جحد معلوم از باب اجوف واوی (ن)
اِنْتِفَائُهُ:	اس کی نفی کرنا۔ کسی چیز کی نفی کرنا۔ مصدر از باب افتعال ناقص۔
اَلْمَغْصُوْبَةُ:	چھینی ہوئی چیز۔ چھینی گئی چیز، غصب کیا ہوا مال۔ اسم مفعول از باب (ن)
اِسْتِصْحَابٌ:	استصحاب۔ کسی چیز کو کسی حالت سے ملانا۔ ساتھی بننا۔ ملنا۔
اِدَّعٰى:	اس نے دعویٰ کیا۔ اس نے مقدمہ کیا۔ ماضی از باب افتعال۔

مَفْقُوْدٌ: وہ گم شدہ مال ہے۔ گم کیا ہوا مال یا آدمی، اسم مفعول از باب (ن)

اِنْدَفَعَ: وہ رک گیا۔ باز آگیا۔ وہ ختم ہو گیا۔ ماضی از باب انفعال۔

اِبْتَدَأَتْ: اس نے شروع کیا۔ اس نے ابتداء کی۔ ماضی از باب افتعال۔

مُنْحَصِرَةٌ: منحصر ہے۔ بند ہے۔ روکی ہوئی ہے۔ اسم فاعل از باب انفعال۔

رُوِیَ: روایت کیا گیا۔ وہ بیان کیا گیا۔ ماضی مجہول از باب (ض) لفیف مفروق۔

وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا مَجْهُوْلُ النَّسَبِ لَوِ ادَّعٰی عَلَيْهِ أَحَدٌ رِقًّا ثُمَّ جَنٰی عَلَيْهِ جِنَايَةً لَا يَجِبُ عَلَيْهِ أَرْشُ الْحُرِّ لِأَنَّ إِيْجَابَ أَرْشِ الْحُرِّ اِلْزَامٌ فَلَا يَثْبُتُ بِلَا دَلِيْلٍ۔

اس اصول کی وجہ سے ہم احناف کا قول ہے کہ مجہول النسب شخص کے متعلق اگر کوئی غلام ہونے کا دعوی کرے پھر اس پر کسی جرم کا ارتکاب کرے جو اس پر واجب نہ ہو تو اس پر آزاد آدمی کا تاوان واجب نہیں ہوگا، کیونکہ تاوان کو واجب کرنا الزام ہے جو دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوگا۔

وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا إِذَا زَادَ الدَّمُ عَلَى الْعَشَرَةِ فِي الْحَيْضِ وَلِلْمَرْأَةِ عَادَةٌ مَعْرُوْفَةٌ رُدَّتْ إِلٰی أَيَّامِ عَادَتِهَا وَالزَّائِدُ اِسْتِحَاضَةٌ لِأَنَّ الزَّائِدَ عَلَى الْعَادَةِ اِتَّصَلَ بِدَمِ الْحَيْضِ وَبِدَمِ الْاِسْتِحَاضَةِ فَاحْتَمَلَ الْأَمْرَيْنِ جَمِيْعًا فَلَوْ حَكَمْنَا بِنَقْضِ الْعَادَةِ لَزِمْنَا الْعَمَلَ بِلَا دَلِيْلٍ۔

اسی بناء پر ہمارا قول ہے کہ جب حیض کا خون دس دن سے زیادہ ہو جائے جبکہ عورت کی عادت معروف مشہور ہو تو اس عورت کو اس کی عادت کی طرف لوٹا دیا جائے گا (یعنی اگر پانچ یا سات دن حیض کا خون آنے کی عادت معروف ہو تو اتنے دن ہی حیض شمار ہوگا) اور زائد خون کو استحاضہ کہیں گے۔ کیونکہ عادت سے زائد خون حیض اور استحاضہ کے خون کے ساتھ مل جائے گا، لہٰذا یہ اب دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔ اب اگر ہم نقض عبادت کا فیصلہ کریں گے تو ہم نے عمل کو بلا دلیل لازم کر دیا جو کہ غیر مناسب ہے۔

وَكَذٰلِكَ إِذَا ابْتَدَأَتْ مَعَ الْبُلُوْغِ مُسْتَحَاضَةً فَحَيْضُهَا عَشَرَةُ أَيَّامٍ لِأَنَّ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ تَحْتَمِلُ الْحَيْضَ وَالْاِسْتِحَاضَةَ فَلَوْ حَكَمْنَا بِارْتِفَاعِ الْحَيْضِ

لَزِمْنَا الْعَمَلَ بِلَا دَلِيْلٍ۔ بِخِلَافِ مَا بَعْدَ الْعَشَرَةِ لِقِيَامِ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ الْحَيْضَ لَا تَزِيْدُ عَلَى الْعَشَرَةِ۔

اسی طرح کسی عورت کو بالغ ہوتے ہی استحاضہ کا خون شروع ہو گیا تو اس کا حیض سات دن کا ہو گا، کیونکہ وہ حیض اور استحاضہ دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔ لہٰذا اگر ہم حیض کے ختم ہونے کا حکم لگا دیں تو ہم نے دلیل کے بغیر عمل کو لازم کر دیا ہے۔ جبکہ اس کے مخالف دس دن کے بعد خون حیض آئے، کیونکہ اس صورت میں دلیل قائم ہے کہ حیض کا خون دس دنوں سے زائد نہیں ہوتا۔

وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنْ لَا دَلِيْلَ فِيْهِ اِلَّا حُجَّةٌ لِلدَّفْعِ دُوْنَ الْاِلْزَامِ مَسْأَلَةُ الْمَفْقُوْدِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْتَحِقُّ غَيْرُهٗ مِيْرَاثَهٗ وَلَوْ مَاتَ مِنْ اَقَارِبِهٖ حَالَ فَقْدِهٖ لَا يَرِثُ هُوَ مِنْهُ فَانْدَفَعَ اِسْتِحْقَاقُ الْغَيْرِ بِلَا دَلِيْلٍ وَلَمْ يَثْبُتْ لَهُ الْاِسْتِحْقَاقُ بِلَا دَلِيْلٍ۔

اس بات کی دلیل کہ جس حکم میں کوئی دلیل نہ ہو وہ صرف دفاع کے لیے حجت ہو سکتا ہے نہ کہ الزام کے لیے۔ اس کی مثال مفقود الخبر کا مسئلہ ہے، کیونکہ اس کے غیر لوگ اس کی وراثت کے حقدار نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس کے مفقود ہونے کی حالت میں اگر کوئی قریبی عزیز فوت ہو گیا تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا۔ لہٰذا دلیل کے بغیر دوسروں کا استحقاق ختم تو ہو گیا ہے لیکن دلیل کے بغیر استحقاق ثابت نہیں ہوا۔

فَاِنْ قِيْلَ قَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ رحمه الله اَنَّهٗ قَالَ لَا خُمُسَ فِي الْعَنْبَرِ لِاَنَّ الْاَثَرَ لَمْ يَرِدْ بِهٖ۔ وَهُوَ التَّمَسُّكُ بِعَدَمِ الدَّلِيْلِ قُلْنَا اِنَّمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِبَيَانِ عُذْرِهٖ فِي أَنَّهٗ لَمْ يَقُلْ بِالْخُمُسِ فِي الْعَنْبَرِ وَلِهٰذَا رُوِيَ اَنَّ مُحَمَّدًا سَأَلَهٗ عَنِ الْخُمُسِ فِي الْعَنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ الْعَنْبَرِ لَا خُمُسَ فِيْهِ قَالَ لِاَنَّهٗ كَالسَّمَكِ فَقَالَ فَمَا بَالُ السَّمَكِ لَا خُمُسَ فِيْهِ قَالَ لِاَنَّهٗ كَالْمَاءِ وَلَا خُمُسَ فِيْهِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

اعتراض: اگر کہا جائے کہ امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ عنبر مچھلی میں پانچواں حصہ

نہیں ہے کیونکہ اسکے بارہ میں کسی صحابی کا قول بیان نہیں ہوا۔ تو یہ دلیل کے بغیر تمسک پکڑنا ہے۔

جواب: ہم جواباً کہیں گے کہ امام صاحب نے معذرت کے طور پر یہ قول ذکر کیا ہے کہ اس عنبر میں خمس نہیں ہے۔ (گویا کہ انہوں نے ثابت نہیں کیا بلکہ اس کے وجوب کو ساقط کیا ہے) اسی لیے امام محمدؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے امام صاحب سے عنبر میں خمس کے بارہ میں سوال دریافت کیا اور کہا عنبر کے متعلق کیا کہتے ہو کہ اس میں خمس نہیں تو تب امام صاحب نے فرمایا۔ کیونکہ وہ مچھلی کی مثل ہے اور مچھلی میں خمس نہیں، اسی طرح اس میں بھی نہیں ہے۔ پھر سوال کیا کہ مچھلی میں کس وجہ سے خمس نہیں؟ تب امام صاحب نے فرمایا کہ مچھلی پانی کی مانند ہے، جبکہ پانی میں خمس نہیں تو مچھلی میں بھی خمس نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اور صحیح ہوگا لازم کرنے کے لئے نہیں۔

وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا مَجْهُوْلُ النَّسَبِ لَوِادَّعٰى عَلَيْهِ أَحَدٌ رِقًّا ثُمَّ جَنٰى عَلَيْهِ جِنَايَةً لَا يَجِبُ عَلَيْهِ جِنَايَةٌ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ اَرْشُ الْحُرِّ لِاَنَّ اِيْجَابَ اِرْشِ الْحُرِّ اِلْزَامٌ فَلَا يَثْبُتُ بِلَا دَلِيْلٍ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا اِذَا زَادَ الدَّمُ عَلَى الْعَشَرَةِ فِي الْحَيْضِ وَلِلْمَرْاَةِ عَادَةٌ مَعْرُوْفَةٌ رُدَّتْ اِلٰى اَيَّامِ عَادَتِهَا وَالزَّائِدَةُ اِسْتِحَاضَةٌ لِاَنَّ الزَّائِدَ عَلَى الْعَادَةِ اِتَّصَلَ بِدَمِ الْحَيْضِ وَبِدَمِ الْاِسْتِحَاضَةِ فَاحْتَمَلَ الْاَمْرَيْنِ جَمِيْعًا فَلَوْ حَكَمْنَا بِنَقْضِ الْعَادَةِ لَزِمَنَا الْعَمَلُ بِلَا دَلِيْلٍ۔

اسی اصول کی بنیاد پر ہمارے گمان میں مجہول النسب آدمی کے متعلق اگر کوئی غلام ہونے کا دعویٰ کر دے پھر اس ضمن میں کسی جرم کا ارتکاب کرلے (مجہول النسب) شخص پر آزاد آدمی کا تاوان نہیں ہوگا کیونکہ آزاد شخص کی چٹی واجب کرنا کسی چیز کو لازم کرنا ہے اس لیے یہ کسی دلیل کے بغیر ثابت نہ ہوگا اسی بنیاد پر ہمارا موقف ہے کہ جب دم حیض دس روز سے بڑھ جائے جبکہ خاتون کا معمول کچھ اور رہا ہو تو اس کے معمول کو معیار ٹھہرایا جائے

گا۔ (مثلاً پانچ یا سات دن جو اس کی پہلی روٹین ہے اتنے دن حیض کے شمار ہوں گے) اور زائد ایام استحاضہ کے قرار دیے جائیں گے کیونکہ معمول سے زیادہ خون دم حیض سے متصل ہو گا اور ابتدا میں استحاضہ سے متصل ہو گیا ہے۔ اب اس میں دونوں صورتوں کا احتمال موجود ہے (حیض یا استحاضہ) چنانچہ اگر عادت اور معمول کے خلاف فیصلہ دیں تو گویا ہم نے کسی دلیل کے بغیر عمل کو لازم کر دیا۔ (یہ غیر معقول ہے)

وَ كَذٰلِكَ إِذَا ابْتَدَأَتْ مَعَ الْبُلُوْغِ مُسْتَحَاضَةً فَحَيْضُهَا عَشَرَةُ أَيَّامٍ لِأَنَّ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ تَحْتَمِلُ الْحَيْضَ وَالْإِسْتِحَاضَةَ فَلَوْ حَكَمْنَا بِارْتِفَاعِ الْحَيْضِ لَزِمْنَا الْعَمَلَ بِلَا دَلِيْلٍ بِخِلَافِ مَا بَعْدَ الْعَشَرَةِ لِقِيَامِ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ الْحَيْضَ لَا تَزِيْدُ عَلَى الْعَشَرَةِ۔

اسی طرح اگر ایک خاتون کو ابتدائے بلوغت ہی سے استحاضہ کا خون شروع ہو گیا تو اس میں ہم کہیں گے کہ اس کے ابتدائی دس روز ہم حیض کا خون شمار کریں گے کیونکہ دس دنوں سے کم میں حیض اور استحاضہ دونوں میں امکان ہو سکتا ہے لہٰذا اگر ہم اختتام حیض کا فیصلہ دیں تو گویا ہم نے بغیر دلیل کے عمل کو لازم ٹھہرا دیا جبکہ اس کے مخالف دس دنوں کے بعد استحاضہ قرار دینے کی شکل اس سے مختلف ہے کیونکہ وہاں یہ دلیل موجود ہے کہ ایام حیض دس سے زائد نہیں ہوتے کسی امر کے لازم کرنے کی بجائے حکم کو زائل کرنے میں استصحاب کی حجت ہونے کی ایک دلیل مسئلہ مفقود الخبر ہے کہ دوسرے لوگ اس کی میراث کے وارث نہیں بن سکتے بلکہ اس کی گمشدگی کی صورت میں اس کا وارث نہیں ہو گا۔ لہٰذا بغیر دلیل کے حق مانگنا زائل ہو گیا ہے لیکن بغیر دلیل کے استحقاق ثابت نہ ہوا۔

وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنْ لَا دَلِيْلَ فِيْهِ إِلَّا حُجَّةٌ لِلدَّفْعِ دُوْنَ الْإِلْزَامِ مَسْأَلَةُ الْمَفْقُوْدِ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَحِقُّ غَيْرُهُ مِيْرَاثَهُ وَلَوْ مَاتَ مِنْ أَقَارِبِهِ حَالَ فَقْدِهِ لَا يَرِثُ هُوَ مِنْهُ فَانْدَفَعَ اِسْتِحْقَاقُ الْغَيْرِهِ بِلَا دَلِيْلٍ وَلَمْ يَثْبُتْ لَهُ الْإِسْتِحْقَاقُ بِلَا دَلِيْلٍ۔

فَإِنْ قِيْلَ قَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ أَنَّهُ قَالَ لَا خُمُسَ فِي الْعَنْبَرِ لِأَنَّ الْأَثَرَ لَمْ

يَرِدْ بِهٖ وَهُوَ التَّمَسُّكُ بِعَدَمِ الدَّلِيْلِ قُلْنَا اِنَّمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ فِيْ بَيَانِ عُذْرِهٖ فِيْ اَنَّهٗ لَمْ يَقُلْ بِالْخُمُسِ فِي الْعَنْبَرِ وَلِهٰذَا رُوِيَ اَنَّ مُحَمَّدًا سَأَلَهٗ عَنِ الْخُمُسِ فِي الْعَنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ الْعَنْبَرِ لَا خُمُسَ فِيْهِ قَالَ لِاَنَّهٗ كَالسَّمَكِ فَقَالَ فَمَا بَالُ السَّمَكِ لَا خُمُسَ فِيْهِ قَالَ لِاَنَّهٗ كَالْمَاءِ وَلَا خُمُسَ فِيْهِ۔

چنانچہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ امام ابو حنیفہؒ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عنبر میں خمس نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق کوئی حدیث نہیں آئی تو یہ عدم دلیل تمسک کرنے کے برابر ہے۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ انہوں نے دلیل کی غیر موجودگی کی وجہ سے اس کے واجب نہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ (یعنی انہوں نے ثابت نہیں کیا بلکہ اس کے وجوب کو ساقط کیا ہے) امام محمدؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے عنبر خمس کے متعلق دریافت کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ عنبر کے بارے میں کیا کہتے ہو اس میں خمس کا وجوب نہیں ہوگا۔ آپ نے یہ اس لیے فرمایا کیونکہ مچھلی کی مانند ہے۔ امام محمدؒ نے دریافت کیا کہ مچھلی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ اس میں خمس واجب ہی نہیں تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا مچھلی پانی میں رہنے کی وجہ سے پانی کی طرح ہے جبکہ پانی میں خمس نہیں ہے۔

مشقی سوالات

۳۲۶۔ موانع کی اقسام کون سی ہیں؟ نیز موانع کی تعریف لکھیں۔

۳۲۷۔ موانع کی مثالیں ذکر کریں۔

۳۲۸۔ فرض کی شرعی تعریف کریں۔

۳۲۹۔ وجوب کی تعریف کریں۔

۳۳۰۔ سنت کی تعریف کریں

۳۳۱۔ عزیمت کی تعریف لغوی و شرعی لکھیں۔

۳۳۲۔ رخصت کی تعریف کریں۔

۳۳۳۔ رخصت کی دو اقسام کی تعریف کریں۔

۳۳۴۔ بلا دلیل حجت قائم کرنے کی صورتیں لکھیں۔

۳۳۵۔ جب کسی حکم کی علت منحصر ہو تو پھر کیا معاملہ ہوگا؟

۳۳۶۔ استصحاب سے دلیل پکڑنے کا کون سا طریقہ ہے؟

۳۳۷۔ مفقود الخبر کے متعلق کیا فیصلہ ہے؟

۳۳۸۔ کیا عنبر میں خمس ہے؟ اس مسئلہ کے بارے میں فقہاء احناف کا موقف نوٹ کریں۔

☆☆☆

قال الله تعالیٰ ﴿ونزلنا علیك الكتب تبیانا لكل شيء﴾ النحل ۸۹

مباحث في علوم القرآن (اردو)

مناع القطان

ترجمہ
مولانا عبد اللہ سرور حفظہ اللہ

نظر ثانی و تسہیل
حافظ عبد الخبیر اویسی حفظہ اللہ

ناشر
مکتبہ محمدیہ الشور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الوجیز

فی

اصول الفقہ

الدکتور عبدالکریم زیدان

المحامی والاستاذ المتمرس فی جامعۃ البغداد

مترجمین

حافظ محمد شعیب
(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

حافظ محمد اسلم شاہدروی
(مترجم کتب کثیرہ)

ناشر

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ و تفسیر منتخب سورتیں

فتح القدیر

الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر

النُّور - الأحزاب - مُحمّد - الفتح - الحُجُرٰت

تالیف

امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا عبد الکریم ثاقب حفظہ اللہ

ناشر

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982

بسم الله الرحمن الرحیم

اَلنَّحْوُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ

ہدایۃ النحو کی مکمل عام فہم اور جدید اسلوب میں آسان ترین شرح

عُدۃ النّحو

اردو شرح

هِدَايَةُ النَّحْو جدید

ابو حیان محمد بن یوسف بن علی الاندلسی

شارح
مولانا مقصود احمد سلفی حفظہ اللہ

نظرثانی و تسہیل
حافظ ابوبکر ظفر حفظہ اللہ

خصوصیات

مکمل عربی عبارت اعراب کے ساتھ • عبارت کی مکمل تشریح
عام فہم سلیس ترجمہ • حل تمرینات • حل سوالات وفاق المدارس السلفیہ

ناشر
مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161





مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

Mob.: 0300 - 4826023, 0334 - 4842982

E-mail: maktabahmuhammadia@gmail.com